زکوٰۃ کے مسائل
کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتا جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

زکوٰۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتا جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

نام کتاب .... زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف .... مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

تخریج .... مفتی نجم الاسلام بنگرامی

سنہ اشاعت .... طبع اول: ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶ء

سرورق .... لومنر گرافکس اردو بازار کراچی

طباعت .... البرکۃ کراچی فون: 2727479

ناشر بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ 74400

فون: 021-2771568 موبائل: 0333-3136872

ملنے کے دیگر پتے

ادارۃ الانور، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون 021-4914596

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی۔ فون 021-2681361

اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی۔ فون 021-4927159

کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک: ۲، کراچی 021-4992176

مکتبہ البخاری، صابری پارک، لیاری، کراچی۔ فون 021-2520385

مکتبہ ال [illegible] ی دوکان نمبر 2 سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی۔ موبائل 0320-5015764

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر
❖ ڈائمنڈ	۱۷۶
❖ ڈرافٹ سے زکوۃ بھیجنا	۱۷۷
❖ ڈرافٹ کا خرچہ زکوۃ سے کرنا	۱۷۸
❖ ڈرائی کلین	۱۷۸
❖ ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے	۱۷۹
❖ ڈیری فارم	۱۷۹
❖ ڈیزل	۱۸۰
❖ ڈیکوریشن پر زکوۃ	۱۸۰
(ذ)	
❖ ذاتی استعمال	۱۸۰
❖ ذاتی مکان	۱۸۱
(ر)	
❖ راستہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا	۱۸۱
❖ ردی چیز زکوۃ میں دینا	۱۸۲
❖ رسالہ جاری کرانا زکوۃ کی رقم سے	۱۸۲
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دینا	۱۸۳
❖ رشتہ دار مسکین کو زکوۃ دینا	۱۸۳
❖ رشوت کے مال پر زکوۃ	۱۸۴
❖ رضاعی اولاد کو زکوۃ دینا	۱۸۵

عنوان	صفحہ نمبر

(ن)

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری مدظلہ

استاد حدیث و نائب رئیس دارالافتاء، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

ترمذی شریف کی روایت ہے، مثل امتی مثل المطر لایدری أوله خير أم آخره یعنی میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں معلوم کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔

جس طرح خشک سالی موسم میں بارش کا ہر قطرہ زمین کی زرخیزی کھیتوں کی ہریالی اور باغوں کی شادابی کے لئے مفید ہے اسی طرح دین وشریعت کے حساب سے اس امت کے اگلے پچھلے سلف وخلف سمیت پوری امت اچھی ہے، وجہ یہ ہے کہ یہ امت امت مرحومہ ہے اس امت کا کوئی دور خیر سے خالی نہیں ہوسکتا۔

دوراول کی بزرگ ہستیوں کو اگر صحابیت ورفاقت، مدد وحمایت تبلیغ ودعوت، اعانت وتقویت کا شرف حاصل ہے تو بعد کے امتیوں نے نبوت، رسالت کو جوں کا توں تسلیم کیا، دین کو استحکام ورواج بخشا اور چاردانگ عالم میں اس کا پرچار کیا۔

مجتہدین کرام کو شریعت کی تدوین وتاسیس کا شرف حاصل ہے تو متأخرین کو تسہیل وترتیب، تہذیب وتنقیح اور توسیع، تاکید وتلخیص کی فضیلت حاصل ہے، لیکن مجموعی فضیلت اسلاف کو حاصل ہے جو برکت اور نورانیت ان کے علوم میں ہے وہ بعد میں

آنے والوں کے علوم میں نہیں، آج کے علماء کا امت پر یہی بڑا احسان ہوگا کہ وہ اسلاف کے علمی جواہر پاروں کو امت کے سامنے ان کے مزاج اور ذوق کے مطابق پیش کر دیں، رفیق محترم مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی مدظلہ نے کچھ عرصے سے یہی سلسلہ شروع کر رکھا ہے موصوف محترم نے فقہی مسائل کو حروف تہجی کے حساب سے آسان اور سہل انداز میں ترتیب دیا ہے، اس سے پہلے وہ روزے کے مسائل اسی ترتیب سے شائع کر چکے ہیں جو بہت مقبول ہوئے، اب انہوں نے اسی ترتیب پر بقیہ ابواب کو ترتیب دینا شروع کیا ہے، فی الحال زکوۃ کے مسائل پیش نظر ہیں، مجھے امید ہے کہ آنجناب معاملات کے مسائل بھی زیر بحث لائیں گے، اللہ تبارک وتعالی ان کی سعی کو قبول فرمائیں اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

مفتی محمد عبدالمجید دین پوری

استاد حدیث ونائب رئیس دارالافتاء

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱۴۲۷/۴/۷ھ۔۶۔۵۔۲۰۰۶ء

عرض مؤلف

زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، صاحب نصاب لوگوں کے لئے سالانہ ڈھائی فیصد بطور زکوۃ نکالنا فرض ہے، زکوۃ نکالنے سے باقی ساڑے ستانوے فیصد مال پاک ہو جاتا ہے اور اللہ کی طرف سے اس مال کی حفاظت ہوتی ہے اور غریبوں کا گھر آباد رہتا ہے اور ان کے دلوں سے دعائیں نکلتی ہیں، اور فرشتے بھی ایسے لوگوں کے مالوں میں اضافہ ہونے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اور زکوۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہو جاتا ہے، کبھی آگ لگ جاتی ہے، کبھی ڈاکہ پڑتا ہے، کبھی چوری ہو جاتی ہے، کبھی کہیں رکھ کر بھول جاتا ہے، کبھی سیلاب کی نذر ہو جاتا ہے، کبھی زلزلہ میں تباہ و برباد ہو جاتا ہے، کبھی ایسے لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، اور کبھی مال میں بے برکتی پیدا ہو جاتی ہے، اور ایسے لوگوں کے مال تباہ و برباد ہونے کیلئے آسمان کے فرشتے بددعا کرتے ہیں اور آسمان سے بارش بند ہو جاتی ہے قحط پڑتا ہے جانور کیا انسان تک ہلاک ہو جاتے ہیں، اکثر ایسے لوگ یا ان کی اولاد ایک نہ ایک دن غریب وفقیر بن کر در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

اور آخرت کا عذاب الگ ہے، کسی کا مال زہریلا سانپ بن کر اس کو کاٹے گا کسی کے مال کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس کے جسم کو داغا جائے گا اس میں سستی وغفلت دنیا آخرت دونوں اعتبار سے تباہی اور بربادی ہے، اور مسائل کا علم نہ ہونے کی وجہ سے عمل کرنا مشکل ہوتا ہے، ساتھ ساتھ وقت اور فرصت نہ ہونے کی وجہ سے بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی دشوار ہوتا ہے، اس لئے بندہ نے زکوۃ کے ضروری ضروری مسائل کو حروف تہجی کی ترتیب سے آسان الفاظ میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ مسائل نکالنے اور سمجھنے میں دشواری نہ ہو، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور آخرت میں نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بنائیں۔ آمین

محمد انعام الحق قاسمی

استاذ و مفتی جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی/۵

۵/۴/۱۴۲۷ھ۔۴۔۵۔۲۰۰۶ء

(الف)

آب پاشی میں اکثریت کا اعتبار ہے

اگر کسی زمین کی آب پاشی کچھ بارش کے پانی اور کچھ کنویں کے پانی وغیرہ سے ہوتو اس میں اکثر کا اعتبار کیا جائے گا، اگر بارش کے پانی سے زیادہ سیراب کیا گیا ہے تو دسواں حصہ، اور اگر کنویں وغیرہ کے پانی سے زیادہ سیراب کیا گیا تو بیسواں حصہ عشر ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر دونوں برابر ہیں تو آدھی پیداوار کا دسواں حصہ اور آدھی پیداوار کا بیسواں حصہ عشر دینا لازم ہوگا۔(۱)

آسمانی فیصلہ

انسان کی مادی ضرورتوں کا تعلق مادی چیزوں سے ہے اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ مادی اسباب ووسائل تمام انسانوں میں برابر تقسیم نہ کئے جائیں بلکہ کچھ لوگوں کو زندگی کے وسائل اور اسباب معاش اس قدر فراوانی سے دیئے جائیں کہ ان کی ضروریات زندگی سے بہت زیادہ ہوں اور کچھ لوگوں کو اسباب معاش میں سے اتنا کم حصہ ملے کہ وہ اپنی روزانہ ضروریات بھی آسانی سے پوری نہ کرسکیں، قرآن مجید میں ہے:

نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا (سورة زخرف، آیت نمبر: ۳۲)

ترجمہ: ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے اسباب معاش ان کے درمیان تقسیم کردیئے

---

(۱) وما سقته السماء أوسقى سيحا ففيه العشر، ومايسقى بغرب أودالية أوسانية ففيه نصف العشرواذا سقى فى بعض السنة سيحا وفى بعضها بآلة فالمعتبرهوالأغلب .(الفتاوى التاتارخانية ج:۲ص:۳۲۶ كتاب العشر) شامى ج:۲ص:۳۲۸ ايج ايم سعيد كمپنى، هنديه ج:۱ص:۱۸۶ الباب السادس فى زكاة الزرع والثمارط:رشيديه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸ باب العشرط:ايج ايم سعيد)

ہیں اور بعض کو بعض پر بدرجہا فائق بنایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا تابعدار بنالیتا ہے۔

دنیا کا نظم ونسق قائم رکھنے اور توازن برقرار رکھنے کیلئے یہ تفاوت ضروری ہے ورنہ نظام عالم درہم برہم ہوجائے گا۔

لیکن اللہ تعالی نے مالدار اور غریبوں میں تفاوت کر کے فریقین کو ان کے حال پر آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اللہ تعالی نے یہ حکم دیا کہ:

وفی أموالهم حق معلوم للسآئل والمحروم.

(سورة المعارج ، آیت نمبر : ٢٤)

ترجمہ: ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم لوگوں کے لئے حصہ مقرر ہے۔

یعنی مالداروں کے مالوں میں فقیروں اور غریبوں کا حصہ مقرر ہے، جو مالدار فقیروں کا حصہ ان کو نہیں دیتا وہ غاصب اور ظالم ہے۔

آمدنی کافی ہے لیکن مقروض ہے

اگر کسی آدمی کی آمدنی کافی ہے، لیکن وہ مقروض ہے، اور خرچہ زیادہ ہونے کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہیں، تو اس کو قرض ادا کرنے کیلئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔(۱)

آمدنی کم ہے

اگر کسی آدمی کی آمدنی مثلاً پانچ ہزار (۵۰۰۰) ہے، اور اپنا گھر بھی ہے، لیکن خرچ پانچ ہزار سے زیادہ ہے، تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔(۲)

(۱) ومديون لايملك نصابا فاضلا عن دينه .(تنويرالابصارمع رد المحتار، كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳٤۳ط:سعيد . وكذا فى الفتاوى الهندية كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۸ ،رشيديه، البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۱ باب المصرف ط: سعيد)

(۲) والحاصل ان النصاب قسمان موجب للزكاة وهوالنامى الخالى عن الدين وغيرموجب لها وهوغيره فإن كان مستغرقا بالحاجة لمالكه اباح اخذها والاحرمه (ردالمحتار كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳۳۹،ط:ايچ ايم سعيد)

آمدنی معقول ہے

☆...... جس شخص کی ماہوار آمدنی معقول ہے، لیکن سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار جمع نہیں رہتی، اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، ایسے شخص کو زکوۃ یا صدقہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے۔(۱)

☆...... جس شخص کی ماہوار آمدنی معقول ہے، اور سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار رقم جمع رہتی ہے تو وہ صاحبِ نصاب ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۲)

اجارہ کی زمین پر زکوۃ

اگر زمین اجارہ پر لی گئی ہے، اور ہر سال کی اجرت معین کر کے، چند سال کی اجرت پیشگی ادا کر دی ہے تو یہ درست ہے، اور اجرت ادا کرنے والے پر اس رقم کی زکوۃ دینا واجب نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) ومنها كون المال فاضلا عن الحاجة الاصلية لان به يتحقق الغناء ومعنى النعمة و هوالتنعم وبه يحصل الاداء عن طيب النفس اذا المال المحتاج اليه حاجة اصلية لايكون صاحبه غنيا عنه ولايكون نعمة .(بدائع الصنائع ،كتاب الزكاة ،فصل واما الشرائط التي ترجع الى المال ج۲ص:۹۱ط:داراحياء التراث العربى ،بيروت،هنديه ج:۱ص:۱۷۳ كتاب الزكاة ط:رشيديه، كوئٹه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶ كتاب الزكاة ط:سعيد ودرمع الرد ج:۲ص:۲۶۲ كتاب الزكاة ط:سعيد)

(۲) ولايجوزدفع الزكاة الى من يملك نصابا اى مال كان دنانيراودراهم اوسوائم أوعروضا للتجارة أولغيرالتجارة فاضلا عن حاجته فى جميع السنة .(الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكاة الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۹، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۴ باب المصرف ط:سعيد)

(۳) فتاوى دارالعلوم ديوبندج:۶ص:۳۳۳دارالاشاعت،نظيره : فيجب الأجرلدارقبضت ولم تسكن لوجود تمكنه من الانتفاع ،وهذا اذا كانت الاجارة صحيحة. الدرالمختارشامى ج:۶ص:۱۱)

وفى المحيط معزيا الى الجامع :رجل له الف درهم لامال له غيرها استاجربها دارا عشر سنين لكل سنة مائة ، فدفع الالف ولم يسكنها حتى مضت السنون والدارفى يد الآجرزكى =

اجازت کے بغیر زکوۃ ادا کردی

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی اجازت کے بغیر اس کی زکوۃ اپنی طرف سے ادا کردی تو دوسرے آدمی کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اگر وہ بعد میں اجازت بھی دیدے تب بھی درست نہیں، اور جتنی رقم اس کی طرف سے دی ہے اس کو بھی وصول کرنے کا حق نہیں کیونکہ اس میں دوسرے آدمی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ (۱)

اجازت لیکر زکوۃ ادا کردی

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی زکوۃ اسکی اجازت یا حکم سے ادا کردی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

اجرت کی رقم

''مزدوری'' کے لفظ کو دیکھیں دونوں کا حکم برابر ہے۔

اختتام سال

چاند کے حساب سے سال ختم ہونے پر صاحب نصاب آدمی کے پاس جتنا مال ہوگا اس پر زکوۃ واجب ہوگی، مثلاً کسی صاحب نصاب آدمی کا سال یکم محرم سے شروع

= الآجر فی السنة الأولی عن تسعمائة ،لأنه ملك الالف بالتعجیل.(البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۳)

(۱) ولوتصدق عن غیره بغیرامره فان تصدق بمال نفسه جازت الصدقة عن نفسه ولاتجوز عن غیره وان اجازه ورضی به .(بدائع الصنائع ،کتاب الزکاة فصل واما شرائط الرکن ج:۲ ص:۴۱ ،ط:سعید ردالمحتار ج۲ ص:۲۶۹ ط:سعید.البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۰ط: سعید)

(۲) ان الزکوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدی إلا باختیار من علیه اما بمباشرته بنفسه أوبأمره ، وإنابته غیره ، فیقوم النائب مقامه ، فیصیرهومؤدیا بیدالنائب ، (بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳ ایچ ایم سعید ،البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۰ کتاب الزکاة ط:سعید درمع ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۸ط:سعید)

ہوتا ہے، تو اگلے سال یکم محرم کو اس کا سال مکمل ہوگا اس وقت اس کے پاس جتنا مال ہوگا اس پر زکوۃ ادا کرے۔(۱)

اور سال کے دوران جو مال آتا رہا اس پر سال گذرنے کا حساب الگ سے نہیں لگایا جائے گا، بلکہ جب اصل نصاب پر سال پورا ہوگا تو سال کے اختتام پر جس قدر بھی سرمایہ ہوگا، اس پورے سرمایہ پر زکوۃ واجب ہو جائے گی۔ خواہ اسکے کچھ حصوں پر سال پورا نہ ہوا ہو۔

مثلاً کسی ''صاحب نصاب'' آدمی کی ملکیت میں سال کے شروع میں پانچ لاکھ کی رقم تھی اور سال کے اختتام کے وقت دس لاکھ کی رقم ہوگئی تو دس لاکھ کی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکال کر ادا کرنا لازم ہوگا صرف پانچ لاکھ سے زکوۃ نکالنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔

اگر سال کے شروع میں پانچ لاکھ کی رقم تھی لیکن گیارہویں مہینے میں مزید پانچ لاکھ کی رقم آگئی تو کل دس لاکھ پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ گیارہویں مہینے میں آنے والی رقم پر تو پورا سال نہیں گذرا لہذا مزید گیارہ مہینے گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرے یہ درست نہیں بلکہ شروع سال کے پانچ لاکھ پر سال پورا ہونے کی وجہ سے گویا کہ گیارہویں مہینے میں آنے والی رقم پر بھی سال پورا ہو گیا اور سب پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

---

(۱) وفی القنية العبرة فی الزكاة للحول القمری .(البحرالرائق ،كتاب الزكاة ج:۲ ص:۲۰۳، هنديه ج:۱ ص:۱۷۵ ط:رشيديه كوئٹه ،ردالمحتارج:۲ ص:۲۵۹ كتاب الزكاة ط:سعيد)

(۲) والمستفاد ولوبهبة اوارث وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه فيزكيه بحول الاصل. قوله الى النصاب قيد به لانه لوكان النصاب ناقصا وكمل بالمستفاد فان الحول ينعقد عليه عند الكمال .(الفتاوى الشامية ،كتاب الزكاة باب زكوة الغنم ج:۲ ص:۲۸۸ ط:سعيد البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ فصل فی الغنم ط:سعيد هنديه ج:۱ص:۱۷۵ ط: رشيديه كويٹه بدائع ج:۲ ص:۱۳ فصل اماالشرائط التی ترجع الى المال ط:سعيد)

اخراجات کے پیسے

☆......سالانہ یا ماہانہ اخراجات کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔(۱)

☆......اخراجات سے زائد رقم اگر نصاب کے برابر ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

ادائیگی زکوۃ کی شرطیں

☆......زکوۃ کی رقم، چیز یا مال مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت ہو یعنی دل میں یہ نیت اور ارادہ ہو کہ میں زکوۃ ادا کر رہا ہوں۔(۳)

یا زکوۃ کی نیت سے رقم، چیز یا مال کو الگ کیا گیا ہو، چاہے مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت نہ بھی ہو تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

☆......اگر کسی مالدار آدمی نے فقیر کو رقم وغیرہ دیتے وقت زکوۃ کی نیت نہیں کی اور پہلے سے رقم وغیرہ کو زکوۃ کی نیت سے الگ بھی نہیں کیا تو بعد میں نیت کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

ہاں اگر دی ہوئی رقم فقیر کے پاس موجود ہے اب تک خرچ نہیں کی اور رقم دینے

---

(۱) وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم وفسرها فی شرح المجمع لابن الملك بمايدفع الهلاك عن الانسان تحقيقا اوتقديرا فالثانی كا لدين والاول كالنفقة ،(البحرالرائق ،كتاب الزكاة ج:٢ص:٢٠٦،درمع الردج:٢ص:٢٦٢ ط: سعيد، هنديه ج:١ص:١٧٣ ط:رشيديه ،بدائع ج:٢ص:١١ ط:سعيد)

(٢) وشرط وجوبها العقل والبلوغ والاسلام والحرية وملك نصاب حولی فارغ عن الدين و حوائجه الاصلية نام ولوتقديرا .(البحرالرائق، كتاب الزكاةج:٢ص:٢٠٢ الدرالمختارمع الرد ج:٢ص:٢٥٨ ط:سعيد ،هنديه ج:١ص:١٧٣ ط:سعيد بدائع:٢ ص:١١ ط:سعيد)

(٣ ـ ٤) واماشرط ادائها فنية مقارنة للاداء أولعزل ماوجب .(عالمگيری ج:١ص:١٧٠ كتاب الزكاة ،بدائع الصنائع ج:٢ص:٤٠ شامی ج:٢ص:٢٦٨،البحرالرائق ج:٢ص:٢١٠ ط:سعيد)

والے نے دل میں زکوۃ کی نیت کی تو نیت صحیح ہو جائے گی اور زکوۃ ادا ہو جائے گی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اور اگر فقیر نے وہ رقم خرچ کردی تو اب زکوۃ کی نیت درست نہیں ہوگی، رقم دینے والے کے لیے دوبارہ زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی آدمی نے زکوۃ کی نیت سے رقم الگ کر کے کسی وکیل کو دیدی تو وکیل کے لئے زکوۃ تقسیم کرتے وقت زکوۃ کی نیت کرنا لازم نہیں ہوگا چاہے وکیل زکوۃ کی نیت کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......زکوۃ کی رقم یا مال جس مستحق کو دیا جائے اس کو بلاعوض مالک بنا کر قبضہ میں دینا ضروری ہے۔(۳)

☆......بلاعوض مالک بنا کر زکوۃ نہ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی مثلا تنخواہ میں زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) وإذا دفع إلى الفقير بلانية ثم نواه عن الزكاة ،فان كان المال قائما في يد الفقراء أجزأه وإلا فلا،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱).

(۲) والمعتبر في الدفع نية الآمر حتى لو دفع خمسة الى رجل وامره ان يدفعها الى الفقير عن زكاة ماله فدفع ولم تحضره النية عند الدفع جاز لان النية انما تعتبر من المؤدى والمؤدى هو الآمر في الحقيقة .(بدائع الصنائع ،كتاب الزكاة فصل واما شرائط الركن ج:۲ص:۴۰ ط: سعيد ،البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۰ ط:سعيد).وتعتبر نية الموكل في الزكاة دون الوكيل ، (عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱ ردالمحتار ج:۲ص:۲۶۹ ط:سعيد)

(۳) هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،(البحر الرائق ،كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۱ ط:سعيد ،هنديه ج:۱ص:۱۷۰ ط:رشيديه درمع الردج:۲ص؛۲۵۷،۲۵۸،ط:سعيد)

(٤) دفع الزكاة الى صبيان اقاربه برسم عيد أو إلى مبشر أومهدى الباكوة جاز إلا اذا نص على التعويض .قوله الا اذا نص على التعويض ......اذا نص على التعويض يصير عقد معاوضة . (فتاوى شامي ،كتاب الزكاة ،قبيل باب صدقة الفطرج:۲ص:۳۵۶ ط:سعيد. عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،ط:رشيديه ،تاتارخانية ج:۲ص:۲۷۸،من توضع الزكاة فيه، ادارة القرآن)

☆......اگر فقیروں کو اپنے گھر میں بلا کر کھانا کھلائیں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی ہاں اگر کھانا فقیروں کو دے کر اختیار دیدیں جو چاہیں کریں، جہاں چاہیں کھائیں اور زکوۃ کی نیت کرے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆...... نصاب کا مال اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو، جو مال اپنی اصلی ضرورتوں کے لئے ہو اس پر زکوۃ فرض نہیں، پہننے کے کپڑے، رہنے کا گھر، اور سواری کی گاڑی اور گھر کے استعمال کے فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، استری، صوفے، الماری، مطالعہ کی کتب، وہ دکان اور آفس جس میں بیٹھ کر تجارت کرتا ہے، اسکی چار دیواری زمین اور صوفے وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......مال اپنے یا اپنے وکیل کے قبضے میں ہو۔(۳)

☆......اس مال میں کوئی دوسرا حق نہ ہو مثلاً عشر یا خراج واجب نہ ہو۔(۴)

---

(۱)فلو اطعم يتيما ناويا الزكوة لايجزيه الاإذا دفع اليه المطعوم كما لو كساه بشرط ان يعقل القبض .(الدرالمختارمع ردالمحتار،كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۵۷ . ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة ، درمختارشامي :ج:۲ص:۳۴٤ البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،۲٤۳،بدائع ج:۲ص:۳۹)

(۲) قوله وملك نصاب حولى فارغ عن الدين وحوائجه الاصلية نام ولوتقديرا .... وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم وفسرها فى شرح المجمع لابن الملك بمايدفع الهلاك عن الانسان تحقيقا اوتقديرا فالثانى كالدين والاول كالنفقة ودورالسكنى وآلات الحرب والثياب المحتاج اليها لدفع الحر اوالبرد و كالآت الحرفة وأثاث المنزل ودواب الركوب وكتب العلم لاهلها .(البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۲تا۲۰٦،ردالمحتارج۲ص:۲٦۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۳ ط:رشيديه)

(۳) لان يد نائبه كيده كذا فى معراج الدراية ،البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۳) (ومنها الملك التام) وهومااجتمع فيه الملك واليد ، واما إذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض ، أووجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لاتجب فيه الزكاة .عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۲،بدائع ج:۲ص:۹،سعيد ردالمحتارج:۲ص:۲۵۹ط : سعيد)

(٤) (فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد) سواء كان لله كزكاة وخراج ،الدرالمختاروفى الشامية :(قوله وخراج)فى البدائع :وقالوا دين الخراج يمنع وجوب الزكاة لأنه يطالب به ، وكذا إذا صارالعشردينا فى الذمة ،بأن أتلف الطعام العشرى صاحبه الخ شامى ج:۲ ص:۲٦۱، هنديه ج:۱ص:۱۷۳ ط:رشيديه)

ادویات پر زکوۃ

☆......دکان میں موجود ادویات پر زکوۃ لازم ہے۔(۱)

☆......اور ادویات کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو زکوۃ نکالتے وقت بازار میں ان کی قیمت ہے، اسی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ دی جائے گی۔(۲)

☆......ادویات کی دکان میں ادویات کی قیمت اور آمدنی دونوں سے زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۳)

☆......اندازہ سے زکوۃ نکالنا کافی نہیں پورا حساب کر کے زکوۃ نکالے ورنہ زکوۃ باقی رہ جانے کی صورت میں آخرت میں گرفت ہوگی اور آخرت میں حساب و کتاب اندازہ سے نہیں ہوگا ایک ایک پیسے کا حساب ہوگا۔(۴)

ادھار کی رقم پر زکوۃ

اگر ادھار کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو وصول ہونے کے بعد

---

(۱) الزکوة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكاة الباب الثالث الفصل الثانى فى العروض ج:۱ ص:۱۷۹ ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰ ،فصل فى اموال التجارة ط:سعيد. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸ باب زكاة المال ط:سعيد.ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۸ باب زكاة المال)

(۲) (قوله وهو الأصح)أى كون المعتبر فى السوائم يوم الاداء اجماعا هو الأصح فإنه ذكر فى البدائع أنه قيل أن المعتبر عنده فيها يوم الوجوب ، وقيل يوم الأداء ،وفى المحيط :يعتبر يوم الاداء بالاجماع وهو الأصح ، فهو تصحيح للقول الثانى الموافق لقولهما،وعليه فاعتبار يوم الاداء يكون متفقا عليه عنده وعندهما شامى ج:۲ ص:۲۸٦ البحر ج:۲ ص:۲۲۱ فصل فى الغنم بدائع ج:۲ ص:۲۲ ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص:۱۸۰)

(۳) والمستفاد ولو بهبة أوارث وسط الحول يضم إلى نصاب من جنسه فيزكيه بحول الاصل ،شامى ج:۲ ص:۲۸۸)

(٤) تجب فى كل مائتى درهم خمسة دراهم وفى كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال الخ ، عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۸ ،البحر ج:۲ ص:۲۲۲ وردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۸، بدائع ج:۲/۱۳)

زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر ادھار کی رقم وصول ہونے میں چند سال کا عرصہ گذر گیا تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔ (۱)

استاذ کو زکوۃ دینا

اگر استاذ غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو شاگرد کے لئے استاذ کو زکوۃ دینا جائز ہے، محض استاذ اور شاگرد کا تعلق زکوۃ دینے کے لئے مانع نہیں ہے۔ بلکہ مستحق استاذ کو زکوۃ دینے کا ثواب زیادہ ملے گا تا کہ وہ بے فکر ہو کر کام کر سکے۔ (۲)

استعمال شدہ چیز کو زکوۃ میں دینا

اگر کوئی شخص استعمال شدہ چیز زکوۃ میں دینا چاہے تو اس قیمت کے حساب سے دینے کی گنجائش ہوگی جس قیمت پر وہ بازار میں فروخت ہوگی۔

مثلاً صاحب نصاب نے ایک قیمتی جوڑا خریدا ہے جس کی قیمت دس ہزار (۱۰،۰۰۰) تھی اب استعمال کے بعد اگر اس کو بازار میں فروخت کرے گا تو بازار والے دو ہزار (۲۰۰۰) روپے میں لیں گے تو دو ہزار قیمت کے حساب سے زکوۃ میں ادا کرنا درست ہوگا دس ہزار کے حساب سے نہیں۔ (۳)

---

(۱) اعلم ان الديون عند الامام ثلاثة قوى ومتوسط وضعيف فتجب زكاتها اذا تم نصابا و حال الحول لكن لافورا بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض .(الدرالمختار مع الشامية،كتاب الزكاة باب زكاة المال ج:۲ص:۳۰۵.بدائع ج:۲ص:۱۰:سعيد.هنديه ج:۱ ص:۱۷۵،:رشيديه. تجب زكاته لما مضى من السنين و الناس عنه غافلون ،شامى ج: ۲ ص: ۳۰۵ فوصل إلى ملكه لزم زكاة مامضى ،شامى ج:۲ ص:۲۶۷،البحرج:۲ص: ۲۰۹ ط: سعيد

(۲) التصدق على الفقير العالم افضل من التصدق على الجاهل كذا فى الزاهدى ،الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۷)

(۳) آپ کے مسائل ج:۳ص:۳۸۲، وجاز دفع القيمة فى زكاة وعشروخراج الخ شامى ج:۲ ص:۲۸۵.واداء القيمة مع وجود المنصوص عليه جائز عندنا .البحرج:۲ص:۲۲۱ ط: سعيد،هنديه ج:۱ص: ۱۸۰،الفصل الثانى فى العروض تتارخانيه ج:۲ص: ۲۴۲،ادارة القرآن)

استعمال کی چیز

☆......استعمال کی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے، مثلاً ریڈیو، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، موبائل، اور گاڑی وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں۔

البتہ سونا چاندی کے بنے ہوئے استعمال کے زیورات پر زکوۃ واجب ہے اگر نصاب کے برابر ہیں۔

لہذا استعمالی زیورات کا حکم دوسری استعمالی چیزوں سے مختلف ہے۔(۱)

☆...... برتن، ڈیزسیٹ، دیگ اور بڑے دیگچے، کپ پیالے وغیرہ جو استعمال کیلئے رکھے ہوئے ہیں خواہ ان کے استعمال کی نوبت کم ہی آتی ہو، ان پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

استعمال کی چیزوں میں تجارت کی نیت کی

اگر سونا چاندی کے علاوہ کوئی اور چیز اپنے استعمال کے واسطے لی تھی پھر تجارت اور اس کو فروخت کرنے کی نیت کی مگر فروخت نہیں ہوئی اور سال گزر گیا، تو اس پر زکوۃ نہیں، کیونکہ نیت وہ معتبر ہے جو چیز لیتے وقت دل میں ہوتی ہے، اور یہاں چیز لیتے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی، اس لئے یہ تجارت کا مال نہیں ہے، ہاں جب اس کی فروخت شروع کردے اس وقت سے تجارتی مال قرار پائے گا اور اس وقت کے بعد اگر یہ رقم سال بھر رہی، اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو اس پر زکوۃ

---

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة وكذا طعام اهله ومايتجمل به من الاوانى اذا لم يكن من الذهب والفضة .(الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكاة ،الباب الاول ج:١ ص:١٧٢ ،ردالمحتار ج:٢ص:٢٦٢ كتاب الزكاة ط:سعيد،البحرالرائق ج:٢ ص:٢٠٤، ط:سعيد.

(۲) ايضا

فرض ہوگی۔(۱)

استعمال کے جانور

☆......سواری کے گھوڑے، گھریلو ضرورت کے لیے دودھ دینے والے جانور اور زراعت کے بیلوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......بار برداری کے جانوروں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

اسٹیشنری

☆......اسٹیشنری کی دکان میں جو بھی مال فروخت کے لئے موجود ہوتا ہے، اگر اس کی مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو مال پر زکوۃ فرض ہوگی، اس کی قیمت فروخت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......دکاندار سال مکمل ہونے پر دکان میں موجود جملہ اشیاء فروخت کی (۵)

---

(۱) ولو اشتری عروضا للبذلة المحضة ثم نوی ان تکون للتجارة بعد ذلك لاتصير للتجارة مالم يبعها فيكون بدلها من التجارة .(بدائع الصنائع ، كتاب الزكاة فصل واما الشرائط التى ترجع الى المال ج:۲ص: ۹۴ط:بيروت ج:۲ص:۱۲سعيد.شامى ج:۲ص:۲۷۲)

(۲) لاشئ فى الخيل وهذا عندهما وهو المختار للفتوى الا ان تكون للتجارة الفتاوى الهنديه كتاب الزكاة الباب الثانى فى صدقة السوائم ،الفصل الخامس ج:۱ص:۱۷۸،ط:رشيديه ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۶،فصل فى الغنم ط:سعيد ردالمحتار ج:۲ص:۲۸۲، ط:سعيد بدائع ج:۲ص:۳۴فصل فى حكم الخيل ط:سعيد تتارخانيه ج:۲ص:۲۲۴ادارة القرآن) ومايطلب منها المنفعة دون اللبن كالحوامل والعوامل فليست بسائمة ،خلاصة الفتاوى كتاب الزكاة نوع منه ج:۱ص:۲۳۵ط:رشيديه، وتتارخانيه ج:۲ص:۲۲۴ادارة القرآن . وكذا فى البحرالرائق كتاب الزكوة باب صدقة السوائم ج:۲ص:۲۱۳ط:سعيد. وكذا فى الشامية كتاب الزكوة باب السائمة ج:۲ص:۲۷۶ط:سعيد)

(۳) بان ماكان للحمل والركوب فانه لاشئ فيه .البحر،كتاب الزكوة ،باب صدقة السوائم ج:۲ ص:۲۱۳،بدائع ج:۲ص:۳۰ فصل فى صفة نصاب السائمة ،شامى ج:۲ص:۲۷۶ط: سعيد)

(۵،۴) الزكوة واجبة فى عروض التجارة وفى المضمرات يريد بالعروض ماخلا الذهب والفضة و السوائم الفتاوى التاتارخانيه كتاب الزكوة الفصل الثالث فى بيان زكوة عروض التجارة.ج:۲ ص:۲۳۷) =

قیمت فروخت کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔

اسکول کا سامان زکوۃ سے خریدنا

زکوۃ کی رقم سے اسکول کا سامان خرید کردینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوگی۔(۱)

اسکول کی تعمیر میں زکوۃ لگانا

اسکول کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اسکول زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے، اگر کسی نے اسکول کی تعمیر میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنی لازم ہے۔(۲)

اشیاء کی شکل میں زکوۃ دینا

اشیاء کی شکل میں زکوۃ دینا جائز ہے مثلاً کپڑا، چاول، آٹا، دال، چینی، تیل اور دواءوغیرہ کی شکل میں زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

= الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب.(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹ الفصل الثاني في العروض، ردالمحتار ج:۲ ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط:سعيد البحر الرائق ج:۲ ص:۲۸ ط:سيعد)

(۱) فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي .فتاوى عالمگیری ،كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۰ ،رشيديه.البحر ج:۲ ص:۲۰۱، وشامي ج:۲ ص:۲۵۷،۲۵۸ط: سعيد

(۲) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة كمامر لايصرف الى بناء نحومسجد. الدر المختارمع رد المحتار كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۴ ،البحر ج:۲ ص:۲۴۳، باب المصرف بدائع ج:۲ ص:۳۹تتارخانيه ج:۲ ص:۲۷۲)

(۳) وجازدفع القيمة في زكاة وعشروخراج الخ الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲۸۵ .لوعال يتيما فجعل يكسوه ويطعمه وجعله من زكاة ماله، فالكسوة تجوزلوجودركنه وهوالتمليك واما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوزايضا لهذه العلة وان كان لم يدفع اليه ويأكل اليتيم لم يجزلانعدام الركن وهوالتمليك.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱شامي ج:۲ص:۳۵۵ .فلو أطعم يتيما ناويا الزكاة لايجزيه إلا اذا دفع اليه المطعوم كما لوكساه بشرط ان يعقل القبض =

البتہ نقد دینا زیادہ بہتر ہے تا کہ مستحق اپنی ضرورت کی چیز حسب ضرورت خرید سکے۔(۱)

اصل اور نفع

☆......زکوۃ اصل اور نفع دونوں پر واجب ہوتی ہے، صرف اصل پر نہیں، صرف نفع پر نہیں بلکہ دونوں کے مجموعہ پر لازم ہے۔(۲)

☆......سال گذرنے کے بعد اصل رقم منافع کے ساتھ ملا کر جتنی رقم بنتی ہے سب کے مجموعہ سے زکوۃ نکالنا واجب ہے۔(۳)

☆......سال کے درمیان میں جو نفع ہوا اور وہ آخر تک موجود بھی رہا تو اصل کے ساتھ منافع کو ملا کر مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۴)

افطاری میں زکوۃ دینا

☆......اگر افطار کرنے والے غریب ہیں زکوۃ لینے کے مستحق ہیں تو زکوۃ کی رقم سے افطاری کا انتظام کرنا جائز ہوگا البتہ تقسیم کی صورت یہ ہے کہ ہر آدمی کو سامان افطار

= (الدر المختار) وفی الشامیة (ما لو کساہ) ای کما یجزئه لو کساہ ج:۲ص:۲۵۷ .إذا کان یعول یتیما و یجعل مایکسوہ ویطعمه من زکاۃ ماله ،ففی الکسوۃ لاشك فی الجواز لوجود الرکن وهو التملیك الخ شامی ج:۲ص:۲۵۷)

(۱) ان أداء القیمة افضل من عین المنصوص علیه،وعلیه الفتوی.هندیه ج:۱ص:۱۹۲ الباب الثانی من صدقة الفطر ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۱ ط:سعید هندیه ج:۱ص:۱۸۰، تتارخانیة ج:۲ص:۲۴۲ ادارۃ القرآن)

(۴،۳،۲) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الی ماله وزکاہ سواء کان المستفاد من نمائه اولاوبای وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث اوهبة اوغیر ذلك ولوکان من غیرجنسه من کل وجه کالغنم مع الابل فانه لایضم .فتاوی عالمگیری ، کتاب الزکوۃ الباب الاول ج:۱ص:۱۷۵ ،رشیدیه. شامی ج:۲ص:۲۸۸،باب زکاۃ الغنم ط:سعید بدائع ج:۲ص:۱۳ البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ط:سعید)

الگ الگ دیدیا جائے تاکہ تملیک ہو سکے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(١)

☆......اگر افطار کرنے والے مالدار ہیں تو زکوۃ کی رقم سے افطاری کا انتظام کرنا جائز نہیں ہوگا اور زکوۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔(٢)

افیون

افیون قیمتی مال ہے، اور اس میں عشر واجب ہے۔(٣)

الات تجارت

اگر تجارت کے آلات فروخت کرنے کے لئے ہیں اور قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔(٤)

اور اگر تجارت کے آلات فروخت کرنے کے لئے نہیں بلکہ استعمال کے لئے ہیں یا کرایہ پر چلانے کے لئے ہیں تو ان صورتوں میں تجارت کے آلات پر زکوۃ

(١) فلوأطعم يتيما ناويا الزكاة لايجزئه الا إذا دفع اليه المطعوم .(الدرالمختار) وفى الشامية: إذا كان يعول يتيما ويجعل مايكسوه ويطعمه من زكاة ماله ففى الكسوة لاشك فى الجواز لوجود الركن وهوالتمليك .واما الاطعام فما يدفعه اليه بيده يجوزايضا لماقلنا، بخلاف ما يأكله بلادفع اليه .(شامي ج:٢ص:٢٥٧)

(٢) ولايجوزدفع الزكوة الى من يملك نصابا اى مال كان ، الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكوة الباب السابع فى المصارف ج١ص:١٨٩)

(٣) ويجب العشرعند أبى حنيفة رحمه الله تعالى فى كل ماتخرجه الأرض من الحنطة و الشعيروالدخن والأرزواصناف الحبوب والبقول والرياحين والاورادوالرطاب وقصب السكروالذريرة والبطيخ والقثاء والخياروالباذنجان والعصيرواشباه ذلك مماله ثمرة باقية أوغيره باقية قل أوكثر.عالمگيرى ج:١ص:١٨٦ ،البحرالرائق ج:٢ص:٢٣٧ باب العشر ط:سعيد، ردالمختارج:٢ص:٣٢٥،باب العشرط:سعيد)

(٤) الزكوة واجبة فى عروض التجارة وفى المضمرات يريد بالعروض ماخلا الذهب والفضة والسوائم .(الفتاوى التاتارخانيه ، كتاب الزكوة الفصل الثالث فى بيان زكوة عروض التجارة ج:٢ص:٢٣٧،البحرج:٢ص:٢٢٨،هنديه ج:١ص:١٧٩،ط:رشيديه ، و فى الولوالجية يقوم يوم حال عليها الحول بالغة مابلغت .(حواله بالا ج:٢ص:٢٣٨)

واجب نہیں ہوگی البتہ اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر ہے تو اس پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

الائنس موٹرز والی رقم

☆...... چونکہ الائنس والے اس رقم کے منکر نہیں تھے اس لئے جتنی رقم مل رہی ہے اس سے سابقہ زمانے کی زکوۃ حساب کر کے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر الائنس والے رقم کے منکر ہوتے یا ان کا نام ونشان نہ ہوتا اور جائیداد وکاروبار نہ ہوتا پھر اس کے بعد رقم ملتی تو اس صورت میں گذشتہ زمانے کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا بلکہ جس سال میں رقم ملی ہے صرف اس سال کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا ہو جائے گی۔کیونکہ یہ مال ضمار کے حکم میں ہے۔(۳)

الماس

الماس یا الماس سے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہے ہاں اگر تجارت کے لئے ہیں تو زکوۃ لازم ہے۔(۴)

---

(۱) قوله فی عروض التجارة بلغت نصاب ورق أوذهب ......قيد بكونها للتجارة لانها لوكانت للغلة فلازكوة فيها .(البحرالرائق كتاب الزكاة باب زكوة المال ج۲ص:۲۲۸، ط:ايچ ايم سعيد،وكذا فى التاتارخانية كتاب الزكاة الفصل الثالث فى بيان زكوة عروض التجارة ج: ۲ص: ۲۳۹ ،ادارة القرآن)

(۲) الدين على المفلس المقرسبب لوجوب الزكوة ، الفتاوى السراجيه ،كتاب الزكوة باب زكوة الديون ص: ۲۵ط:سعيد. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷ط:سعيد بدائع الصنائع ج:۲ص:۹، سعيد)

(۳) ويشترط ان يتمكن من الاستمناء بكون المال فى يده أويد نائبه ، فإن لم يتمكن من الاستمناء فلازكاة عليه ،وذلك مثل مال الضمار.......ومن مال الضمارالدين المجحود و المغصوب اذا لم يكن عليهما بينة .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ص: ۱۷٤ ،البحرالرائق ج: ۲ص:۲۰۷ ،بدائع الصنائع ج:۲ص: ۹ ط:سعيد شامی ج: ۲ص: ۲٦٦ ط:سعيد)

(٤) وكذا (لايجب الزكوة فى)الجوهرواللؤلوواليا قوت والبلخش والزمردونحوها الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكوة الباب الاول ج:۱ص: ۱۷۲ط:رشيديه.البحرج:۲ص:۲۳٦، شامی ج:۲ ص:۲۷۳تتارخانية ج:۲ص:۳٤۲)

امام کو رسم کے طور پر زکوۃ دینا

بعض علاقوں میں امام کے لئے کسی قسم کی تنخواہ مقرر نہیں کرتے بلکہ یہ رسم ہے کہ نمازی حضرات اور علاقے کے لوگ اس امام کو زکوۃ دیتے ہیں اور امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں شرعاً یہ صورت درست نہیں، اور ایسے لوگوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ اجرت کی مانند ہے، اور اجرت میں زکوۃ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۱)

ہاں اگر امام کو امامت کی اجرت الگ دی جائے، اور غریب محتاج اور مقروض ہونے کی وجہ سے اس کو زکوۃ الگ دی جائے تو صحیح ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور امام کے ساتھ مدد بھی ہو جائے گی۔(۲)

امام کو زکوۃ دینا

☆......اگر امام غریب ہے، صاحب نصاب نہیں ہے، یا مقروض ہے تو اس کو زکوۃ دینا اور امام کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا، اور ایسی صورت میں کمیٹی اور نمازیوں کے لئے امام کو دوسروں پر ترجیح دینا زیادہ مناسب ہوگا تا کہ وہ معاش سے بے فکر ہو کر دین کا کام کر سکے۔(۳)

---

(۱) ولو نوى الزكاة بمايدفع المعلم إلى الخلفية ولم يستاجره ، ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزأه وإلافلا، وكذا مايدفعه إلى الخدم من الرجال والنساء فى الاعيادوغيرها بنية الزكاة .(عالمگیری ج:١ ص: ١٩٠ ،تتارخانية ج:٢ ص:٢٧٨ ،من توضع الزكاة فيه ، شامى ج:٢ ص:٣٥٦ ،باب المصرف ط:سعيد)

(٢) منها الفقيروهومن له ادنى شئ وهومادون النصاب اوقدرالنصاب اوقدرنصاب غيرتام و هو مستغرق فى الحاجة فلايخرجه عن الفقرملك نصب كثيرة غيرتامة اذا كانت مستغرقة بالحاجة.
(فتاوى عالمگيرى كتاب الزكوة الباب السابع فى المصارف ج:١ ص:١٨٧ ،رد المحتار ج:٢ ص:٣٣٩ ،باب المصرف ،البحرالرائق ج:٢ ص: ٢٤٠ ، بدائع ج:٢ ص:٤٣ ط:سعيد،)

(٣) التصدق على الفقيرالعالم افضل من التصدق على الجاهل كذا فى الزاهدى .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكوة الباب السابع فى المصارف ج:١ ص:١٨٧ ،شامى ج:٢ ص:٣٥٤ باب المصرف ط:سعيد)

☆......اور اگر امام غریب نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے، تو جان بوجھ کر ایسے امام کو زکوۃ دینا اور امام کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

☆......زکوۃ اور صدقات واجبہ کی رقم امام کو امامت کی اجرت اور تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلاعوض (مفت میں) مالک بنا کر دینا شرط ہے، کسی چیز کے عوض میں دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۲)

☆......بعض علاقوں میں مسجد کے امام کو ہر حال میں زکوۃ کا مستحق سمجھتے ہیں یہ بھی درست نہیں اس لئے مستحق ہونے کی صورت میں زکوۃ دیں ورنہ نہیں (۳) بلکہ زکوۃ کے علاوہ صدقات نافلہ اور ہدیہ، تحفہ سے مدد کریں۔(۴)

امانت کی رقم پر زکوۃ

☆......اگر کسی کی امانت کی رقم آپ کے پاس ہے تو اسکی زکوۃ نکالنا آپ کے ذمہ نہیں ہے بلکہ اس کی زکوۃ امانت رکھوانے والے کے ذمہ لازم ہے، اگر اس نے آپ کو زکوۃ ادا کرنے کا اختیار دیا ہے تو آپ بھی اس رقم سے زکوۃ ادا کر سکتے ہیں۔(۵)

---

(۱) وإذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف ام لافهو على الجواز إلا أنه اذا تبين أنه غير مصرف الخ .عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،شامی ج:۲ص:۳۵۲،البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۷)

(۲) هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(البحر الرائق كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد. هنديه ج:۱ص:۱۷۰ شامي ج:۲ص:۲۵۷،ولونوى الزكاة بمايدفع المعلم الى الخليفة و لم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزأه والا فلا.عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸،شامي ج:۲ص:۳۵۶)

(۳) ولايجوز دفع الزكاة إلى من يملك نصابا أي مال كان الخ عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹، شامي ج:۲ص:۳۴۷،باب المصرف، البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۴).

(٤)قال صلى الله عليه وسلم :"تهادوا تحابوا"(الدرمع الردج:۵ص:۶۸۷ كتاب الهبة).

(۵) وسبب افتراضها ملك نصاب حولي تام الخ .الدرالمختار كتاب الزكاة ج:۲ ص:۲۵۹، ط:سعيد. البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۲ هنديه ج:۱ص:۱۷۲ ط:رشيديه)

☆......زید کے پاس عمر کی کچھ امانت ہے، اور عمر باہر چلا گیا، اور زید کو ٹیلیفون کیا یا خط لکھا یا فیکس کیا کہ میری امانت کی رقم سے زکوۃ ادا کردی جائے، اور زید نے زکوۃ ادا کردی یا زکوۃ کی رقم نکال کر دینی کتابیں خرید کر غریب طلباء کو دیدیں تو زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۱)

اموال ظاہرہ

☆...... مال کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم کو اموال ظاہرہ اور دوسری قسم کو اموال باطنہ کہا جاتا ہے، اموال ظاہرہ یہ ہے کہ جس کو لوگ چھپانا چاہیں چھپا نہیں سکتے اور اموال باطنہ وہ ہے جس کو چھپانا چاہیں تو چھپا سکتے ہیں۔(۲)

☆......اموال ظاہرہ کی مثال: سائمہ جانور، تجارت کا مال، اپنے کارخانے اور ملوں میں تیار ہونے والا مال، اور اموال باطنہ کی مثال: نقد رقم، سونا چاندی، اور بینک میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ میں سے ہیں۔(۳)

☆......صاحب نصاب آدمی پر سال گذرنے کے بعد اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ دونوں کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۴)

☆......حکومت صرف اموال ظاہرہ کی زکوۃ وصول کرسکتی ہے اموال باطنہ کی

(۱) ولوتصدق عنه بأمره جازالخ شامی ج:۲ص:۲۶۹،وشرط صحة أدائها نية مقارنة له الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۶۸ البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰،هندیه ج:۱ص:۱۷۱ط: رشیدیه بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۰ ط:سعید)

(۲) (قوله الظاهرة والباطنة) فان مال الزكاة نوعان :ظاهروهوالمواشی، ومايمربه التاجر على العاشر،وباطن :وهوالذهب والفضة ، واموال التجارة في مواضعها ،مراده هنا بالباطنة ما عداالمواشی بقرينة قوله المارين باموالهم ، والافكل مامربه على العاشر فهو من نوع الظاهر، وسماها باطنة باعتبارماكان قبل المرور،اماالباطنة التى فى بيته لواخبربها العاشر فلاياخذ منها شامی ج:۲ص:۳۱۰،بدائع ج:۲ص:۳۵،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۱ باب العاشر)

(۳) أيضا

(۴،۵) فمال الزكاة نوعان ظاهروهوالمواشی والمال الذى يمربه التاجرعلى العاشرو =

(۵) نہیں بلکہ اموال باطنہ کی زکوۃ خود اپنی صوابدید کے مطابق ادا کر سکتا ہے۔

امیر ہونے کے بعد زکوۃ میں ملی ہوئی چیز استعمال کرنا

اگر کوئی آدمی غریب تھا، اور غربت کی حالت میں لوگوں نے اس کو زکوۃ کی مد سے چیزیں دیں مثلاً گھر، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، گاڑی وغیرہ وغیرہ، اور وہ آدمی بعد میں مالدار ہو گیا، اور وہ چیزیں اب بھی موجود ہیں تو یہ شخص مالدار ہونے کے بعد بھی ان چیزوں کو اپنے ذاتی استعمال میں لا سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔(۱)

امین کے لئے زکوۃ کی رقم خرچ کرنا

اگر مدرسہ کے مہتمم نے کسی آدمی کے پاس طلبہ کی زکوۃ کی رقم رکھی ہے تو اس آدمی کے لئے زکوۃ کی رقم کو اپنی ضروریات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو اس پر ضمان آئے گا، جب وہ اتنی رقم ادا کر دے گا تو وہ بری ہو جائے گا۔(۲)

= باطن وهوالذهب والفضة اموال التجارة في مواضعها اماالظاهرفللامام ونوابه الخ ......والدليل على ان للامام ولاية الاخذ في المواشي والاموال الظاهرة الكتاب والسنة و الاجماع واشارالكتاب ،اما الكتاب فقوله تعالى خذ من اموالهم صدقة الخ اماالمال الباطن الذي يكون في المصرفقد قال عامة مشائخنا أن رسول الله ﷺطالب بزكاته وابوبكرو عمر طالب وعثمان طالب زمانا ،ولما كثرت اموال الناس ورای ان تتبعها حرجا على الامة و تفتيشها ضررابأرباب الأموال ،فوض الاداء إلى اربابها الخ بدائع الصنائع ج:٢ ص:٣٥ كتاب الزكاة ايچ ايم سعيد)

(١) جازالأخذ من الزكاة قدرحاجته ولم يحل له ان يأخذ أكثرمن حاجته وألحق به كل من هوغائب عن ماله وان كان في بلده لان الحاجة هي المعتبرة ثم لايلزمه ان يتصدق بمافضل في يده عند قدرته على ماله كالفقيراذا استغنى (كذا في التبيين)فتاوى عالمگيرى ج:١ ص:١٨٨ ،كتاب الزكاة)مكتبه ماجديه عيدگاه روڈ كوئٹه)

(٢) اذا كان عند رجل وديعة دراهم أودنانيرأوشيأ من المكيل أوالموزون ، وانفق شيأمنها في حاجته حتى صارضامنا لما انفق الخ ،عالمگيرى ج: ٤ ص:٣٤٨)

انجمن

ایسی انجمن قائم کرنا جس پر زکوۃ کا مال مساکین وغیرہ پر صرف ہوتا ہو درست ہے۔(۱)

انجمنوں کو زکوۃ دینا

اگر انجمن والے زکوۃ کی رقم صرف مسلمان فقیر وغریب مستحق لوگوں میں صرف کرتے ہیں، غیر مستحق لوگوں کو نہیں دیتے، انجمن کے ملازمین کی تنخواہ نہیں دیتے، بل ادا نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

اگر یہ لوگ زکوۃ کی رقم مستحق اور غیر مستحق دونوں کو دیتے ہیں یا ملازمین کی تنخواہ اور بل وغیرہ ادا کرتے ہیں تو ایسی انجمن والوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

انجمنوں کے ملازمین کو زکوۃ سے تنخواہ دینا جائز نہیں

مختلف انجمنوں کی طرف سے جو لوگ زکوۃ وصول کرتے ہیں وہ عاملین کے حکم میں نہیں ہیں کیونکہ وہ لوگ اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کے لئے مامور نہیں، اس لئے ان کو غریبوں کے لئے زکوۃ وصول کرنے کا ثواب تو ملے گا لیکن زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا اور لینا جائز نہیں ہوگا۔

---

(۱)واما الذی یرجع الی المودی الیه فانواع.منها:ان یکون فقیرا ، بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۳ کتاب الزکوۃ مکتبه ایچ ایم سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۳۹،هندیه ج:۱ص:۱۸۷،ط:رشیدیه)

(۲) انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم الخ آیت :۶۰ پ:۱۰سورة التوبة

(۳) (هی) لغة الطهارة والنماء وشرعا (تملیك)جزء مال)عینه الشارع)(من مسلم فقیر فتاوی شامی ج:۲ص:۲۵۶،۲۵۷،۲۵۸ مکتبه ایچ ایم سعید،البحرج:۲ص:۲۰۱) و لایجوزدفع الزکاة الی الغنی قاضی خان ج:۱ص:۱۲۸)

زکوۃ سے تنخواہ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

اندازہ سے زکوۃ دینا

زکوۃ پورا حساب کر کے دینی چاہئے، اندازہ کر کے دینا مناسب نہیں ہے اگر اندازہ کر کے زکوۃ دی گئی اور اندازہ کم رہا تو زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری مکمل طور پر ادا نہیں ہوگی اور آخرت میں پریشانی ہوگی۔

اگر کسی وجہ سے پورے طور پر حساب کرنا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا چاہیے تاکہ زکوۃ کم ادا نہ ہو۔(۲)

انشورنس

انشورنس میں سود اور جوا دونوں شامل ہیں، اور اسلام میں سود اور جوا دونوں حرام ہیں اس لئے انشورنس کرنا کرانا جائز نہیں ہے۔(۳)

سود اس اعتبار سے کہ حادثہ کی صورت میں جمع شدہ رقم سے زائد رقم ملتی ہے اور

---

(۱) فهي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .كذا في التبيين، فتاوى عالمگيرى ج:١ص:١٧٠ كتاب الزكاة المكتبة الرشيديه ،ولودفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لولم يعطه صح والالا،(قوله والالا) أى لأن المدفوع يكون بمنزلة العوض ،شامي ج:٢ص:٣٥٦وتتارخانيه ج:٢ص:٢٧٨،هنديه ج:١ص:١٩٠.(ومنها العامل) وهومن نصبه الامام لاستيفاء الصدقات والعشور،عالمگيرى ج:١ص:١٨٨،البحرالرائق ج:٢ص:٢٤١،باب المصرف ط: سعيد بدائع ج:٢ص:٤٣ط:سعيد شامي ج:٢ص:٣٣٩،باب المصرف ط:سعيد)

(۲) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا وباى وجه استفاد ضمه الخ (فتاوى عالمگيرى ج: ١ ص: ١٧٥كتاب الزكوة شامي ج:٢ص:٢٨٨،باب زكاة الغنم ،البحرالرائق ج:٢ ص:٢٢٢ فصل زكاة الغنم بدائع ج:٢ص:١٣ط:سعيد)

(۳) واحل الله البيع وحرم الربوا، سورة البقرة آيت:٢٧٥،ايضا في موضع آخرانما الخمر و الميسروالانصاب والازلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه الخ سورة المائدة آيت؛٩٠)

زائد رقم سود ہے۔ اور جو اس طرح ہے کہ بعض صورتوں میں اگر حادثہ وغیرہ نہیں ہوا تو جمع شدہ رقم واپس نہیں ملتی اور انشورنس کمپنی اس رقم کی مالک بن جاتی ہے تو یہ جوا ہے۔

باقی تفصیل کے لئے ''بیمہ زندگی'' مصنفہ مفتی شفیع صاحب مرحوم یا مفتی ولی حسن صاحب مرحوم کو مطالعہ کرلیا جائے۔

اگر کسی نے انشورنس کرایا ہے تو اس کو ختم کرلینا چاہیے ورنہ سودی کاروبار میں شامل رہنے کی وجہ سے گنہگار رہوگا، تاہم جب تک ختم نہ کراسکے اصل رقم پر زکوۃ فرض ہوگی، اور زائد رقم لینا جائز نہیں ہے، تاہم اگر کسی نے زائد رقم لے لی تو وہ واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ کسی فقیر کو ثواب کی نیت کے بغیر دیدے۔(۱)

انعام کے نام سے زکوۃ دینا

☆...... مستحق زکوۃ آدمی کو ''انعام'' کے نام سے زکوۃ کی رقم، سامان، کتاب یا کپڑا وغیرہ دینا جائز ہے البتہ ''انعام'' کے نام سے دیتے وقت دل میں زکوۃ کی نیت کرلے، زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆...... امتحان میں پوزیشن لینے والے مستحق زکوۃ طلباء کو زکوۃ سے رقم، کتاب یا کپڑے وغیرہ کی شکل میں انعام دینا جائز ہے۔(۳)

☆...... اسی طرح کسی بھی جائز کام میں مستحق لوگوں کو بلاعوض زکوۃ کی مد سے

---

(۱) بل یلزمه التصدق بجمیعه علی الفقراء لأجنبیة التراب. (فتاوی الکاملیة فی الحوادث الطرابلسیة ص:۱۵ کتاب الزکوة مکتبة حقانیه بشاورهندیه ج:۵ص:۳۴۹؛ شامی ج:۶ص:۳۸۵ فصل فی البیع ط:سعید شامی ج:۲ص:۲۹۱ ط:سعید)

(۲) ومن أعطی مسکینا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوی الزکوة فانها تجزیه وهو الأصح عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱ کتاب الزکاة قبیل '' ماشروط وجوبها'' شامی ج۱ص:۲۶۸ قوله نیة. البحر الرائق ج۲ص:۱۲ ط:سعید)

(۳) أیضا

انعام دینا جائز ہے، غیر مستحق کو نہیں۔ (۱)

انفرادی ملکیت پر زکوۃ ہے

☆...... اگر کسی گھر میں مثلاً تین بھائی اکٹھے رہتے ہیں اور کھانا پینا مشترک ہے لیکن کماتے الگ الگ ہیں، ہر ایک کی بیوی کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سے کم سونا ہے اور ان کے پاس اور کوئی مال نہیں جس پر زکوۃ فرض ہو اور وہ نصاب کی حد تک پہنچتا ہو، لیکن تمام بیویوں کے سونے کو ملانے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتا ہو تو اس صورت میں تینوں بھائی کی بیویوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔ کیونکہ زکوۃ کے نصاب میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے اجتماعی ملکیت کا اعتبار نہیں اور یہاں کسی کی بھی بیوی کی ملکیت میں انفرادی طور پر نصاب کے برابر سونا نہیں ہے۔ (۲)

☆...... اگر ہر ایک کی بیوی کے پاس نصاب سے کم کے ساتھ چاندی یا کیش رقم یا مال تجارت بھی موجود ہے اور سب کی قیمت کو ملانے سے چاندی کے نصاب کے برابر رقم بن جاتی ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

☆...... اگر ہر ایک کی بیوی کے پاس نصاب کے برابر سونا یا چاندی یا نقد رقم یا مال تجارت موجود ہے یا مختلف قسم کے نصابوں میں سے نامکمل چیزیں موجود ہیں

(۱) ولایجوز دفع الزکوۃ الی الغنی . قاضیخان ج:۱ ص:۱۲۸ کتاب الزکوۃ مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ شامی ج:۲ ص:۳۴۷ باب المصرف تتارخانیۃ ج:۲ ص:۲۷۳ ادارۃ القرآن) البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۴ باب المصرف

(۲)(ومنها الملک التام) وھوما اجتمع فیه الملک والید واما اذا وجد الملک دون الید کالصداق قبل القبض أو وجد الید دون الملک کملک المکاتب والمدیون لاتجب فیه الزکاۃ فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲ کتاب الزکاۃ ط:رشیدیه بدائع ج:۲ ص:۹ سعید شامی ج:۲ ص:۲۶۳

(۴،۳) قوله وملک نصاب حولی فارغ عن الدین وحوائجه الاصلیة) والمراد بکونه حولیا ان یتم علیه الحول ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۳،۲۰۲،کتاب الزکوۃ سعید ،شامی ج:۲ ص:۲۶۲،۲۵۹،هندیه ج۱ ص:۱۷۵،۱۷۳ ط:رشیدیه)

(۴) لیکن مجموعہ کرنے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ بن جاتا ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

انکم ٹیکس

انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ الگ ادا کرنا فرض ہے۔(۱)

اولاد کا نفقہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے یا نہیں

اگر مذکر اولاد نابالغ ہے یا بالغ ہے لیکن معذور ہے یا کمائی کے قابل نہیں ہے یا مؤنث اولاد ہے تو اُن کا نفقہ اور ضروری خرچہ باپ کے ذمہ ہے لہذا یہ نفقہ اور ضروری خرچہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے۔(۲)

اونٹ کی زکوۃ

ایک اونٹ سے چار اونٹوں تک زکوۃ معاف ہے، ان پر زکوۃ واجب نہیں، اسکے بعد کے حساب کے لئے دوسری کتابوں سے رجوع کرلیا جائے۔(۳)

(۱) اماتفسیرها فهی تملیك المال من فقیرمسلم غیرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالی .عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰ البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱ ط:سعید شامی ج:۲ ص:۲۵۷،۲۵۸)

(۲) وشرط فراغه عن الحاجة الاصلیة لان المال المشغول بها كالمعدوم وفسرها فی شرح المجمع لابن الملك بمایدفع الهلاك عن الانسان تحقیقا اوتقدیرا فالثانی كالدین والاول كالنفقة ودور السكنی الخ البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶ كتاب الزكاة مكتبة ایچ ایم سعید ، شامی ج:۲ ص:۲۶۲، نفقة اولاد الصغارعلی الأب، لایشاركه فیها احد عالمگیری ج:۱ ص:۵۶۰،ونفقة الاناث واجبة مطلقا علی الآباء مالم یتزوجن اذا لم یكن لهن مال ولایجب علی الأب نفقة الذكورالكبارالاأن یكون الولد عاجزا عن الكسب لزمانه أومرض عالمگیری ج:۱ص:۵۶۳) رشیدیه.

(۳) باب نصاب الابل (خمس ، فیوخذ من كل خمس) منها (الی خمس وعشرین بخت) الدرمع الردج:۲ص:۲۷۷باب نصاب الابل ط:سعید،هندیه ج:۱ص:۱۷۷البحر ج:۲ ص:۲۱۳)

ایصال ثواب کے لئے زکوۃ دینا

مردہ کے ایصال ثواب کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں، بلکہ ایصال ثواب کے لئے زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ دوسری حلال رقم دینا ضروری ہے ورنہ میت کو ثواب نہیں پہنچے گا۔(۱)

(ب)

باپ بیٹے نے ملکر پیسہ کمایا

☆......اگر باپ بیٹے نے ملکر پیسہ کمایا ہے، اور پیسہ والد کے قبضہ میں ہے، اور باپ ہی اس میں تصرف کرتا ہے اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گذرنے کے بعد باپ کے لئے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا بیٹے کو نہیں، کیونکہ ان پیسوں کا مالک باپ ہے۔(۲)

☆......اگر باپ بیٹے نے مل کر پیسہ کمایا اور ہر ایک نے اپنا اپنا پیسہ تقسیم کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور ہر ایک کے پاس نصاب کے برابر رقم ہے تو ہر ایک آدمی کو سال گذرنے کے بعد اپنی اپنی رقم سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولایجوزان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطیر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالاتملیك فیه .(فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸ البحرج:۲ ص:۲۴۳ ،شامی ج:۲ ص:۳۴۴ ،تتارخانیه ج:۲ ص:۲۷۲ ،بدائع ج:۲ ص:۳۹)

(۲) أب وإبن یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما مال فالکسب کله للأب إذا کان الإبن فی عیال الأب لکونه معینا له ، ألاتری أنه لوغرس شجرة تکون للأب.(عالمگیری ج:۲ ص: ۳۲۹، الباب الرابع فی شرکة الوجوه وشرکة الأعمال ،شامی ج:۴ ص:۳۲۵ ،فصل فی الشرکة الفاسدة)

(۳) (ومنها الملك التام) وهومااجتمع فیه الملك والید) عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاة مکتبة رشیدیه .(ومنها حولان الحول علی المال)کتاب الزکاة عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، ط:رشیدیه. البحرج:۲ص:۲۰۳، وایضا فی الشامیة (عینه الشارع) وهوربع عشرنصاب حولی ج:۲ ص:۲۵۷ ،کتاب الزکاة ط:رشیدیه. ط:سعید ،البحرج:۲ ص:۲۲۸ باب زکاة المال)

باپ کوزکوۃ دینا

اپنے باپ کوزکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

بارش بند ہو جاتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ کے بدلے میں پانچ عذاب ہیں! صحابہ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! پانچ کے بدلے میں پانچ عذاب کیا ہیں؟ اللہ کے رسول نے فرمایا:

☆......جو قوم عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرتی ہے اللہ تعالی ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتے ہیں۔

☆......اور جو قوم اللہ کے نازل کردہ حکم کے خلاف عدالت وغیرہ میں فیصلہ نافذ کرتی ہے ان میں غربت اور فقر و فاقہ عام ہوتا ہے۔

☆......جو قوم بدکاری اور گندے کاموں میں مبتلا ہوتی ہے ان میں اموات زیادہ ہوتی ہیں۔

☆......جولوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہاں خشک سالی ہوتی ہے اور وہ قحط سالی میں گرفتار ہوتے ہیں۔

☆......اور جولوگ زکوۃ (نکال کر مستحق لوگوں کو) نہیں دیتے وہاں سے بارش کو روک لیا جاتا ہے۔(مستدرک حاکم ج:۲،ص:۱۲۶، الکبائر ص:۵۹)۔(۲)

---

(۱) ولایدفع الی اصله وان علاوفرعه وان سفل کذا فی الکامل (شامی ج:۲ ص:۳۴۶، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱، ۲۴۳،بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۹،ط:سعید،فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸، باب المصرف مکتبة رشیدیه)

(۲) وقال ﷺ:خمس بخمس ، قالوا :یارسول الله ،وماخمس بخمس؟ قال:مانقص قوم العهد إلا سلط الله علیهم عدوهم ، وماحکموا بغیرماانزل الله إلا فشافیهم الفقر، وماظهرت فیهم الفاحشة إلافشافیهم الموت ولاطففوا المکیال والمیزان الامنعوا النبات، واخذوا بالسنین، ولامنعوا الزکاة الاحبس عنهم القطر، الکبائر ص:۵۹،ط:دارالخیر، دمشق، مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج:۳ ص:۶۵،ط:دارالکتاب بیروت).

باغ

☆......اگر عشری زمین پر باغ لگایا ہے تو باغ کی پیداوار پر عشر لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی نے اپنا باغ قابلِ نفع ہونے کے بعد فروخت کر دیا تو خریدنے والے پر عشر نہیں بلکہ باغ فروخت کرنے والے پر عشر ہے۔(۲)

باغ کی رقم پر زکوۃ

باغ بیچنے کے ایک ماہ بعد کسی نے اپنی سالانہ زکوۃ نکالی تو اس باغ کی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا جس باغ کا اس نے عشر ادا کیا ہے۔(۳)

بالغ طالب علم کو زکوۃ دینا

اگر طالب علم بالغ ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، لیکن اس کے والدین مالدار صاحب نصاب ہیں تو ایسے طالب علم کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

اور اگر طالب علم بالغ ہے اور نصاب کا مالک ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) فی النوازل :ولوان رجلا له ارض عشرية فنبت فيها زرع وصار قصيلا فقصله فعليه العشر ،التتارخانيه ج۲ ص: ۳۲۲، کتاب العشر ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۲) ولوباع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها اوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى .البدائع ج۲ص:۵۶،۵۷،ط:سعيد تتارخانية ج۲ص: ۳۳۱،کتاب العشرادارة القرآن ،هنديه ج:۱ ص:۱۸۷ ،الباب السابع فى زكاة الزرع ط:رشديه)

(۳) ومن كان له نصاب ، فاستفاد فى اثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه ،سواء كان المستفاد من نمائه أولا وبأى وجه استفاد ضمه الخ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۵شامی ج:۲ص:۲۸۸بدائع ج:۲ص:۱۳ط:سعیدالبحر الرائق ج۲ص: ۲۲۲ط:سعید)

(٤) ولودفع الى ولد رجل غنى ان كان كبيرا جازوالافلا (فتاوى سراجيه ص:۲۸،باب مواضع الصدقات ط:سعيد،بدائع ج:۲ص:۴۷ ،تتارخانية ج۲ص:۲۷۳ ،فتاوى هنديه ج۱ص: ۱۸۹)

باندی کوزکوۃ دینا

مولی اور مالک کے لئے اپنی باندی کوزکوۃ دینا جائز نہیں ہے،(۱) البتہ جوشرعی باندی نہیں، اور لوگوں کے گھروں میں خادمہ کے طور پر کام کرتی ہیں، اور وہ محتاج اور زکوۃ کی مستحق ہیں تو ان کو تنخواہ کے علاوہ مدد کے طور پر زکوۃ دینا جائز ہوگا، البتہ تنخواہ میں زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

باورچی کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

جو باورچی صرف طلبہ کے لئے کھانا تیار کرتا ہو اس کی تنخواہ بھی زکوۃ، عشر، چرم قربانی اور صدقہ واجبہ کی مدّ سے دینا جائز نہیں، ہاں اگر مد زکوۃ وغیرہ کی رقم غریب طلبہ کے ذریعہ تملیک کرالی جائے پھر اس کے بعد اس رقم سے طلبہ کے لئے کھانا پکانے والے باورچی کو تنخواہ دینا جائز ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحقین کی تملیک ضروری ہے اس کے بغیر تنخواہ میں دینا جائز نہیں، اگر کسی نے تملیک کے بغیر باورچی کی تنخواہ میں زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قوله وعبده ومكاتبه ومدبره وام ولده ومعتق البعض)اى لايجوزالدفع الى هؤلاء،البحرالرائق ج:۲ص:٤٤ ۲،كتاب الزكاة باب المصرف هنديه ج١ص:١٨٩،شامى ج:٢ ص:٨ ٣٤)

(٢) اماتفسيرها فهى تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمى ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(فتاوى عالمگيرى ج١ص: ١٧٠،كتاب الزكاة البحر الرائق ج٢ص: ٢٠١،شامى ج:٢ص :٢٥٨،٢٥٧،ولودفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لم يعطه صح وإلالا.(شامى ج:٢ص:٣٥٦)هنديه ج:١ص: ١٩٠،ط:رشيديه تتارخانية ج:٢ ص:٢٧٨ادارة القرآن)

(٣) وشرعا تمليك جزء مال عينه الشارع مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى،شامى ج:٢ص:٢٥٨،٢٥٧،٢٥٦،كتاب الزكاة ط:سعيد،البحرالرائق ج:٢ ص:١ ٢٠، هنديه ج:١ص: ١٧٠)

بٹائی کی زمین کا عشر

بٹائی کی زمین کے عشر نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق اپنے حصے کی پیداوار کا عشر ادا کرے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ زمین کی پیداوار جس کے گھر آئے گی عشر بھی اسی کے ذمہ ہوگا، پس بٹائی پر زمین کاشت کرنے والے مزارع کے حصہ میں جتنی پیداوار آئے اس کا عشر ادا کرنا مزارع کے ذمہ ہے اور مالک کے حصہ میں جتنی جائے اس کا عشر مالک پر لازم ہے۔(۱)

بچت سے زیادہ قرض ہے

اگر کسی آدمی پر بچت سے زیادہ قرض ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے ہاں اگر بچت کی رقم سے قرض کو وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر ہو تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

بچہ

☆......اگر بچہ صاحب نصاب ہے تو نابالغ ہونے کی وجہ سے اسکے مال وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، اور ولی کے لئے بھی نابالغ کے مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، جس طرح نماز روزہ اور حج وغیرہ دوسری عبادات اس پر فرض نہیں ہیں اسی طرح زکوۃ بھی فرض نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) ولو دفعها مزارعة ، فأما على مذهبهما فالمزارعة جائزة ،والعشر يجب فى الخارج ، و الخارج بينهما ،فيجب العشر عليهما الخ بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۶،هنديه ج:۱ ص: ۱۸۷ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷ ،باب العشر)

(۲) ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة ....ومنها كون المال نصابا فلاتجب فى اقل منه .(عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۲ ،بدائع ج:۲ ص:۶ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۶ ،شامى ج:۲ ص:۲۶۲ ط: سعيد)

(۳) وهوان الزكاة عبارة عندنا والصبى ليس من اهل وجوب العبادة فلا تجب عليه =

☆......اگر نابالغ بچے کا مال امانت کے طور پر سرپرستوں کے پاس ہے تو اس میں زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

☆......حکومت کے لئے نابالغ بچے کے جمع شدہ مال سے زکوۃ کاٹنا جائز نہیں ہے اگر حکومت ایسا کرتی ہے تو وہ ظالم اور غاصب ہوگی۔(۲)

☆......جب بچہ بالغ ہو تو بلوغ کے وقت سے نصاب کے سال کی ابتداء ہوگی اس دن سے قمری (چاند کے) حساب سے ایک سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

زکوۃ بالغ پر واجب ہے، اور بلوغ کی علامت احتلام ہونا، ڈاڑھی، زیر ناف بال نکلنا یا انزال ہونا، یا حمل ٹھہرنا وغیرہ ہیں، اگر کوئی علامت نہیں تو چاند کے حساب سے پندرہ سال مکمل ہونے کے بعد بالغ شمار کیا جائے گا، اس دن سے ایک سال ہونے کے بعد صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

= كما لايجب عليه الصوم والصلاة ،بدائع ج:۲ص:٤ ،كتاب الزكاة ط: سعيد.شامي ج:۲ ص:۲۵۸ ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۲ ،البحر الرائق ج:۲ص.۲۰۲)

(۱) ومنها العقل والبلوغ فليس الزكاة على صبي ومجنون الخ عالمگيري ج:۱ص:۱۷۲)

(۲)ان الذين ياكلون أموال اليتمى ظلما انما ياكلون فى بطونهم نارا الخ (سورة النساء آيت : ۱۰ جزء :٤)

(۳) وكذا الصبى اذا بلغ يعتبر ابتداء الحول من وقت بلوغه .(عالمگيري ج:۱ص:۱۷۲، كتاب الزكاة)اى سبب افتراضها (ملك نصاب حولي)نسبة للحول (قوله نسبة للحول)اى الحول القمرى لاالشمسى ،فتاوى شامي ج:۲ص:۲۵۹ ،كتاب الزكاة ط:سعيد، البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۳)ط:سعيد

(٤) (بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والانزال) والاصل هوالإنزال اوالجارية بالإحتلام و الحيض والحبل) ولم يذكرالانزال صريحا لأنه قلما يعلم منها (فإن لم يوجد فيهما (شئ) حتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى .(درمختارشامي ج:٦ص:۱۵۳).

بچے زیادہ ہیں

☆......اگر کسی آدمی کے بچے زیادہ ہیں، اور وہ نصاب کا مالک نہیں ہے، اور اس کا روزگار یا تنخواہ یا آمدنی اس کے اخراجات اور مصارف کے لئے کافی نہیں ہے تو ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

☆......اگر کسی آدمی کو کثیر العیال اور قرضدار ہونے کی وجہ سے گھر چلانا مشکل ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بدکردار شوہر کی بیوی کو زکوۃ دینا

اگر کسی عورت کا شوہر بدکردار ہے، اور اسکی زندگی عیاشیوں، شراب خوری یا جوا، سٹہ کی وجہ سے نہایت ہی تنگی میں ہو، اور وہ محتاج اور ضرورتمند ہے نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب ہے۔(۳)

برادری کا زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر تقسیم کرنا

☆......برادری کے لئے زکوۃ کی رقم سے مکانات بنا کر مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک بنا کر دینا

---

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان كان صحیحا مكتسبا .(فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹ ،باب فی المصارف ،مكتبه ماجدیه ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۰ ،شامی ج:۲ ص:۳۹، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۹)

(۲) وكذا لو كان له حوانیت اودار غلة تساوی ثلاثة آلاف درهم وغلتها لاتكفی لقوته وقوت عیاله یجوز صرف الزكاة الیه الخ .(فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹ باب المصارف ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۴ ،ط:سعید بدائع ج:۲ ص:۴۹).

(۳) باب المصرف......(وهو فقیر وهو من له ادنی شئ) ای دون نصاب أو قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (ومسكین من لاشئ له)علی المذهب درمختار شامی ج:۲ ص:۳۳۹، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۰ ،هندیه ج:۱ ص:۱۸۷ ،بدائع ج:۲ ص:۴۳، تتارخانیة ج:۲ ص:۲۶۷)

ضروری ہے، مکان کا قبضہ بھی دیدیں اور رجسٹر کرا کے کاغذات بھی دیدیں تا کہ وہ اپنے اختیار سے جس قسم کا جائز تصرف کرنا چاہے کر سکیں۔(۱)

☆......بعض برادری والے زکوۃ کی رقم سے مکانات اور فلیٹ بناتے ہیں اور مستحق لوگوں کو رہنے کیلئے دیدیتے ہیں لیکن کاغذات حوالہ نہیں کرتے، اور مستحق آدمی اس مکان کو بیچنا چاہے تو اس کی اجازت نہیں دیتے ایسی صورت میں زکوۃ دینے والے لوگوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک نہیں بنایا گیا۔(۲)

برادری کی جماعت کے لئے زکوۃ وصول کر کے سالہا سال رکھ دینا

بعض علاقوں میں بہت سے ادارے زکوۃ کی رقم وصول کر کے اسکو سالہا سال رکھ دیتے ہیں، غریبوں میں تقسیم نہیں کرتے، اور زکوۃ جمع کرنے والے سمجھتے ہیں کہ ان کی زکوۃ ادا ہوگئی، حالانکہ ان کی زکوۃ اس وقت ادا ہوگی جب ان کی رقم غریبوں کو مالک بنا کر دی جائے گی اس سے پہلے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

واضح رہے کہ برادری کی جماعت کے ادارے یا انجمن وغیرہ کے ذمہ داران زکوۃ کی رقم جمع کرنے والوں کے وکیل ہیں فقراء مساکین مستحق زکوۃ لوگوں کے وکیل نہیں ہیں اس لئے زکوۃ کی رقم کو جبتک مستحق لوگوں پر خرچ نہیں کریں گے زکوۃ ادا

---

(۱) اذا دفع الزكاة الى الفقير لايتم الدفع مالم يقبضها اويقبضها للفقيرمن له ولاية عليه نحوالاب والوصى يقبضان للصبى والمجنون ،كذا فى الخلاصة ،فتاوى عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۹۰، كتاب الزكاة باب فى المصارف مكتبه ماجديه ،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۰۱ط: سعيد تتارخانية ج۲ص: ۲۷٤،من توضع الزكاة فيه ادارة القرآن)

(۲)أيضا

(۳) اماتفسيرها فهى تمليك المال من فقيرمسلم الخ. فتاوى عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۰، كتاب الزكاة ،مكتبه ماجديه ،البحر:۲ص:۲۰۱ط:سعيد،شامى ج:۲ص:۲۵۷)

نہیں ہوگی۔(۱)

البتہ دینی مدارس کے ذمہ داران غریب طلباء کے وکیل ہیں زکوۃ جمع کرنے والوں کے وکیل نہیں ہیں اس لئے دینی مدارس میں زکوۃ کی رقم جمع کرتے ہی زکوۃ ادا ہوجائے گی البتہ ذمہ داروں پر ضروری ہوگا کہ زکوۃ کی رقم کو صرف مستحق طلباء میں صرف کریں ورنہ خیانت کی صورت میں وہ ذمہ دار ہوں گے اور قیامت کے دن گرفت ہوگی اس لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔(۲)

برادری کی جماعت کے ملازمین کو زکوۃ سے تنخواہ دینا

برادری کی جماعت کے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا اور ان کے لئے جان بوجھ کر زکوۃ کی رقم سے تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔

بلکہ ایسے لوگوں کو زکوۃ اور صدقہ واجبہ کے علاوہ عطیات میں سے تنخواہ دیں ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

برآمد کردہ مال

☆...... جو مال بیوپاریوں کو منافع لگا کر روانہ کیا جاتا ہے، اسکی جو قیمت منافع کے ساتھ مقرر ہوئی ہے، اس قیمت کی رقم وصول ہونے پر زکوۃ واجب ہوگی۔

یعنی جس قدر رقم وصول ہوگی اگر اس کی مقدار ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت سے کم نہیں تو اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور جو رقم وصول نہیں ہوئی اس کی زکوۃ

---

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ (سورة التوبة جزء: ۱۰،آیت: ۶۰)

(۲) اذا دفع الزکاة إلی الفقیرلایتم الدفع مالم یقبضها ،أویقبضها للفقیرمن له ولایة علیه. (عالمگیری ج:۱ص: ۱۹۰،تتارخانیة ج۲ص:۲۷۴،البحرج:۲ص:۲۰۱،وقال تعالی : یاایها الذین امنوا لاتخونوا الله والرسول وتخونوا امنٰتکم وانتم تعلمون.سورة الانفال آیت:۲۷)

(۳) (هی) تملیك (جزء مال)عینه الشارع) (مع قطع المنفعة عن المملك من کل وجه). (فتاوی شامی ج:۲ص:۲۵۸،کتاب الزکاة هندیه ج:۱ص:۱۷۰،البحرج:۲ص:۲۰۱)

ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔

☆......اگر اس قسم کی رقم وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو وصول ہونے کے بعد گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر ایسی رقم ڈوب گئی اور آخر تک وصول نہیں ہوئی تو زکوۃ ادا کرنا فرض نہیں ہوگا ۔(۲)

برتن

☆...... استعمالی برتن پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

☆......البتہ تجارت کی نیت سے لئے گئے برتن پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر نصاب کے برابر ہے۔(۴)

---

(۱) وما سائرالديون المقربها على ثلاث مراتب ......وقوی ومايجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض اربعين زكی لمامضی .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵،شامی ج:۲ ص: ۳۰۵، بدائع ج:۲ ص:۱۰،البحرج:۲ ص:۲۰۷،ط:سعيد،تتارخانية ج:۲ ص:۲۹۹،زكاة الديون ، فتح القديرج:۲ ص:۱۲۳،ط:رشيديه)

(۲) ((لازكوة فی مال الضمار)) وهومالايمكن الانتفاع به مع بقاء الملك وهوفی اللغة الغائب الذی لايرجی، (فتاوی شامی ج:۲ص:۲۶۶،كتاب الزكاة ،ط:سعيد،عالمگيری ج:۱ ص:۱۷٤،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۹)

(۳) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الاصلية فليس فی دورالسكنی وثياب البدن واثاث المنازل الخ .(فتاوی عالمگيری ج:۱ص:۱۷۳،ط:رشيديه ،بدائع ج:۲ص:۱۱،ط:سعيد ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦،شامی ج:۲ص:۲٦۲)

(٤) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب،كذا فی الهداية)فتاوی عالمگيری ج:۱ص:۱۷۹، مكتبه بلوچستان بك ڈپو، البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،ط:سعيد ،بدائع ج:۲ص:۲۰،وشامی ج:۲ص:۲۹۸، و تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷)

بکریوں کی زکوۃ

☆...... جو بکریاں تجارت کی نیت سے خرید کر رکھی جاتی ہیں اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆...... جو بکریاں باہر چرتی ہیں اور تجارت کے لئے نہیں ہیں ان کی زکوۃ کا حساب یہ ہے کہ ۳۹ تک زکوۃ واجب نہیں ہے۔ ۴۰ سے ۱۲۰ بکریوں پر ایک بکری یا ایک بکرا واجب ہے۔ ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں۔ ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں۔ ۴۰۰ پر چار بکریاں پھر اسکے بعد ہر سینکڑے پر ایک بکری واجب ہے، مینڈھے، بھیڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔(۲)

☆...... بھیڑ اور بکریاں مخلوط ہوں تو بھی یہی نصاب ہے، البتہ زکوۃ کی ادائیگی میں یہ فرق ہے کہ بھیڑ اور بکری میں سے جو زیادہ ہوں زکوۃ میں وہی جانور دیئے جائیں اور اگر دونوں برابر ہیں تو اختیار ہے کہ اعلیٰ قسم سے ادنیٰ قیمت کا جانور دیدے یا ادنیٰ قسم سے اعلیٰ قیمت کا جانور دیدے۔(۳)

☆...... بھیڑ اور مینڈھے کا حکم بھی یہی ہے۔(۴)

---

(۱) رجل له غنم للتجارة تساوی مائتی درهم فماتت قبل الحول فسلخها و دبغ جلدها حتی بلغ جلدها نصابا فتم الحول کان علیه الزکاة .(فتاوی خانیه علی هامش هندیه ج: ۱ ص: ۲۵۱ ، مکتبة ماجدیه فصل فی مال التجارة)

(۲،۴) الغنم فی اربعین شاة وسط وفی مائة واحدی وعشرین شاتا وفی احدی ومائتین ثلاث شیاه الی اربع مائة ففیها اربع شیاه ثم بعد ذلك فی کل مائة شاة والمعز والضان فی وجوب الزکوة سواء .(فتاوی سراجیه ص: ۲۵ کتاب الزکوة ط:سعیدالبحر ج: ۲ ص: ۲۱۶، شامی ج: ۲ ص: ۲۸۱ ،هندیه ج: ۱ ص ۱۷۸)

(۳) (نصاب الغنم ضأنا اومعزا) فانهما سواء فی تکمیل النصاب والاضحیة والربا لافی اداء الواجب والایمان (قوله لافی اداء الواجب)لان النصاب اذا کان ضأنا یؤخذ الواجب من الضأن لومعزا فمن المعز ولومنهما فمن الغالب ولوسواء فمن ایهما شاء جوهرة :ای فیعطی ادنی الاعلی او اعلی الادنی کما قدمناه فی الباب السابق .(شامی ج: ۲ ص: ۲۸۱ ،باب الغنم ط: سعید)

☆......اگر بکریوں کے صرف بچے ہیں تو ان پر زکوۃ نہیں، اور اگر ان کے ساتھ کوئی ایک سال کی یا اس سے بڑی عمر کی بکری بھی ہے تو اس کے ساتھ ملا کر نصاب میں بچوں کا اعتبار ہوگا اور مجموعہ چالیس پر ایک بڑی بکری فرض ہوگی۔(۱)

بلا نیت زکوۃ دینا

جو رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر خیرات کی گئی اور رقم جس کو دی اس نے خرچ کر لی اب اس رقم کو زکوۃ میں شمار کرنا درست نہیں ہوگا اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۲)

بنی ہاشم

بنی ہاشم کو زکوۃ دینا جائز نہیں،(۳) اگر بنی ہاشم غریب ہے تو تملیک کر کے دینا جائز ہوگا،(۴) مزید تفصیل کے لیے "سید کو زکوۃ دینا" کے عنوان کے تحت دیکھ لیں۔

---

(۱) (و) لافی (حمل) ولد الشاة...... وصورته ان یموت کل الکبارویتم الحول علی اولادها الصغار(الاتبعا لکبیر)قال فی النهروالخلاف ای المذکورانفا مقید بمااذا لم یکن فیها کبار فان کان کما اذا کان له مع تسع وثلاثین حملا مسن و کذلك فی الابل والبقر کانت الصغار تبعا للکبیرة ووجب اجماعا .(فتاوی شامی ج:۲ص:۲۸۲،۲۸۳،باب زکاة الغنم ط:سعید)

(۲) واذا دفع الی الفقیربلانیة ثم نواه عن الزکاة فان کان المال قائما فی ید الفقیراجزاه و الافلا،(فتاوی عالمگیری ج:۲ص:۱۷۱،کتاب الزکاة ،ط:رشیدیه ،البحرج:۲ ص:۲۱۰، شامی ج:۲ص:۲۶۸)

(۳) لایجوزصرفها الی بنی هاشم ومو الیهم .(فتاوی قاضیخان ج:۱ص:۱۲۸،کتاب الزکوة مکتبه بلوچستان بك ڈپو،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷٤،شامی ج:۲ ص: ۳۵۰، البحر الرائق ج:۲ص:۲٤٦،باب الصرف)

(٤) والحیلة فی الجوازفی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یأمره بعد ذلك بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب.(البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۳،باب المصرف ط:سعید،شامی ج:۲ص:۳٤۵،باب المصرف تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲)

بونے سے پہلے عشر دیدیا

اگر اپنی زمین کا عشر بجائی (بونے) سے پہلے ادا کر دیا تو جائز نہیں اور اگر بجائی کے بعد اگنے سے پہلے ادا کر دیا تب بھی درست نہیں۔(۱)

بھابھی

اگر بھابھی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر رقم یا تجارت کا مال نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بھاوج

اگر بھاوج غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم یا مال تجارت نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

بھائی کو زکوۃ دینا

☆...... اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھائی غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں

---

(۱) فلوعجل عشر ارضه قبل الزرع لايجوز، ولوعجل بعد الزراعة بعد النبات فانه يجوز، ولوعجل بعد الزراعة قبل النبات فالأظهرأنه لايجوز. (عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۶، الباب السادس فى زكاة الزرع والثمار)

(۲) لايجوزدفع الزكوة الى اولاده واولاد اولاده من قبل الذكوروالاناث وان سفلوا ولاالى والديه وأجداده وجداته وان علوا من قبل الاباء والامهات ويجوزالى سائرقرابته نحوالاخوة والاخوات والاعمام والعمات والاحوال والخالات. (خلاصة الفتاوى لشيخ طاهربن عبد الرشيد البخارى كتاب الزكوة ج:۱ص:۲٤۲، ط:رشيديه، شامى ج:۲ص:۳٤٦، ط:سعيد البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱، ۲٤۳، بدائع ج:۲ص:۵۰، تتارخانية ج:۲ص:۲۷۱)

(۳) أيضا

اور کھانا پینا الگ ہے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

☆...... مستحق ہونے سے مراد ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم یا مال تجارت کا مالک نہ ہو تو وہ زکوۃ کا مستحق ہے، اور اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

بھتیجا

اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھتیجے غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بھتیجی

اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھتیجی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

بہن کو زکوۃ دینا

حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بہن اگر غریب اور زکوۃ کی مستحق ہے اور کھانا پینا الگ ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

(۱) أیضا

(۲) ولاالی من بینهما ولاد (درمختار)...... قید بالولاد لجوازہ بقیة الاقارب کالاخوة و الاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة ،(فتاوی شامی ج:۲ ص:۳۴۶، کتاب الزکوة باب المصرف تتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۱ ،بدائع ج:۲ص:۲۴۳ ،بدائع ج:۲ ص: ۴۹ ، فتح القدیر ج:۲ص: ۲۰۹ ،باب المصرف ط:رشیدیه)

(۳) ویجوزدفع الزکوة الی من سوی الوالدین والمولودین من الاقارب والاخوة والاخوات وغیرهم لانقطاع منافع الاملاك بینهم ،ولهذا تقبل شهادة البعض علی البعض واللہ اعلم . (بدائع ج:۲ص: ۵۰ کتاب الزکوة ط:سعید هندیه ج:۱ص: ۱۹۰ ، البحرج:۲ ص:۲۴۳، فتح القدیرج: ۲ص: ۲۰۹ ،ط:رشیدیه ،شامی ج:۲ص: ۳۴۶باب المصرف)

(۴) أیضا

بہو کو زکوۃ دینا

اگر بہو غریب، نصاب کی مالک نہیں، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

بہو کے زیور کا حکم

☆......واضح رہے کہ زکوۃ واجب ہونے میں ہر شخص کی انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے، ایک شخص کی زکوۃ دوسرے پر واجب نہیں ہوتی۔

☆......بہو کے پاس جو زیور ہے، اگر وہ اس کی مالک ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، اور اس پر سال گذر گیا ہے، تو اس کی زکوۃ نکالنا بہو کے ذمہ واجب ہے، ہاں اگر سسر یا شوہر وغیرہ اس کی اجازت سے اسکی زکوۃ ادا کردیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اگر سسر وغیرہ اسکی زکوۃ ادا نہیں کرتے تو بہو پر لازم ہوگا کہ خود اپنی ملکیت کے زیور کی زکوۃ ادا کردے (چاہے زیور سے ادا کرے یا نقد رقم سے) اگر زکوۃ ادا نہیں کی جائے گی تو قبر میں، میدان حشر میں بہو پر عذاب ہوگا، سسر اور شوہر پر نہیں۔(۳)

☆......ہمارے معاشرہ میں چونکہ عورتیں عام طور پر کماتی نہیں بلکہ شوہر کے گھر

---

(۱) أيضا

(۲) ان الزكوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدى إلا باختيار من عليه اما بمباشرته بنفسه او بامره و انابته غيره فيقوم النائب مقامه فيصير مؤديا بيد النائب .(بدائع كتاب الزكوة ج:۲ ص:۵۳، ط:سعيد)

(۳) وسببه اى سبب افتراضها ملك نصاب حولي ......(تام) (تنوير مع الدر كتاب الزكوة، البحر ج:۲ ص:۲۰۲، ط:سعيد، خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲۳۵ ط:رشيديه)

قال تعالى :والذين يكنزون الذهب والفضة ، ولاينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم. يوم يحمى عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ماكنتم تكنزون .(توبة آيت :۳۵،۳۴)

کی دیکھ بھال اور اولاد کی تربیت میں مصروف ہوتی ہیں اسلئے شوہر ادا کر دیتا ہے اس سے بیوی پر احسان ہوگا، اور شوہر کو ثواب ملے گا، اور محبت میں اضافہ ہوگا۔(۱)

☆......اگر بہو کی ملکیت میں زیور نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے، اور اسکی ملکیت میں نصاب سے کم سونے کے علاوہ اور کوئی چیز مثلاً روپیہ وغیرہ نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر زیور کی مقدار نصاب سے کم ہے لیکن دوسرے اموال زکوۃ کے ملانے کے بعد نصاب پورا ہو جاتا ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۳)

بھینس کی زکوۃ

''گائے'' عنوان کے تحت دیکھیں

بھُوسہ

بھوسہ پر عشر واجب نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) وسببها ارادة الخير للواهب دنيوى كعوض ومحبة وحسن ثناء واخروى ......قال ﷺ "تهادوا تحابوا". (شامی ج:۵ ص:٦٨٧ کتاب الهبة)

(۲) ومنها كون المال نصابا فلاتجب فى اقل منه هكذا فى العينى شرح الكنز. هنديه كتاب الزكوة ج:۱ ص:۱۷۲، ط. كوئته، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۱ ط: ايچ ايم سعيد)

(۳) وعلى هذا اذا كان مع عروض التجارة ذهب وفضة فانه يضمها الى العروض ويقومه جمله. (بدائع ج۲ ص:۲۱، ط: سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳، باب زكاة المال، تتارخانية ج:۲ ص:۲٤٥، زكاة عروض التجارة، شامى ج:۲ ص:۳۰۳، باب زكاة المال)

(٤) الا فيما لايقصد به استغلال الأرض (نحو حطب وقصب) فارس (وحشيش وتبن وسعف وصمغ وقطران........حتى لو اشتغل ارضه بها يجب العشر، (باب العشر الدرالمختار ج۲ ص:۳۲۷، ط: سعيد، هدايه ج:۱ ص:۱۸٤ هنديه ج:۱ ص:۱۸٦، بدائع ج:۲ ص:۵۸، البحر ج:۲ ص:۲۳۷، باب العشر، احسن الفتاوى ج:٦ ص:۳٤٤)

بھیڑ کی زکوۃ

''بکریوں کی زکوۃ'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیٹے کا نکاح حوائج اصلیہ میں داخل نہیں

(۱) بیٹے کا نکاح ضرورت اصلیہ میں داخل نہیں کیونکہ اگر بیٹا بالغ ہے تو اس کا نکاح باپ کے ذمہ فرض نہیں، بلکہ نکاح کی ذمہ داری شرعاً بیٹے پر خود ہے، اگر بیٹا نابالغ ہے تو اس کا نکاح کرانا ضروری نہیں ہے۔(۱)

(۲) اگر بیٹا نابالغ ہے یا کمانے کے قابل نہیں ہوا تو اس کا ضروری خرچہ دینا باپ پر لازم ہوتا ہے، وہ بھی جب کہ خود نابالغ اولاد کی ملک میں اتنا مال نہ ہو جس سے اس کا ضروری خرچہ پورا ہو سکے، اگر نابالغ اولاد کی ملک میں اتنا مال ہے کہ اس سے اس کا ضروری خرچہ پورا ہو سکتا ہے تو باپ کے ذمہ اس کا خرچہ دینا لازم نہیں ہوگا بلکہ اس کے مال سے اس کا خرچہ دیا جائے گا، اگر باپ خرچہ دے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔(۲)

بیج

☆......کھیت کی بجائی کے لئے جو بیج خرید کر رکھ لیا جاتا ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

☆......اگر بیج تجارت کی نیت سے خرید کر رکھ لیا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے(۴)

---

(۱) ولایجب علی الاب نفقة الذکور الکبار الاان یکون الولد عاجزا عن الکسب لزمانة او مرض (هندیه کتاب النکاح الفصل الرابع فی نفقة الاولاد ج:۱ ص:۵۶۳ کوئٹه)

(۲) نفقة الاولاد الصغار علی الأب لایشارکه فیها أحد.(عالمگیری ج:۱ ص ۵۶۰ ونفقة الصبی بعد الفطام اذا کان له مال فی ماله .عالمگیری ج:۱ ص:۵۶۲،(الفصل الرابع فی نفقة الاو لاد)

(۳،۴) لو اشتری بذرا للتجارة وزرعه فإنه لازکاة فیه ، وانمافیه العشر لأن بذره فی الأرض ابطل کونه للتجارة ،فکان ذلك کنیة الخدمة فی عبدالتجارة بل أولی ، ولولم یزرعه تجب اه فان مفاده سقوط الزکوة عن البذر بالزراعة مطلقا .(شامی ج:۲ ص:۲۷۴)

اگر قیمت نصاب کے برابر ہے یا آدمی خود صاحب نصاب ہے۔

بے روزگار کو زکوۃ دینا

اگر بے روزگار آدمی غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

بینک سے حکومت زکوۃ کاٹ لیتی ہے

حکومت بینکوں میں جمع شدہ رقم سے زکوۃ کاٹ لیتی ہے تو اس سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اس میں تین صورتیں ہیں۔

☆......اگر حکومت یا بینک والے کھاتے داروں سے ان کی اجازت سے اصل رقم سے زکوۃ کی رقم کاٹ کر مستحقین زکوۃ کو مالکانہ طور پر دیدیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اگر حکومت یا بینک والے کھاتے داروں کی اجازت کے بغیر اصل رقم سے زکوۃ ادا کرتے ہیں تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ ایسی صورت میں کھاتہ داروں پر ضروری ہے اپنی زکوۃ خود ادا کریں۔(۳)

☆......اگر حکومت یا بینک والے زکوۃ کی رقم اصل رقم سے نہیں کاٹتے بلکہ نفع کے نام سے جمع ہونے والی سود کی رقم سے زکوۃ کاٹتے ہیں تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ

---

(۱) ویجوز دفعها (الزکوة) الی من یملك اقل من النصاب .(هندیه کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج:۱ ص:۱۸۹ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲٤۰ ،شامی ج:۲ ص:۳۳۹)

(۲) ان الزکوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدی إلا باختیار من علیه ، امابمباشرته بنفسه أو بأمره ، وانابته غیره ،فیقوم النائب مقامه ، فیصیر هو مودیا بیدا لنائب ،(بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳)

(۳) (وشرط صحة ادائها فیه مقارنة له) ای للاداء ولو کانت المقارنة حکما وفی الرد (قوله نیة) ان الساعی لواخذها منه کرها لایسقط الفرض عنه فی الاموال الباطنة .(شامی کتاب الزکوة ج:۲ ص:۲٦۸ ،ط:سعید،هندیه ج۱ ص:۱۷۰ ،البحرج:۲ ص:۲۱۰ ط:سعید)

حرام رقم سے زکوۃ ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی ہے، ایسی صورت میں کھاتے داروں پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوۃ خود ادا کریں۔(۱)

بینک کا سود

☆...... بینک کے سیونگ اکاؤنٹ میں جو سود جمع ہوتا ہے وہ لینا ناجائز اور حرام ہے، سود کی رقم کو اکاؤنٹ سے نکالنا ہی جائز نہیں ہے، کیونکہ سود نکالنے والا سود لینے والوں میں داخل ہے، اور ایسے آدمی پر لعنت ہے۔(۲)

☆...... سود کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر کسی نے سود کی رقم لے لی ہے تو اس پر ضروری ہے کہ واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر سارا سود صدقہ کردے۔(۳)

بینک میں جمع شدہ رقم کی زکوۃ

☆...... صحیح قول کے مطابق بینک میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ میں سے ہے، اور اموال باطنہ سے زکوۃ وصول کرنے کا حق حکومت کو نہیں ہے لہذا بینک والے یا

---

(۱) ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم وإلافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه ،وان كان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولايعلم اربابه ولاشيئا منه بعينه حل له حكما .(مطلب فيمن ورث مالاحراما ج:٥ص:٩٩ط:سعيد،هنديه ج:٥ص:٣٤٩) نعم لواخرج زكاة المال الحلال من مال حرام ذكرفي الوهبانية أنه يجزى عند البعض ونقل القولين فى القنية الخ .(شامى ج:٢ص:٢٩١،٢٩٢)

(٢) واخذهم الربا وقد نهوا عنه :سورة النساء آيت:١٦١ .وعن جابرقال لعن رسول الله ﷺ اكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء رواه مسلم .(مشكوة باب الربوا ص:٢٤٤،ط:قديمى)

(٣) (قوله كما لوكان الكل خبيثا)فى القنية :لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة لأن الكل واجب التصدق عليه ، فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه .(شامى ج:٢ص:٢٩١،وج:٦ ص:٣٨٥ ط :قديمى)

حکومت بینک میں جمع شدہ رقم سے زبردستی زکوۃ کی کٹوتی نہیں کرسکتی۔(۱)

ہاں اگر رقم جمع کرنے والے نے بینک کو اجازت دی کہ سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ کاٹ لینا اور مستحقین پر صرف کرنا، اور بینک والے نے سرمایہ دار کی اجازت سے رقم کاٹ کر مستحقین پر صرف کردی ہے تو بینک والے سرمایہ دار کی طرف سے وکیل ہوکر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی وجہ سے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆...... بینک میں جو رقم جمع رکھی جاتی ہے اگر وہ نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے یا رقم جمع رکھنے والا صاحب نصاب ہے، تو سال پورا ہونے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۳)

☆...... بینک میں جو رقم جمع رکھی جاتی ہے وہ امانت ہوتی ہے، اور رقم جمع کرنے والا جب بھی چاہے وصول کرکے تصرف کرسکتا ہے لہذا حفاظت کے لئے رقم بینک میں ہو یا اپنے پاس دونوں کا حکم برابر ہے۔(۴)

بے نمازی کو زکوۃ دینا

بے نمازی محتاج اور غریب آدمی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہوجاتی ہے البتہ دیندار نماز پڑھنے والے محتاج غریب آدمی کو زکوۃ دینے سے جتنا ثواب ملے گا بے

---

(۱) ولهذا قال اصحابنا ان الامام اذا علم من اهل البلدة انهم يتركون اداء الزكوة من الاموال الباطنة فانه يطالبهم بها لكن اذا اراد الامام ان يأخذها بنفسه من غير تهمة الترك من اربابها ليس له ذلك لمافيه من مخالفة اجماع الصحابة رضى الله عنهم .(بدائع ج:۲ ص:۷ كتاب الزكوة ط:سعيد).

(۲)ان الزكوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدى إلاباختيار من عليه ، امابمباشرته بنفسه أو بأمره، وانابته غيره ،فيقوم النائب مقامه ، فيصير هومؤديابيد النائب ،(بدائع ج:۲ ص:۵۳)

(۳) الزكوه انما تجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولاكاملا (خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲۳۵، تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷،فتح القدير ج:۲ص:۱۱۲

(۴)أيضا

نمازی کو زکوۃ دینے سے اتنا ثواب نہیں ملے گا، اس لئے دیندار نمازی غریب آدمی کو زکوۃ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔(۱)

واضح رہے کہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر تو نہیں ہوتا لیکن کافر والا کام کرنے کی وجہ سے فاسق اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوجاتا ہے(۲) اور قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونے کا خطرہ ہے، اسلئے نماز کی پابندی ضروری ہے۔

بیوپاری کو مال حوالہ کرنا

جو مال بیوپاری کے حوالہ کردیا ہے، اور اب تک قیمت وصول نہیں ہوئی ہے تو ایسی صورت میں رقم وصول ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگا، اس سے پہلے نہیں البتہ سالانہ زکوۃ ادا کرنے کی صورت میں زکوۃ ادا ہوجائے گی، وصول ہونے کے بعد دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اگر قیمت وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو سالانہ زکوۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کرکے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملك اقل من النصاب (هندیه ج:۱ص:۸۹،البحرج:۲ ص:۲٤۰) وکره نقلها إلاإلی قرابة ....أوأحوج أوأصلح أوأورع أوانفع للمسلمین ......أوإلی طالب علم وفی المعراج :التصدق علی العالم الفقیرافضل(أوإلی الزهاد) . (درمختارشامی ج:۲ص:۳٥٤،۳٥۳،البحرالرائق ج:۲ص: ۲٥۰ ،باب المصرف

(۲) (وتارکها عمدا مجانة)ای تکاسلا فاسق ،الدرالمختارشامی ج:۱ص:۳٥۲)

(۳) واماسائرالدیون المقربها علی ثلاث مراتب......وقوی :وهومایجب بدلاعن سلع التجارة اذا قبض اربعین زکی لمامضی.(عالمگیری ج:۱ص:۱۷٥ ،شامی ج:۲ص:۳۰٥، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۹۹فتح القدیرج:۲ص:۱۲۳ ،بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۱۰)

بیوہ برسر روزگار

☆...... اگر بیوہ برسر روزگار ہے، مقروض نہیں ہے، اور معاشی تنگی بھی نہیں ہے تو ایسی بیوہ کو بلاوجہ زکوۃ نہیں لینی چاہیے، تاہم اگر وہ نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۱)

☆...... اور اگر بیوہ نصاب کی مالک ہے تو اس کو جان بوجھ کر زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

بیوہ کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا

اگر بیوہ صاحب نصاب ہے تو اس کو اور اس کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (۳)

بیوہ مفلوک الحال ہے

اگر بیوہ مفلوک الحال ہے، اور اس کے پاس نصاب کی مقدار سونا چاندی یا روپیہ پیسہ نہیں ہے تو وہ زکوۃ کی مستحق ہے اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر اسکے بھائی بہن اس کے اخراجات برداشت نہیں کرتے، یا برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو نادار اور بے سہارا ہونے کی وجہ سے لوگوں کا اس کو زکوۃ اور صدقات دینا ضروری ہوگا تاکہ وہ زندہ رہے۔ (۴)

---

(۱) وفی التجرید :ویحل للفقیر الکسوب اخذالصدقة ویکره له الطلب التاتارخانیه کتاب الزکوة الفصل الثامن فیمن توضع الزکوة ج:۲ص:۲۷۵ط:ادارة القرآن) ویجوزصرفها إلی من لایحل له السوال اذا لم یملك نصابا .(عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹)

(۲) ولاالی غنی یملك قدرنصاب فارغ عن حاجته الاصلیة من ای مال کان البحرج:۲ ص :۲٤٤ ،تنویرمع الدرشامی باب المصرف ج:۲ص:۳٤٥ط:سعید)

(۳) ولایجوزدفعها (الزکوة)الی ولد الغنی الصغیرکذا فی التبیین(هندیه باب المصارف ج:۱ص:۱۸۹ ،ط:مکتبه ماجدیه کوئٹه ،تتارخانیه ج:۲ص:۲۷۳ ،بدائع ج:۲ص:٤۷)

(٤)ویجوزدفعها (الزکوة)الی من یملك اقل من النصاب (هندیه کتاب الزکوة =

بیوی صاحب نصاب ہے اور شوہر مقروض ہے

اگر بیوی صاحب نصاب ہے اور شوہر مقروض ہے تو اس صورت میں سال مکمل ہونے کے بعد بیوی کے لئے پورے نصاب سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکال کر ادا کرنا لازم ہوگا، زکوۃ ادا کرتے وقت شوہر کے قرض کو وضع نہیں کیا جائے گا، البتہ اگر بیوی کے ذمہ قرض ہے تو اس کو وضع کیا جائے گا، کیونکہ ملکیت الگ الگ ہے، ایک کی ملکیت کے ساتھ دوسرے کا کوئی تعلق نہیں اور ایک کے قرض کا بھی دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔(۱)

بیوی صاحب نصاب ہے تو شوہر کا حکم

☆......اگر بیوی صاحب نصاب ہے تو اس کی وجہ سے غریب شوہر صاحب نصاب کے حکم میں نہیں ہوگا اور قربانی اور زکوۃ وغیرہ غریب شوہر پر واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اور ایسے غریب شوہر کو لوگوں کے لئے زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۳)

☆......اور بیوی کی زکوۃ خود بیوی پر ادا کرنا ضروری ہے شوہر پر نہیں۔(۴)

= الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۹،ط:کوئٹه ،البحرج:۲ص:۲٤۰،باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۳۹،ط:سعید)

(۱) (ومنها الفراغ عن الدين)......وهذا كله إذا كان الدين فى ذمته قبل وجوب الزكاة . (عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳،۱۷۲) البحرج:۲ص:۲۰٦،شامی ج:۲ص:۲٦۰)

(۲) (ومنها الملك التام) وهوماجتمع فيه الملك واليد .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، بدائع ج:۲ص:۹)

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساكين الآية .سورة التوبة آيت:۵۹جزء :۱۰)

(٤) الزكوة انماتجب اذا ملك نصابا تاماناميا حولا كاملا .(خلاصة الفتاوى ج:۱ ص: ۲۳۵،ط:رشيديه ، فتح القديرج:۲ص:۱۱۲،تتارخانية :۲ص:۲۱۷)

بیوی کوزکوۃ دینا

شوہر کا بیوی کوزکوۃ دینا جائزنہیں ہے۔(۱)

بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد کوزکوۃ دینا

اگر بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد غریب ہیں، نصاب کی مالک نہیں، تو ان کوزکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بیوی کے زیورات اورسوناچاندی کاحکم

☆......اگر بیوی کے پاس سونا، چاندی یازیورات نصاب کے برابر یااس سے زیادہ موجود ہیں اور وہ ان چیزوں کی مالک ہے، تو سال گذرنے کے بعدڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا اس کے ذمہ لازم ہوگا، چاہے وہ خوداداکردے یااسکی طرف اس کا شوہر اجازت لےکراداکردے دونوں صورتوں میں زکوۃ اداہوجائے گی۔(۳)

☆......اگرزیوروغیرہ کی مقدار نصاب سے کم ہےلیکن دوسرے اموال زکوۃ

---

(۱) ولایعطی زوجته بلاخلاف بین اصحابنا لان منافع الاملاك مشتركة فلاینقطع حق المؤدی عن المؤدی (المحیط البرهانی ،كتاب الزكوة الفصل الثامن فی المسائل المتعلقة بمن یوضع فیه الزكوة ج:۳ص:۲۱۲ط:ادارة القرآن)
ولایدفع إلی إمرأته للإشتراك فی المنافع عادة .(عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹،شامی ج:۲ ص:۳٤٦)

(۲) ولاالی من بینهما ولاد) وقیدبالولاد لجوازه لبقیة الأقارب كالاخوة بالاعمام والأخوال الفقراء بل هم أولی ؛لأنه صلة وصدقة ،شامی،كتاب الزكوة باب المصرف ج:۲ ص: ۳٤٦، ط: سعید ، خلاصه ج:۱ص:۲٤۲،البحرج:۲ص:۲٤۳،بدائع ج:۲ص: ۵۰)

(۳) الزكوة انما تجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولا كاملا .(خلاصة الفتاوی كتاب الزكاة ج:۱ص:۲۳۵،رشیدیه. فتح القدیرج:۲ص:۱۱۲.تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷.ان الزكوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدی إلاباختیارمن علیه،اما بمباشر ته بنفسه أو بأمره، وانابته غیره ،فیقوم النائب مقامه ، فیصیرمؤدیا بید النائب ، (بدائع ج:۲ ص:۵۳،سعید.

کے ساتھ ملانے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اس صورت میں بھی سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......اگر زیورات کی مقدار نصاب سے کم ہے اور دوسرے اموالِ زکوۃ بھی نہیں ہے تو سال گذرنے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆...... بیوی کی زکوۃ ادا کرنا شوہر پر لازم نہیں، چونکہ عام طور پر عورتیں کماتی نہیں بلکہ شوہر کی خدمت، اولاد کی پرورش، اور گھر کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی ہیں اس لئے شوہر ادا کر دیتا ہے، البتہ شوہر جب بیوی کی زکوۃ ادا کرے تو شروع میں اجازت لے لے کہ میں آپ کی زکوۃ ادا کر دونگا، اس طرح بیوی کی زکوۃ ادا ہو جائے گی اور وہ قبر، میدان حشر اور جہنم کے عذاب سے بچ جائے گی اور شوہر کو بیوی پر احسان کرنے کا ثواب ملے گا، اور اس سے محبت میں بھی اضافہ ہوگا۔(۳)

☆......اگر شوہر اتفاق سے بیوی کی زکوۃ ادا نہ کرے تو بیوی پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوۃ خود ادا کر دے، ورنہ عذاب بیوی پر ہوگا شوہر پر نہیں۔(۴)

بیوی کے زیور کی زکوۃ مرد پر نہیں

☆......زیور کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اور وہ زیور نصاب کے برابر یا اس(۵)

---

(۱)قوله وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة.(البحر ج:۲ ص: ۲۳۰، باب زكاة المال ،شامي ج:۲ ص:۳۰۳،هنديه ج۱ ص:۱۷۵ ،وبدائع ج:۲ ص:۱۳)

(۲) فى بيان مقدارالواجب فى النصاب وفى بيان صفته اما الاول فكما النصاب شرط وجوب الزكوة فلاتجب الزكوة فيمادون النصاب .(بدائع كتاب الزكوة ج:۲ ص:۱۵، ط: سعيد،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲٦ ،باب المصرف)

(۳،۵) ان الزكوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدى إلاباختيارمن عليه،اما بمباشر ته بنفسه أو بأمره، وانابته غيره ،فيقوم النائب مقامه ، فيصيرمؤ ديا بيد النائب ، (بدائع ج:۲ ص:۵۳)

(٤) نوع منه :الزكوة انما تجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولا كاملا.(خلاصة الفتاوى كتاب الزكاة ج:۱ ص:۲۳۵،رشيديه .فتح القدير ج:۲ ص:۲۱۲ ،تتارخانية ج۲ ص:۲۱۷،ادارة القرآن)

سے زیادہ ہے تو اسکی زکوۃ بیوی کے ذمہ ہے، شوہر کے ذمہ نہیں، اگر بیوی کے کہنے پر شوہر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کر دے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور بیوی پر شوہر کا بڑا احسان ہوگا۔

اور اگر شوہر بیوی کی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے تو بیوی پر ضروری ہے کہ اپنی زکوۃ خود ادا کرے شوہر کے ذمہ نہ ڈالے ورنہ بیوی گنہگار ہوگی شوہر نہیں۔

☆...... برصغیر میں چونکہ عورتیں خود کماتی نہیں، شوہر کی خدمت، اولاد کی پرورش وتربیت اور گھر کی دیکھ بھال، اور مال وسامان کی حفاظت میں مصروف رہتی ہیں اسلئے عام طور پر شوہر ہی بیوی پر احسان کر کے زکوۃ ادا کر دیتا ہے ورنہ بیوی عذاب میں گرفتار رہے گی اور شوہر دیکھتا ہی رہے گا، یہ منظر واقعی خطرناک ہوگا اس لئے ایک دوسرے کو عذاب سے بچانے کی کوشش کرے تا کہ رفاقت ختم نہ ہو۔(۱)

☆......اگر شوہر غریب ہے تو زکوۃ کی ذمہ داری اس پر نہ ڈالے بلکہ بیوی اپنی زکوۃ خود ادا کر دے۔(۲)

(پ)

پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم خرچ کرنا

پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں، اگر پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم خرچ کی گئی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی رقم دوبارہ زکوۃ کی نیت سے ادا کرنا لازم ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحق زکوۃ آدمی کو بلا عوض مالک بنانا ضروری ہے، اور یہاں مستحق زکوۃ آدمی کو مالک نہیں بنایا گیا۔(۳)

(۱) یا ایها الذین آمنوا قوا أنفسکم واهلیکم نارا .(سورة التحریم آیت :٦)

(۲)

(۳) ولایخرج (المزکی)عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء .(ج:۲ص:۲۷۰،شامی کتاب الزکوة ،البحرج:۲ص:۲۱۱،ط:سعید ،فتح القدیرج:۲ص:۱۲۵)

پاگل

☆...... اگر پاگل نصاب کا مالک ہے تو اسکے مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ولیوں کے لئے پاگل کے مال سے زکوۃ نکالنا لازم نہیں البتہ پاگل کے مال سے قرض ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ بندوں کا حق ہے۔(۱)

☆...... پاگل کی زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ بطور عشر ادا کرنا اور صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔(۲)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ

ملازمت ختم ہونے کے بعد پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے جو رقم ملتی ہے اس کی دوصورتیں ہیں۔

(الف) جبری ہے یعنی ملازم کے منع کرنے کے باوجود جبری طور پر ماہانہ تنخواہ میں سے کچھ رقم کاٹ کر رکھ لی جاتی ہے، تو اس صورت میں پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے جتنی رقم ملے گی وہ سب ملازم کے لئے حلال ہے گویا کہ زائد رقم حکومت کی طرف سے انعام ہے۔

ایسی رقم وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہوگی بلکہ رقم وصول ہونے کے بعد جب ایک سال پورا ہو جائے گا تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

---

(۱) (ومنها) العقل عندنا فلاتجب الزكوة في مال المجنون جنونا اصليا (بدائع ج:۲ ص:۵ ط:سعيد،شامي ج:۲ ص:۲۵۸،البحر ج:۲ ص:۲۰۲ هنديه ج:۲ ص:۱۷۲)

(۲) واماالعقل والبلوغ فليسا من شرائط الوجوب ،حتى يجب العشر في ارض الصبي و المجنون ؛لأن فيه معنى المؤنة .(عالمگيرى ج۱ ص:۱۸۵،الباب السادس في زكاة الزرع و الثمار، شامي ج:۲ ص:۳۲۶،باب العشر،ط:سعيد تتارخانية ج۲ ص: ۳۳۰،كتاب العشر، ادارة القرآن)

(۳) واماسائر الديون المقربها فهي على ثلاث مراتب عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى ، ضعيف : وهو كل دين ملكه بغير فعله لابدلا عن شئ نحو الميراث اوبفعله لابدلا عن شئ كالوصية أو=

(ب) اختیاری ہے یعنی اگر ملازم منع کر دیتا ہے تو تنخواہ میں سے کٹوتی نہیں ہوتی تو اس صورت میں جتنی رقم کی کٹوتی ہوتی ہے اتنی رقم لینا حلال ہے اس سے زیادہ لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس صورت میں جتنی رقم جمع ہوئی ہے اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، یا یہ ملازم پہلے سے صاحب نصاب ہے تو سالانہ اس فنڈ میں جمع شدہ رقم کی بھی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

(ج) پراویڈنٹ فنڈ ''دین ضعیف'' میں داخل ہے، لہذا ملازمت چھوڑنے کے بعد جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا اسی وقت سے اس روپے کے سال کی ابتداء ہوگی، اور گذشتہ سالوں کی زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔(۲)

پرائز بانڈ

☆...... ''پرائز بانڈ'' سودی اسکیم ہے، لہذا پرائز بانڈ خریدنا اور اس سے قرعہ اندازی کے بعد نفع کے نام پر جو رقم ملتی ہے وہ سود ہونے کی وجہ سے لینا ناجائز اور حرام ہے۔

''پرائز بانڈ'' میں قرعہ اندازی میں نام نکلنے کے بعد انعام کے نام سے جو رقم ملتی ہے وہ رقم اور بینک کے سودی اکاؤنٹ سے منافع کے نام سے جو رقم ملتی ہے ان دونوں کے سود ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ بینک والے قرعہ اندازی کے بغیر سب کو دیتے ہیں، اور پرائز بانڈ والے صرف اس کو دیتے ہیں جس کا قرعہ اندازی میں نام نکل آتا ہے، بینک اکاؤنٹ میں بھی اصل رقم ضائع نہیں ہوتی،

= بفعله بدلا عماليس بمال كالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدية و بدل الكتابة لازكاة فيه عنده حتى يقبض نصابا ويحول عليه الحول .(عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۵ ،شامى ج:۲ص: ۳۰۵ ،البحرج:۲ ص:۲۰۷ ،بدائع ج:۲ص: ۱۰ ،تتارخانية ج:۲ ص: ۲۹۹)

(۱) الزكوة انماتجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولا كاملا .(خلاصة الفتاوى ج:۱ ص: ۲۳۵ ، فتح القديرج:۲ص:۱۱۲ تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷).

(۳،۱) انظر الرقم :۳ فى الصفحة السابقة .

اور پرائز بانڈ میں بھی، لہٰذا جو لوگ بینک کے نفع کو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں، ان کے لئے ''پرائز بانڈ'' کے نفع کو سود ہونے کی وجہ سے حرام سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔

نیز یہ کہ ''پرائز بانڈ'' میں سود کے ساتھ ساتھ ''جوا'' بھی ہے، کیونکہ ''پرائز بانڈ'' خریدنے والے کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ قرعہ اندازی میں ان کا نام نکل آئے گا تو بھاری رقم ملے گی، ورنہ نہیں، تو یہ جوا بھی ہے۔ (۱)

☆...... ''پرائز بانڈ'' کی اصل قیمت یعنی قیمت خرید پر زکوۃ واجب ہے، قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں جو رقم زائد ملتی ہے وہ لینا جائز نہیں، اگر کسی نے وہ رقم لے لی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں (۲) بلکہ اس رقم کو جہاں سے لیا ہے وہاں واپس کر دینا ضروری ہے اگر واپس کرنا ممکن ہے، ورنہ منافع کی کل رقم کو ثواب کی نیت کے بغیر فقیروں میں صدقہ کر دینا لازم ہوگا۔ (۳)

پرچون کی زکوۃ

☆...... پرچون کی دکان میں ہمہ قسم کا سامان ہوتا ہے، سال پورا ہونے پر تمام چیزوں کا وزن، پیکٹ، اور عدد کا حساب لگا کر زکوۃ ادا کرنی چاہیے تاکہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے۔

---

(۱) واخذهم الربو وقد نهو عنه .(سورة النساء آیت: ۱۶۱) عن جابرؓ قال قال لعن رسول الله ﷺ اكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء .رواه مسلم مشكوة شريف ص: ۲۴۴، باب الربوا .كل قرض جرنفعا حرام اى إذا كان مشروطا ،شامى كتاب البيوع فصل فى القرض ج:۵ص:۱۶۶) وحقيقة الميسرتمليك المال على المخاطرة .احكام القرآن للجصاص ج:۲ ص: ۴۶۵) باب تحريم الخمر، ط:سهيل اكيدمى .

(۲) (قوله كما لوكان الكل خبيثا) فى القنية :لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة لأن الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه ، ومثله فى البزازية .(شامى ج:۲ص:۲۹۱)

(۳) والحاصل أنه ان علم أرباب الاموال وجب رده عليهم وإلا فإن علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه .(شامى ،باب البيع الفاسد مطلب فيمن ورث مالا حراما ج:۵ ص:۹۹ردالمحتارج:۶ص:۳۸۵،هنديه ج:۵ص:۳۴۹ط:رشيديه)

اور زکوۃ نکالنے کے لئے چیزوں کی قیمت وہ لگائی جائے جس قیمت پر دکاندار لوگوں کو فروخت کرتے ہیں قیمت خرید یا لاگت سے نہیں۔(۱)

☆......اگر پرچون کی دکان میں بے شمار قسم کے سامان ہونے کی وجہ سے تمام سامانوں کو وزن کرنا یا گننا ممکن نہیں اسلئے اندازہ سے زکوۃ دینا چاہے تو اس صورت میں اندازہ سے جو قیمت لگائی جاتی ہے اس سے زیادہ قیمت لگانا ضروری ہوگا تا کہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے ورنہ زکوۃ میں کمی ہونے کی صورت میں وہ زکوۃ ذمہ میں واجب رہے گی اور وہ آخرت میں ادا کرنا ممکن نہیں ہوگا، اس لئے پورا حساب لگا کر زکوۃ ادا کرے تا کہ آخرت کی گرفت کا خطرہ باقی نہ رہے۔(۲)

پردادا کو زکوۃ دینا

اپنے پردادا کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۳)

پرنٹنگ پریس

☆......پرنٹنگ پریس میں جو مشینیں وغیرہ فٹ ہیں، وہ مال تجارت نہیں بلکہ آمدنی کا ذریعہ ہیں، لہذا ان مشینوں کی قیمت پر زکوۃ فرض نہیں البتہ اگر آمدنی کی رقم نصاب کے

(۱) اذا كان له مائتاقفيز حنطة للتجارة تساوى مائتي درهم فتم الحول ثم زاد السعر أو انتقص فان أدى من عينها أدى خمسة اقفزة وإن أدى القيمة تعتبر قيمتها يوم الوجوب .... و عندهما يوم الأداء ،وكذا كل مكيل أوموزون أومعدود.......ويضم بعض العروض الى بعض وان اختلف اجناسها .(عالمگيرى كتاب الزكوة ،الفصل الثانى فى العروض ج:۱ ص: ۱۷۹ ،تتارخانية ج:۲ ص: ۲۴۲ ،زكاة عروض المال ،ادارة القرآن)

(۲) (قوله عينه)أى الجزء أو المال ،وقول الشارح وهوربع عشرنصاب ،بمالح لهما، فإن ربع العشرمعين والنصاب معين ايضا فافهم (قوله وهوربع عشرنصاب)أى أومايقوم مقامه من صدقات السوائم الخ ،شامى ج:۲ ص:۲۵۷، ۲۵۸)

(۳) ولا إلى من بينهما ولاد أى بينه وبين المدفوع إليه لأن منافع الأملاك بينهم متصلة فلا يتحقق التمليك على الكمال ،شامى كتاب الزكوة باب المصرف ط:سعيد،ج:۲ ص:۳۴۶، وايضا فى الهنديه :ولايدفع الى اصله وان علاوفرعه وان سفل .ج:۱ ص:۱۸۸،كتاب الزكاة باب المصرف) فتح القديرج:ج:۲ ص:۲۰۹ .البحرج:۲ ص:۲۰۱ ،۲۴۳ . بدائع ج:۲ ص:۴۹ .

برابر یا زیادہ ہے اور سال پورا ہو جائے تو آمدنی کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......اگر پرنٹنگ پریس کی مشینوں کو تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو ان پر زکوۃ فرض ہوگی کیونکہ یہ مال تجارت ہیں۔(۲)

پرندہ

☆......موجودہ زمانہ میں پرندے پالنے کا بہت زیادہ رواج ہے، اگر پرندے کے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا ہے، اور ان کو تکلیف نہیں پہنچائی جاتی تو پرندے پالنے میں کوئی قباحت نہیں، اور اگر پرندوں کو بند کرنے کے بعد تکلیف پہنچائی جاتی ہے، کھانا پینا نہیں دیا جاتا ہے تو گناہ ہوگا بلکہ جہنم میں لے جانے کا سبب بنے گا(۳) جیسا کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اس لئے جہنم میں گئی کہ اس نے ایک بلی کو بند کر کے کھانا پینا نہیں دیا اور وہ مرگئی، اسی طرح کوئی بھی انسان کسی جانور یا پرندہ یا انسان یا ملک پر اقتصادی پابندی لگا کر محصور کر کے رکھے گا تو وہ جہنم میں جائے گا۔(۴)

☆......آج کل مختلف نسلوں کے پرندے مثلاً آسٹریلین طوطے وغیرہ افزائش

---

(۱) ولیس فی دور السکنی......زکوۃ لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة ولیست بنامیة ایضا و علی هذا کتب المعلم لاهلها و الات المحترفین لما قلنا .فتح القدیر کتاب الزکاة ج:۲ ص: ۱۲۱ ط: رشیدیه) وکذلك آلات المحترفین .شامی ج:۲ص:۲٦٥، البحرج:۲ص:۲۰٦ ط:سعید، هندیه ج:۱ص:۱۷۳ ،فتح القدیر ج:۲ص:۲۰۹ ،البحرج:۲ص:۲۰۱ ،بدائع ج: ۲ص:٤۹)

(۲) (أونیة التجارة)فی العروض اماصریحا ولابد من مقارنتها لعقدالتجارة کماسیجئ ،أودلالة بان یشتری عینا بعرض التجارة اویؤاجرداره التی للتجارة بعرض فتصیرللتجارة بلانیة صریحا الدرالمختار .(شامی ج:۲ص:۲٦۷)

(۳) قال فی المجتبی رامزا :لابأس بحبس الطیوروالدجاج فی بیته ولکن یعلفوها وهو خیر من إرسالها فی السکك .(شامی ج:٦ص:٤۰۱ .کتاب الحظروالإباحة فصل فی البیع. عالمگیری ج:٥ص:۳۸۱)

(٤) عن ابن عمروابی هریرةؓ قالا قال رسول اللهﷺ عذبت امرأة فی هرة امسکتها حتی ماتت من الجوع فلم تکن تطعمها ولاترسلها فتأکل من خشاش الارض ،متفق علیه . (مشکوة ، باب فضل الصدقة ج:۱ص:۱٦۸)

نسل کے لئے پالتے ہیں تاکہ ان کو فروخت کر کے آمدنی حاصل کریں، بعض لوگ اس مقصد کے لئے فارم بھی بناتے ہیں، اور بعض لوگ گھر میں انتظام کرتے ہیں تو یہ پرندے مال تجارت میں داخل ہیں لہذا اگر ان پرندوں کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر پرندہ فروخت کرنے کی نیت سے نہیں رکھا بلکہ شوقیہ پالنے کی نیت سے رکھا یا حلال جانور ہیں کھانے کی نیت سے رکھا تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

پڑدادی

اپنی پڑدادی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

پگڑی کی رقم پر زکوۃ

☆......موجودہ دور میں پگڑی کے طور پر جو رقم لی جاتی ہے وہ واپس کرایہ دار کو نہیں ملتی ہے بلکہ عرف ورواج کے اعتبار سے مکان اور دکان کا مالک اس رقم کا مالک ہوجاتا ہے، اور زکوۃ مالک پر واجب ہوتی ہے، لہذا پگڑی کی رقم کی زکوۃ پگڑی دینے والے پر نہیں بلکہ پگڑی لینے والے پر ہے۔(۴)

☆......پگڑی کا لین دین شرعاً درست نہیں ہے کیونکہ یہ مکمل بیع بھی نہیں اور مکمل

(۱،۲) الزکاۃ واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب ..(فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹،کتاب الزکاۃ ط:ماجدیه ، البحرج:۲ ص: ۲۲۸، ط:سعید ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۷،ادارة القرآن)

(۳) ولاإلی من بینهما ولاد بینه وبین المدفوع إلیه ......أصله وإن علا کابویه وأجداده و جداته من قبلهما .(شامی،کتاب الزکاۃ باب المصرف ج۲ص:۳٤٦،ط:سعید البحرج:۲ ص:۲٤۳،فتح القدیرج:۲ص:۲۰۹،بدائع ج:۲ص:٤۹)

(٤)(ومنها الملك التام) وهوماجتمع فیه الملك والید.(فتاوی عالمگیری ج:۱ص: ۱۷۲،کتاب الزکاۃ ط:مکتبة رشیدیه بدائع ج:۲ص:۹،ط:سعید) کل قرض =

اجارہ بھی نہیں بلکہ دونوں کے درمیان خنثی مشکل کی مانند ایک صورت ہے، لہٰذا اس کو ختم کر کے صرف بیع یا صرف اجارہ والا معاملہ کرنا چاہیے۔(۱)

☆......پگڑی پر دکان یا مکان لینے والا جب دکان یا مکان فروخت کر کے اپنی رقم وصول کرے گا تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اور رقم وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ دینا لازم نہیں ہوگا۔(۲)

☆......پگڑی کی بنیاد پر لی گئی دکان یا مکان فروخت یا حوالہ کرنے کے بعد اتنی رقم لینے کی اجازت ہوگی جتنی رقم پگڑی پر لیتے وقت جمع کرائی تھی، اس سے زیادہ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اگر پگڑی میں اداشدہ رقم سے زیادہ لینے کا ارادہ ہے تو دکان اور مکان میں کوئی سامان رکھنا یا اس میں کچھ زائد کام کرنا ضروری ہوگا تاکہ زائد رقم زائد کام یا زائد سامان کے بدلے میں آئے۔(۴)

= جر نفعا فهوربا. شامي ج:٥ص:١٦٦. كتاب البيوع، فصل في القرض.

(١) ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض اوبعده مادام المبيع بحاله في يد المشتري اعداما للفساد لانه معصية فيجب رفعها. (الدرالمختار ج:٥ص:٩٠) وايضا في الحديث قال رسول الله ﷺ لايحل سلف وبيع ولاشرطان في بيع ولاربح مالم يضمن. مشكوة ص:٢٤٨، باب المنهي عنها من البيوع ط:سعيد)

(٢) ويشترط ان يتمكن من الاستمناء بكون المال في يده اويد نائبه، فان لم يتمكن من الاستمناء فلازكاة عليه، وذلك مثل مال الضمار. (عالمگيري ج:١ص:١٧٤، كتاب الزكاة، رشيديه، البحرج:٢ص:٢٠٦، ط:سعيد)

پلاٹ کی زکوۃ

☆......اگر پلاٹ یا زمین تجارت کی نیت سے خریدا ہے، یعنی خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت تھی، تو اس صورت میں اسکی قیمت پر ہر سال زکوۃ فرض ہوگی، اور ہر سال مارکیٹ میں جو فروخت کی قیمت ہوگی اس کا اعتبار رہوگا، اوراس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔

مثلا ایک پلاٹ ایک لاکھ میں خریدا تھا، سال مکمل ہونے پر اسکی قیمت دولاکھ ہوگئی، تو زکوۃ دولاکھ سے دینی ہوگی، اوراگر دوسرے سال پانچ لاکھ قیمت ہوگئی تو پانچ لاکھ کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر پلاٹ یا زمین تجارت کی نیت سے نہیں لی بلکہ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے یا ذاتی مکان بنانے کی نیت سے لی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اور اگر پلاٹ یا زمین اس لئے لی ہے کہ رقم محفوظ ہوجائے تو اس صورت میں اس پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی ہر سال مارکیٹ میں جو قیمت فروخت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اگر پلاٹ اس لئے خریدا ہے کہ فروخت کرکے بچوں کی شادی کرائے گا تو اُس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت فيمتها نصابا من الورق او الذهب يقوم بالمضروبة ،تعتبرالقيمةعند حولان الحول بعد ان تكون قيمتها فى ابتداء الحول مائتى درهم الخ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹) شامى ج:۲ص:۲۹۸.البحرج:۲ ص: ۲۲۸،۲۲۹.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.ط:ادارة القرآن.

(۲) أما العقارالذى يسكنه صاحبه أويكون مقرا لعمله كمحل للتجارة ومكان للصناعة ، فلازكاة فيه .(الفقه الاسلامى وأدلته كتاب الزكاة معنى عروض التجارة.ج:۲ص:۷۸۷)

(۳) ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲، البحر ج:۲ ص: ۲۰۶ ط: سعيد شامى ج:۲ص:۲۶۲)

(٤) ايضا

☆...... اگر پلاٹ خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہوگیا تو جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جائے گا، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆...... جو پلاٹ رہائشی مکان تعمیر کرنے کیلئے خریدا ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

پوتی

اپنی پوتی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑپوتی کا بھی یہی حکم ہے۔(۳)

پوتے

اپنے پوتے کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، پڑپوتے وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔(۴)

پھل دار درخت

پھل دار درخت کا عشر اس وقت لازم ہوگا جب اس میں پھل لگ جائیں اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ رہے، یعنی وہ پھل ایسے ہو جائیں کہ ان کو کام میں لایا جا سکے، پھر ان پر جو عشر لازم ہوگا وہ کاٹنے کے وقت نکالا جائے۔(۵)

---

(۱) ومن اشترى جارية للتجارة ونواها للخدمة بطلت عنها الزكاة لاتصال النية بالعمل وهوترك التجارة وان نواها للتجارة بعد ذلك لم تكن للتجارة حتى يبيعها فيكون فى ثمنها زكوة .(الهداية ،كتاب الزكاة ج:١ص:١٨٧،شركت علميه)

(٢) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الأصلية فليس فى دورالسكنى ......زكاة .(عالمگيرى ج:١ص:١٧٢،البحرج:٢ص:٢٠٦،شامى ج:٢ص:٢٦٢)

(٤،٣) ولاإلى من بينهما ولاد ،أى بينه وبين المدفوع إليه.......أى أصله وإن علا.......و فرعه وإن سفل.....كأولادالأولاد.(شامى كتاب الزكاة باب المصرف ج:٢ص:٣٤٦،ط: سعيد. البحرج:٢ص:٢٤٣،بدائع ج:٢ص:٥٠،خلاصه ج:١ص:٢٤٢،فتح القديرج:٢ص:٢٠٩)

(٥) قال فى الجوهرة :واختلفوا فى وقت العشرفى الثماروالزرع فقال أبوحنيفة وزفريجب عند ظهورالثمروالامن عليها من الفساد ،وإن لم يستحق الحصاد إذا بلغت حدا ينتفع بها.شامى كتاب الزكاة، باب العشرج:٢ص:٣٣١،البحرج:٢ص:٢٣٧،باب العشرتتار خانية ج:٢ص:٣٣٣)

پھل دار درخت گھر میں

اگر کسی کے گھر میں پھل دار درخت ہے تو اس میں عشر واجب نہیں ہوگا کیونکہ وہ گھر کے تابع ہے۔(۱)

پھل ظاہر ہونے سے قبل عشر ادا کر دیا

اگر پھلوں کا عشر پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو جائز نہیں اور اگر پھلوں کے ظاہر ہونے کے بعد دیا تو جائز ہے۔(۲)

پھوپھا

اگر پھوپھا غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

پھوپھی

اگر پھوپھی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

پھوپھی کی اولاد

اگر پھوپھی کی اولاد غریب ہے، زکوۃ کی مستحق ہے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۵)

---

(۱) ولو كان في دار رجل شجرة مثمرة لاعشر فيها (عالمگیری ، كتاب الزكاة الباب السادس في زكاة الزرع والثمار. ج: ۱ ص: ۱۸۶ ،تتارخانية ج: ۲ ص: ۳۲٦ ، النصاب لوجوب العشر.

(۲) ولو عجل عشر الثمار ان كان بعد طلوعها يجوز ،وان كان قبل طلوعها لايجوز في ظاهر الرواية .(عالمگیری كتاب الزكاة الباب السادس في زكاة الزرع والثمار ج: ۱ ص: ۱۸٦ تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۵٤ ،تعجيل الزكاة ط: ادارة القرآن)

(۵،٤،۳) الافضل في الزكاة .... الصرف اولا إلى الإخوة والاخوات ثم إلى اولادهم ثم إلى الأعمام والعمات ثم إلى اولادهم .(عالمگیری كتاب الزكاة الباب السابع في المصارف ج: ۱ ص: ۱۹۰ ،البحر ج: ۲ ص: ۲٤۳ ،فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۱۷)

پیداوار

☆...... عشری زمین کی پیداوار کا عشر ادا کرنا ضروری ہے۔(۱)

☆...... بسا اوقات پیداوار میں اس قدر غلہ بھی نہیں ہوتا جس کی قیمت خرچ شدہ رقم کے برابر ہو ایسی صورت میں بھی عشر ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

پیداوار تلف ہوگئی

اگر مالک کے اپنے کسی عمل کے بغیر حاصل شدہ پیداوار ازخود تلف ہو جائے تو اس کا عشر بھی ساقط ہو جائے گا۔(۳)

پیٹرول

☆......اگر کان سے پیٹرول نکلے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

☆......اگر کوئی شخص پیٹرول کی تجارت کرتا ہے تو اس صورت میں جس دن سال مکمل ہوگا اس دن پیٹرول کی جو قیمت فروخت ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی اور

(۲،۱) ویجب العشر عند أبی حنیفة رحمه الله تعالى فی کل ماتخرجه الأرض......قل أو کثر .(عالمگیری کتاب الزکاة ،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار ج:۱ ص: ۱۸۶، تتارخانیة ج: ۲ ص: ۳۲٦ ،النصاب لوجوب العشر ،البحرج: ۲ ص: ۲۳۷)

(۳) ویسقط بهلاك الخارج من غیر صنعه .(عالمگیری ،کتاب الزکاة الباب السادس فی زکاة الزرع والثمارج: ۱ ص: ۱۸٦ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۳۲٦)

(٤) وأما المائع کالقیر والنفط والملح ومالیس بمنطبع ولامائع کالنورة والجص و الجواهر والیواقیت فلاشئ فیها .(عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الخامس فی المعادن و الرکاز، ج: ۱ ص: ۱۸۵ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۳٤۲)الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت إذا بلغت قیمتهانصابا من الورق والذهب ،عالمگیری ج: ۱ ص؛ ۱۷۹ .واما الیواقیت واللالی والجواهر فلازکوة فیها وإن کانت حلیاالا أن تکون للتجارة ،عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۸۰ .بدائع ج: ۲ ص: ۲۰ . البحرج: ۲ ص: ۲۲۸ .شامی ج: ۲ ص: ۲۹۸ .تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۳۷ .

مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ میں ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

پیٹرول پمپ

پیٹرول پمپ کی جگہ اور مشینری پر زکوۃ واجب نہیں، البتہ پیٹرول اور اس سے جو آمد کی ہوتی ہے اس پر زکوۃ واجب ہے اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔(۲)

پیشگی رقم دے کر زکوۃ کی نیت کرنا

اگر ملازم وغیرہ کو واپسی کی شرط پر پیشگی رقم دی، لیکن اس میں رقم واپس کرنے کی استطاعت نہیں، اس لئے مالک نے زکوۃ کی نیت کر لی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ رقم دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت نہیں تھی اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے رقم دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرنی، یا زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کر کے رکھنا ضروری ہے اور یہاں ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں تھی۔ ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ زکوۃ کی نیت سے اسکو اتنی رقم دیکر پھر اس سے قرض کی مد میں وصول کر لیں تو زکوۃ بھی ادا ہو جائیگی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا۔(۳)

---

(۱) وجازدفع القيمة في زكاة........وتعتبرالقيمة يوم الوجوب وقالا يوم الأداء وفي السوائم يوم الأداء اجماعا ،وهوالاصح ،شامي كتاب الزكاة باب زكاة الغنم ج:۲ص: ۲۸۶، ط: سعيد،البحرج:۲ص: ۲۲۱،فصل في الغنم تتارخانية ج:۲ص: ۲۴۴،زكاة عروض التجارة)

(۲) وكذلك آلات المحترفين أي سواء كانت ممالاتستهلك عينه في الانتفاع كالقدوم والمبردأوتستهلك ، لكن هذا منه مالايبقى اثرعينه الخ .(شامي ،كتاب الزكوة ،ج۲ ص: ۲۶۵،) وأيضا:لاتجب الزكاة في أعيان العمائرالاستغلالية والمصانع ....بل تجب في صافي غلتها ،عند توافرشرط النصاب وحولان الحول .(الفقه الاسلامي وأدلته، كتاب الزكاة المبحث الخامس هل تجب الزكاة في العمارات والمصانع ،ج:۲ص: ۸۶۴، دار الفكر، بيروت.البحرج:۲ص:۲۰۶.فتح القديرج:۲ص:۱۲۱.

(۳) وأداء الدين عن العين وعن دين سيقبض لايجوز:وحيلة الجوازأن يعطى مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه .(شامي ،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۷۰،۲۷۱،ط:سعيد، البحر ج:۲ص:۲۱۱،بدائع ج:۲ص:۴۲)

پیشگی زکوۃ دینا

☆......اگر صاحب نصاب آدمی نصاب پر سال مکمل ہونے سے پہلے پیشگی زکوۃ ادا کرے گا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......جس طرح ایک نصاب کی زکوۃ پیشگی دینا جائز ہے اسی طرح متعدد نصاب کی زکوۃ بھی پیشگی دینا جائز ہے۔(۲)

☆صاحب نصاب آدمی کیلئے چند سال کی زکوۃ پیشگی ادا کرنا جائز ہے۔(۳)

☆......اگر کسی نے دو ہزار کی زکوۃ دی اور اس کے پاس چالیس ہزار روپیہ موجود ہے، اور نیت یہ کی کہ اگر چالیس ہزار روپیہ اور میرے پاس آجائیں تو یہ اسکی پیشگی زکوۃ ہے ورنہ اسی ایک ہزار کی اگلے سال کی زکوۃ ہو جائے گی تو یہ نیت درست ہوگی۔(۴)

☆...... ایک شخص کے پاس ایک لاکھ کی رقم ہے مگر اس کو یہ خیال ہے کہ دو لاکھ ہیں، اور اس نے دو لاکھ کی زکوۃ دیدی، پھر اس کو پتہ چلا تو اس آدمی کے لئے گنجائش ہے کہ وہ زکوۃ کی زائد دی ہوئی رقم کو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرے۔(۵)

پیشہ ور فقیروں کو زکوۃ دینا

☆......ایسے پیشہ ور فقیر جو محنت و مزدوری کر کے گذارہ کر سکتے ہیں لیکن محنت و

(۱) ويجوز تعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوز قبله كذا في الخلاصة .(عالمگيری ج: كتاب الزكاة ج: ١ ص: ١٧٦ ،بدائع ج: ٢ ص: ٥١ ،تتارخانية ج: ٢ ص: ٢٥٣)

(٢) وكما يجوز التعجيل بعد ملك نصاب واحد عن نصاب واحد يجوز عن نصب كثيرة . (عالمگيری كتاب الزكاة ج: ١ ص: ١٧٦ ،تتارخانية ج: ٢ ص: ٢٥٣ ،بدائع ج: ٢ ص: ٥١)

(٣) ويجوز التعجيل لاكثر من سنة لوجود السبب كذا في الهداية .(عالمگيری كتاب الزكاة الباب الاول ،ج: ١ ص: ١٧٦ بدائع ج: ٢ ص: ٥١ ،تتارخانية ج: ٢ ص: ٢٥٣)

(٤) ولو عجل زكاة ألفين وله ألف فقال ان أصبتُ ألف أخرى قبل الحول فهي عنهما و إلا فهي عن هذه الألف في السنة الثانية أجزأه (عالمگيری كتاب الزكاة ج: ١ ص: ١٧٦)

(٥) رجل له أربعمائة درهم فظن أن عنده خمسمائة فادى زكاة خمسمائة ثم علم فله ان يحسب الزيادة للسنة الثانية كذا في محيط السرخسي .(عالمگيری كتاب الزكاة ج: ١ ص: ١٧٦ ،تتارخانية ج: ٢ ص: ٢٥٤)

مزدوری نہیں کرتے بلکہ وہ غریب وفقیر کے انداز میں آتے ہیں، اور بظاہر محتاج معلوم ہوتے ہیں تو ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اگر چہ وہ حقیقت میں زکوۃ کے مستحق نہ ہوں، دینے والے کو دینے کی وجہ سے ثواب بھی ملے گا اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔

ہاں اگر زکوۃ دینے والے کو پہلے سے معلوم ہے کہ وہ فقیر زکوۃ کا مستحق نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے ضرورت مند بھی نہیں لیکن عادت کی وجہ سے مجبور ہے تو ایسے لوگوں کو جان بوجھ کر زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور اگر اس کا حال معلوم نہیں مستحق سمجھ کر زکوۃ دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......اگر کسی شخص نے فقیرانہ اور مفلسانہ صورت میں آ کر یا فقیروں کے ساتھ آ کر سوال کیا، اور اس پر زکوۃ دینے والے نے اس کو زکوۃ دی تو زکوۃ ادا ہوگئی اگر چہ زکوۃ دینے کے بعد یہ معلوم ہو کہ وہ مالدار تھا اور زکوۃ کے مستحقین میں سے نہ تھا، جب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، کیونکہ زکوۃ دیتے وقت زکوۃ دینے والے نے اس کو مستحق سمجھ کر دیا ہے۔(۲)

☆......ایسے فقیر جن کا پیشہ مانگنے کا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر مالدار

---

(۱)دفع بتحر لمن يظنه مصرفا.........إن بان غناه..........لايعيد لأنه أتى بما في وسعه. (شامي ،كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳۵۳) إذا شك وتحرى فوقع في أكبر رأيه أنه محل الصدقة ، فدفع إليه ، اوسأل منه فدفع ، أورآه في صف الفقراء فدفع فإن ظهر أنه محل الصدقة جاز بالاجماع ،وكذا ان لم يظهر حاله عنده ،وأما اذا ظهر أنه غني.........فانه يجوز وتسقط عنه الزكوة. (عالمگيری ج:۱ص:۱۹۰).وإذا دفعها ولم يخطر بباله أنه مصرف ام لافهو على الجواز إلا اذا تبين أنه غير مصرف.(عالمگيری ج:۱ص:۱۹۰، البحر ج:۲ص:۲٤۷،باب المصرف شامي ج:۲ ص:۳۵۳، باب المصرف)

(۲) وفيه :اعلم أن المدفوع إليه لوكان جالسا في صف الفقراء يصنع صنعهم أو كان عليه زيهم أوسأله فأعطاه كانت هذه الأسباب بمنزلة التحري كذا في المبسوط حتى لو ظهر غناه لم يعد ،شامي ،كتاب الزكوة ،باب المصرف ج:۲ص:۳۵۲،ط:ايچ ايم ،سعيد)

صاحب نصاب ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۱)

(ت)

تاریخ زکوۃ

مکی سورتوں میں زکوۃ کے احکام سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوۃ کا فریضہ مسلمانوں پر مکہ مکرمہ ہی میں نماز کے ساتھ عائد ہو چکا تھا، البتہ زکوۃ کا نصاب، زکوۃ کی مقدار اور زکوۃ کے مصارف کا تعین اور اس کی وصول یابی کا سرکاری انتظام مدینہ منورہ میں پہنچنے کے بعد تدریجی طور پر ہوا ہے۔

۲ھ میں صدقۃ الفطر واجب کیا گیا، اور اس کے بعد مدینہ کی اسلامی حکومت کی طرف سے سرکاری طور پر زکوۃ اور عشر وغیرہ وصول کرنے کے لئے عمال اور نمائندے مقرر ہوئے، اس طرح صدقہ زکوۃ کے تمام اموال سرکاری خزانہ ''بیت المال'' میں جمع کر کے فقراء اور مساکین میں صرف کرنے کا اہتمام تھا۔(۲)

تاریخ یاد نہیں

اگر کسی آدمی کو صاحب نصاب بننے کی قمری تاریخ یاد نہ ہو تو غور وفکر کے بعد جس تاریخ کا گمان غالب ہو، وہ متعین ہوگی، اگر کسی تاریخ کے بارے میں گمان غالب نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کرلے، اس تاریخ سے پورا سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) اذا دفعها .... أوغلب على ظنه أنه ليس بمصرف فهوعلى الفساد الاإذا تبين أنه مصرف هكذا في التبيين. (عالمگیری كتاب الزكوة الباب السابع فى المصارف ج:۱ ص: ۱۹۰، البحر ج: ۲ ص: ۲٤۸، باب المصرف شامي ج: ۲ ص: ۳٥۳)

(۲) معارف القرآن ج: ٤ ص: ۳۹٤، ط: ادارة المعارف. معارف الحديث ج: ٤ ص: ۲٤) زکوۃ کا حکم اگلی شریعتوں میں ط: دار الاشاعت.

(۳) احسن الفتاوى ج٤ ص: ۲٦٥، كتاب الزكاة. ط: سعيد.

تانبا

☆......اگر کان سے تانبا نکلا ہے، تو پانچواں حصہ زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا باقی چار حصے اپنے استعمال میں لانا جائز ہوگا یعنی ۲۰ فیصد زکوۃ کے طور پر ادا کرنا لازم ہوگا اور باقی ۸۰ فیصد اپنے استعمال میں رکھنا جائز ہوگا۔

باقی ۸۰ فیصد کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی اس پر رقم کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی، یعنی سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر تانبا تجارت کے لئے خریدا ہے تو وہ مال تجارت ہو جائے گا، اور مال تجارت میں جس طرح زکوۃ واجب ہوتی ہے، تجارت کے تانبے پر اسی طرح زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......کانسی کا بھی یہی حکم ہے۔(۳)

تبلیغ میں جانے والے کو زکوۃ دینا

☆......اگر تبلیغ میں جانے والے غریب اور محتاج ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ کے مستحق ہونے کی وجہ سے زکوۃ دینا جائز ہے، لیکن زکوۃ کے مصرف کو صرف تبلیغ میں جانے والوں کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کا مصرف ان کے علاوہ دوسرے افراد بھی ہیں۔(۴)

---

(۱) مایخرج من المعادن ثلاثة ....أما المنطبع كالذهب ....والنحاس و الصفرففيه الخمس ،كذافي التهذيب .(عالمگيرى كتاب الزكاة الباب الخامس فى المعادن والركاز ج: ۱ ص: ۱۸٤ ،تتارخانية ج: ۲ ص: ۳۳۹ كتاب المعادن ادارة القرآن ،البحرج: ۲ ص: ۲۳٤ ، باب الركاز،شامى ج: ۲ ص: ۳۱۸، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۳۷)

(۳،۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذابلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب .(عالمگيرى كتاب الزكاة الفصل الثانى فى العروض ،ج: ۱ ص: ۱۷۹ ، البحر ج: ۲ ص: ۲۲۸ ،شامى ج: ۲ ص: ۲۹۸ ،بدائع ج: ۲ ص: ۲۰ ،تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۳۷ .

(٤)انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ (سورة التوبة، آيت: ٦٠)

☆......اور اگر تبلیغ میں جانے والا غریب نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے تو اس کو جان بوجھ کر زکوۃ کی رقم دینا اور اس کے لئے زکوۃ کی رقم لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

تجارتی زمین میں کاشت کاری

اگر کسی نے تجارت کی نیت سے زمین خریدی اور اس میں کاشت کاری کی تو اسکی پیداوار پر عشر واجب ہوگا، زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

تجارت میں نفع وخرچ کی زکوۃ

اگر کسی تاجر نے ایک لاکھ روپے سے تجارت شروع کی، اور سال پورا ہونے کے بعد جب حساب کیا تو اسکے پاس ڈیڑھ لاکھ روپے کا مال موجود تھا، اور سال بھر اس نے پچاس ہزار خرچ کیا، تو اب زکوۃ ڈیڑھ لاکھ روپے پر دینی ہے دو لاکھ روپے پر نہیں، یعنی جو رقم خرچ ہوگئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ جو رقم موجود ہے اس پر زکوۃ واجب ہے، اور اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

تجارتی پلاٹ پر زکوۃ ہے

اگر پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کاروبار کیا جائے، اور فروخت کرنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے، تو پلاٹوں کی حیثیت تجارتی مال کی ہوگی اور ہر سال ان کی مالیت پر زکوۃ واجب ہوگی، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) ولایجوز دفع الزکاۃ إلی من یملك نصابا أی مال کان (دنانیر أودراهم أوسوائم أو عروضا للتجارة أولغیر التجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة الخ .(عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب السابع فی المصارف ج:۱ ص:۱۸۹،شامی ج:۲ ص:۳۴۷،البحرج:۲ ص:۲۴٤)

(۲) ولو اشتری أرضا عشریة وزرعها ، وجب فی الزرع الناتج العشر، دون الزکاۃ .(الفقه الاسلامی وأدلته ،کتاب الزکاۃ نیة التجارة حال الشراء ج:۲ ص:۷۸۹)ط:دارالفکر.

(۳) فتاوی رحیمیه ،کتاب الزکاۃ ج:۷ ص:۱۵۸ ط:دارالاشاعت .

(٤) واثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها وکذا الکتب وان لم تکن لاهلها اذا لم تنو للتجارة =

تجارتی قرض

اگر تھوک یا ریٹیل میں مال فروخت کیا، اور اسکی رقم وصول ہونے کی امید ہے لیکن دیر میں وصول ہوئی ہے تو ایسے قرض کی رقم وصول ہونے پر گذشتہ سالوں کی زکوۃ بھی ادا کرنا لازم ہے، جیسا کہ موجودہ زمانہ میں تجارت اور کاروبار میں یہی طریقہ رائج ہے۔(۱)

تجارتی مواشی کی زکوۃ

تجارتی مواشی کا حکم اموال تجارت کا حکم ہے لہذا ایسے مواشیوں کی بازاری قیمت لگا کر سالانہ اس کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

تجارت کا مال سالہا سال پڑا رہا

☆......اگر کسی کے پاس تجارت کا مال سالہا سال پڑا رہا، اور زکوۃ ادا نہیں کی، پھر اسکے بعد فروخت کیا تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دینا لازم ہوگا، صرف ایک سال کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔(۳)

= (شامی، کتاب الزکاۃ ج:۲ص:۲۶۵، البحر ج:۲ص:۲۰۶، هنديه ج:۱ص:۱۷۳)

(۱) واعلم ان الديون عند الإمام ثلاثة :قوى ومتوسط، وضعيف، فتجب زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول لكن لافورا بل عند قبض أربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة الخ .(شامی كتاب الزكاة باب زكاة الغنم ج:۲ص:۳۰۵، البحر ج:۲ ص: ۲۰۷، بدائع ج:۲ص:۱۰، فتح القدير ج:۲ص:۱۲۳)

(۲) وما اشتراه لها ای للتجارة كان لها لمقارنة النية لعقد التجارة .(شامی، كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۷۲، ولو اسيمت للتجارة ففيها زكاة التجارة دون السائمة .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۶، بدائع ج:۲ص:۳۰)

(۳) ومقتضى ماذكرنا لزوم الإعادة حيث لم يغلب على ظنه دفع قدرمعين لأنه ثابت فى ذمته بيقين فلايخرج عن العهدة بالشك .قلت :وحاصله انه يتحرى فى مقدارالمودى :كما لوشك فى عددالركعات، فماغلب على ظنه انه اداه سقط عنه وادى الباقى، وان لم يغلب على ظنه شئ ادى الكل شزمى ج:۲ص:۲۹۵، قبيل باب زكوة المال .

☆......اگر ہر سال کی زکوۃ ادا کرتا رہا تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا ہوگئی دوبارہ گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف ایک سال کی زکوۃ ادا کرنا کافی ہوگا۔(۱)

تجارتی مال کی زکوۃ کی شروط

☆......تجارت کے مال پر زکوۃ واجب ہونے کی چند شرائط ہیں۔

(الف) تجارتی مال کی قیمت کم سے کم چاندی کے حساب سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو، تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی اور مال کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس شہر میں رائج ہو، اگر تجارت کا مال کسی غیر آباد جگہ پر ہے، اور وہاں قیمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو اس علاقے کے قریب جو شہر ہو وہاں کی قیمت کے لحاظ سے اسکی مالیت لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

(ب) دوسری شرط یہ ہے کہ اس مال پر ایک سال گذر جائے، اور اس بارے میں سال کی ابتداء اور انتہاء دونوں سروں کو دیکھا جائے گا درمیانی حصہ کو نہیں دیکھا جائے گا لہذا اگر کوئی تاجر سال کی ابتداء میں نصاب کا مالک ہو، اور سال کے درمیان میں وہ مال نصاب سے کم رہ جائے، لیکن سال کے اختتام پر پھر نصاب پورا ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی، البتہ اگر سال کی ابتداء اور انتہاء میں نصاب کم رہا تو زکوۃ نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) أيضا

(۲) وتعتبر القيمة يوم الوجوب .... ويقوم في البلد الذي المال فيه ولو في مفازة ففي أقرب الأمصار اليه ،فتح شامي، كتاب الزكاة باب زكاة الغنم ج:۲ ص:۲۸٦،ط:سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۱،تتارخانية ج:۲ص:۲٤٤)

(۳) ومنها حولان الحول على المال .....وإذا كان النصاب كاملا في طرفي الحول فنقصانه =

(ج) تیسری شرط یہ ہے کہ اس مال سے تجارت کی نیت ہو، اور اگر شروع میں تجارت کی نیت نہیں تھی بعد میں تجارت کی نیت کی تو نیت کے ساتھ عملی طور پر تجارتی کاروبار شروع بھی کر دیا ہو، لہذا اگر کسی نے استعمال کی نیت سے گاڑی خریدی پھر ارادہ کیا کہ اسکی تجارت کی جائے تو وہ صرف نیت کی وجہ سے تجارت کے مال کے حکم میں نہیں ہوگی جب تک کہ اس کو فروخت نہ کرے۔(۱)

اگر کسی شخص کو نقدی کے علاوہ کچھ تجارت کا مال عطیہ کے طور پر ملا، یا کسی نے اس کے حق میں وصیت کی، اور عطیہ اور وصیت کا مال لیتے وقت لینے والے نے تجارت کی نیت کی تو اس نیت کا اس وقت تک اعتبار نہیں جب تک کہ اس مال سے کاروبار شروع نہ کیا جائے۔(۲)

اگر کسی نے تجارتی مال کو کسی اور کے مال سے تبادلہ کیا، تو تبادلہ کا مال بھی تجارت کا مال سمجھا جائے گا، اور شروع میں جو نیت کی گئی تھی وہ کافی ہوگی۔(۳)

ہاں اگر تبادلہ کے وقت تجارت کی نیت نہ رہی تو اب وہ تجارت کا مال نہیں ہوگا۔

= فيما بين ذلك لايسقط الزكاة كذا في الهداية .(عالمگيری كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۵ ،البحرج:۲ ص:۲۲۹ ،شامی ج:۲ ص:۳۰۲ ،بدائع ج:۲ ص:۱۵)

(۱) لأن الشرط في التجارة مقارنتها لعقدها ،شامی ج:۲ ص:۲۷۲ .وفي الدر المختار : (لايبقى للتجارة ما)اى عبد مثلا (اشتراه لها فنوى)بعد ذلك (خدمته ثم)مانواه للخدمة (لايصير للتجارة) وان نواه لها مالم يبعه بجنس مافيه الزكاة، والفرق ان التجارة عمل فلاتتم بمجرد النية .(الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۲۷۲)

(۳) ومامَلكه بعقد ليس فيه مبادلة أصلا كالهبة والوصية والصدقة ....فانه لايصح فيه نية التجارة وهوالاصح كذا في البحرالرائق .(عالمگيری كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ ص:۱۷٤ ،شامی ج:۲ ص:۲۷۳ ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۹)

(۳) ثم نية التجارة قد تكون صريحا وقد تكون دلالة........وأما الدلالة فهي أن يشترى عينا من الاعيان بعروض التجارة......فتصيرللتجارة وإن لم ينوالتجارة صريحا. (عالمگيری كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ ص:۱۷٤ ،شامی ج:۲ ص:۲٦۷ ،شامی ج:۲ ص:۲۸٤)

(د) چوتھی شرط یہ ہے کہ اس مال میں تجارت کرنے کی نیت درست ہونے کی صلاحیت ہو لہذا اگر کسی نے عشری زمین خریدی، اور اس میں کاشت کی، یا کھڑی کھیتی اور اسکی پیداوار کو خرید لیا، تو اس عشری زمین سے جو پیداوار ہوگی اس پر عشر واجب ہوگا، زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

تجارتی مال کی قیمت کا تعین

☆......تجارتی مال سے زکوۃ نکالتے وقت قیمت فروخت کا اعتبار ہوتا ہے، قیمت خرید کا نہیں لہذا سال مکمل ہونے پر جب تاجر زکوۃ نکالے گا تو قیمت فروخت سے نکالے گا قیمت خرید سے نہیں۔

مثلا کسی نے تجارت کی نیت سے ایک چیز دس ہزار میں خریدی ہے اور اسکی قیمت فروخت بارہ ہزار ہے تو بارہ ہزار سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالی جائے گی۔

اور اگر قیمت کم ہوکر قیمت فروخت آٹھ ہزار ہوگی تو آٹھ ہزار سے زکوۃ نکالی جائے گی۔(۲)

☆......اور تجارتی مال کی وہ قیمت فروخت لگائی جائے گی جو اس شہر میں چل رہی ہے مثلا ایک مال ہے اسکی قیمت کراچی میں دس ہزار ہے اور لاہور میں پندرہ ہزار ہے اور مال کراچی میں ہے تو دس ہزار سے زکوۃ ادا کرے گا اور اگر لاہور میں ہے تو پندرہ ہزار کے حساب سے زکوۃ ادا کرے گا۔(۳)

اور اگر مال کسی غیر آباد علاقے میں ہے تو اس علاقہ کے قریب جو شہر ہو وہاں کی

(۱) کما لواشتری ارض خراج أوعشر للتجارة لم یکن علیه زکاة التجارة انما علیه حق الارض من العشر أو الخراج ،شامی ج:۲ ص:۲٦۸ ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲٤٤)

(۳،۲) وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر......وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء وفی السوائم یوم الاداء اجماعا وهو الاصح ویقوم فی البلد الذی المال فیه ،شامی کتاب الزکاة باب زکاة الغنم ج:۲ ص:۲۸٦ ،ط:سعید،البحر ج:۲ ص:۲۲۱ ،فصل فی الغنم تتارخانیه ج:۲ ص:۲٤٤ ،باب زکاة عروض التجارة)

قیمت فروخت کے لحاظ سے اسکی مالیت مقرر کر کے زکوۃ نکالی جائے گی۔(۱)

تجہیز و تکفین زکوۃ سے کرنا

☆......زکوۃ کی رقم سے کسی بھی میت کی تجہیز و تکفین کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے زکوۃ کی رقم سے کسی میت کی تجہیز و تکفین کی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی رقم زکوۃ کی نیت سے دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر میت بھی غریب ہے، اور میت کا ولی بھی غریب ہے تو اس صورت میں میت کے ولی کو زکوۃ کا مستحق ہونے کی وجہ سے زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے تاکہ وہ اپنی مرضی سے تجہیز و تکفین میں خرچ کرے، لیکن اس کو یہ حکم نہ دے کہ وہ تجہیز و تکفین میں خرچ کرے تاکہ وہ رقم دینے والے کی طرف سے وکیل نہ بنے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

☆......میت کے کفن دفن میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس کو زکوۃ میں سے ادا کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ کا مستحق ہونے کے لئے فقیر اور محتاج آدمی کا زندہ ہونا ضروری ہے، مردہ کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

(۱) فان کان العبد فی المفازة یعتبر قیمته فی اقرب الامصار الی ذلك الموضع .(خانیه علی هامش الهندیه ،کتاب الزکاة فصل فی مال التجارة ج:۱ ص:۲۵۲ ط:رشیدیه ،الهندیه ج:۱ ص ۱۸۰ ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۸ ،البحرج:۲ص:۲۲۹)

(۲) (فیدفع الی کلهم اوالی صنف لاالی ذمی وصح غیرها وبناء مسجد وتکفین میت وقضاء دینه شراء قن یعتق)بالجربالعطف علی ذمی والضمیرفی دینه للمیت وعدم الجوازلانعدام التملیك الذی هوالرکن فی الاربعة لان الکفن علی ملك المتبرع . البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۳ ،باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۴۴ ،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۲ ، بدائع ج:۲ ص: ۳۹ ، ولایجوزان یکفن بهامیت (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸)

(۳) والحیلة فی الجوازفی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیرثم یامره بعد ذلك بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب کذا فی المحیط (البحرج:۲ص:۲۴۳ ،باب المصرف ،شامی ج:۲ص:۳۴۵ ، تتارخانیة ج: ۲ص: ۲۷۲)

(۴)حواله نمبر:۲

☆......اگر مستحق آدمی نے کسی سے زکوۃ لے کر میت کی تجہیز وتکفین کی تو مالدار اور مستحق آدمی کو برابر کا ثواب ملے گا۔(۱)

تخمیناً قیمت لگانا

سامان کم ہو یا زیادہ ہو تخمیناً قیمت لگا کر زکوۃ ادا کرنا کافی نہیں بلکہ زکوۃ نکالتے وقت سامان وغیرہ کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس وقت بازار میں اس کی قیمت ہے، اسی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ دی جائے گی۔(۲)

ترکہ ملنے پر زکوۃ کا حکم

☆...... ترکہ کی رقم تقسیم کرنے کے بعد، ہر وارث کے حصہ میں جو رقم آئی ہے، اگر وہ نصاب کے برابر ہے، اور وہ بالغ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر وارث نابالغ ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر وارث پہلے سے صاحب نصاب ہے تو سابقہ نصاب پر سال مکمل ہونے پر ترکہ والی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگرچہ ترکہ ملنے کے بعد ترکہ کی رقم پر سال نہ گذرا ہو اور اگر وارث پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے اور ترکہ کی رقم ملنے کے بعد نصاب کا مالک ہوا ہے تو ترکہ سے ملنے والی رقم پر ایک سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۴)

---

(۱) گزشتہ صفحہ کا حوالہ نمبر:۳

(۲) وقد انکر الحنفية الخرص لانه رجم بالغيب وظن وتخمين لايلزم به حكم. (الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ ص:۸۲۸) ط: دار الفكر.

(۳) (ومنها العقل والبلوغ) فليس الزكاة على صبي ومجنون اذا وجد منه الجنون في السنة كلها هكذا في الجوهرة النيرة، عالمگيری كتاب الزكاة، الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۳، ط: رشيديه، شامي ج:۲ ص:۲۵۸، بدائع ج:۲ ص:٤، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۲)

(٤) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الى ماله وذكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا، وباى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة اوغير=

☆......اگر میت کا انتقال مثلاً تین سال پہلے ہوا اور ترکہ کی رقم تین سال بعد ملی تو سابقہ تین سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ یہ راجح قول کے مطابق دین ضعیف ہے، اور دین ضعیف پر گذشتہ زمانے کی زکوۃ لازم نہیں ہے اس لئے وراثت کی تقسیم میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ تقسیم نہ کرنے والا گنہگار ہوگا۔(۱)

☆......اگر تمام ورثاء خوشی سے مشترکہ طور پر رہ رہے ہیں اور ہر ایک کے حصہ میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم آتی ہے تو اس صورت میں سالانہ اجتماعی یا انفرادی طور پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

تمام مصارف میں زکوۃ کی تقسیم

زکوۃ کی رقم تمام مصارف میں تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے، حالت اور ضرورت کی بناپر کسی ایک مصرف میں زکوۃ خرچ کرنے سے زکوۃ ادا ہوجاتی ہے۔(۳)

= ذلك و لو كان من غيرجنسه من كل وجه كالغنم مع الابل فانه لايضم هكذا فى الجوهرة النيرة ، (عالمگيرى كتاب الزكاة الباب الاول ج:١ص:١٧٥ ،رشيديه،بدائع ج:٢ص:١٣ ط:سعيد، شامى ج:٢ص:٢٨٨ ،البحرالرائق ج:٢ص:٢٢٢) ولوصرف الى واحد من هولاء الاصناف يجوزعند اصحابنا .(بدائع ج:٢ص:٤٦، فصل امالذى يرجع الى المودى إليه)

(١) ولوان رجلا ورث عن ابيه الف درهم فاخذها بعد سنين فلازكوة عليه لمامضى فى قول أبى حنيفةؒ الاخروفى قولهما عليه الزكاة لما مضى ففى هذه الرواية جعل الموروث بمنزلة الدين الضعيف مثل الصداق (المبسوط للسرخسى ج:٣ص:٤١ كتاب الزكاة دارالكتب العلميه، بيروت)

(٢) وكذا لواجتمع اخوة يعملون فى تركة أبيهم ونماالمال فهوبينهم سوية ، ولواختلفوا فى العمل والراى .(شامى ج:٤ص:٣٢٥،فصل فى الشركة الفاسدة . (وسببه) اى سبب افتراضها (ملك نصاب حولى)الدرالمختارج:٢ص:٢٥٩ .البحرج:٢ص:٢٠٣ .هنديه ج:١ص:١٧٣

(٣) ومذهب الجمهور(الحنفية والمالكية والحنابلة)جوازصرف الزكاة الى صنف واحد (الفقه الاسلامى وأدلته ،المبحث السادس مصارف الزكاة ، المطلب الاول ج:٢ص: ٨٦٨ ، ط: دارالفكر،بيروت)

البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک زکوۃ تمام مصارف میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔(۱)

تمباکو

اگر کسی نے عشری زمین میں تمباکو بویا ہے تو اس کی پیداوار میں بھی عشر لازم ہوگا۔ (۲)

تملیک کے بغیر مطبخ سے زکوۃ کا کھانا دینا

تملیک کے بغیر زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریب طلبہ کو مطبخ میں بٹھا کر کھانا کھلانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوتی اور زکوۃ میں تملیک ضروری ہے۔

ہاں اگر کھانا طلبہ کو دیدیا جائے اور وہ مطبخ سے لے جا کر کمرہ میں جا کر یا کہیں بھی لے جا کر کھا سکتے ہیں تو کھانے کے مالک ہونے کی وجہ سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

اگر کھانا مطبخ میں کھلانا چاہتا ہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ زکوۃ کی رقم یا زکوۃ کی چیزیں طلبہ کو مالک بنا کردی جائیں پھر کھانے کی مد میں جمع کرائی جائیں اور اس سے کھانا تیار کریں تو اس صورت میں مطبخ میں بھی بٹھا کر کھانا کھلانے کی اجازت ہوگی۔(۳)

---

(۱) قال الشافعية يجب صرف جميع الصدقات الواجبة سواء الفطرة وزكاة الاموال الى ثمانية اصناف (الفقه الاسلامي وادلته المبحث السادس، مصارف الزكاة ج:۲ ص:۸٦٧، دار الفكر)

(۲) ويجب العشر عند ابی حنيفة رحمه الله تعالى فى كل ماتخرجه الارض من الحنطة و الشعير والدخن الارز واصناف الحبوب والبقول والرياحين والاوراد والرطاب وقصب السكر، والذريرة والبطيخ والقثاء والخيار والباذنجان والعصفر واشباه ذلك (عالمگیری كتاب الزكاة الباب السادس فى زكاة الزرع والثمار ج:۱ ص:۱۸٦ ط:رشيديه، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷، تتارخانية ج:۲ ص:۳۲٦)

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة (الدر المختار شامی باب المصرف ج:۲ ص: ۳٤٤، البحر الرائق ج:۲ ص:۲٤۳) "تمليكا" لايكفى فيه الاطعام الابطريق التمليك و لواطعمه عنده ناويا الزكاة لاتكفى، شامی ج:۲ ص:۳٤٤، البحر ج:۲ ص:۲۰۱، بدائع ج:۲ ص:۳۹.

تنخواہ

☆......تنخواہ کی رقم جب تک وصول نہیں ہوگی، اس پر زکوۃ بھی واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر تنخواہ کی رقم سے اخراجات کے بعد بچت کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر تنخواہ دار آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب اپنے سابقہ نصاب پر سال پورا ہوگا، تو تنخواہ کی بچت رقم سے بھی زکوۃ ادا کرے گا اور اگر پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے تو نصاب کے برابر بچت پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر تنخواہ کی رقم ماہانہ خرچ ہو جاتی ہے، کچھ بچتا نہیں یا کچھ بچتا ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں یا وہ صاحب نصاب نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

تنخواہ کے اضافے کے مطالبے پر زکوۃ دینا

اگر ملازم نے مالک سے تنخواہ میں اضافہ کرنے کا مطالبہ کیا اور مالک نے زکوۃ

---

(۱) (دین ضعیف وهو) بدل غیرمال كمهرودية وبدل كتابة وخلع ، إلا إذا كان عنده مايضم إلى الدين الضعيف .الدرالمختارشامي ج:۲ ص:۳۰۶ .(تنبيه) ماذكرناه عن المحيط صريح فى ان اجرة عبدالتجارة أودارالتجارة على الرواية الاولى من الدين الضعيف الخ .شامي ج:۵ ص:۳۰۷ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۷ ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰)

(۲) والحاصل أنه إذا قبض منه شيئا وعنده نصاب يضم المقبوض إلى النصاب ويزكيه بحوله ، ولايشترط له حول بعد القبض .شامي ج:۵ص:۳۰۶ ، وشرط وجوب ادائها حولان الحول على النصاب الاصلي واما المستفاد فى اثناء الحول فيضم الى مجانسه ويزكى بتمام الحول الاصلي سواء استفيد بتجارة اوميراث اوغيره .(مراقى الفلاح على صدرالطحطاوى ص:۳۸۹ كتاب الزكاة ط:قديمي ،الدرالمختارج:۲ ص:۲۸۸ باب زكاة الغنم ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳)

(۳) ومنها كون المال نصابا فلا تجب فى اقل منه هكذا فى العينى شرح الكنز(عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۲)

کی نیت سے اضافہ کردیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ تنخواہ بڑھانے کے نام سے جو اضافہ کیا ہے وہ بھی کام کا معاوضہ ہے، اور معاوضہ میں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۱)

البتہ جو تنخواہ طے ہو وہ ادا کرنے کے بعد ملازم کو ضرورت مند اور محتاج سمجھ کر زکوۃ دیدی جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

تنخواہ لا کر والدہ کو دیدی

☆......اگر بیٹے تنخواہ لا کر والدہ کو مالک بنا کر دیتے ہیں اور ان کے پاس کچھ باقی نہیں رہتا تو بیٹوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

اگر والدہ کے پاس گھر کا خرچ چلانے کے بعد نصاب کے برابر رقم باقی رہتی ہے یا نصاب کے برابر رقم تو باقی نہیں رہتی مگر دوسرے زکوۃ کے مالوں سے مل کر نصاب کے برابر ہو جاتی ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......اگر بیٹے تنخواہ کی رقم والد یا والدہ کو دیدیتے ہیں اس کے باوجود ان کے پاس کچھ زیور یا کچھ رقم یا مال تجارت باقی ہے اور وہ نصاب کے برابر ہے تو سال

---

(۱) ولو دفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لو لم يعطه صح والا لا،(قوله والالا) اى لأن المدفوع يكون بمنزلة العوض .شامي ج:۲ ص:۳۵۶،هنديه ج:۱ ص:۱۹۰ .تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۸. اماتفسيرها فهى تمليك المال من فقيرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱ شامي ج:۲ ص:۲۵۷،۲۵۸)

(۲)انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها ....الخ (سورة التوبة آيت : ۶۰)

(۳) ومنها كون المال نصابا)فلا تجب فى اقل منه هكذا فى العينى شرح الكنز(عالمگيرى ، كتاب الزكاة الباب الاول فى تفسيرها ،ج:۱ ص:۱۷۳ ،ط:رشيديه كوئٹه)

(٤) رجل له مال دون النصاب فاتى عليه ماتى فوجد مستفادا فانه يبتدى الحول من ذلك اذا اكمل النصاب من ذلك المستفاد، النتف فى الفتاوى ،كتاب الزكاة ،المال بحذاء النصاب ،ج:۱ ص:۱۰۹ ،ط:سعيد ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۲،

گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اور اگر بیٹے تنخواہ کی رقم والد یا والدہ کو مالک بنا کر نہیں دیتے بلکہ امانت یا قرض کہہ کر دیتے ہیں تو اس صورت میں والد یا والدہ اس رقم کے مالک نہیں ہوں گے۔

اگر وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا بیٹے پر لازم ہوگا۔(۲)

تنظیموں کو زکوۃ دینا

اگر تنظیم والے زکوۃ کی رقم صرف مستحقین زکوۃ میں صرف کرتے، ہیں ملازمین، اراکین کی تنخواہ یا تنظیم کے مختلف اخراجات میں زکوۃ کی رقم خرچ نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔

اور اگر تنظیم والے زکوۃ کی رقم سے ملازمین اور اراکین کی تنخواہ دیتے ہیں، یا بل ادا کرتے ہیں، یا مختلف اخراجات میں خرچ کرتے ہیں تو ایسی تنظیم والوں کو جان بوجھ کر زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسی تنظیم والوں کو زکوۃ دی ہے تو وہ زکوۃ دوبارہ دینی ہوگی۔(۳)

تھوڑی تھوڑی بچت والی رقم

تھوڑی تھوڑی بچت والی رقم جب تک ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوگی اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱)(ومنها كون المال نصابا)عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳)

(۲)(ومنهاالملك التام)وهوماجتمع فيه الملك واليد .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳) بدائع ج:۲ص:۹.

(۳) ان الزكوة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتادى إلاباختيارمن عليه امابمباشرته بنفسه أوبأمره وانابته غيره فيقوم النائب مقامه ،فيصيرمود يا بيد النائب (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳ .

(٤) (ومنها كون المال نصابا)فلاتجب في اقل منه هكذا في العينى شرح الكنز(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳ كتاب الزكاة الباب الاول ،ط:رشيديه)

جب بچت والی رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے گی اور قرض سے بھی فارغ ہوگی تو وہ آدمی اس تاریخ سے ''صاحب نصاب'' بن جائے گا ،اس تاریخ سے چاند کے حساب سے جب ایک سال مکمل ہوگا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، سال کے دوران اگر وہ رقم کم وبیش ہوتی رہی اس کا اعتبار نہیں بس سال کے اول وآخر میں نصاب کا ہونا شرط ہے۔(۱)

ہاں اگر سال کے درمیان میں نصاب بالکل ختم ہوگیا تھا تو اس کے بعد جب دوبارہ نصاب کے برابر رقم جمع ہوگی تو وہ شخص دوبارہ صاحب نصاب ہوگا اور اس دن سے دوبارہ ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

(ٹ)

ٹکٹ

☆......اگر ہوائی جہاز، گاڑی اور ریل کا ٹکٹ ذاتی استعمال کے لئے خریدا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، اور اگر تجارت کیلئے خریدا ہے تو وہ مال تجارت ہے اگر ٹکٹ کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱)واذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانه فیما بین ذلك لایسقط الزكاة كذا فی الهداية .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵،کتاب الزکاۃ ،الباب الاول ،البحرج:۲ ص:۲۲۹، شامی ج:۲ ص:۳۰۲،باب زکاۃ المال)

(۲) وهلاك كل النصاب فی خلال الحول یبطل حكم الحول ،(خانیه علی هامش الهندیه فصل فی مال التجارة ج:۱ ص:۲۵۱ ط:رشیدیه .بدائع ج:۲ ص:۱۵ .

(۳) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب،كذا فی الهدایه .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹ كتاب الزكاة الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸ ،شامی ج:۲ ص:۲۹۸ ،بدائع ج:۲ ص: ۲۰)

☆......ٹریول ایجنسی کے پاس فروخت کرنے کیلئے جو ٹکٹ ہوتے ہیں وہ مال تجارت ہے سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کوئی شخص کسی غریب آدمی کو زکوۃ کی رقم سے ٹکٹ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

ٹکٹ خرید کر دینا زکوۃ سے

اگر کوئی شخص کسی مستحق زکوۃ آدمی کو رقم کے بجائے گاڑی، ریل یا ہوائی جہاز وغیرہ کا ٹکٹ خرید کر دیتا ہے تو مستحق آدمی کے قبضے میں آنے کے بعد زکوۃ ادا ہو جائے گی چاہے اس کے بعد ٹکٹ گم ہو جائے، یا کوئی اور عذر آ جائے تب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

تھوڑی تھوڑی کر کے زکوۃ دینا

☆......اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوۃ کی نیت سے نکالتا رہے، (یعنی ہر مہینے تھوڑی تھوڑی زکوۃ نکالتے رہنا) جائز ہے۔(۴)

☆......اگر کوئی شخص نصاب کے مالک ہونے کے بعد تھوڑی تھوڑی زکوۃ پیشگی ادا کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔(۵)

---

(۱) (الا ان تکون للتجارة والاصل ان ماعدالحجرين والسوائم انمايزكى بنية التجارة بشرط عدم المانع المودى الى الثنى .(الدرالمختار، كتاب الزكاة ج:۲ ص:۲۷۳، ط:سعيد)

(۲) اماتفسيرها (الزكاة) فهى تمليك المال من فقيرمسلم الخ .(عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۰. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱. شامى ج:۲ ص:۲۵۷، ۲۵۸.

(۳) ايضا.

(٤) ففى أى وقت ادى يكون موديا للواجب .(شامى ج:۲ ص:۲۷۱)

(۵) يجوزتعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوزقبله كذا فى الخلاصة (عالمگيرى كتاب الزكاه الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۶، ط:رشيديه، تتارخانية ج:۲ ص:۲۵۳ اداراة القرآن)

ٹھیکہ دار پر عشر ہے

اگر کسی نے اپنی زمین کو نقد رقم کی عوض کرایہ ٹھیکہ پر دے دیا تو اس کا عشر ٹھیکہ دار کے ذمہ ہے (جو زمین کاشت کرکے پیداوار حاصل کرتا ہے۔(۱)

ٹیکس

☆......ٹیکس ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور زکوۃ کی رقم ٹیکس کے طور پر ادا کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ ایک عبادت ہے اس میں نیت اور ارادہ ضروری ہے اور خالص اللہ کی رضا کے لئے دینا ضروری ہے، اور اس کے مصارف اور مستحق متعین ہیں، انہی پر زکوۃ کو خرچ کرنا لازم ہے، غیر مسلم غیر مستحق اور عام رفاہی کاموں میں زکوۃ کا استعمال جائز نہیں ہے، اور یہ سب احکام اللہ اور اسکے رسول کے حکم سے ثابت ہیں۔(۲)

☆......ٹیکس عبادت نہیں بلکہ سراسر ظلم ہے، اس میں نیت اور ارادہ کا کوئی دخل نہیں ہے، اسکے مصارف بھی متعین نہیں ہے، ہاں اگر حکومت کی اعانت یا اس سے

---

(۱) والعشر على المؤجر كخراج مؤظف وقالا على المستاجر كمستعير مسلم وفي الحاوى وبقولهما نأخذ. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۳۴ باب العشر ط:سعيد، هنديه ج:۱ ص:۱۸۷، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷)

(۲) لاتجزی أصلا الضريبة عن الزكاة لان الزكاة عبادة مفروضة على المسلم شكرا لله تعالى وتقربا اليه والضريبة التزام مالى محض خال عن كل معنى للعبادة والقربة ولذا شرطت النية فى الزكاة ولم تشترط فى الضريبة ولان الزكاة حق مقدر شرعا بخلاف الضريبة فانها تخضع لتقدير السلطة ولان الزكاة حق ثابت دائم والضريبة مؤقتة حسب الحاجة و لامصارف الزكاة هى الاصناف الثمانية الفقراء والمساكين المسلمون الخ والضريبة تصرف لتغطية النفقات العامة للدولة وللزكاة اهداف روحية وخلقية واجتماعية انسانية، اما الضريبة فلايقصد بها تحقيق شئ من تلك الاهداف. (الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ ص:۸۹۴، سابعا، هل تجزى الضريبة المدفوعة للدولة عن الزكاة؟ ط: دار الفكر، بيروت)

پہنچنے والے فائدہ کا معاوضہ ہے، یا حکومت سخت مجبور ہے ٹیکس کے بغیر چلنا ممکن نہیں تو اس صورت میں ضرورت کے مطابق گنجائش ہوتی ہے، ابن حزم نے المحلی ج:۶ ص:۱۵۶) میں تفصیل لکھی ہے۔(۱)

☆......اگر کسی نے ٹیکس ادا کر کے یہ سمجھا کہ زکوۃ ادا ہوگئی تو یہ سمجھنا غلط ہوگا اور اس آدمی کو اپنے مال کا حساب لگا کر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

ٹیکس ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوگا

زمین کا عشر زکوۃ کی طرح ایک مالی عبادت ہے، اس کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں، اگر کوئی بھی حکومت خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اگر زمینداروں یا کاشتکاروں سے کوئی سرکاری ٹیکس وصول کرتی ہے تو اس ٹیکس کی ادائیگی سے عشر ادا نہیں ہوگا بلکہ مسلم مالکان پر واجب ہوگا کہ از خود عشر نکالیں اور اسکے مصرف میں خرچ کریں اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے حکومتوں کو انکم ٹیکس ادا کرنے سے تجارت کے مال اور نقد رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

---

(۱) اسلام کاسیاسی نظام مؤلفه مولانااسحاق سندهلوی ص:۳٤۸،باب نهم بيت المال :ناشرمجلس دعوت وتحقيق اسلامی علامه يوسف بنوری ٹاؤن ط:١٤٠١)

(۲) وفرض على الاغنياء من اهل كل بلد ان يقوموا بفقرائهم ويجبرهم السلطان على ذلك ان لم تقم الزكوات بهم ولافي سائراموال المسلمين بهم فيقام لهم بمايا كلون من القوت الذى لابد منه ومن اللباس للشتاء والصيف بمثل ذلك وبمسكن يسكنهم من المطرو الصيف والشمس وعيون المارة .(المحلى للامام ابن حزم ج:٦ص:١٥٦ ،مسألة رقم : ٧٢٥، بيان حديث تؤخذ من اغنيائهم وتردعلى فقرائهم ط:دارالفكربيروت)

(۳) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكاة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشروالخراج لااعادة على اربابها ان صرف الماخوذ في محله الاتى ذكره والايصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غيرالخراج لانهم مصارفه .(الدرالمختارباب زكاة الغنم ج:٢ ص: ٢٨٨، ٢٨٩، بدائع الصنائع ج:٢ص:٣٦)

تیل

☆......اگر تیل تجارت کی نیت سے خریدا ہے، اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۱)

☆......اگر تیل استعمال کیلئے تجارت کیلئے نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

(ج)

جانور

☆......اگر جانور سائمہ ہے تو نصاب مکمل ہونے کی صورت میں سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......اگر جانور محض تجارت کی نیت سے خریدا ہے، اور تجارتی مقصد سے جنگل میں چھوڑ دیا ہے تو ان پر تجارت کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی یعنی ان جانوروں کی مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

(۱)الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا فى الهداية .(عالمگیری الفصل الثانى فى العروض ج:۱ ص:۱۶۸بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۲۰،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸،تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۷)

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية .(عالمگیری الباب الاول فى تفسيرها وصفتها و شرائطها ج:۱ ص:۱۶۱،ط:مصر.البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۶،شامي ج:۲ ص:۲۶۲،بدائع ج:۲ ص:۱۱)

(۳) تجب الزكاة فى ذكورها واناثها ومختلطهما.(عالمگیری ،کتاب الزكاة الباب الثانى فى صدقة السوائم الفصل الاول فى المقدار:۱ ص:۱۷۶) تجب الزكاة عند كمال النصاب من كل جنس من السوائم .(بدائع ج:۲ ص:۳۰، فصل صفة نصاب السائمة)

(٤) لواسامها للحم فلازكوة فيها كمالواسامها للحمل والركوب ،ولوللتجارة ففيها زكاة التجارة .الدرالمختارباب السائمة كتاب الزكاه ج:۲ ص:۲۷۶، وحاصله انه ان اسامها للحمل اوللركوب فلازكوة اصلا اوللتجارة ففيهازكوة التجارة (البحر الرائق باب صدقة =

☆......اگر جانور ذبح کر کے فروخت کرنے کی نیت سے رکھا ہے تو اسکی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ یہ مال تجارت ہے اور مال تجارت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۱)

☆......جو جانور ذاتی استعمال کے لئے یا خود ذبح کر کے گوشت کھانے یا قربانی کرنے کی نیت رکھا ہے ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر جانور تجارت کی نیت سے لئے ہیں اور انہیں چھ ماہ یا کچھ زیادہ دن جنگل میں چرایا تو وہ سائمہ نہیں ہوں گے تاوقتیکہ مالک انہیں خود سائمہ بنانے کی نیت نہ کرلے۔(۳)

☆......اگر جانور تجارت کی غرض سے خریدے پھر انہیں سائمہ بنادیا تو نصاب کا سال اس وقت سے شمار ہوگا جب سے انہیں سائمہ بنایا ہے۔(۴)

جانور جنگل میں چریں اور گھر میں بھی

اگر جانور جنگل میں بھی چرتے ہیں اور گھر میں بھی چارہ دیا جاتا ہے، اور نصاب بھی مکمل ہے تو ان پر زکوۃ واجب ہونے میں غالب خوراک کا اعتبار ہے، اگر جنگل میں

= السوائم ج:۲ ص:۲۱۳، ط:سعیدهندیه ج:۱ ص:۱۷٦، بدائع ج:۲ ص:۳۰ ط: سعید)

(۱) ولوأسمیت للبیع والتجارة ففیها زکاة مال التجارة لازکاة السائمة .بدائع کتاب الزکاة فصل واماصفة السائمه ج:۲ ص:۳۰ ط:ایج ایم سعید هندیه ج:۱ ص:۱۷۷، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۳، شامی ج:۲ ص:۲۷۷)

(۲) حتی لوأسمیت للحمل والرکوب لاللدروالنسل فلازکوة فیها کذا فی محیط السرخسی وکذا لوأسمیت للحم .(فتاوی عالمگیری ،الفصل الاول فی المقدمة)

(۳) وان کانت للتجارة فرعاها ستة اشهراواکثرلم تکن سائمة الاان ینوی ان یجعلها سائمة .(شامی ج:۲ ص:۲۷۷، عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۷، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۳)

(٤) ولواشتراها للتجارة ثم جعلها سائمة یعتبر الحول من وقت الجعل کذا فی محیط السرخسی .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۷)شامی ج:۲ ص:۲۷۷ .

چرنے کی خوراک غالب ہے تو زکوۃ فرض ہوگی اور اگر گھر کا چارہ غالب ہے یا دونوں برابر ہیں تو زکوۃ فرض نہیں ہوگی، (۱) البتہ تجارت کے لئے ہوں تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی یعنی مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

جانور سال کے درمیان حاصل ہوا

اگر کسی کی ملکیت میں جانوروں کا نصاب ہے، اور سال کے اندر خریدنے سے یا بچے دینے سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے مزید جانور حاصل ہوئے تو اس کو اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اس نصاب کے ساتھ درمیان میں حاصل ہونے والے جانوروں کی زکوۃ بھی دی جائے گی۔(۳)

ہاں اگر ان جانوروں کو اپنے ہم جنس کے ساتھ ملا دینے سے ایک ہی سال میں دومرتبہ زکوۃ دینا پڑے تو پھر نہیں ملائے جائیں گے۔(۴)

اسی طرح اگر کوئی شخص جانوروں کی زکوۃ دے چکا ہو پھر زکوۃ دینے والا ان

---

(۱) فان كانت تسام فى بعض السنة وتعلف فى البعض فان اسميت فى اكثرها فهى سائمة وإلا فلاكذا فى محيط السرخسى ،حتى لوعلفها نصف الحول لاتكون سائمة ولاتجب فيها الزكاة كذا فى التبيين ،(عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷٦ . شامى ج:۲ ص:۲۷۷ . البحر ج:۲ ص: ۲۱۳ .

(۲) ولواسميت للبيع والتجارة ففيهازكوة مال التجارة ولازكوة السائمة (بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۳۰ ،اماصفة نصاب السائمة، ط:سعيد.شامى ج:۲ ص:۲۷۷ ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۳)

(۳) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولاوباى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراثه اوهبة اوغيرذلك .
(عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۵ ،الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها كتاب الزكاة ط:رشيديه ،البدائع ج:۲ ص:۱۳ ،شامى ج:۲ ص:۲۸۸ ،البحر ج:۲ ص:۲۲۲)

(٤) قال ابوحنيفةؒ لوادى زكاة الدراهم ثم اشترى بها سائمة وعنده من جنسها سائمة لم يضمها اليها لانها بدل مال اديت الزكاة عنه .(عالمگيرى حواله بالا)

جانوروں کو فروخت کردے تو ان کی قیمت کا روپیہ اس سال روپے کے نصاب کے ساتھ نہ ملایا جائے گا۔(۱)

جانور کے بچے

☆......بکری، اونٹ اور گائے کے بچے پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر ان بچوں میں سے ایک بھی نصاب کی عمر کو پہنچ جائے تو باقی بچے اس کے تابع ہو کر نصاب میں شمار ہوں گے، البتہ وہ زکوۃ میں نہیں لئے جائیں گے یعنی زکوۃ میں وہی پوری بکری یا اسکی قیمت لی جائے گی۔(۲)

☆......اگر کسی کی ملکیت میں بکری کے انتالیس بچے ہیں اور ایک بڑی بکری ہے، سب کو ملانے سے چالیس کی تعداد پوری ہو جاتی ہے تو اس میں ایک اوسط درجہ کی بکری زکوۃ میں دینی ہوگی۔(۳)

☆......اگر سال پورا ہونے کے بعد وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔(۴)

(۱) ولو كان معه نصاب من السائمة وحال عليه الحول فزكاها ثم باعها بدراهم ومعه نصاب من الدراهم قد مضى عليه نصف الحول فعند ابى حنيفة رحمه الله تعالى لايضم اليه ثمن السائمة بل يستأنف حولا جديدا .(عالمگیری کتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ص:۱۷۵، ط:رشیدیه بدائع الصنائع ج:۲ص:۱٤ البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۲)

(۲) ولافى (حمل)ولد الشاة (وفصيل ولد الناقة (وعجول) ولدالبقرة ....(الاتبعا لكبير) ولوواحدا.(تنویرالابصار مع الدرج:۲ص:۲۸۲،۲۸۳،باب زكوة الغنم ،فتح القدير ج:۱ص:۵۰۹ط:مصر)

(۳) ولوواحدا ويجب ذلك الواحد ولوناقصا فلوجيدا يلزم الوسط وهلاكه يسقطها .(الدرالمختارج:۲ص:۲۸۳ ،باب زكاة الغنم ط:سعيد،بدائع ج:۲ص:۱۵)

(٤) (قوله وهلاكه يسقطها)اى لوهلك الكبيربعد الحول بطل الواجب عندهما (الرد المحتار ج:۲ص:۲۸۳. باب زكوة الغنم . إذا كانت له سوائم كباروهى نصاب ،فمضت ستة اشهرمثلا فولدت أولادا، ثم ماتت وتم الحول على الصغار ،لاتجب الزكاة فيها عندهما ...... الصحيح قولهما، شامی ج:۲ص:۲۸۲.

جڑاؤ زیورات

بعض زیورات میں نگ وغیرہ جڑے ہوئے ہوتے ہیں، اگر ان کو نکال دیے جائیں تو زیور خراب ہو جاتا ہے، اگر اندازہ کرایا جائے تو پوری طرح پتہ نہیں چل سکتا ہے تو ان صورتوں میں سونا اور چاندی کے زیور کا صحیح اندازہ کر کے زکوۃ دینی چاہیے، اور اندازہ کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو احتیاط کو مدنظر رکھنا چاہیے، مثلاً زیادہ سے زیادہ جس قدر سونا اور چاندی ہونا معلوم ہو اس کو لیا جائے۔ (۱)

جسے چاہو دے دو

☆...... اگر زکوۃ کی رقم دینے والے نے وکیل سے کہا کہ "یہ رقم جسے چاہو دے دو"، تو وکیل کے لئے وہ رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دینا لازم ہوگا، وکیل کے لئے وہ رقم اپنی ذات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

☆...... ایسی صورت میں اگر وکیل نے ایسی رقم کو اپنی ذات پر خرچ کیا ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور وکیل کے ذمہ ضمان واجب ہوگا۔ (۳)

☆...... جسے چاہو دے دو، یہ جملہ توکیل ہے تملیک نہیں ہے لہذا کسی اور آدمی کو دینا لازم ہوگا خود اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکے گا ورنہ وکالت کی ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔ (۴)

---

(۱) فتاوی دارالعلوم دیوبندج:٦ص:٢٨٢،(اللازم) (فی مضروب کل)منهما (ومعموله ولوتبراأوحليامطلقا)مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لأنهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا .(الدرالمختارشامی ج:٢ص:٢٩٨باب زكاة المال)

(٣،٢) وللوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها إلى ولد نفسه كبيرا كان أوصغيرا وإلى امرأته إذا كانو امحاويج ولايجوزأن يمسك لنفسه شيئا إلا إذا قال :ضعها حيث شت فله ان يمسكها لنفسه .(البحرالرائق ج:٢ص:٢١١،الفقه الاسلامی وادلته ج:٢ص:٨٩١،بیروت) شامی ج:٢ص:٢٦٩.

(٤) وهنا الوكيل انمايستفيد التصرف من الموكل ،وقد امره بالدفع إلى فلان فلايملك =

جنگلی جانور

جنگلی اور وحشی جانوروں پر سائمہ ہونے کی حیثیت سے زکوۃ واجب نہیں ہوتی، اس لئے ایسے مخلوط النسل جانور پر جس کی ماں جنگلی اور وحشی ہو، زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوۃ فرض ہوگی۔ (۱)

جواہرات

☆......اگر جواہرات تجارت کے لئے نہیں ہے تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (۲)

☆......اگر جواہرات تجارت کیلئے ہیں اور قیمت نصاب کے برابر ہے یا جواہرات کا مالک صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں جواہرات کی قیمت فروخت میں سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

(۳) اگر کسی نے جواہرات شوقیہ جمع کر رکھے ہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (۴)

☆......اگر کسی نے صرف زکوۃ سے بچنے کیلئے یہ حیلہ کیا ہے کہ ہیرے جواہرات جمع کر رکھے ہیں تو اصول کے مطابق زکوۃ واجب تو نہیں ہوگی لیکن اس قسم کے حیلہ کی وجہ سے آخرت میں مواخذہ کا ڈر ہے اس لئے زکوۃ دیدینا چاہئے، تاکہ آخرت میں

= الدفع إلى غيره . (شامي ج: ۲ ص: ۲٦۹)

(۱) والمتولد بين الغنم والظبأ يعتبرفيه الام فان كانت غنما وجبت فيه الزكاة ويكمل به النصاب والافلاوكذا المتولد بين البقرالاهلي والوحشي كذا في محيط السرخسي. (عالمگيری ،كتاب الزكاة الباب الثانی صدقة السوائم ،الفصل الرابع فی زكاة الغنم ج: ۱ ص: ۱۷۸، ط: رشيديه تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۲۳ .البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۱٦ .

(۲، ۳، ٤) لازكوة فی اللألی والجواهروان ساوت الفا اتفاقا الا ان تكون للتجارة تنوير الابصار شامی كتاب الزكاة ج: ۲ ص: ۲۷۳ ،ط: سعيد،تتارخانية ج: ۲ ص: ۳۳۹ ،هنديه ج: ۱ ص: ۱۸۰) واما اليواقيت واللألی والجواهرفلازكاة فيها وان كانت حليا الاان تكون للتجارة ،كذا فی الجوهرة النيرة (فتاوی عالمگيری ج۱ ص: ۱۸۰، ط: رشيديه ،شامی ج: ۲ ص: ۲۷۳، تتارخانية ج۲ ص: ۳۳۹)

پریشانی نہ ہو، اگر وہاں مسئلہ خراب ہوگیا تو ٹھیک کرنا بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی نے جواہرات اس نیت سے لئے ہیں کہ رقم بینک میں جمع کرکے رکھے گا تو ایسے پڑی رہے گی لہذا جواہرات لے کر رکھ دیئے تو ایسے جواہرات کی قیمت پر سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کے ساتھ مل کر نصاب تک پہنچ جاتی ہے۔(۲)

جواہرات جڑے ہوں

اگر سونا اور چاندی کے زیورات میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں، تو جواہرات یا اسکی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ صرف سونا اور چاندی کی مالیت پر واجب ہوگی۔(۳)

جواہرات کے زیورات

خالص جواہرات مثلاً ہیرا، زمرد، لعل، یاقوت، مرجان، زبرجد، الماس اور موتی وغیرہ کے بنائے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر اس میں سونا اور چاندی نہیں ہے۔

---

(۱) فنقول مذهب علمائنا رحمهم الله تعالى ان كل حيلةيحتال بها الرجل لابطال حق الغيراولادخال شبهة فيه اولتمويه باطل فهي مكروهة .عالمگيرى كتاب الحيل،الفصل الاول فى بيان جوازالحيل وعدم جوازها .ج:٦ص:٣٩٠،ط:رشيديه)

(۲) وهومخالف لمافى المعراج والبدائع ان الزكاة تجب فى النقد كيف مامسكه للنفقة اوللنماء (حاشية طحطاوى على مراقى الفلاح ص:٣٨٩،كتاب الزكاة ط:قديمى)

(۳) تجب الزكاة فى الذهب والفضة مضروبا أوتبرا أوحليا مصوغا أوحلية سيف اومنطقة أولجام أوسرج اوالكواكب فى المصاحف والأوانى وغيرها إذا كانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة أوللنفقة أوللتجمل أولم ينوشيئا .(البحرالرائق ج:٢ ص:٢٢٦، شامى ج:٢ص:٢٩٨،هنديه ج:١ ص:١٧٨،تتارخانية ج:٢ص:٢٣٠)

ہاں اگر خالص جواہرات کے زیورات تجارت کیلئے ہیں تو ان پر زکوۃ فرض ہے۔(۱)

جہاں چاہو خرچ کرو

اگر زکوۃ کی رقم دینے والے کسی آدمی کو زکوۃ کی رقم دے کر یہ کہا کہ "جہاں چاہو خرچ کرو" تو یہ جملہ تملیک ہے، اس صورت میں اگر یہ آدمی زکوۃ کا مستحق ہے تو وہ اس رقم کو اپنے نفس پر بھی خرچ کرسکتا ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی، ضمان نہیں آئے گا۔(۲)

جہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے تین آدمی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اول ثلاثة يدخلون النار: أمير مسلط وذوثروة من مال لايؤدى حق الله تعالى من ماله، وفقير فخور. (مسند احمد ص:٤٢٥و٤٧٩، ج:٢، ابن حبان (٤٦٥٦) كتاب الكبائر ص:٥٧

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین آدمی (۱) زبردستی اقتدار پر قابض رہنے والا امیر وصدر، (۲) اور وہ مالدار جو اپنے مال سے اللہ تعالی کا حق یعنی زکوۃ ادا نہیں کرتا، (۳) فخر کرنے والا فقیر۔

جہیز کا سامان یا زیور

☆......اگر ماں یا باپ نے لڑکی کو جہیز دینے کے لئے سونا چاندی خرید کر کے رکھا ہے لیکن لڑکی کو مالک نہیں بنایا اور وہ نصاب کے برابر ہے، تو سالانہ خرید کر رکھنے

---

(۱) لازكاة في اللالى والجواهر الاان تكون للتجارة .(تنويرالابصارشامي ج:٢ص:٢٧٣، كتاب الزكاة هنديه ج:١ ص:١٨٠، ط:رشيديه ،تتارخانية ج:٢ص:٣٣٩)

(٢) وللوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها إلى ولد نفسه كبيرا كان أوصغيرا وإلى امرأته إذا كانوا محاويج ولايجوزان يمسك لنفسه شيئا إلا إذا قال :ضعها حيث شئت فله أن يمسك لنفسه. البحرالرائق ج:٢ص:٢١١ ،الفقه الاسلامى وادلته ج:٢ص:٨٩١،ط:دارالفكر، بيروت، شامي ج:٢ ص:٢٦٩)

والے کے ذمہ زکوۃ واجب ہوگی لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا اس لئے زکوۃ سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔

اور اگر لڑکی کو جہیز کے زیور کا مالک بنا دیا گیا تو لڑکی مالک ہو جائے گی، جب تک وہ بالغ نہیں ہوگی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، بالغ ہونے کے بعد جب سال گذر جائے گا اور زیور بھی نصاب کے برابر ہے تو لڑکی کے ذمہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......لڑکی کو زیورات کا مالک بنانے کے بعد اسکی اجازت کے بغیر ان زیورات کو ماں یا کسی اور کے لئے پہننا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

☆......جہیز کے سامان پر زکوۃ نہیں ہے، کیونکہ وہ مال تجارت نہیں ہے۔(۳)

(چ)

چارے

مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک عشر واجب ہے۔(۴)

---

(۱) قال محمد رحمه الله تعالى :كل شئ وهبه لإبنه الصغير، واشهدعليه وذلك الشئ معلوم فى نفسه فهوجائز ،والقصد ان يعلم ماوهبه له ، والاشهادليس بشرط لازم لأن الهبة تتم بالاعلام .(شامى ج:٥ص:٦٩٤ ،وتتم الهبة بالقبض الكامل ،شامى ج:٥ص:٦٩٠)
(وشرط افتراضها عقل وبلوغ واسلام (حرية.........(وسببه)أى سبب افتراضها (ملك نصاب حولى)........تام (فارغ عن دين له ،مطالب من جهة العباد) .(تنويرالابصارمع الرد ج:٢ص:٢٥٨ ،البحرج:٢ص:٢٠٢ ،هنديه ج:١ص:١٧٣)

(٢) وعن ابى حرة الرقاشى عن عمه قال قال رسول الله ﷺ الالاتظلموا الا لايحل مال امرئ الابطيب نفس منه (مشكوة شريف ج:١ص:٢٥٥باب الغصب والعارية).

(٣) وليس فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنزل ....لأنها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية ايضا .(هدايه ج:١ص:٢٠٢،كتاب الزكاة ،البحرالرائق ج:٢ ص:٢٠٦ ،شامى ج:٢ص:٢٦٢ ،هنديه ج:١ص:١٧٣)

(٤) ويجب العشرعند ابى حنيفة رحمه الله تعالى فى كل ماتخرجه الأرض الحنطة .... وأشباه ذلك مماله ثمرة باقية أوغيرباقية قل أو كثر .(فتاوى عالمگيرى ج:١ ص:١٨٦، =

چاندی خالص نہیں ہے

اگر چاندی خالص نہیں بلکہ اس میں کچھ کھوٹ ملا ہوا ہے تو غالب جزء کا اعتبار ہوگا، اگر چاندی غالب ہے تو وہ چاندی سمجھی جائے گی اور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہونے کی صورت میں زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر کھوٹ زیادہ ہے تو چاندی نہیں سمجھی جائے گی اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

ہاں اگر تجارت کے مال کے طور پر رکھا ہے تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

چاندی کا نصاب

☆...... چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، موجودہ وزن کے اعتبار سے چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی ہے، اگر چاندی کے نصاب پر ایک سال گذر جائے تو ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر کسی کے پاس صرف چاندی ہے اور وہ ساڑھے باون تولہ سے کم ہے اسکے ساتھ سونا یا نقد رقم، مال تجارت اور دیگر قابل زکوۃ چیزیں نہ ہوں تو ساڑھے باون

= الباب السادس فی زکاۃ الزرع والثمار ،تتارخانیة ج:۲ص:۳۲۷،ادارۃ القرآن. البحر الرائق ج:۲ص:۲۳۷)

(۱) وغالب الفضة والذهب فضة وذهب ، وماغلب غشه منهما (يقوم) كالعروض ويشترط فيه النية إلا إذا كان يخلص منه مايبلغ نصابا أواقل ، وعنده مايتم به أو كانت اثمارا رائجة وبلغت نصابا من ادنى فقد تجب زكاته فتجب والافلا .(شامی ج:۲ص:۳۰۰،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۳)

تولہ سے کم چاندی پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اور اگر چاندی نصاب سے کم ہے، لیکن اسکے ساتھ کچھ سونا یا نقد رقم یا زیورات وغیرہ ہیں اور سب کی قیمت فروخت کو جمع کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتی ہے تو نصاب پورا ہو جائے گا اور سال گذرنے کے بعد کل قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر کسی آدمی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ چاندی ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے، چاہے وہ چاندی کو تجارت اور کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا نہ بڑھائے دونوں صورتوں میں زکوۃ واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے چاندی کو "ثمن" یعنی روپیہ اور سکہ کے طور پر پیدا کیا ہے تاکہ اس سے تجارت کرکے مال کو بڑھانا ممکن ہو، اب اگر کوئی شخص اس سے تجارت نہیں کرتا یا زیور بنا کے رکھ دیتا ہے اور مال میں اضافہ ہونے نہیں دیتا تو اس کی ذمہ دار شریعت نہیں بلکہ وہ آدمی خود اس کا ذمہ دار ہے۔(۳)

---

(۱) فان كان له فضة مفردة فلا زكاة فيها حتى تبلغ مائتى درهم وزنا وزن سبعة ....وروى عنه ﷺ انه قال لمعاذ لمابعثه الى اليمن ليس فيمادون مائتين من الورق شيئ وفى مائتين خمسة .(بدائع ج:۲ص:۱۶کتاب الزكاة. البحرج:۲ص:۲۲۵،تتارخانية ج:۲ ص: ۲۳۰، شامي ج:۲ص:۲۹۵)

(۲) قال القدورى فى كتابه :ويضم الذهب والفضة إلى عروض التجارة وفى الينابيع:يريد إذا كان له عروض التجارة قليلا كان أوكثيرا وعنده من الذهب والفضة حليا أوغيرحلى لتجارة أوالنفقة فانه يقوم العروض بأوفرالقيمتين الخ ،فاذا بلغت قيمتها نصابامع ماعنده من الذهب تجب فيها الزكاة والا فلا.(بدائع ج:۲ص:۱۹،۲۱،شامي ج:۲ص۳۰۳. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۲،۲۴۵.البحرج:۲ص:۲۳۰.

(۳) لأنهماخلقا ليتوصل بهما ....وهذا معنى الأستنماء فقد خلقا للإستنماء ..... فالنماء التقديرى حاصل وهوالمعتبرللاجماع .(فتح القديرج:۲ص:۱۶۴،كتاب الزكاة بدائع ج:۲ ص:۱۷،البحرج:۲ص:۲۲۶)

چاندی کا نصاب معیار ہے

☆...... اگر کسی آدمی کے پاس کوئی ایک نصاب مکمل نہیں بلکہ کچھ سونا، کچھ چاندی، یا کچھ نقد کیش یا مال تجارت ہے تو اس صورت میں چاندی کے نصاب کی قیمت کے حساب سے حساب لگایا جائے گا اگر چاندی کے حساب سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

اور اسکی دو وجہیں ہیں:

☆...... ایک یہ کہ زکوۃ فقراء کے نفع کے لئے ہے اور اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے اور چاندی کے نصاب سے حساب کرنے کی صورت میں فقراء کو زکوۃ زیادہ ملتی ہے سونے کے نصاب کے حساب سے کم ملتی ہے کیونکہ سونے کے نصاب کے حساب سے کم آدمیوں پر زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور زکوۃ کے معاملہ میں فقراء کا زیادہ خیال کیا گیا ہے تا کہ معاشرہ سے غربت ختم ہو جائے۔

☆...... دوسرا یہ ہے کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے کہ جبکہ کیش وغیرہ چاندی کے نصاب کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے اور سونے کے ساتھ نصاب پورا نہیں ہوتا تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ جس نصاب کے ساتھ نصاب پورا ہو جاتا ہے اسی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔(۱)

---

(۱) وكذا يضم بعض أموال التجارة إلى البعض ....ثم ماذا تقوم ذكر القدوری فی شرحه مختصر الكرخی انه يقوم بأوفى القيمتين من الدرهم والدنانير.......وكذا روى عن ابی حنيفةؒ فی الامالی انه يقومها بأنفع النقدين للفقراء ....وجه قول ابی حنيفة ان الدراهم والدنانيروان كانا فی الثمنية والتقويم بهما سوآء لكنا رجحنا أحدهما بمرجح وهو النظر للفقرآء والأخذ بالاحتياط .(بدائع ج:٢ص:٢١،كتاب الزكاة ،البحرالرائق ج:٢ص: ٢٠٣، تتارخانية ج:٢ص:٢٤٥)

چاندی کے تار

عورتوں کے قیمتی کپڑے جس میں چاندی کے تار ہوتے ہیں، ایسے کپڑوں کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ چاندی کے تاروں کا اندازہ کرلیا جائے، اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ لازم نہیں ہوگی۔

اندازہ لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس قسم کے کپڑے میں چاندی کے تار لگائے ہوئے ہیں اس قسم کے خالی کپڑے کو وزن کرلیا جائے پھر تار لگائے ہوئے کپڑے کو وزن کرلیا جائے تو وزن کا اندازہ ہوجائے گا۔(۱)

چچا

اگر چچا غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

چچازاد بھائی

اگر چچازاد بھائی غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) وفی تبرالذهب والفضة وحليهما وأوانيهما الزكوة ....سواء كان مباحا أولا. (فتح القدير ج:۲ ص:۱۶۳، فصل فی الذهب ط: المكتبة الرشيدية، تتارخانية ج:۲ ص: ۲۳۰، شامی ج:۲ ص:۲۹۸، فتاوی دارالعلوم ديوبند ج:٦ ص:۱۲۱. دارالاشاعت، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲٦) وحاصله ؛أن مايخلص منه نصاب أوكان ثمنا رائجا تجب زكاته سواء نوى التجارة أولا. (شامی ج:۲ ص:۳۰۰)

(۲،۳) والأفضل فی الزكاة والفطروالنذرالصرف أولاإلى الاخوة......ثم إلى الأعمام والعمات ثم إلى أولادهم الخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، الباب السابع فی المصارف، البحرج:۲ ص:۲٤۳، فتح القديرج:۲ ص:۲۱۷، بدائع ج:۲ ص:۵۰)

چچا زاد بہن

اگر چچا زاد بہن غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

چچی

اگر چچی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

چندہ کی رقم پر زکوۃ

☆...... مسجد اور مدرسہ کا چندہ جو نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ جمع ہو جاتا ہے اور اس پر سال گذر جاتا ہے، اس میں زکوۃ نہیں ہے۔(۳)

☆...... مدرسہ کے مہتمم کے پاس مدرسہ کی جو رقم جمع رہتی ہے اس میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۴)

☆...... جو رقم چندہ یا عطیہ کے طور پر کسی کار خیر میں دی جاتی ہے وہ چندہ یا عطیہ دینے والوں کی ملکیت سے خارج ہو جاتا ہے، اور اسکی حیثیت وقف کے مال کی طرح ہو جاتی ہے اس لئے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۵)

چور کو زکوۃ دینا

چور کو لاعلمی کی وجہ سے زکوۃ وصدقات دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور دینے

(۱،۲) حوالہ مذکورہ

(۳،۴) (وسببه أی سبب افتراضها (ملك نصاب حولی)........(تام)(الدر المختار مع الشامی ج:۲ ص:۲۵۹،کتاب الزكاة ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۲ ،هندیه ج:۱ ص:۱۷۳ ـ ۱۷۵)

(۵) الثانی :أن یکون مملوکا لمالك معین بالشخص ، فلا زكاة فی الموقوف (الفقه علی المذاهب الأربعة ص:۵۹۲،زكاة الزرع الخ)

والے کو نیت کی وجہ سے ثواب ملے گا۔

اور اگر زکوۃ دینے والے کو پہلے سے معلوم ہے کہ وہ چور ہے تو اس کو زکوۃ و صدقات نہ دیا کرے ورنہ مواخذہ کا خطرہ ہے، ہاں اگر اس نے چوری سے توبہ کر لی ہے اور فقیر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

(ح)

حاجی کو زکوۃ دینا

اگر مسافر حاجی کے پاس راستہ کا خرچ ختم ہو گیا ہے یا پیسے چوری ہو گئے ہیں اور اس کے گھر میں مال و دولت اور پیسے ہیں لیکن فوری طور پر لانے کی کوئی صورت نہیں، تو ایسے حاجی کو بھی زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

حج کی رقم

☆...... پاکستان میں عازمین حج کے لئے تقریباً چار پانچ ماہ پہلے حج کے لئے رقم جمع کرانا ضروری ہے اور اسکی تقریباً دو صورتیں ہوتی ہیں۔

☆......حکومت کی اسکیم ہے۔

☆...... پرائیوٹ اسکیم ہے۔

---

(۱) ای مصرف الزکاة ....(وھو فقیر......(ومسکین .شامی ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف.البحرج:۲ص:۲٤۰،تتارخانية ج:۲ص:۲٦۷،ھندیہ ج:۱ص:۱۸۷، انما الاعمال بالنیات بخاری ج:۱ص:۱قدیمی)

(۲) وأما قوله تعالى (وفى سبيل الله) عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبيل الخيرات إذا كان محتاجا.........وقال محمد:المراد منه الحاج المنقطع لما روى (أن رجلا جعل بعيرا له فى سبيل الله فأمره النبى ﷺ أن يحمل عليه الحاج .(بدائع الصنائع ج:۲ص:٤۵،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۰،البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۲،شامی ج:۲ ص:۳٤۳)

۱۔ حکومت کی اسکیم میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے اس میں سے کچھ رقم روانگی سے پہلے پاسپورٹ اور ٹکٹ کے ساتھ واپس ملتی ہے۔

۲۔ پرائیوٹ اسکیم میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے وہ سب رکھ دیتے ہیں روانگی سے پہلے کچھ بھی واپس نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات مزید رقم کا مطالبہ کرتے ہیں، بلکہ کھانا اور قربانی کی رقم بھی جیب سے دینی پڑتی ہے ایسی صورتوں میں زکوۃ کا حکم حسب ذیل ہے۔

حکومت کی اسکیم میں رقم جمع کرانے کے بعد اگر روانگی سے پہلے سال مکمل ہو گیا ہے تو اس صورت میں روانگی سے پہلے جو رقم واپس ملے گی اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور جو رقم پاسپورٹ ٹکٹ رہائش اور معلم کی فیس اور منیٰ مزدلفہ اور عرفات کے خیمے اور آمد و رفت کے بابت کٹ گئی ہے اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا اور پرائیوٹ اسکیم میں چونکہ کوئی رقم واپس نہیں کرتے تو جمع شدہ رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۱)

حج کے لئے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوۃ

بعض ممالک میں حج کے لئے چار پانچ مہینے پہلے پیشگی رقم جمع کرانا لازم ہوتا ہے اور روانگی چار پانچ ماہ بعد ہوتی ہے اگر روانگی سے پہلے صاحب نصاب آدمی کا سال مکمل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں زکوۃ کا حکم یہ ہے کہ آمد و رفت کے ٹکٹ، معلم کی فیس، اور رہائش کی رقم، اور منیٰ، عرفات کے خیمے کے کرائے کے لئے جو رقم دی گئی ہے اس پر زکوۃ نہیں، اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں واپس ملے گی اس پر زکوۃ واجب ہے۔

(۱) إذا أمسكه لينفق منه كل مايحتاجه فحال الحول وقد بقي معه منه نصاب فإنه يزكي ذلك الباقي وإن كان قصده الإنفاق منه أيضا في المستقبل لعدم استحقاق صرفه الى حوائجه الاصلية .وقت حولان الحول.(شامي ج:۲ ص:۲۶۲،كتاب الزكاة .الحرج:۲ ص:۲۰۶ .كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

خلاصہ یہ کہ خرچہ کے مد میں جو رقم کٹ گئی اس پر زکوۃ نہیں اور جو رقم واپس ملنے والی ہے اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

حج کے لئے جو رقم رکھی ہے

اگر کسی آدمی نے مثلاً پانچ سال سے حج کرنے کے لئے پیسہ الگ کر کے رکھ دیا ہے اور اس سال حج کے لئے جا رہا ہے، تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہے اور گذشتہ پانچ سال کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے، جب تک وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے اس وقت تک گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

حج کے لئے زکوۃ لینا

اگر کوئی شخص حج کو جا رہا ہے، اور اس کے پاس پیسے کم پڑ جائیں تو اس کو حج کے لئے زکوۃ کا پیسہ لینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر پیسہ پورا تھا اور حج کے لئے چلا گیا، مگر راستہ میں کوئی حادثہ پیش آ گیا اور روپیہ ضائع ہو گیا، اور گھر سے پیسہ منگوانے کی کوئی صورت نہیں تو اس کو وہاں بقدر ضرورت زکوۃ کا پیسہ لینا درست ہے۔(۳)

حرام مال حلال مال میں مل گیا

اگر حرام مال اپنے حلال مال کے ساتھ مل گیا، تو وہ ملک میں داخل ہو گیا، اگرچہ ملک خبیث ہی ہے، اور زکوۃ واجب ہونے کے لئے ملک ہونا شرط ہے، طیب اور پاک ہونا شرط نہیں، طیب اور پاک ہونا مقبولیت کی شرط ہے لہذا ایسے مال پر زکوۃ

---

(۱) حوالہ مذکورہ

(۲) اذا کان لرجل مائتادرهم فلم یؤد زکاته سنتین یزکی السنة الاولی ......وکذا هذا فی مال التجارة بدائع ج:۲ ص:۷، فصل فی شرائط الفرضية، البحرج:۲ ص:۲۰۴، شامی ج:۲ ص:۲۶۰)

(۳) فتاوی محمودیه ج:۱۳ ص:۹٤)

واجب ہوگی اگر چہ قبول نہیں ہوگی۔

اور زکوۃ دینے کا فائدہ یہ ہے کہ زکوۃ نہ دینے سے جو عذاب ہوگا اس سے محفوظ رہے گا اور قبول نہ ہونے سے عذاب نہیں ہوتا البتہ ثواب سے محروم رہتا ہے، اور عذاب نہ ہونا اور ثواب سے محروم ہونا دونوں ایک بات نہیں، البتہ حرام کمائی کا جو عذاب ہے وہ الگ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زکوۃ نہ دینے کی صورت میں دو عذابوں کا مستحق ہوگا ایک حرام کمائی کا دوسرا زکوۃ نہ دینے کا، اور زکوۃ دینے کی صورت میں صرف ایک ہی ہوگا۔ (اصلاح انقلاب ص:۱۵۲، ج:۱)۔(۱)

حرام مال کی زکوۃ

☆......اگر مال خالص حرام ہے تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی، کیونکہ مال حرام کا حکم یہ ہے کہ اگر مالک معلوم ہے تو اس کو واپس کر دیا جائے اور اگر مالک معلوم نہیں تو ثواب کی نیت بغیر سارا مال صدقہ کر دیا جائے اپنے پاس نہ رکھا جائے۔(۲)

☆......اگر حرام مال، حلال مال کے ساتھ مخلوط ہے تو اس صورت میں حرام مال کی مقدار کو نکالنے کے بعد اگر حلال مال نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے تو اسپر زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے تو اس صورت

(۱) الزکوة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ،کتاب الزکوة ،فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۲ ،تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷) ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملکه فتجب الزکاة فيه .(تنویر الابصار شامی ج:۲ ص:۲۹۰، کتاب الزکاة)

(۲) لو کان الخبيث نصابا لايلزمه الزکاة ؛لأن الكل واجب التصدق عليه ، فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه ، شامی ج:۲ ص:۲۹۱ ،والحاصل أنه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم ،وإلافان علم عين الحرام لايحل له ، ويتصدق به بنية صاحبه .(شامی ج:۵ ص:۹۹، و ج:٦ ص:۳۸۵، ج:۲ ص:۲۹۱. هنديه ج:٤ ص:۳٤۹)

میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ اگر حرام مال مالک کو واپس کرنا ممکن ہے تو واپس کردے ورنہ صدقہ کردے۔(۱)

☆......حرام مال میں زکوۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا حلال مال نصاب کے برابر ہے، اور اس میں حرام مال کو ملا دیا ہے تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر زکوۃ لازم ہے، اور اگر دوسرا حلال مال نصاب کے برابر نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں، بلکہ وہ کل مال صدقہ کرنا واجب ہے یعنی اگر حرام مال کا مالک یا اس کا وارث معلوم ہے تو اس کو واپس کردے ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردے۔(۲)

(دارالعلوم ص:۸٦، رد ص:۳۳، محمودیہ ص:۸۴، ج:۳، اصلاح انقلاب ج:۱ ص:۱۵۲)

حساب کے بغیر زکوۃ دینا

حساب کے بغیر زکوۃ دینے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی اس لئے سالانہ کتنی زکوۃ دینی ہے اس کا حساب کرلینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ کم ادا ہونے کی صورت میں آخرت میں پکڑ ہوگی اور سزا بھگتنا پڑے گی۔(۳)

---

(۱) (قوله منفصل عنه)الذی فی النهرعن الحواشی :محل ماذکروه ماإذا کان له مال غیر استهلکه بالخلط یفصل عنه فلایحیط الدین بماله اه أی یفصل عنه بمایبلغ نصابا.(شامی ج:۲ص:۲۹۱)

(۲) من ملك اموالاغیرطیبة أوغصب اموالا وخلطها ، ملکها بالخلط ،ویصیرضامنا،وان لم یکن له سواها نصاب فلازکوة علیه فیها وان بلغت نصابا؛لأنه مدیون ومال المدیون لاینعقد سببا لوجوب الزکاة عندنا اه .فأفاد بقوله وان لم یکن سواها نصاب الخ ان وجوب الزکاة مقید بمااذا کان له نصاب سواها.(شامی ج:۲ص:۲۹۱ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷)

(۳) (وفی کل خمس) (بحسابه) ففی کل أربعین درهما درهم وفی کل أربعة مثاقیل قیراطان الخ (فتاوی شامی ج۲ص:۲۹۹ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۵، تتارخانیه ج:۲ ص:۲۳۰)

البتہ یہ اجازت ہے پورے سال میں زکوۃ کی نیت سے تھوڑی تھوڑی زکوۃ دیتا رہے اور سال کے آخر میں حساب کرلے، اگر پوری زکوۃ ادا ہوگئی بہتر ورنہ باقی زکوۃ ادا کردے۔

حفاظت کی رقم پر زکوۃ

زید نے اپنے بھائی عمر کو ایک لاکھ روپے حفاظت کی غرض سے دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ چاہے تم اس رقم کو کاروبار میں لگا کر نفع یا نقصان اٹھاؤ، یا ویسے ہی رکھے رکھو، مثلاً پانچ سال کے بعد اس رقم کی واپسی ہوئی تو گذشتہ پانچ سال کی زکوۃ ادا کرنا زید پر لازم ہوگا۔(۱)

حکومت زکوۃ وصول کرے

☆......اگر حاکم وقت واقعی مسلمان اور عادل ہے تو اس کو لوگوں کے اموال ظاہرہ سے زکوۃ وصول کر کے غریب مستحقین میں صرف کرنے کا حق ہوگا۔(۲)

۲۔اگر حاکم وقت ظالم ہے یا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے تو اس کو لوگوں سے زکوۃ وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔

اگر وہ لوگوں سے زکوۃ وصول کر کے صرف مستحقین پر صرف کرتا ہے تو زکوۃ ادا ہوجائے گی اور اگر زکوۃ کی رقم مستحقین پر صرف نہیں کرتا ہے بلکہ غیر مستحقین پر صرف کرتا ہے تو اس صورت میں لوگوں پر ضروری ہوگا کہ اپنے مال کی زکوۃ دوبارہ ادا کریں۔

---

(۱) (ولو کان الدین علی مقرملیٔ أو.........(فوصل إلی ملکه لزم زکاة مامضی) . (تنویر الابصارمع الدرشامی ج:۲ص:۲۶۶کتاب الزکاة ،البحرج:۲ص:۲۰۷ ،بدائع ج:۲ص: ۹)

(۲) اما الظاهرفللامام ونوابه وهم المصدقون من السعاة والعشارولایة الأخذ الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۵ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۱)

حکومت نے زکوۃ مصرف پر خرچ نہیں کی

اگر حکومت نے مسلمانوں سے زکوۃ کی رقم لے کر صحیح مصرف پر خرچ نہیں کی بلکہ غیر مسلم کو دی یا غیر مصرف میں خرچ کی تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، زکوۃ کی رقم دینے والوں پر لازم ہے کہ اپنی زکوۃ دوبارہ صحیح مصرف میں ادا کریں۔(۱)

حولان حول

☆......حولان حول یعنی مال پر پورا سال گذر جانے کی شرط کھیتی اور پھلوں کے علاوہ دوسری اشیاء کیلئے ہے، کھیتی اور پھلوں کیلئے سال گذر جانے کی شرط نہیں ہے۔(۲)

☆......زکوۃ میں حولان حول شرط ہے۔(۳)

☆......حولان حول سے مراد سال پورا ہونا ہے۔(۴)

☆......اور حولان حول وہاں کا معتبر ہے جہاں مال موجود ہے، زکوۃ دینے والے کا اعتبار حولان حول میں نہیں مثلاً ایک آدمی کراچی میں رہے تو پورا سال کراچی میں رہنا ضروری نہیں مال جہاں بھی ہے وہاں جب سال پورا ہو جائے گا تو زکوۃ واجب ہو جائے گی۔(۵)

---

(۱) (أخذ البغاة) والسلاطين الجائرة (زكاة) الأموال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لااعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فى محله الآتى ذكره وإلا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (الدرمع الرد ج:۲ص:۲۸۸،،۲۸۹) بدائع ج:۲ص:۳۶.

(۲،۳،٤) وهذا شرط فى غيرزكاة الزرع والثمارإذ لايشترط فيها نصاب ولاحولان حول. (شامى ج:۲ص:۲۵۹، كتاب الزكاة، ج:۲ص:۳۲۶،باب العشر،البحر ج:۲ ص:۲۳۷)

(۵) ويقومها المالك فى البلد الذى فيه المال، حتى لوبعث عبدا للتجارة إلى بلد آخر فحال الحول تعتبرقيمته فى ذلك البلد الخ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۸۰،الفصل الثانى فى العروض تتارخانية ج:۲ص:۲۳۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۹)

ثم المعتبرفى الزكاة مكان المال حتى لوكان هوفى بلد وماله فى بلدآخريفرق فى موضع المال الخ . (عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۹)

حیلہ تملیک

☆......اگر مدرسہ کا مہتمم زکوۃ کی رقم وصول کر کے حیلہ تملیک کر لے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی پھر اسکے بعد مدرسہ کی ضرورت کیلئے استعمال کرے تو درست ہے۔(۱)

☆......بعض حضرات زکوۃ کی رقم تبلیغ وغیرہ کے لئے دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ حیلہ کرلیا جائے جبکہ تملیک میں لینے والا اور دینے والا دونوں اچھی طرح جانتے ہیں کہ تملیک مقصود نہیں ہے تب بھی حیلہ کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔لیکن یہ مناسب نہیں۔(۲)

حیلہ کرنا

☆......غریب اور پسماندہ علاقے کے مدارس میں عطیات اور چندہ کی رقم بہت کم ہوتی ہے زکوۃ ،صدقہ فطر، کفارہ اور چرم قربانی کی رقم زیادہ ہوتی ہے، اور عطیات اور چندہ کی رقم سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہوتی، اس لئے مدرسے والوں کیلئے اس طرح حیلہ کرنا کہ زکوۃ کی رقم کسی غریب کو مالک بنا کر دیدیں اور اس سے یہ کہدیں کہ تم اپنی طرف سے خوشی سے مدرسہ میں دیدو، اور وہ خوشی سے دیدیتا ہے تو اس رقم سے مدرسین کی تنخواہ دینا جائز ہوگا۔(۳)

(۱،۲) ویشترط أن یکون الصرف (تملیکا) لا اباحة .(شامی ج:۲ ص:۲۳۴٤، البحرج:۲ ص:۲٤۳،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲.بدائع ج:۲ص:۳۹. وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیرثم هویکفن فیکون الثواب لهما.(شامی ج:۲ص:۲۷۱،البحرج:۲ص:۲٤۳،باب المصرف ط:سعید تتارخانیه ج: ۲ص:۲۷۲ط:ادارة القرآن) شامی ج:۲ص:۳٤۵.

(۳) أن الحیلة أن یتصدق علی الفقیرثم یأمره بفعل هذه الأشیاء ،وهل له أن یخالف امره ؟ لم اره والظاهرنعم.(قوله ثم یامره)......فی التعبیربثم إشارة إلی أنه لوأمره أولا لایجزئ لانه یکون وکیلا عنه فی ذلک ، وفیه نظرلأن المعتبرنیة الدافع الخ .(فتاوی شامی ج:۲ ص:۲۷۱، ۳٤۵، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،باب المصرف ط:سعید

☆ ...... حیلہ جائز ہونے کے لئے خاص مقدار کی رقم کی تخصیص نہیں جتنی بھی رقم میں حیلہ کی ضرورت ہے کر سکتے ہیں۔ (۱)

☆ ...... ضرورت اور دین کی بقاء کے لئے ایسا حیلہ کرنے والے اور حیلہ کرانے والے گنہگار نہیں ہوں گے بلکہ نیت صالح ہونے پر ثواب کی امید ہے۔ (۲)

حیلہ میں تملیک شرط ہے

زکوۃ ادا ہونے کے لئے فقراء وغیرہ کی تملیک شرط ہے، اور یہ قرآن مجید کی آیت ''**انما الصدقات للفقرآء**'' سے مستفاد ہے، ''صدقۃ'' کا لفظ ہی فقیر کی تملیک کو چاہتا ہے، اور ''**للفقرآء**'' کی شروع میں لام تملیک اس کی صریح اور واضح دلیل ہے، اور ''لام'' نفع کے لئے ہونا بھی تملیک کے منافی نہیں ہے کیونکہ نفع مالک کو ملتا ہے، غیر مالک کو نہیں، اس لئے نفع ملنے کے لئے مالک ہونا ضروری ہے اور ''**تؤخذ من أغنيائهم وترد الى فقرائهم**'' بھی اسکی واضح دلیل ہے کیونکہ ''تؤخذ'' سے زکوۃ کی رقم مالداروں کی ملک سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے اور ''**الى فقرآئهم**'' سے فقراء کی ملک میں داخل ہونا واضح ہے۔

بہر حال زکوۃ میں فقراء کی تملیک ضروری ہے، اور صدقہ کا لفظ خود اس کو چاہتا ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی عوض میں نہ دی جائے، ورنہ صدقہ نہ رہے گا۔

---

(۱) ويشترط أن يكون الصرف (تمليكا) لا إباحة. (شامي ج: ۲ ص: ۲۴۳، البحر ج: ۲ ص: ۳۴۳، فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۷، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲.

(۲) وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام اوليتوصل بها إلى حلال فهي حسنة. (عالمگيری ج: ٦ ص: ۳۹۰، كتاب الحيل)

حیلہ میں شرط لگانا

زکوۃ کی رقم کسی غریب کو اس شرط پر دینا کہ اس کو قبول کر کے فلاں مدرسہ میں دیدے، اس صورت میں زکوۃ ادا ہونے میں شبہ ہے لہذا شرط رکھ کر حیلہ نہ کرے بلکہ کسی غریب آدمی کو کسی قسم کی شرط کے بغیر زکوۃ کی رقم مالک بنا کر دیدیں پھر اس کو مدرسہ وغیرہ میں دینے کی ترغیب دیدیں، اگر وہ خوش دلی سے مدرسہ کے لئے دیدے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور اس کو وہ رقم مدرسہ وغیرہ کے لئے دینے کی وجہ سے ثواب بھی ملے گا۔

اور اگر وہ خوشی سے دینے پر راضی نہ ہو تو اس کو مجبور کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ وہ مالک ہے، اس کو اپنی ملکیت کی رقم پر مکمل اختیار ہے۔ (۱)

حیوانات کے متعدد نصاب

اگر کسی کے پاس مختلف حیوانات کے متعدد نصاب ہیں، اور اس نے ان میں سے کسی ایک نصاب کی زکوۃ پیشگی دیدی، اتفاق سے جن جانوروں کی زکوۃ دی تھی وہ جانور ہلاک یا ختم ہو گئے، تو اب دی ہوئی زکوۃ ان جانوروں کی جانب سے شمار نہیں کر سکتے جو اس کے پاس اب موجود ہیں۔ (۲)

(خ)

خادم کو زکوۃ دینا

اگر خادم یا خادمہ غریب اور محتاج ہونے کی وجہ سے زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو (۳)

(۱) أیضا

(۲) ولوملك نصابا من حیوانات مختلفة فعجل زکاة البعض ،فهلك المودی عنه لایقع عن الباقی .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۶)

(۴،۳) الباب السابع فی المصارف منها الفقیر.(عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷،البحر الرائق ج:۲ ص:۲٤۰،باب المصرف ط:سعید ،شامی ج:۲ ص:۳۳۹، تتارخانیة ج:۲ ص:۲٦۷)

مدد کے طور پر زکوۃ دینا جائز ہے البتہ زکوۃ کی رقم تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے، لہذا زکوۃ کی رقم تنخواہ کے علاوہ الگ دیں۔

خادمہ کو زکوۃ سے زیور دینا

اگر خادمہ مسلمان ہے زکوۃ کی مستحق ہے تو اس کو تنخواہ کے علاوہ ضرورت مند محتاج سمجھ کر زکوۃ کی رقم سے زیور خرید کر دینا جائز ہے، البتہ خدمت کے معاوضہ کے طور پر زکوۃ سے زیور خرید کر دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

خاص آدمی کو زکوۃ دینے کے لئے وکیل بنانا

☆کسی خاص مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دینے کیلئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ دینے والے نے زید کو اس شرط پر زکوۃ کا وکیل بنایا کہ وہ کسی خاص مستحق خالد کو زکوۃ دے گا مگر زید نے زکوۃ کی رقم خالد کو نہ دی بلکہ بکر کو دے دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں، اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ زکوۃ ادا ہو جائے گی، دوسرا قول یہ ہے کہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور وکیل ضامن ہوگا، اسلئے احتیاط یہ ہے کہ کسی دوسرے کو زکوۃ نہ دے بلکہ اسی کو دے جس کو موکل (زکوۃ کی رقم دینے والے) نے متعین کیا ہے۔(۳)

خاص ضرورت کے لئے رقم جمع کی

اگر کسی نے اپنے کسی خاص ضرورت کے لئے رقم جمع کی اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ یا دوسری چیزوں کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتی

---

(۱) أيضا

(۳،۲) وهذا حيث لم يأمره بالدفع إلى معين إذ لوخالف ففيه قولان.........وهنا الوكيل إنما يستفيد التصرف من الموكل وقد أمره بالدفع إلى فلان فلايملك الدفع إلى غيره كما لواوصى لزيد بكذا ليس للوصى الدفع إلى غيره .(شامي ج:۲ ص:۲۶۹)

ہے تو سال گذرنے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

ہاں اگر سال کے اندر اندر ختم ہو جائے یا ختم تو نہیں ہوئی لیکن نصاب سے کم ہے تو ان صورتوں میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

خالو

اگر خالو غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

خالو کی اولاد

اگر خالو کی اولاد یعنی خالہ زاد بھائی بہن غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

خالہ

اگر خالہ غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد یہ ہیں

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد (۲) حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد

---

(۱) الزكوة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم إذاملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول . (فتح القدير ج:۲ ص:۲۱۲، ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷ .ومنها كون المال نصابا .(عالمگیری ج : ۱ ص:۱۷۲ .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۹)

(۳،۲) والأفضل في الزكاة ....أولا إلى الإخوة ....ثم إلى الأخوال والخالات ثم إلى أولادهم الخ .(فتاوى عالمگیری ج :۱ ص:۱۹۰ ،الباب السابع البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف ط:سعيد ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۰ ،فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۱۷ ،شامی ج:۲ ص:۳۴۶)

(٤) أيضا

(۳) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد (۴) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد

(۵) حضرت حارث بن عبدالمطلب کی اولاد۔

جو شخص ان پانچ بزرگوں میں سے کسی ایک بزرگ کی نسل سے ہو اسکو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر وہ غریب ہے اور ضرورتمند ہے تو زکوۃ کے علاوہ دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔(۱)

خانقاہ کی تعمیر زکوۃ سے کرنا

خانقاہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں، کیونکہ یہ زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے۔(۲)

خچر

خچر پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھا ہے تو مال تجارت کے اعتبار سے سالانہ زکوۃ واجب ہوگی یعنی اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو مجموعی قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولایدفع إلی بنی ھاشم وھم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحرث بن عبدالمطلب .(عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹ ،شامی ج:۲ص:۳۵۰ ،فتح القدیرج:۲ ص: ۲۱۳ ، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴ . البحرج:۲ص:۲٤٦ .بدائع ج:۲ص:٤۹ .

(۲) ولایجوزان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطروالسقایات واصلاح الطرقات وکری الانھار والحج والجھاد وکل مالاتملیك فیه (ھندیه ج:۱ص:۱۸۸ . البحرالرائق ج۲ص:۲٤۳ ، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲ ، فتح القدیرج:۲ص:۲۰۷ . شامی ج:۲ص: ۳٤٤ . بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۳۹ .

(۳) والحمیروالبغال والفھد والکلب المعلم انماتجب فیھا الزکاۃ اذا کانت للتجارۃ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۸ ،شامی ج:۲ص:۲۸۲ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۷ ،فصل فی الغنم ،ط:سعید)

خراج

☆......اسلامی حکومت کی طرف سے زمینوں پر عائد ٹیکس کو خراج کہتے ہیں۔(۱)

☆......اگر زمین زراعت کے قابل ہے چاہے زراعت کی گئی ہو یا نہیں خراج لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر زمین کاشت کے قابل نہیں، یا بنجر زمین ہے تو اسپر خراج واجب نہیں۔(۳)

خورد ونوش کا سامان دینا

اگر زکوۃ کی رقم سے خورد ونوش کا سامان لیکر کسی مستحق آدمی کو مالک بنا کر دیدیا جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

خون دینا زکوۃ کی مد سے

زکوۃ کی مد سے خون خرید کر مریضوں کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ خون مال نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) واستفيد ان الخراج قسمان :خراج مقاسمة وهو ماوضعه الامام على أرض فتحها ومن على أهلها بها من نصف الخارج أوثلثه أوربعه الخ .(شامي ج:۲ص:۳۲۵،باب العشر)

(۲) لكن صرحوا بان ارض الخراج لوعطلها صاحبها عليه الخراج. (الدرالمختارشامي ج: ۲ ص: ۳۳۱ ،باب العشر ط:سعيد)

(۳) اذ ليس على الخراب خراج .(بدائع ج:٦ص:۱۹۳،كتاب الاراضى .ط:سعيد.

(٤) تمليك جزء مال عينه الشارع .(البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱ط:سعيد. شامي ج:۲ص:۲٥٦ .هنديه ج:۱ص:۱۷۰ .

(٥) تنويرالابصارشامي ج:۲ص:۲٥٦،ط: سعيد ،المحيط البرهاني ج:۳ص:۱٥٥)

(د)

دادا کو زکوۃ دینا

اپنے حقیقی دادا کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

دادی کو زکوۃ دینا

اپنی دادی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

داماد کو زکوۃ دینا جائز ہے

اگر اپنا داماد غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

درزی کی مشین

☆......درزی کی کپڑے سینے کی مشین مال تجارت نہیں بلکہ ذریعہ آمدنی ہے (۴) لہذا اس پر زکوۃ نہیں ہے،(۵) البتہ اگر مشین فروخت کرنے کی نیت سے خریدی ہے تو وہ مال تجارت ہے، اس صورت میں آدمی صاحب نصاب ہے، یا مشین کی قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔

☆......درزی کو کپڑے سینے سے جو آمدنی ہوتی ہے، اگر وہ نصاب کے برابر یا(۶)

(۲،۱) ولاإلی من بینهما ولاد ای اصله وان علاکابویه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه و ان سفل ردالمحتارج:۲ص:۳۴۶،ط:ایچ ایم سعید،عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸،بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۹،البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳)

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ .(سورة التوبه آیت : ۶۰ ،خلاصة الفتاوی ج:۱ ص:۲۴۲،رشیدیه .شامی ج:۲ص:۳۴۶،البحرج:۲ص:۲۴۰،تتارخانیة ج:۲ص:۲۶۷، فتح القدیر ج:۲ص:۲۰۰،ط:رشیدیه.

(٤) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلیة........وکذاکتب العلم ان کان من اهله وآلات المحترفین کذا فی السراج الوهاج.(هندیه کتاب الزکاة ج:۱ص:۱۷۲،ط:رشیدیه ،البحر ج:۲ص:۲۰۶،کتاب الزکاة ،شامی ج:۲ص:۲۶۲،فتح القدیرج:۲ص: ۱۱۹ط:رشیدیه.

(۶،۵) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق =

اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔

دعوت

اگر کوئی شخص کسی کو دعوت دے، اور مختلف قسم کے کھانوں کا دستر خوان اس کے سامنے بچھادے تو یہ اباحت اور ضیافت کہلائے گی، تملیک نہیں کہلائے گی، اس لئے کہ دعوت اور ضیافت میں صرف اس بات کی اجازت ہوتی ہیں کہ جتنا چاہیں تناول فرمائیں، مہمان کو اس میں تصرف کا اختیار نہیں ہوتا کہ جس کو چاہے دستر خوان سے کھانا اٹھا کر کسی کو ھبہ کر دے، یا خود اٹھا کر لے جائیں اس لئے یہ اباحت ہے تملیک نہیں، اور اباحت سے بالاجماع زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

ہاں اگر کھانا پکا کر کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدیا جائے اور اسکو اختیار ہو کہ وہ اس کھانے کو گھر لے جائے، اور جس کو چاہے کھلائے تو یہ تملیک ہے اس سے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۱)

دعوت دیکر کھلانا

زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو دعوت کے طریقے پر کھلانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ دعوت میں ملکیت نہیں ہوتی، اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے۔(۲)

دفینہ مل گیا

اگر کسی شخص کو دارالاسلام میں کسی ایسی جگہ سے دفینہ ملے، جو جگہ کسی کی ملکیت

= والذهب كذا في الهداية .(عالمگیری الفصل الثانی فی العروض ج:۱ ص:۱۷۹، ط: رشيديه .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،باب زكاة المال ط:سعيد. شامي ج:۲ص:۲۹۸)

(۱) فلواطعم مسكيناناوياالزكاة لايجزيه إلااذا دفع اليه المطعوم .(شامی ج:۲ ص: ۲۵۷،كتاب الزكاة ط:سعيد ،البحرج:۲ص:۲۰۱ كتاب الزكاة ط:سعيد)

(۲) أيضا

میں نہیں جیسے صحرائی علاقہ، تو اگر مدفون چیزوں پر اسلامی سلطنت کی کوئی علامت موجود ہے، مثلاً کلمہ یا اللہ ورسول یا اسلامی نام وغیرہ تو وہ لقطہ کے حکم میں ہے، اگر ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد مالک مل جائے تو مالک کو دیدے ورنہ صدقہ کردے، اگر خود بھی زکوۃ کا مستحق ہے تو بھی استعمال میں لاسکتا ہے۔

اور اگر مدفون چیزوں پر جاہلیت کے زمانہ کی علامت موجود ہے مثلاً بت کا نقش وغیرہ تو اس صورت میں پانچواں حصہ زکوۃ میں نکال دے اور باقی چار حصے پانے والے کی ملکیت ہوں گے۔(۱)

دکان ختم کرنے کی صورت میں زکوۃ

اگر دکاندار دکان ختم کرنے کی غرض سے مال فروخت کرتا ہے تو اس صورت میں مال مناسب قیمت پر فروخت نہیں ہوتا بلکہ اکثر وبیشتر کم قیمت میں فروخت ہوتا ہے ایسی صورت میں زکوۃ نکالتے وقت کون سی قیمت کا اعتبار ہوگا، اس کے بارے میں جواب یہ ہے کہ دکان ختم کرنے کی حالت میں جو کم قیمت پر مال فروخت ہوا ہے اس کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو بازار میں عام طور پر رائج ہے اس قیمت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱) (وماعليه سمة الاسلام من الكنوز) نقدا أوغيره (فلقطة) سيجئ حكمها وماعليه سمة الكفر خمس وباقيه للماك .(الدرالمختار ج:۲ ص:۳۳۲)

(۲) وتعتبر القيمة عند حولان الحول .عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۹ . ....وان أدى القيمة تعتبر قيمتها يوم الوجوب لان الواجب أحدهما ولهذا يجبر المصدق على قبوله عندهما يوم الاداء ، وكذا كل مكيل أوموزون أومعدود، وان كانت الزيادة فى الذات بان ذهبت رطوبته تعتبر القيمة يوم الوجوب اجماعا؛ لأن المستفاد بعد الحول لايضم، وإن كان النقصان ذاتابان ابتلت يعتبريوم الاداء عندهم.(عالمگرى ج:۱ص:۱۸۰،الفصل الثانى فى العروض تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۲ ،شامي ج:۲ ص:۲۸۶)

دکان کا حساب اب تک نہ ہوا

☆...... جب سے دکان قائم ہوئی ہے کبھی ایسا حساب نہیں ہوا جس سے اسکی مالیت کا صحیح اندازہ ہوسکے تو اس صورت میں بھی حساب کر کے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اورحساب کر کے گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا بھی لازم ہوگا۔ (۱)

☆...... اگر ہر سال کا الگ الگ حساب لگانا مشکل ہے تو موجودہ مالیت سے جتنے سال کی زکوۃ باقی رہ گئی ہے اتنے سال کی نکال دیں۔ (۲)

مثلاً دس سال کی زکوۃ باقی ہے تو موجودہ مالیت سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالدیں پھر اسکے بعد بقیہ میں سے ڈھائی فیصد نکالدیں پھر بقیہ میں سے ڈھائی فیصد نکالدیں اس طرح دس دفعہ نکالیں اور مجموعی رقم مستحقین کو دیدیں۔ (۳)

دکان کی زکوۃ

☆...... جس دکان پر بیٹھ کر کاروبار کرتے ہیں، اس دکان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں۔

☆...... دکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے، اسکی قیمت لگا کر اگر دکاندار کے ذمہ قرض ہے تو اس کو منہا کردیں، باقی جتنی رقم بچے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا

---

(۱) (او) فی عرض تجارة قیمته نصاب..........من ذهب أوورق .....(ربع عشر) (تنویر الابصارشامی ج:۲ص:۲۹۸ایچ ایم سعید ،تتارخانیة ج۲ص:۲۳۷،هندیه ج:۱ ص:۱۷۹، البحرج:۲ص:۲۲۸ط:سعید) ولوكان الدین علی مقرملئ ....فوصل الی ملکه لزم زكاة مامضی .(تنویر الابصار،شامی ج۲:ص:۲۶۶،البحرج:۲ص:۲۰۷)

(۲) اذا کان لرجل مائتادرهم أوعشرون مثقال ذهب، فلم یود زکاته سنتین یزکی السنة الأولی ولیس علیه للسنة الثانیه شئ عند اصحابنا الثلاثة ،وعند زفریودی زكاة سنتین وكذا هذا فی مال التجارة الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۷۰.شامی ج:۲ص:۲۶۰، البحر ج:۲ ص:۲۰٤)

(۳) ایضا

کر دیں۔(۱)

☆......دکان کی عمارت، الماری فرنیچر وغیرہ پر زکوۃ نہیں صرف قابل فروخت مال پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

☆......اگر دکان فروخت کرنے کی نیت سے خریدی گئی ہے تو اسکی بازاری قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

☆......اگر دکان فروخت کرنے کی نیت سے بنائی گئی ہے تو اس کی بازاری قیمت سے سالانہ زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۴)

☆......اگر دکان کرایہ پر دی گئی ہے تو کرایہ کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی دکان کی مالیت پر نہیں۔(۵)

☆......اگر دکان بیچنے کی نیت سے لی ہے ابھی تک فروخت نہیں ہوئی بلکہ خالی ہے تو اس سے بھی بازاری قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۶)

☆......اگر دکان خود دکانداری کرنے کے لئے لی ہے مگر ابھی تک شروع نہ کرسکا بلکہ خالی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۷)

---

(۱) ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة الخ (عالمگيری ج:۱ص:۱۷۲ البحر ج:۲ ص: ۲۰۶، فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۷، ۱۱۸، شامی ج:۲ص: ۲۶۰)

(۲)الزكاة واجبة فى عروض التجارة الخ.(هنديه ج:۱ ص:۱۷۹، مكتبه ماجديه. البحر ج:۲ ص:۲۲۸ .شامی ج:۲ ص:۲۹۸، تتارخانية (ج:۲ ص:۲۳۷، بدائع ج:۲ ص: ۲۰

(۳) أيضا

(٤)أيضا.

(٥)ولو آجر عبده أو داره بنصاب إن لم يكونا للتجارة لاتجب مالم يحل الحول بعدالقبض . (البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۸)

(٦) اوفى عروض تجارة قيمته نصاب الخ ،شامی ج:۲ ص:۲۹۸، هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹، تتارخانية ج۲ ص:۲۳۷. البحر ج:۲ ص:۲۲۸.

(۷) قوله وملك نصاب حولى فارغ عن الدين وحوائجه الأصلية نام ولوتقديرا لأنه عليه الصلوة والسلام قدر السبب به ، وقد جعله المصنف شرطا للوجوب مع قولهم ان سببها =

دلالی کی اجرت

☆......اگر دلالی کی اجرت کی رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گذرنے پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......دلالی میں جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے لہذا جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، باقی زکوۃ ہر حال میں لازم ہوگی۔(۲)

دلہن کو سسرال والوں نے جو زیور دیا

☆......دولہا کا باپ دلہن کو شادی کے وقت جو زیور دیتا ہے اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ:

(الف) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت یہ کہد یا یا لکھدیا کہ یہ گفٹ اور ہدیہ کے طور پر ہے، یا دلہن اسکی مالک ہے، یا یہ مہر کا حصہ ہے، تو ان صورتوں میں ان زیورات کی مالک دلہن ہے، اگر یہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد دلہن کے ذمہ زکوۃ فرض ہوجائے گی، چاہے وہ خود ادا کرے یا اس کی طرف سے اسکی اجازت سے شوہر ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

= ملك مال معد مرصد للنماء والزيادة فاضل عن الحاجة .(البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۲، شامي ج:۲ ص:۲۵۹، ۲۶۰ .هنديه ج:۱ ص:۱۷۳.

(۱) ان الزكاة تجب في النقد كيفما امسكه للنماء أو للنفقة وكذا في البدائع في بحث النماء التقديرى .شامي ج:۲ ص:۲۶۲ .(وسببه) اى سبب افتراضها ملك نصاب حولى ......تام .(الدر المختار شامي ج:۲ ص:۲۵۹، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۶، ط:سعيد)

(۲) وقال النبي ﷺ :اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ،ومن كانت فيه خصلة منهم كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا حدث كذب الخ كتاب الكبائر ص:۲۴۹، الكبيرة رقم :۴۵)

(۳) وسببه اى سبب افتراضها ملك نصاب حولى نسبة للحول لحولانه عليه (الدر المختار على صدرر د المختار ج:۲ ص:۲۵۹، كتاب الزكاة ومثله في البحر ج:۲ ص: ۲۰۲، هنديه ج:۱ ص:۱۷۳)

(ب) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت تحریری یا زبانی طور پر کہد یا تھا کہ یہ صرف استعمال کے لئے دے رہا ہوں، تو اس صورت میں ان زیورات کی مالک دلہن نہیں ہوگی بلکہ دولہا کا باپ ہوگا، اور زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری دولہا کے باپ پر ہوگی دولہن پر نہیں۔

(ج) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت تحریری یا زبانی طور پر کچھ نہیں کہا تو اس صورت میں عرف کا اعتبار ہوگا، اگر دولہا کی برادری کے عرف میں دلہن مالک ہوتی ہے تو اسکی زکوۃ دلہن کے ذمہ فرض ہوگی، اور اگر دولہا کی برادری کے عرف میں دلہن مالک نہیں ہوتی بلکہ دینے والا سسر مالک رہتا ہے تو اسکی زکوۃ سسر کے ذمہ واجب ہوگی دلہن پر نہیں۔(۱)

غرض کہ زکوۃ نکالنا اس پر لازم ہے جو مالک ہے، لہذا اگر مالک متعین نہیں تو مالک متعین کرلیا جائے تا کہ زکوۃ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو جائے اور آخرت میں سزا بھگتنا نہ پڑے۔

دواخانہ کی زکوۃ

☆......سال مکمل ہونے کے بعد دواخانہ کے مالک پر ضروری ہے کہ دواخانہ میں موجود تمام دوائیوں کی الگ الگ وزن کر کے قیمت لگائے اور مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆......اگر تمام ادویہ کا الگ الگ وزن کرنا اور قیمت لگانا دشوار ہے تو ایسا کیا

(۱) أیضا

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب والفضة (هنديه الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة والعروض ج:۱ ص:۱۷۹ كوئٹه) البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸ ،فتح القدير ج:۲ ص:۱٦٧ ،تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۷، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰)

جائے کہ سالانہ موجود میں سے جس قدر فروختگی کی میزان ہو اس کو وضع کیا جائے اور باقی ادویہ کی بازاری قیمت سے زکوۃ ادا کر دی جائے۔(۱)

☆...... اگر دوائی پیکٹ یا گولی کی حساب سے فروخت کی جاتی ہے تو اس صورت میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۲)

دوا دینا غریبوں کو

اگر ہسپتالوں میں یا کوئی ڈاکٹر مستحق زکوۃ غریبوں کو مالکانہ حیثیت سے زکوۃ کی مد سے دوا دیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور دوا کی قیمت کو زکوۃ میں سے حساب کرنا درست ہوگا۔(۳)

دوائی کی زکوۃ

☆...... سال پورا ہونے کے بعد دکان میں موجود تمام ادویہ کا حساب لگا کر قیمت فروخت کے حساب سے قیمت لگا کر اگر قرض ہے تو اس کو وضع کرنے کے بعد باقی رقم اور آمدنی کی رقم کے مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۴)

☆...... اگر ہر دوائی کا الگ الگ حساب کرنا دشوار ہے تو حساب وکتاب کی کاپی میں دیکھ لیں پورے سال میں کتنی ادویہ آئی ہیں اور پورے سال میں کتنی ادویہ فروخت ہوئی ہیں، فروختگی کی میزان کو خرید کے میزان سے وضع کر دیں تو باقی میں سے زکوۃ

(۱، ۲) أیضا

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (الدر المختار شامی باب المصرف ج: ۲ ص: ۳۴۴، ایچ ایم سعید، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف ط: سعید، فتح القدیر ج: ۲ ص: ۲۰۷، تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۲. بدائع ج: ۲ ص: ۳۹، فصل اما رکن الزکوة، ط: سعید.

(٤) لا یخرج (المزکی) عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء، البحر ج: ۲ ص: ۲۱۱، ط: سعید، الدر المختار شامی. کتاب الزکاة ج: ۲ ص: ۲۷۰، ط: سعید. قوله وملك نصاب حولی فارغ عن الدین الخ البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲، شامی ج: ۲ ص: ۲۵۹، ۲۶۰، هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۳.

ادا کر دیں۔

آج کل کمپیوٹر کا دور ہے حساب وکتاب آسان ہوگیا ہے لہذا دکان میں کتنی ادویہ موجود ہیں اور کتنی فروخت ہوگئی ہیں اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔

دودھ پینے کے لیے جانور رکھا ہے

دودھ پینے کے لئے جو جانور رکھے جاتے ہیں اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں اور وہ سائمہ ہیں تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر سائمہ نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

دودھ والے جانور

☆......دودھ کے مقصد سے جو جانور رکھتے ہیں وہ جنگل میں نہیں چرتے بلکہ ان کو خود گھر میں یا فارم میں کھلایا جاتا ہے اس لئے ان پر زکوۃ فرض نہیں البتہ اگر ان جانوروں کو خریدتے وقت اس کا دودھ بیچنے کے ساتھ ساتھ خود ان جانوروں کو بھی بیچنے کی نیت تھی تو ایسے جانوروں کی قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

☆......اور اگر ایسے جانور خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی صرف دودھ فروخت کرنے کی نیت تھی تو اس صورت میں ایسے جانوروں پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی البتہ دودھ کی آمدنی اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس سے سالانہ

---

(۱) باب السائمة (هى)الراعية وشرعا (المكتفية بالرعى)المباح ذكره الشمنى (فى اكثر العام لقصد الدر والنسل)........(فلو علفها نصفه لاتكون سائمة)فلازكوة فيها للشك فى الموجب .(الدرالمختار للحصكفى شامى ،باب السائمة ،ج:۲ص:۲۷۵،۲۷۶، ط: سعيد، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲ ،هنديه ج:۱ص:۱۷۶،)

(۲) ولو للتجارة ففيها زكاة التجارة الخ الدرالمختار شامى ج:۲ص:۲۷۶،لان القدر فى مال التجارة ربع العشر. شامى ج:۲ص:۲۷۶)

ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

دوران سال جو مال حاصل ہو

☆...... جو آدمی ایک بار نصاب کا مالک ہو جائے، تو جب اس نصاب پر ایک سال گذرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل سرمایہ پر زکوۃ واجب ہوگی، ہر رقم پر الگ الگ سال گذرنا شرط نہیں، اس لئے سال کے ختم ہونے پر کل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔

مثلاً کسی صاحب نصاب آدمی کی ملکیت میں سال کی شروع میں ایک لاکھ کی رقم تھی لیکن دوران سال مزید ایک لاکھ کی آمدنی ہوئی یا ہدیہ گفٹ وراثت وغیرہ کی صورت میں رقم ملی تو ان صورتوں میں سال کے اختتام پر صرف ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی بلکہ کل دو لاکھ کی رقم سے ڈھائی فیصد یعنی پانچ ہزار کی رقم زکوۃ میں ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوتا ہے اس کو اصل کے ساتھ ملالیا جائے گا اور اخیر سال میں جب اسکی اصل کی زکوۃ ادا کی جائے گی تو نفع کی زکوۃ بھی ادا کی جائے گی اگرچہ نفع پر پورا سال نہ گذرا ہو، جب اصل نصاب پر سال گذر گیا گویا کہ اس کے نفع پر بھی سال گذر گیا۔(۳)

---

(۱) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت إذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب والفضة .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، البحر ج:۲ ص:۲۲۸، شامی ج:۲ ص:۲۹۸، تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۷، بدائع ج:۲ ص:۲۰. فتح القدیر ج:۲ ص:۱۶۷)

(۳،۲) من کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا وبای وجه استفاد ضمه الخ .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، کتاب الزکاة ط:رشیدیه ،شامی ج۲ ص:۲۸۸، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۲، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳، فتح القدیر ج:۲ ص:۱۴۷، ۱۴۸.

دوسرے شہر میں زکوۃ بھیجنا

☆...... جب دوسرے شہر کے لوگ غریب، محتاج ہوں یا رشتہ دار ہوں اور وہ ضرورت مند ہوں، یا اس شہر کے لوگ دینی تعلیم میں مشغول ہوں، تو ایسے لوگوں کو زکوۃ کے پیسے بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ بعض مواقع میں ثواب زیادہ ملے گا۔(۱)

☆...... دینی مدارس کے غریب طلباء کے لئے زکوۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز بلکہ صدقہ جاریہ بھی ہے۔(۲)

☆...... زکوۃ کے مصارف میں سب سے زیادہ غریب سب سے زیادہ مستحق ہے، کیونکہ زکوۃ کا مقصد غریبوں کی حاجت کو پورا کرنا بھی ہے۔(۳)

دوسرے کو اپنی زکوۃ ادا کرنے کا حکم دینا

اگر کسی نے کسی کو پیسے نہیں دیئے اور اتنا کہہ دیا کہ آپ میری طرف سے زکوۃ ادا کر دیں، اور اس نے اسکی طرف سے زکوۃ ادا کر دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اس نے جتنی رقم زکوۃ کی مد میں ادا کی ہے اتنی رقم حکم دینے والے سے لے لے۔(۴)

(۱،۲) وکرہ (نقلها إلا الی قرابة) بل فی الظهيرية لاتقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتی يبدأ بهم فيسد حاجتهم (اواحوج) اواصلح اواورع أوانفع للمسلمين. (الدر المختار شامی ،باب المصرف ج:۲ص:۳۵۴،۲۵۳،ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۵۰، هنديه ج:۱ ص:۱۹۰،

(۳) فمن كان أحوج كان أولی .البحرالرائق ج:۲ص:۲۵۰،هنديه ج:۱ص:۱۹۰،شامی ج:۲ص:۳۵۳)

(٤) ولذا لوأمرغيره بالدفع عنه جاز.شامی ج:۲ص:۲۷۰،لوأمرانسانا بالدفع عنه اجزأه.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۱،ولوتصدق عنه بأمره جاز،ويرجع بمادفع عند أبی يوسف وعند محمد لايرجع الابشرط الرجوع .شامی ج:۲ص:۲۶۹، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰)

دہشت گرد

دہشت گرد یا دہشت گرد تنظیموں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اس لئے جو لوگ مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی میں ملوث ہیں ان کو زکوۃ نہ دی جائے ورنہ دہشت گردی میں مدد کرنے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔(۱)

دین ضعیف

نہ نقد روپیہ قرض دیا، نہ سونا چاندی دی، اور نہ کوئی چیز فروخت کی بلکہ کسی اور سبب سے یہ قرض دوسرے کے ذمہ ہو گیا مثلاً عورت کا مہر شوہر کے ذمہ ہو، یا شوہر کا بدلِ خلع عورت کے ذمہ ہو، یا دیت کسی کے ذمہ ہو یا ملازم کی تنخواہ ادا کرنا باقی ہے ایسے قرضوں کو دین ضعیف کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا حساب وصول ہونے کے دن سے ہوگا اس پر پچھلے سالوں کی زکوۃ فرض نہیں ہوگی، وصول ہونے کے بعد ایک سال مکمل ہونے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

---

(۱) ولاتعاونوا على الاثم والعدوان الآية ، سورة المائدة آيت: ۲، الجزء: ٦.

(۲) (و) أعلم ان الديون عند الامام ثلاثة قوى ومتوسط وضعيف ، (فتجب زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول، لكن لا فورا بل (عند قبض اربعين درهما من الدين)القوى كقرض (وبدل مال تجارة)فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم (و) عند قبض (مائتين منه لغيرها) أى من بدل مال لغيرتجارة وهوالمتوسط كثمن سائمة وعبيد خدمة ونحوهمامما هومشغول بحوائجه الاصلية كطعام وشراب وأملاك ويعتبرما مضى من الحول قبل القبض فى الاصح ومثله مالوورث دينا على رجل (و)عند قبض (مائتين مع حولان الحول بعده)أى بعدالقبض (من)دين ضعيف وهو(بدل غيرمال) كمهرودية وبدل كتابة وخلع الااذا كان عنده مايضم الى الدين ضعيف كمامر،ولوابرأ رب الدين المديون بعد الحول فلازكوة سواء كان الدين قويااولا،خانية وقيده فى المحيط بالمعسرأماالموسرفهواستهلاك فليحفظ (الدرالمختار شامى،كتاب الزكاة باب زكاة المال ۳۰۵، ۳۰٦، ۳۰۷، البحر ج:۲ص: ۲۰۷،ط:سعيد. هنديه ج: ۱ص: ۱۷۵ ،بدائع ج: ۲ص: ۱۰ ،ط:سعيد.فتح القدير ج: ۲ص: ۱۲۳ .ط:رشيديه .

دین قوی

نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا، یا تجارت کا مال کسی کو فروخت کیا تھا اور اسکی قیمت اسکے ذمہ باقی ہے، پھر یہ مال ایک سال یا دو تین سال کے بعد وصول ہوا ایسے قرض کو ''دین قوی'' کہا جاتا ہے۔

ایسا قرض اگر چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو وصول ہونے پر پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دینا فرض ہے، لیکن اگر قرض یکمشت وصول نہ ہو، بلکہ تھوڑا تھوڑا وصول ہو، تو جب چاندی کے نصاب کا بیس فیصد وصول ہو جائے، تو صرف اس بیس فیصد کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا، پھر جب مزید بیس فیصد وصول ہو جائے گا تو اسکی زکوۃ فرض ہوگی، اسی طرح ہر بیس فیصد وصول ہونے پر زکوۃ فرض ہوتی رہے گی، اور زکوۃ پچھلے پورے سالوں کی نکالی جائے گی۔

اور اگر قرض کی رقم چاندی کے نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے تو اسپر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، البتہ اگر اس آدمی کی ملکیت میں کچھ اور مال یا رقم ہے، اور دونوں کو ملانے سے چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو جاتے ہیں تو زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

دین متوسط

☆......اگر قرض نقد روپے اور سونا چاندی کی صورت میں نہیں دیا، اور تجارت کا مال بھی فروخت نہیں کیا، بلکہ کوئی اور چیز فروخت کی تھی جو تجارت کی نہیں تھی مثلاً پہننے کے کپڑے یا گھر کا سامان یا کوئی زمین فروخت کی تھی، اور اسکی قیمت باقی ہے، تو ایسے قرض کو ''دین متوسط'' کہتے ہیں، تو اگر یہ قیمت چاندی کے نصاب کے برابر یا اس

---

(۱) أیضا

سے زائد ہے اور چند سال کے بعد وصول ہوئی تو وصول ہونے پر گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ اس پر فرض ہوگی، اور اگر یکمشت وصول نہ ہو تو جب تک یہ قرض چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد وصول نہیں ہوگا تب تک زکوۃ ادا کرنا فرض نہیں ہوگا، البتہ وصول ہونے کے بعد پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ دینا فرض ہے۔(۱)

☆...... اگر یہ آدمی مالدار صاحب نصاب ہے تو ''دین متوسط'' سے جو بھی تھوڑی رقم ملے اس کو موجود نصاب کے ساتھ ملا کر زکوۃ دیدے۔

دینی کتابیں بطور زکوۃ تقسیم کرنا

زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر غریب طلباء اور غریب علماء میں بطور ملکیت تقسیم کرنا نہ صرف جائز بلکہ دینی کتابوں کی اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے، اور صدقہ جاریہ ہے، جب تک لوگ ایسی کتابوں کو پڑھیں گے ثواب ملتا رہے گا اور ڈبل ثواب ملے گا۔(۲)

☆...... ہاں اگر زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر مدرسہ میں وقف کر دیں گے یا طلبہ کو عاریۃً مطالعہ کے لئے دیں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

☆......زکوۃ کے روپے سے غریب طلبہ کو کتابیں دلا دینا درست ہے۔

---

(۱) أيضا

(۲) وجاز دفع القيمة في زكاة وعشروخراج وفطرة الخ .تنويرالابصارشامي ، ج:۲ ص: ۲۸۵ . عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة :إلا من صدقة جارية أوعلم ينتفع به أوولد صالح يدعوله رواه مسلم .مشكوة ص:۳۲، كتاب العلم الفصل الاول ،ط:قديمي .

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة .(الدرالمختارشامي ،باب المصرف ج:۳ص: ۳٤٤،ط:سعيد ،البحرج:۲ ص:۲٤۳ ،باب المصرف ،تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۲، فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۷،۲۰۸ .ط:رشيديه.

☆......زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں چھپوا کر تاجرانہ ریٹ پر زکوۃ کے مستحق اہل علم کو دے دی جائے تو دہرا ثواب ملے گا۔(۱)

دینی مصلحت کے لئے حیلہ کرنا

اگر کسی دینی کام کے لئے رقم کی ضرورت ہے اور زکوۃ کے علاوہ اور کوئی رقم نہیں اور وہ کام کرنا ضروری ہے تو ایسی صورت میں کسی ایسے شخص کو زکوۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے جو زکوۃ کا مستحق ہے نصاب کا مالک نہیں ہے، پھر وہ اپنی طرف سے وہ رقم مذکورہ دینی ضرورت کے لئے دیدے تو اس صورت میں زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور دینی کام بھی ہو جائے گا۔(۲)

واضح رہے کہ شدید ضرورت کے بغیر حیلہ نہیں کرانا چاہیے ورنہ شدید ضرورت کے بغیر حیلہ کرنے کی صورت میں شریعت کے ایک حکم کو بے معنی بنا دینا اور اپنی خواہشات کی تکمیل لازم آئے گی، اور یہ ناجائز ہوگا اور قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔(۳)

دیوالیہ ہو گیا

☆......کسی صاحب نصاب آدمی کے مال پر پورا سال گذر گیا اور زکوۃ واجب ہوگئی، اور ابھی تک اس نے زکوۃ ادا نہیں کی سارا مال چوری ہو گیا، یا ڈاکہ پڑ گیا، یا جل گیا، یا اور کسی طرح سے سارا مال ختم ہو گیا اور وہ دیوالیہ ہو گیا تو زکوۃ معاف ہوگئی،

---

(۱) تنویر الابصار شامی، ج:۲ ص:۲۸۵، مشکوۃ ص:۳۲، ط: قدیمی۔

(۲) وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن الحرام أو لیتوصل بها الی حلال فهی حسنة. (هندیه، کتاب الحیل ج:٦ ص:۳۹۰، ط: رشیدیه)

(۳) وفی الفتاوی العتابیة لایحل الحیلة لاسقاط الزکوة بعد الوجوب. (فتاوی تاتارخانیة، کتاب الزکوة، الفصل الحادی عشر فی الاسباب المسقطة للزکوة ج:۲ ص:۲۹۷، ط: ادارة القرآن، کراچی، خلاصة الفتاوی الفصل التاسع فی الحظر والاباحة ج:۱ ص: ۲٤٤، ط: نو لکشور)

دوبارہ مالدار ہونے کے بعد گذشتہ زمانے کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی صاحب نصاب آدمی نے مال پر پورا سال ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خود کسی کو دیدیا یا اپنے اختیار سے مال کو ہلاک اور برباد کردیا تو ان صورتوں میں زکوۃ معاف نہیں ہوگی، جتنی زکوۃ واجب ہوئی تھی وہ ادا کرنا لازم ہوگا کیونکہ اپنے مال کو اپنے اختیار سے خود ضائع کیا ہے اس لئے وہ خود ذمہ دار ہے شریعت ذمہ دار نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر کسی نے مال پر سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خیرات کردیا تو خیرات کے ساتھ ساتھ زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔(۳)

☆......کسی کے پاس مثلاً دو لاکھ کی رقم تھی، اور اس پر سال گذر گیا تو زکوۃ واجب ہوگی، لیکن زکوۃ ادا کرنے سے پہلے ایک لاکھ کی رقم چوری ہوگئی، ڈاکہ پڑ گیا، یا اس نے خیرات کردی تو ان صورتوں میں باقی ماندہ ایک لاکھ سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، دو لاکھ پر نہیں۔(۴)

---

(۱) ويشترط أن يتمكن من الاستنماء يكون المال في يده أويد نائبه فان لم يتمكن من الاستنماء فلازكوة عليه .(هنديه ج:١ص:١٧٤،كتاب الزكوة ،بدائع ج:٢ص:١١) وان هلك المال بعد وجوب الزكوة سقطت الزكوة وفي هلاك البعض يسقط بقدره هكذا في الهداية (هنديه ج:١ ص ١٨٠ ،مسائل شتى كتاب الزكوة ط:كوئته ،فتاوى تاتارخانية ج:٢ ص: ٢٩٣ ، ط:ادارة القرآن .فتح القدير ج:٢ ص:١٥٣، ١٥٤ .شامي ج:٢ص:٢٨٣.

(٢) ولواستهلك النصاب لايسقط هكذا في السراجيه هنديه ج:١ ص:١٨٠ .فتح القدير ج:٢ص:١٥٢ ،ط:رشيديه. شامي ج:٢ ص: ٢٨٤ ،ط:سعيد.

(٣) ولوتصدق بجميع ماله على فقيرولم ينوالزكوة أجزاه عن الزكاة استحسانا. بدائع الصنائع كتاب الزكوة فصل اما شرائط الركن ج:٢ص:٤٠ ،ط:ايچ ايم سعيد كراچى) ....لان الظاهران من عليه الزكوة لايتصدق بجميع ماله ويفضل عن نية الزكوة فكانت النية موجودة دلالة .هكذا في الهنديه ج:١ ص:١٧١ ،ط:رشيديه.

(٤) وفي هلاك البعض يسقط بقدره ،هنديه ج:١ص:١٨٠ .كتاب الزكاة مسائل شتى. فتح القديرج:٢ ص:١٥٤ ،ط:رشيديه.تتارخانية ج:٢ص:٢٩٣ .شامي ج:٢ص:٢٨٣ ،ادارة القرآن.

دینی مدارس کو زکوۃ دینا

جن دینی مدارس میں غریب اور مسافر طلباء ہیں، ان کا وظیفہ، کھانا پینا، علاج یا لباس وغیرہ مدرسہ کی طرف سے دیا جاتا ہے، ان دینی مدارس میں زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے کیونکہ اس میں غریب طلباء کی اعانت و مدد کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی سرپرستی بھی اور صدقہ جاریہ بھی ہے جب تک تعلیم کا مسئلہ جاری رہے گا ثواب ملتا رہے گا۔(۱)

(ڈ)

ڈاکٹری فیس

☆...... اگر مریض غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے، تو ڈاکٹری فیس زکوۃ سے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

☆...... ڈاکٹری فیس وغیرہ مستحق زکوۃ مریض کے ہاتھ میں دیدی جائے تاکہ قبضہ ہوجائے، پھر اس سے لے کر ڈاکٹر کو فیس کی بابت دیدیں، یا مریض کے گھر والوں کو زکوۃ کی نیت سے دیدیں تاکہ وہ فیس جمع کرادیں۔(۲)

---

(۱) عن أبی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلاثة إلا من صدقة جارية اوعلم ينتفع به ، أوولد صالح يدعوله ، (رواه مسلم مشكوة ص: ۳۲ كتاب العلم. حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ سب سے بہترین نیکی اور بھلائی شریعت کی ترویج اور اشاعت کے لئے کوشش کرنا ہے۔اور شریعت کے احکام میں سے کسی ایک حکم کو زندہ کرنا اللہ کے راستہ میں کروڑوں روپے خرچ کرنے سے زیادہ ثواب (رکھتا) ہے۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر: ۴۸ حصہ اول، دفتر دوم ص: ۲۱، ایچ ایم سعید۔

(۲) يشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة .(الدر المختار شامی باب المصرف ج: ۳ ص: ۳۴۴، ط: کراچی ،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲ .فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۷.

☆...... یا ہسپتال والے زبانی یا تحریری طور پر مریض کے وکیل بن جائیں پھر جتنی رقم کی ضرورت پڑے ہسپتال والے زکوۃ کی مد سے وکیل کے طور پر خرچ کریں، دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

ڈاکو نے زکوۃ کی رقم چھین لی

☆...... کسی مدرسہ کے ذمہ دار کو زکوۃ کی رقم دی اور راستہ میں ڈاکو نے اس سے زکوۃ کی رقم چھین لی تو زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اس میں کچھ تفصیل ہے۔

اگر مدرسہ کے ذمہ دار نے رقم کی حفاظت کرنے میں کوتاہی نہیں کی اس کے باوجود ڈاکو نے رقم چھین لی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور ضمان بھی نہیں آئے گا، زکوۃ اس لئے ادا ہو جائے گی کیونکہ یہ مستحق طلبہ کا نمائندہ ہے، اگر چہ وہ رقم مستحق طلباء کو نہیں پہنچی جیسا کہ بیت المال کے نمائندہ کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے چاہے وہ رقم بیت المال تک نہ بھی پہنچی ہو، اللہ نے فرمایا: "خذ من أموالهم صدقة تطهرهم" بیت المال والے کی وصولیابی پر زکوۃ کی رقم لیتے ہیں تطہیر ہوگئی یعنی زکوۃ ادا ہوگئی، اور ضمان اس لئے نہیں آئے گا کیونکہ اس نے حفاظت میں کمی اور کوتاہی نہیں کی۔(۲)

---

(۱) وهوان يوكل المديون خادم الدائن فيقبض الزكاة ثم بقضاء دينه ، فبقض الوكيل صارملكا للموكل الخ .شامى ج:۲ص:۲۷۱ . ولوقضى دين الفقيربزكاة ماله إن كان بأمره يجوز، وان كان بغيرامره لايجوزوسقط الدين .عالمگيرى ج:۱ص:۱۹۰ .ولوقضى دين حى فقير،إن قضى بغيرامره لم يجز:لأنه لم يوجد التمليك من الفقيرلعدم قبضه ،وإن كان بأمره يجوزعن الزكاة لوجود التمليك من الفقير:لأنه لماأمره به صاروكيلا عنه فى القبض،فصاركان الفقيرقبض الصدقة بنفسه الخ بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۹ فصل واماركن الزكاة)

(۲) وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ،ومحله ما إذا لم يوكلوه ، فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه .بخلاف ما إذا ضاعت فى يد الساعى لأن يده كيد الفقراء . (البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱ .شامى ج:۲ص:۲٦۹) التوكيل صحيح...... كانت وكيلى فى كل شئ عم الكل الخ (الدرالمختارشامى ج:۲ص:۵۰۹،)

ہاں اگر حفاظت میں کمی اور کوتاہی کی ہے مثلاً رات کو رقم لیکر آرہا ہے، یا پُرخطر علاقے سے جارہا ہے، یا راستہ میں ناآشنا لوگوں کے ساتھ وقت گذارا ہے، یا رقم کو اسطرح رکھا ہے کہ باہر کے لوگوں کو نظر آتا ہے، یا نکلنے سے پہلے رقم کے بارے میں کسی سے تذکرہ کیا ہے وغیرہ وغیرہ تو ان صورتوں میں ضمان آئے گا۔ (۱)

☆......اور اگر برادری اور جماعت کے نمائندے سے زکوۃ کی رقم چھین لی گئی زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ برادری اور جماعت کے نمائندے مستحق لوگوں کے نمائندے نہیں بلکہ زکوۃ دینے والوں کے نمائندے ہیں، اس لئے زکوۃ کی رقم جب تک مستحق لوگوں کے ہاتھ میں نہیں جائے گی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

ایسی صورت میں اگر برادری اور جماعت کے نمائندے نے رقم کی حفاظت میں کمی کوتاہی کی ہے تو ضمان دینا لازم ہوگا، اور اگر حفاظت میں کمی کوتاہی نہیں کی تو ضمان دینا لازم نہیں ہوگا البتہ زکوۃ کی رقم دینے والوں کے لئے زکوۃ کی رقم دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

ڈائمنڈ

☆......اگر ڈائمنڈ تجارت کیلئے نہیں ہیں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (۳)

☆......اگر ڈائمنڈ تجارت کے لئے ہیں تو سالانہ قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔ (۴)

---

(۱) لیس علی المستودع غیر المغل ضمان. (الدر المختار شامی ج:۵ ص:٦٦٤، ط:سعید.

(۲) واشار المصنف إلی أنه لایخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء إلی الفقیر.
(البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۱، شامی ج:۲ ص:۲۷۵، فتح القدیر ج:۲ ص:۱۲۵)

(۴،۳) لازکوة فی اللالی والجواهر الاان تکون للتجارة. تنویر الابصار شامی ج:۲ ص: ۲۷۳، کتاب الزکاة، هندیه ج:۱ ص:۱۸۰، ط:رشیدیه. تتارخانیة: ج:۲ ص:۳٤۱، ط: ادارة القرآن.

ڈرافٹ سے زکوۃ بھیجنا

☆......زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجنا جائز ہے، کیونکہ یہ مجبوری ہے، اور اس صورت میں رقم کی تبدیلی کی وجہ سے زکوۃ کی ادائیگی میں کوئی اثر نہیں پڑے گا البتہ ڈرافٹ کی فیس زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

وہ فیس زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ دوسرے مدات سے ادا کرے۔(۱)

☆......اگر خود زکوۃ دینے والا زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیج رہا ہے تو ڈرافٹ کی فیس اپنے پاس سے الگ دے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ کسی مدرسہ میں بھیجی جارہی ہے تو یہ لکھدے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے، تاکہ مدرسہ والے اس رقم کو زکوۃ کے مصرف میں استعمال کریں۔(۳) اگر کسی ضرورت مند مستحق کو بھیجے تو ''زکوۃ'' کا لفظ نہ لکھے کیونکہ ''زکوۃ'' کے لفظ سے مستحق کو شرمندگی ہوگی، صرف نیت کر لینا کافی ہے۔(۴)

☆......اگر ڈرافٹ کے ذریعہ زکوۃ بھیجنے کی صورت میں زکوۃ کی رقم نہیں پہنچی تو ڈرافٹ بھیجنے والے کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ ڈرافٹ والے زکوۃ بھیجنے والے کے وکیل ہیں مستحق لوگوں کے وکیل نہیں ہیں۔(۵)

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدرالمختاشامی ،رباب المصرف ج:۳ ص:۳۴۴، ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۴۳.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲.فتح القدیرج:۲ص:۲۰۸.ط: رشیدیه . و لایخرج (المزکی)عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ ص: ۲۷۰. البحرج:۲ص: ۲۱۱ .فتح القدیرج:۲ص:۱۲۵ .ط:رشیدیه. اور یہ مسلم ہے کہ فیس فقراء کو نہیں ملتی اس لئے وہ زکوۃ میں شمار نہیں ہوگی۔

(۲) ایضا

(۳) وفی فتح القدیر:والأفضل فی الزکاة الاعلان .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۱ .ط:رشیدیه.

(٤) ولم یشترط المصنف رحمه الله علم الآخذ بمایاخذه أنه زکاة.........ان من اعطی مسکینا دراهم سماها هبة أوقرضا ونوی الزکاة فانها تجزیه البحرج:۲ص:۲۱۲،هندیه، ج:۱ص: ۱۷۱)

(۵) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدرالمختار) فلوضاعت =

اور اگر دینی مدرسہ کے سفیر کو زکوۃ دینے کے بعد سفیر نے ڈرافٹ کیا تو اس صورت میں زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ سفیر مستحق طلباء کا وکیل ہے، زکوۃ دینے والوں کا وکیل نہیں۔ (۱)

ڈرافٹ کا خرچہ زکوۃ سے کرنا

اگر بینک کے ذریعہ ڈرافٹ کر کے ایک جگہ کی زکوۃ دوسری جگہ میں، یا ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک میں بھیجی جائے تو ڈرافٹ بھیجنے کا جو خرچہ ہوگا وہ زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر ڈرافٹ کے لئے زکوۃ کی رقم خرچ کی گئی تو اس قدر زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحق زکوۃ آدمی کو بلاعوض مالک بنانا ضروری ہے اور یہاں کسی مستحق کو بلاعوض مالک نہیں بنایا گیا۔ (۲)

ڈرائی کلین

ڈرائی کلیننگ کی دکان میں کپڑے کی دھلائی کے لئے جو مشینیں لگی ہوئی ہیں ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے، البتہ آمدنی کی رقم اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔ (۳)

= لاتسقط عهنا الزكاة ولومات كانت ميراثا عنه بخلاف ما إذا ضاعت في يدالساعي لأن يده كيد الفقراء . شامي ج:۲ ص: ۲۷۰ ،البحرج:۲ ص:۲۱۱)

(۱) أيضا

(۲) يشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة الدرمع الرد،باب المصرف ج:۲ ص: ۳٤٤، ط:سعيد ،البحرج:۲ ص:۲٤۳ ،تتارخانية ج:۲ص: ۲۷۲ ،فتح القدير ج:۲ ص: ۲۰۸، ط: رشيديه. ولايخرج (المزكى)عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء. الدرالمختارشامي ج:۲ ص: ۲۷۰ ،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۱۱ ،فتح القديرج:۲ص: ۱۲٥)

(۳) فلازكوة ....وكذلك آلات للمحترفين الامايبقى اثرعينه .الدرمع الرد،كتاب الزكوة ج:۲ص:۲٦٥ ،ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦ ،فتح القديرج:۲ص:۱۲۱، آلات الصناع الذين يعملون بها وظروف الامتعة لاتجب فيها الزكوة (الفتاوى التاتارخانية كتاب الزكوة الفصل الثاني في بيان زكوة عروض التجارة والمسائل المتعلقة بها ج:۲ =

ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے

☆......جس وقت سے مال ملنے کی ڈگری ہوئی اس وقت سے زکوۃ ذمہ میں لازم ہوگی البتہ زکوۃ ادا کرنا پیسہ وصول ہونے کے بعد لازم ہوگا۔(۱)

☆......پیسہ ملنے کے بعد مقدمہ کے خرچ کو وضع نہیں کیا جائے گا بلکہ کل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

ڈیری فارم

اگر بھینس یا گائے کا فارم اس لئے بنایا ہے کہ حاصل ہونے والا دودھ فروخت کرے گا تو اس صورت میں بھینس اور گائے کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ یہ سائمہ جانور نہیں ہیں (۳) البتہ دودھ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

= ص: ۲٤۱، ط: ادارة القرآن كراچي، بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۱۳)

(۱) (ومغصوب لابينة عليه) فلوله بينة تجب لما مضى. الدر المختار. (قوله فلوله بينة تجب لمامضى) أى تجب الزكاة بعد قبضه من الغاصب لمامضى من السنين، قال وينبغي ان يجرى هنا ماياتى مصححا عن محمد من أنه لازكاة فيه؛ لأن البينة قد لاتقبل فيه قال: والظاهر على القول بالوجوب ان حكمه حكم الدين القوى، أى فتجب عند قبض اربعين درهما. (شامي ج: ۲ ص: ۲٦٦)

(۲) فتاوى دارالعلوم ديوبند ج: ٦ ص: ۱۵۷، مكتبه امداديه ملتان.

(۳) (قوله ولافي العلوفة والعوامل) للحديث ليس فى الحوامل والعوامل والعلوفة صدقة ولأن السبب وهو المال النامى ودليله الاسامة أو الاعداد للتجارة، ولم يوجدا، ولأن العلوفة تتراكم المؤنة فينعدم النماء معنى. البحرج: ۲ ص: ۲۱۸، شامي ج: ۲ ص: ۲۸۲، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۲٤)

(٤) (وسببه) أى سبب افتراضها (ملك نصاب حولى) الخ البحرج: ۲ ص: ۲۰۲، الدر المختار شامي، ج: ۲ ص: ۲۵۹)

ڈیزل

اگر ڈیزل کا کاروبار ہے تو جس دن سال مکمل ہوگا اس دن ڈیزل کی جو قیمت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

ڈیکوریشن پر زکوۃ

دکان میں جو الماریاں اور شوکیس وغیرہ سامان رکھنے کے لئے رکھی ہوں یا استعمال کے لئے فرنیچر وغیرہ رکھا ہو تو ان پر زکوۃ فرض نہیں ہے کیونکہ یہ تجارت کا مال نہیں ہے، البتہ اگر دکاندار فرنیچر ہی کی تجارت کرتا ہے، اور تجارت کی نیت سے فرنیچر دکان میں رکھا ہوا ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہے کیونکہ یہ تجارت کا مال ہے اور تجارت کے مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۲)

(ذ)

ذاتی استعمال

ذاتی استعمال کی چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے، مثلاً کار، سوزوکی، موٹر اور ہوائی جہاز ذاتی اور شخصی استعمال کے لئے ہیں تو ان چیزوں کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

(۱) وصرحوا ایضا بان العروض اذا کانت للتجارة یجب فیها زکاة التجارة ، وقالوا ان العرض خلاف النقد،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۳،بدائع ج:۲ص:۲۰،هندیه ج:۲ص:۱۷۹، تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷،شامی ج:۲ص:۲۹۸)

(۲) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب کذا فی الهدایة.عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹،کتاب الزکاة ،الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه، البحرج:۲ص:۲۲۸،بدائع ج:۲ص:۲۰،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۳۷،ط:ادارة القرآن. شامی ج:۲ص:۲۹۸،ط:رشیدیه.

(۳) ان سببها ملک مال معدمرصد للنماء والزیادة فاضل عن الحاجة .البحرالرائق ج:۲ =

البتہ ذاتی استعمال کے زیورات پر زکوۃ لازم ہوگی، اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

ذاتی مکان

ذاتی مکان ہونے کے باوجود اگر وہ شخص نادار اور ضرورت مند ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا صحیح ہے۔(۲)

(ر)

راستہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا

راستہ چاہے عام ہو یا خاص دونوں کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے راستہ کی تعمیر میں زکوۃ دی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

= ص:۲۰۲،بدائع ج:۲ص:۱۱)

(۱) واللازم ...(فی مضروب کل)منهما (ومعموله ولوتبرا أوحليا مطلقا)مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا. الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۲۹۸،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۸، تتارخانية ج:۲ص:۲۳۰)

(۲) ويجوزدفعها الى من يملك اقل من نصاب وان كان صحيحا مكتسبا .(هنديه الباب السابع فی المصارف ،البحرج:۲ص:۲۴۰ .وكذا لو كان له حوانيت اودارغلة تساوی ثلاثة آلاف درهم وغلتها لاتكفی لقوته وقوت عياله يجوزصرف الزكاة إليه فی قول محمد رحمه الله .رجل له دار يسكنها يحل له الصدقة وان لم يسكن الكل وهوالصحيح .عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹) البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۶،بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۸)

(۳) لايصرف الى بناء نحوالمسجد وفی حاشيته :قوله نحوالمسجدكبناء القناطير، و السقايات ،واصلاح الطرقات وكری الانهاروالحج والجهاد وكل مالاتمليك فيه . (شامی باب المصرف ج:۲ص:۳۴۴،ط:ايچ ايم سعيد ،بدائع ج:۲ ص:۳۹، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۳،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،فتح القديرج:۲ص:۲۰۷،۲۰۸،ط:رشيديه.

ردی چیز زکوۃ میں دینا

بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ زکوۃ میں ردی اور ناکارہ چیز دینا چاہتے ہیں مثلاً بعض کتب خانہ والے زکوۃ میں ایسی کتابیں دیتے ہیں جو فروخت نہیں ہو پاتیں، اسی طرح کپڑے بیچنے والے پرانے تھان یا کپڑے کے جو چھوٹے چھوٹے پیس اور ٹکڑے ہوتے ہیں اس سے زکوۃ نکالتے ہیں، اسی طرح اناج بیچنے والے پرانا، نہ بکنے والا اناج زکوۃ میں دیتے ہیں۔

اسی طرح جو تاجر ردی اور خراب چیزوں سے زکوۃ ادا کرتے ہیں یہ عادت اخلاص کے سراسر خلاف ہے، کل قیامت کے دن جب ثوابِ کم ملے گا پھر افسوس کرتا رہے گا لیکن تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔(۱)

اور ان چیزوں سے زکوۃ کی ادائیگی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ زکوۃ دینے والے یا تاجر نے ردی اور خراب چیزوں کی جو قیمت لگائی ہے اگر مارکیٹ میں اتنی قیمت پر وہ چیز فروخت ہوگی تو اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر مارکیٹ میں اس قیمت پر فروخت نہیں ہوگی تو اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ مارکیٹ کے قیمت کے اعتبار سے جو قیمت ہوگی اتنی مقدار کی زکوۃ ادا ہوگی باقی جو زائد قیمت لگائی ہے وہ ذمہ میں رہ جائے گی وہ ادا کرنا لازم ہوگا، اس لئے زکوۃ میں پرانی اور ردی چیز نہ دیا کریں۔(۲)

رسالہ جاری کرانا زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کا روپیہ کوئی شخص کسی رسالہ کے ادارے میں دیدے اس خیال سے کہ

(۱) لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون. آیت: ۹۲، آل عمران الجزء: ٤.

(۲) فان ادی القیمة وقعت عن القدر المستحق البحر ج:۲ ص:۲۲۶. تعتبر القیمة یوم الوجوب، شامی ج:۲ ص:۲۸۶، باب زکاة الغنم، هندیه ج:۱ ص:۱۸۰.

رسالہ کسی نادار مفلس کو یا غریب طالبعلم کو سال بھر بھیجا جائے اور ادارہ والے اتنی قم کا رسالہ غریب مفلس یا غریب طالب علموں تک پہنچا دیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دے گا تو اسکی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد: (۱) آل علی رضی اللہ عنہ (۲) آل عقیل رضی اللہ عنہ (۳) آل جعفر رضی اللہ عنہ (۴) آل عباس رضی اللہ عنہ (۵) آل حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔

جو شخص ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو، اسکو جان بوجھ کر زکوۃ دینا جائز نہیں ہے،(۲) اگر وہ غریب ہے اور ضرورتمند ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اہل بیت کی محبت کی بنا پر زکوۃ کے علاوہ دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔(۳)

رشتہ دار مسکین کو زکوۃ دینا

اگر رشتہ دار، نادار، مفلس یا مریض ہیں، اوران کی آمدنی ان کے اخراجات کے لئے کافی نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب ہے، البتہ یکمشت

---

(۱) اما تفسیرها :فهي تمليك المال من فقيرمسلم .فتاوى عالمگيرى ج:۱ص: ۱۷۰، شامى ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸،البحرج:۲ص:۲۰۱ ..اذا دفع الزكاة إلى الفقيرلايتم الدفع مالم يقبضها الخ عالمگيرى ج:۱ص:۱۹۰)

(۲) ولايدفع الى بنى هاشم وهم آل على ، وآل عباس وآل جعفروآل عقيل ، وآل الحرث بن عبدالمطلب .فتاوى عالمگيرى كتاب الزكاة باب المصرف ج:۱ص:۱۸۹،رشيديه ،فتح القديرج:۲ص:۲۱۳ .شامى ج:۲ص:۳۵۰.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۴.البحرج:۲ص:۲٤٦.

(۳) (وجازت التطوعات من الصدقات) قوله وجازت التطوعات) قيد بها ليخرج بقية الواجبات كالنذروالعشروالكفارات وجزاء الصيد إلاخمس الركازفانه يجوزصرفهم اليهم ......نقل في البحرعن عدة كتب ان النفل جائز لهم اجماعا وذكرأنه المذهب وانه لافرق بين التطوع والوقف ،شامى ج:۲ص:۲۵۱)

اتنی رقم نہ دیں کہ وہ نصاب کا مالک ہوجائے، کچھ رقم دیں جب وہ خرچ ہوجائے تو مزید دیدیں، البتہ اگر وہ بال بچے والا ہے تو بیک وقت اتنی رقم دے سکتے ہیں کہ کل افراد پر تقسیم کی جائے تو کسی کے پاس بھی نصاب پورا نہ ہو، ہاں اگر قرض یا ضرورت یا علاج کیلئے نصاب سے بھی زیادہ رقم کی ضرورت ہے تو زیادہ دینا بھی جائز ہے۔(۱)

نوٹ:۔ جو لوگ سفید پوش ہیں اور وہ زکوۃ کے مستحق ہیں شرم کے مارے مانگتے نہیں ایسے لوگوں کو زکوۃ دینے کی زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

رشوت کے مال پر زکوۃ

☆...... رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''دونوں جہنم میں جائیں گے'' اور جہنم کا عذاب برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۲)

☆...... رشوت کے مال یا پیسے پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر یہ معلوم ہے کہ رشوت کی رقم کس سے لی ہے تو اس کو یا اسکے وارثوں کو واپس کردے، اور اگر معلوم نہیں تو ثواب کی نیت کے بغیر سارا مال صدقہ کردے، ورنہ گنہگار ہوگا اور آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔(۳)

---

(۱) قيد بالولاء لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدقة وفى الظهيرية يبدأ فى الصدقات بالاقارب الخ ردالمحتار ج:۲ ص:۳٤٦ ط:سعيد البحر الرائق ج:۲ص:۲٤۳،فتح القدير ج:۲ص:۲۱۷،بدائع الصنائع ج:۲ ص: ٥٠، تتارخانية :۲ص:۲۷۱)

(۲) وعن أبى هريرة رضى الله عنه قال :قال رسول الله ﷺ :لعن الله الراشى والمرتشى فى الحكم أخرجه احمد ج:۲ص:۳۸۸،۳۸۷،،والترمذى (۱۳۳٦)

وعن عبد الله بن عمرو :ولعن رسول الله ﷺ الراشى والمرتشى .أخرجه ابوداود (۳٥۸٠) والترمذى (۱۳۳۷) وابن ماجة (۲۳۱۳) جامع الترمذ ج:۱ص:۲٤۸) كتاب الاحكام ، ايچ ايم سعيد كراچى)

(۳) لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة لان الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه .رد المحتار:۲ص:۲۹۱،ج:٥ص:۹۹ط:ايچ ايم سعيد)

رضاعی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر رضاعی اولاد غریب محتاج ہے، زکوۃ کی مستحق ہے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے کیونکہ رضاعی اولاد کا رشتہ حقیقی اولاد کے رشتہ میں شمار نہیں ہوتا اس لئے وراثت میں بھی حصہ نہیں ملتا، البتہ نکاح حرام اور پردہ ساقط ہوتا ہے۔(۱)

رضاعی رشتہ دار

رضاعی رشتہ دار بھائی بہن وغیرہ کو مستحق ہونے کی صورت میں زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

رضاعی والدین کو زکوۃ دینا

رضاعی والدین کا رشتہ حقیقی والدین کے رشتہ میں شمار نہیں ہوتا اس لئے رضاعی والدین غریب اور زکوۃ کے مستحق ہونے کی صورت میں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

رقم پیشگی (ایڈوانس) کی زکوۃ

☆......مکان یا دکان وغیرہ کرایہ پر دیتے وقت جو رقم پیشگی کرایہ دار سے واپسی کی شرط لی جاتی ہے اس کی زکوۃ کرایہ دار پر ہے، مکان یا دکان کے مالک پر نہیں، کیونکہ یہ رقم مکان اور دکان کے مالک کے پاس زر امانت کے طور پر رہتی ہے، جب بھی کرایہ دار دکان یا مکان خالی کرے گا مالک کیلئے زر ضمانت کو واپس کرنا لازم ہوگا اور کرایہ دار

(۱،۲،۳) ولاالی من بینهما ولاد اوزوجية (تنوير)قال الشامیؒ وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء ردالمحتارعلى الدرالمختارج:۲ص:۳٤٦، البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۳، بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۰، تتارخانية ج:۲ص:۲۷۱، فتح القدير ج:۲ص:۲۱۷ط:ایچ ایم سعید) وشمل الولاد بالنكاح والسفاح فلايدفع إلى ولده من الزنا و لاإلى من نفاه .(شامی ج:۲ص:۳٤٦، عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸) تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۱) ادارة القرآن.

اس رقم کا مالک ہوتا ہے، اور زکوۃ مالک پر آتی ہے، امانت رکھنے والے پر نہیں۔(۱)

☆...... امانت کی رقم کو ذاتی استعمال میں لانے کے لئے اجازت ضروری ہے، لہذا ایسی رقم کو ذاتی استعمال میں لانے سے پہلے اجازت لے لی جائے تاکہ آخرت میں پریشانی نہ ہو۔(۲)

رقم ورثاء کے لئے جمع کی

اگر کسی نے اپنی جائیداد اپنی زندگی میں فروخت کردی اور وہ رقم اپنے ورثاء کے لئے رکھی ہے، اور اب تک تقسیم نہیں کی تو وہ آدمی اس رقم کا مالک ہے، اس آدمی پر سالانہ اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔(۳)

رمضان میں زکوۃ ادا کرنا

☆...... ہر مہینے اور ہر روز زکوۃ ادا کرنا جائز ہے، زکوۃ ادا کرنے کے لئے کوئی شرط کوئی دن یا کوئی مہینہ مقرر اور متعین نہیں ہے، رمضان شریف کی کوئی تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس وقت بھی نصاب پر سال پورا ہو اسی وقت زکوۃ ادا کردینا بہتر ہے، موت کا کچھ پتہ نہیں ہے کسی وقت بھی آسکتی ہے، ایسا نہ ہو کہ زکوۃ ادا کئے بغیر موت آجائے اور قبر سے لے کر میدان حشر تک دردناک عذاب میں پڑا رہے۔(۴)

---

(۱) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول .(فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۲ ط:كوئته تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷)

(۲) كتاب الايداع (هو) تسليط الغير على حفظ ماله صريحا أودلالة .(تنوير الابصارشامي ج: ۵ ص:۶۶۲،ط:سعيد.

(۳) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول .(فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۲ ط:رشيديه. تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷،ط:ادرة القرآن.

(۴) وتجب على الفورعند تمام الحول حتى يأثم بتاخيره من غيرعذر، وفي رواية الرازي على التراخي حتى يأثم عند الموت والأول أصح .(عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۰ ،بدائع ج:۲ ص:۲ ، شامي ج:۲ ص:۲۷۲، وفي شرح شرعة الاسلام ......يعين صاحب المال لزكوته شهرا =

☆......زکوۃ ادا کرنا فرض ہے اور رمضان المبارک میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا زیادہ ملتا ہے، لہذا رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کرنے سے ستر گنا زیادہ ثواب ملے گا۔(۱)

☆......اگر یکم رمضان سے یکم رمضان تک سال پورا ہوتا ہے، پھر تو رمضان میں ادا کرنے میں کوئی بات نہیں بلکہ ستر گنا زیادہ ثواب ہے۔(۲)

☆......اگر کسی آدمی کا سال یکم رجب کو پورا ہوتا ہے تو وہ یکم رجب کو زکوۃ ادا کرنے کی کوشش کرے پھر اسکے بعد مزید ایک مہینہ کی زکوۃ نکالدے پھر رمضان سے رمضان کا حساب کرے۔(۳)

روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے

☆......جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اس پر بھی زکوۃ واجب ہے، اگر وہ روپیہ نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے اور سال بھی گذر چکا ہے۔(۴)

☆......جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور اس سے تجارت کا سامان خریدا گیا ہے اور اس سامان کی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

= لایجاوزه لمافیه من التاخیرومن اخرالزکوة بعد وجوبها علیه من غیرعذریأثم .فصل فی سنن الزکوة والصدقة ص:۱۷۵،۱۵٦،ط:مکتبه اسلامیه کوئٹه)

(۱،۲) عن سلمانؓ خطبنا رسول الله ﷺ فی آخریوم من شعبان قال یاایها الناس قد اظلکم شهرعظیم مبارك ......ومن ادی فریضة فیه کان کمن ادی سبعین فریضة فیماسواه ا ه (الترغیب فی صیام رمضان احتسابا وقیام لیلة القدروماجاء فی فضله .الترغیب والترهیب ج:۲ص:۲۱۳ط:دارالکتب الملکیه مصر)

(۳) صفحۂ گذشتہ کاحوالہ نمبر:٤

(٤) وثمنیة المال کالدراهم والدنانیرلتعینهما للتجارة باصل الخلقة وتلزم الزکاة کیفما امسکهماولوللنفقة (البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦،الدرالمختارج:۲ص:۲٦۷،ایچ ایم سعید)

(٥) ایضا

☆......اور جو روپیہ زمین اور مکان کی خریداری پر صرف کیا ہے، اور وہ زمین اور مکان تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو اس صورت میں اس زمین اور مکان کی مارکیٹ قیمت کے اعتبار سے قیمت متعین کر کے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆اگر زمین اور مکان رہنے کی نیت سے لئے ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر زمین اور مکان کرایہ پر دینے کے لئے خریدا ہے تو اس صورت میں اگر کرایہ کی آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

روپے کی زکوۃ

☆......اگر روپے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں اور ایک سال گذر گیا ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......اگر کچھ روپیہ کچھ سونا یا کچھ چاندی ہے، سب کی قیمت ملانے کے بعد ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

---

(۱) قال العلامة الحصكفي وفي عرض تجارة قيمة نصاب.....من ذهب ..... اوورق .... مقوما باحدهما ......ولوبلغ باحدهما نصابا وخمسا وبالآخراقل قومه انفع للفقير.شامي، باب زكاة المال ج:۲ص:۲۹۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷،فتح القدير ج:۲ص:۱۶۵.ط:رشيديه.

(۲،۳) فلازكوة على مكاتب الخ واثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها قال العلامة الشامي تحت قوله ونحوها اى كثياب البدن الغيرالمحتاج اليها وكالحوانيت والعقارات الرد المحتار ج:۲ص:۲۶۳ـ ۲۶۵،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،ط:سعيد ،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۳، فتح القدير ج:۲ص:۱۱۹،ط:رشيديه.

(۴،۵) ومنها كون المال نصابا.(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، شامی ج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد.

☆...... جس روپے کی زکوۃ ایک سال ادا کر دی گئی ہے، تو اگر وہ روپے زکوۃ ادا کرنے کے بعد نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، اور وہ روپے آئندہ سال تک محفوظ رہے تو آئندہ سال بھی زکوۃ ادا کرنی ہوگی، ہاں اگر زکوۃ ادا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہو جائیں اور سونا چاندی مال تجارت اور شیئرز وغیرہ نہیں ہے تو آئندہ سال تک یہ روپے رہنے سے زکوۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ وہ نصاب سے کم ہے۔(۱)

☆...... اگر جمع شدہ روپے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں، تجارت وغیرہ میں نہیں ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ روپیہ اصل میں جمع کر کے رکھنے کیلئے نہیں بلکہ تجارت وغیرہ میں لگا کر بڑھانے کے لئے ہے لہذا جو شخص جمع شدہ رقم کو تجارت میں نہ لگا کر ایسے محفوظ کر کے رکھتا ہے وہ اصل کے خلاف کرتا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے شریعت نہیں، اسلئے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی اور سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے، اور تجارت کا سامان اس سے خریدا گیا ہے، تو اس تمام سامان پر زکوۃ واجب ہے، اگر اس سامان کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور سال بھی گذر گیا ہے۔(۳)

روزمرہ کی آمدنی پر زکوۃ

اگر کوئی شخص روزمرہ کی آمدنی میں سے کچھ رقم جمع کرتا رہتا ہے تو اسکی زکوۃ نکالنے کی صورت یہ ہے کہ اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے تو جس دن سے جمع شدہ رقم نصاب کے برابر ہوگئی ہے اس دن سے قمری حساب سے ایک سال

(۱) أیضا

(۲) أیضا

(۳) الزکاۃ واجبة فی عروض التجارۃ کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب کذا فی الهدایة .(عالمگیری الفصل الثانی فی العروض ،کتاب الزکاۃ ج:۱ ص: ۱۷۹ ،ط:المکتبة الرشیدیة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸ ،شامی ج:۲ص:۲۹۸ ،فتح القدیر ج:۲ص:۱۶۵ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷ ،بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۲۰)

مکمل ہونے کے بعد جتنی رقم موجود ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب ہے تو نصاب پر سال مکمل ہونے پر روزمرہ کی آمدنی جتنی رقم جمع ہوئی ہے اس سے بھی زکوۃ ادا کردے۔(۱)

رہائشی پلاٹ کو باغ بنادیا

اگر کسی نے رہائشی پلاٹ کو مستقل باغ میں تبدیل کردیا، تو اس صورت میں اگر عشری زمین اس سے زیادہ قریب ہے تو اس پر عشر ہوگا، اور اگر خراجی زمین زیادہ قریب ہے تو اس پر خراج ہوگا، اور اگر عشری اور خراجی دونوں قسم کی اراضی قرب میں برابر ہیں تو عشر واجب ہوگا۔(۲)

رہن کی رقم

اگر کسی نے اپنی کوئی چیز رہن رکھ کر قرض لیا ہے تو یہ مقروض ہے اگر اسکے پاس قرض کی رقم کے علاوہ نصاب کے برابر رقم ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ قرض کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ قرض دینے والا قرض کی رقم وصول ہونے کے بعد زکوۃ ادا کردے، اگر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کردینا چاہے وہ بھی جائز ہے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۳)

---

(۱) ومنها كون المال نصابا عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۲،شامی ج:۲ص:۲۵۹)

(۲) فتحصل أن الماء يعتبر فيما لو أحيامسلم أرضا أوجعل داره بستانا،بخلاف المنصوص على أنه عشرى أوخراجى ،وقدمنا على الدرالمنتقى ان المفتى به قول ابى يوسف أنه يعتبر القرب الخ. شامی ج:٤ص:١٨٥،باب العشر والخراج والجزية ،قبل مطلب فى خراج المقاسمة)

(۳) وعلى الراهن إذا كان الرهن فى يد المرتهن .عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳،ومنها الفراغ عن الدين ، قال اصحابنا رحمهم الله تعالى :كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض الخ ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲ .البحرج:۲ص:۲۰٤

(ز)

زانیہ کو زکوۃ دینا

اگر کسی نے لاعلمی میں کسی زانیہ کو زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی ملے گا، البتہ علم ہونے کی صورت میں ایسی عورت کو زکوۃ صدقات نہ دے ورنہ اس پر مواخذہ کا خطرہ ہے، ہاں اگر اس نے توبہ کر لی ہے اور فقیر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

زائد دی گئی رقم کو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرنا

اگر زائد رقم دیتے وقت آئندہ سال کی پیشگی زکوۃ دینے کی نیت تھی تو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔

زبرجد

زبرجد یا اسکے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو زکوۃ واجب ہے۔(۲)

زبردستی زکوۃ وصول کرنا

زبردستی زکوۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) اذا شك وتحرى فوقع فى اكبر رأيه أنه محل الصدقة فدفع إليه أوسال منه ، فدفع ، أو رآه فى صف الفقراء فدفع ،فإن ظهر أنه محل الصدقة جاز بالاجماع ،وكذا ان لم يظهر حاله عنده الخ .(عالمگیری ج:١ ص:١٩٠ ،وقوله تعالى " ولاتعاونوا على الاثم والعدوان " بدائع ج:٢ ص:٥٠ ،البحر الرائق ج:٢ ص:٢٤٧ ،شامى ج:٢ ص:٣٥٢)

(٢) لازكاة فى اللآلى والجواهر .وان ساوت الفا اتفاقا إلا ان تكون للتجارة ، (تنوير الابصار مع الدرالمختار ج:٢ ص:٢٧٣ ، كتاب الزكاة .هنديه ج:١ ص:١٨٠ ،تتارخانية ج:٢ ص:٣٤١ ، البحر الرائق ج:٢ ص:٢٣٦)

(٣) ولهذا قلنا :أنه ليس للامام أن يأخذ الزكاة من صاحب المال من غير إذنه جبرا، =

زبردستی صاحب نصاب سے زکوۃ وصول کرنا

☆......اگر کسی ملک میں اسلامی حکومت قائم ہے تو حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ صاحب نصاب لوگوں کے اموال ظاہرہ سے زبردستی زکوۃ وصول کرے، باقی اموال باطنہ سے زبردستی زکوۃ وصول کرنے کا حق حکومت کو نہیں ہے۔(۱)

☆......حکومت کے علاوہ عوام کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی صاحب نصاب آدمی سے اسکی اجازت کے بغیر زبردستی زکوۃ وصول کریں۔(۲)

☆......بعض برادریوں میں یہ قانون ہے کہ برادری کے تمام افراد اپنی اپنی زکوۃ برادری کی جماعت کے دفتر میں جمع کریں ورنہ زبردستی وصول کی جائے گی یا ان کے خلاف کاروائی کی جائے گی، اس قسم کا قانون یا دستور بنانا اور زبردستی زکوۃ وصول کرنا شرعاً جائز نہیں، ایسے قانون یا دستور بنانے والے گنہگار ہوں گے، ہاں برادری کے غریب لوگوں میں زکوۃ تقسیم کرنے کے لئے ترغیب دے سکتے ہیں، اس میں کوئی قباحت نہیں تا کہ برادری خوشی سے زکوۃ دینے کی نیت سے زکوۃ ادا کرے۔(۳)

زراعت کے لئے رکھے ہوئے جانور

زراعت کے لئے جو جانور پالے جاتے ہیں اگر چہ سائمہ ہوں، ان میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۴)

=ولو أخذ لاتسقط عنه الزكاة .(بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۱)

(۱)ان السلطان له ولاية الجبر في الاموال الظاهرة لافي الاموال الباطنة .اعلاء السنن ج:۹ ص:۳۹.

(۲) صحفۂ گزشتہ کا حوالہ نمبر:۳

(۳) أيضا. أنه لواخر الزكاة ليس للفقيران يطالبه ، ولاأن يأخذ ماله بغير علمه ، وان أخذ كان لصاحب المال أن يسترده ان كان قائما ، ويضمنه ان كان هالكاالخ البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۱، الفتاوى التاتارخانية ج:۲ ص:۲۸۶)

(٤) وحاصله :إن أسامها للحمل اوالركوب فلازكاة اصلا. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۳ =

زرِ ضمانت کا حکم

اگر زرِ ضمانت کے طور پر جمع کی گئی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی، اگر سالانہ زکوۃ ادا نہیں کی تو واپس ملنے کے بعد گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ اتنی دینا کہ صاحب نصاب بن جائے

☆......کسی غریب کو ضرورت کے بغیر اتنی رقم دینا کہ صاحب نصاب بن جائے مکروہ ہے البتہ زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اور اگر کسی مستحق کو ضرورت کی وجہ سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم دی جائے تو مکروہ نہیں ہوگا، اور بلا کراہت زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

مثلاً ایک آدمی غریب ہے رہائش کا گھر نہیں ہے اور زکوۃ کی رقم سے گھر دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں چاہے اسکی قیمت کتنی ہی زیادہ ہو۔

☆......اگر مستحق زکوۃ غریب آدمی بال بچے والا ہے تو اسکو بلا کراہت یک مشت اتنی رقم مدِ زکوۃ سے دی جاسکتی ہے کہ اسکے بال بچوں پر تقسیم کریں تو ان میں سے

= شامی ج:۲ص:۲۷٦،تتارخانية ج:۲ص:۲۱۹،بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۰)

(۱) (ومنها كون المال نصابا)عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۲.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، شامی ج:۲ص:۲۵۹) ولوكان الدين على مقرملئ........فوصل إلى ملكه لزم زكاة مامضى .(تنويرالابصارشامى ج:۲ص:۲٦٦،بدائع ج:۲ص:۹،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،فتح القدير ج:۲ص:۱۲۳.ط:رشيديه.

(۳،۲) (وكره إعطاء فقيرنصابا)أواكثر(إلااذا كان)ا لمدفوع إليه (مديونا او) كان (صاحب عيال).الدرالمختارشامى ج:۲ص:۳۵۳.باب المصرف كتاب الزكاة عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۸،باب المصرف،بدائع الصنائع ج:۲ص:٤۸،ط:رشيديه.

کوئی بھی صاحب نصاب نہ بنے۔(۱)

☆...... کسی مستحق آدمی کو یکمشت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ زکوۃ کی رقم دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے، مگر بلا ضرورت یکمشت اتنی زکوۃ دینا مکروہ ہے اور اگر ضرورت ہے تو مکروہ نہیں ہے۔(۲)

مثلاً ایک غریب آدمی کو فریج کی ضرورت ہے اور اسکی قیمت مثلاً بیس ہزار ہے تو بیس ہزار زکوۃ دینا بلا کراہت جائز ہے۔

زکوۃ ادا کرنے کی ایک صورت

اگر زکوۃ کے پیسے گھر میں رکھے ہیں، اور گھر کے باہر کوئی مستحق زکوۃ ضرورتمند مل جائے اور جیب کے پیسوں سے کچھ دیدیں اور گھر آ کر زکوۃ کے پیسوں میں سے لے لیں تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

زکوۃ ادا کرنے میں دیر کرنا

ہر سال کی زکوۃ اگلے سال آنے سے پہلے دے دینا چاہیے، اور یہ احتیاط ہے عذر کے بغیر زکوۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا مناسب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔(۴)

(محمودیہ ج:۳ص:۳۳)

(۲،۱) وکرہ اعطاء فقیر نصابا........(إلا إذا کان المدفوع الیه (مدیونا أو) کان (صاحب عیال) بحیث (لو فرقه علیهم لایخص کلا) او لایفضل بعد دینه (نصاب) فلایکره .... الدرالمختار شامی ج:۲ص:۳۵۳، باب المصرف کتاب الزکاة، عالمگیری ج:۱ ص: ۱۸۸، باب المصرف، بدائع ج:۲ ص:٤٨)

(۳) ولایخرج (المزکی) عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء. شامی ج:۲ص:۲۷۰، البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۱، فتح القدیر ج:۲ص:۱۲۵)

(٤) وتجب علی الفور عند تمام الحول حتی یأثم بتاخیره من غیر عذر وفی روایة الرازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت والأول أصح. عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰، بدائع ج:۲ص:۲) فتکون الزکاة فریضة وفوریتها واجبة، فیلزم بتاخیره من غیر ضرورة الاثم کما صرح به =

زکوۃ ادا کئے بغیر مر گیا

☆......اگر صاحب نصاب آدمی پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگئی، لیکن وہ زکوۃ ادا کئے بغیر مر گیا اور اسکے ورثاء زندہ ہیں، تو اسکی چند صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(الف) اگر اس نے موت سے پہلے زکوۃ دینے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی ترکہ سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

(ب) اور اگر اس نے زکوۃ دینے کی وصیت نہیں کی تو وارثوں کے لئے زکوۃ دینا لازم نہیں ہوگا (۲) البتہ اگر ورثاء بالغ ہیں اور سب خوشی سے اجتماعی یا انفرادی طور پر زکوۃ ادا کردیں گے تو میت پر بہت بڑا احسان ہوگا، اور وہ عذاب سے بچ جائے گا ورنہ عذاب میں گرفتار رہے گا اس لئے سالانہ زکوۃ خود ادا کرے یا کم سے کم وصیت لکھ کے جائے۔(۳)

(ج) اور اگر ورثاء میں کچھ نابالغ ہیں تو اس صورت میں مشترکہ ترکہ سے زکوۃ

= الكرخي والحاكم الشهيد في المنتقى ،وهوعين ماذكره الامام ابوجعفرعن ابى حنيفة انه يكره .شامي ج:۲ص:۲۷۲)

(۱) وفي الخانية :لوأوصى بأداء الزكاة يجب تنفيذ الوصية من ثلث ماله ،التاتارخانية الفصل الحادى عشرفي الاسباب المسقطة للزكاة........ج۲ص:۲۹۶،ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه،،الفقه الاسلامي وادلته كتاب الزكاة ج:۲ص:۸۹۵)فتاوى سراجيه ص:۲۵، ط:سعيد.

(۲) ......لومات من عليه الزكاة لاتؤخذ من تركته لفقد شرط صحتها وهوالنية إلا إذا اوصى بها فتعتبرمن الثلث كسائرالتبرعات .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱، اذا مات من عليه زكاة سقطت الزكاة عنه بموته .الفتاوى التاتارخانية ج:۲ص:۲۹۶،ادارة القرآن ،بدائع ج:۲ص:۵۳)

(۳) (قوله يطعم عنه)أي من الثلث لزوما إن أوصى وإلاجوازاً وكذا يقال فيمابعده ،وفي القهستاني أن الزكاة والحج والكفارة من الوارث تجزيه بلاخلاف أى ولوبدون وصيته كماهوالمتبادرمن كلامه ،اماالزكاة فقد نقلناه قبله عن السراج .شامي ج:۲ص:۴۲۶ فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم .بدائع ج:۲ص:۵۳،ط:سعيد.

ادا کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ مال کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنے کے بعد بالغ حضرات اپنے اپنے حصے سے دے سکیں گے اور نابالغ افراد کے حصوں کو امانت کے طور پر محفوظ رکھنا یا ضرورت کے مطابق ان پر خرچ کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ انشورنس ہے

زکوۃ معذور، اپاہج، بیمار، یتیم، فقیر، غریب اور بیواؤں کی پرورش کا ذریعہ ہے، اور زکوۃ کا نظام مسلمانوں کو کل کی فکر سے بالکل بے نیاز کر دیتا ہے اور یہ تربیت دیتا ہے کہ آج تم پر اللہ کا فضل ہے تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو، خدانخواستہ اگر کل تم نادار اور فقیر ہو گئے تو دوسرے لوگ تمہاری مدد کریں گے تم کو یہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ ہم مفلس اور فقیر ہو گئے تو کیا بنے گا، مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا؟ کوئی ناگہانی مصیبت آجائے، بیمار ہو گئے صاحب فراش ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، ڈاکہ پڑ گیا، کاروبار تباہ ہو گیا، دکان جل گئی، سیلاب آگیا، تو ان مصیبتوں سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی؟ سفر میں پیسہ ختم ہو گیا، گھر سے فوری طور پر منگوانے یا دوست واحباب سے ادھار لینے کی کوئی صورت نہیں تو گذر بسر کیسے ہوگا وغیرہ وغیرہ تو ان تمام فکروں سے صرف زکوۃ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بے فکر کر دیتی ہے۔

آج مالدار ہونے کی صورت میں سالانہ کم سے کم ڈھائی فیصد زکوۃ نکالے تو کل غریب ہونے کی صورت میں اللہ تعالی اس سے زیادہ کا انتظام فرمائیں گے، کیونکہ بندہ اللہ سے جیسا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالی بھی اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔(۲)

---

(۱) (ولومات فأداها وارثه جاز) في الجوهرة :إذا مات من عليه زكاة أوفطرة او كفارة أونذر لم توخذ من تركته عندنا إلا ان يتبرع ورثته بذلك وهو من أهل التبرع ولم يجبروا عليه وان أوصى تنفذ من الثلث شامي ج:۲ ص:۳۸۹،باب صدقة الفطر .بدائع ج:۲ ص: ۵۳، تتارخانية ج:۲ ص:۲۹۶)

(۲) التفاوت بين الناس في الارزاق والمواهب وتحصيل المكاسب أمرواقع طارى يحتاج =

زکوۃ ٹیکس نہیں

زکوۃ ٹیکس نہیں بلکہ ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے، لہذا زکوۃ کو ٹیکس سمجھنا یا زکوۃ کو ٹیکس سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے۔(۱)

زکوۃ جس کو دی گئی اس کا ہدیہ قبول کرنا

اگر کسی مالدار نے کسی مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دی، یا زکوۃ دیتا رہتا ہے، اور زکوۃ لینے والا مستحق آدمی کوئی چیز ہدیہ کے طور پر اس زکوۃ دینے والے کو دیتا ہے تو زکوۃ دینے والے مالدار آدمی کے لئے وہ ہدیہ لینا درست ہے۔(۲)

زکوۃ دوسرے عنوان سے دینا

مستحق آدمی کو زکوۃ دیتے وقت زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں بلکہ ہدیہ، گفٹ، تحفہ عطیہ، عیدی، انعام یا قرض کے نام سے دینا جائز ہے، بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۳)

= فی شرع الله إلی علاج (والله فضل بعضكم علی بعض فی الرزق) أی أن الله تعالی فضل بعضنا علی بعض فی الرزق ، واجب علی الغنی ان يعطی الفقير حقا واجبا مفروضا لاتطوعا ولا منة (وفی أموالهم حق معلوم للسائل والمحروم ،وفريضة الزكاة اولی الوسائل لعلاج ذلك التفاوت ،وتحقيق التكافل أو الضمان الاجتماعی فی الاسلام .الفقه الاسلامی وادلته كتاب الزكاة ج:۲ ص:۷۳۱،۷۳۲،ط:دارالفكر.

(۱) وهوان الزكاة عبادة عندنا ،(بدائع الصنائع ج:۲ص:٤و٥٣،فتح القدير ج:۲ص:۱۱٦،ط:رشيديه.

(۲) (وطاب لسيده وإن لم يكن مصرفا) للصدقة (مادی إليه من الصدقات فعجز)لتبدل الملك ، وأصله حديث بريرة "هی لك صدقة ولنا هدية " (كما فی وارث)شخص (فقيرمات عن صدقة اخذها وارثه الغنی و)كما فی (ابن سبيل اخذها ثم وصل إلی ماله وهی فی يده)أی الزكاة وكفقيراستغنی وهی فی يده فانها تطيب له الخ .شامی ج:٦ ص:۱۱٦، باب موت المكاتب وعجزه وموت المولی)

(۳) ومن اعطی مسكينا دراهم ،وسماها هبة أوقرضاونوی الزكاة فإنها تجزيه وهوالاصح .عالمگيری ج:۱ص:۱۷۱ ،شامی ج:۲ ص:۲٦۸ ،البحرج:۲ص:۲۱۲)

زکوۃ دیتے وقت کیا کہے

☆...... مستحق آدمی کو زکوۃ دیتے وقت کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں زکوۃ کی ادائیگی کی نیت کرنا ضروری ہے یا پہلے سے اس رقم کو زکوۃ کی نیت سے الگ کرلیا جائے۔(۱)

☆...... یا یہ کہے کہ اس رقم سے میری طرف سے بچوں کے کپڑے بنوادینا، اور دل میں زکوۃ کی نیت کرنا۔

☆...... یا کہے یہ ہدیہ اور گفٹ ہے۔(۲)

☆...... یا یہ کہے کہ یہ قرض ہے لیکن بعد میں رقم واپس کرے تو واپس نہ لیں بلکہ یہ کہے کہ معاف کردیا۔(۳)

زکوۃ دے کر احسان جتلانا

بعض افراد مستحق لوگوں کو زکوۃ دینے کے بعد احسان بھی جتلاتے ہیں کہ میں نے آپ کو زکوۃ کی اتنی رقم دی اور آپ میرا فلاں کام نہیں کر رہے ہیں، اسطرح احسان جتلانا صحیح نہیں، ایسی صورت میں زکوۃ اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوگی اور اجر سے محروم رہے گا۔(۴)

زکوۃ دینا جائز ہے

زکوۃ ہر اس مسلمان شخص کو دینا جائز ہے، جس کی ملکیت میں نصاب کے برابر

(۱، ۲، ۳) أیضا

(٤) قال ابن جزی المالکی :ممنوعات الزکاۃ ثلاثۃ .۱:ان تبطل بالمن والأذی ؛لأن المن بالصدقۃ یحبطها ای منع ثوابها لأیۃ :یاأیها الذین امنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والأذی کذلك لایستعظم مقدارها ،؛لأن ذلك محبط للاعمال الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ ص:۸۹٦،دارالفکر بیروت.

مال یا رقم یا سونا چاندی نہ ہو اور وہ سید نہ ہو۔(۱)

زکوۃ دینے کے لئے شوہر کی اجازت

☆...... بیوی کی ذاتی ملکیت کی چیزوں سے زکوۃ دینے کیلئے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، بیوی اپنی مرضی سے جس فقیر کو چاہے زکوۃ دے سکتی ہے۔(۲)

☆...... اگر زیور شوہر کا دیا ہوا ہے، اور اس نے بیوی کو مالک بنا کر دیدیا ہے یا گفٹ کے طور پر دیا ہے، یا مہر میں دیا ہے تو ان صورتوں میں زیور کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اور بیوی کے لئے اپنی ملکیت کے زیور وغیرہ کی زکوۃ دینے کے لئے شوہر کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۳)

☆...... والدین نے جو زیورات جہیز میں دئے اسکی مالک لڑکی ہے(۴) اس کا شوہر نہیں اسی طرح جہیز کی تمام چیزوں کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، عام طور پر شوہر سمجھتے ہیں کہ جہیز ان کا حق ہے یہ بالکل غلط ہے، لہذا جہیز میں دیئے گئے زیورات کی زکوۃ دینا بیوی پر لازم ہے شوہر پر نہیں، اور بیوی کے لئے زکوۃ ادا کرنے کے لئے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔(۵)

---

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی . (عالمگیری بیروت ،باب المصرف کتاب الزکاة ج:۱ص:۱۷۷، ج:۱ ص:۱۸۹)، ط:ومکتبه ماجدیه

(۲،۳،۵) الزکاة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم إذا بلغ نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول .(الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷،کتاب الزکاة .ادارة القرآن .فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۲، ان الزکوة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتأدی إلاباختیارمن علیه اما بمباشرته بنفسه أوبأمره وانابته غیره فیقوم النائب مقامه ،فیصیرمودیا بید النائب .(بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳،کتاب الزکوة

(٤) قلت:وسالت عن المرأة هل تصیرغنیة بالجهازالذی تزف به إلی بیت زوجها؟والذی یظهر ممامران ماکان من اثاث المنزل وثیاب البدن وأوانی الاستعمال ممالابد لأمثالها منه فهومن الحاجة الأصلیة ،ومازاد علی ذلك من الحلی والأوانی والأمتعة التی یقصد بها الزینة إذا بلغ نصابا تصیربه غنیة الخ .شامی ج:۲ ص۳٤۸ ،مطلب فی جهازالمرأة هل تصیربه غنیة .

☆......اگر شوہر نے بیوی کو زیور بنا کر دیا لیکن مالک بنا کر نہیں دیا بلکہ استعمال کے لئے کہہ کر دیا ہے یا شوہر کی برادری کا عرف ہے کہ بیوی کو جو زیور دیا جاتا ہے وہ مالک بنا کر نہیں دیا جاتا بلکہ صرف استعمال کے لئے دیا جاتا ہے تو ان صورتوں میں زیورات کا مالک شوہر ہے بیوی نہیں ہے ایسی حالت میں ان زیورات کی زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری شوہر پر ہے، بیوی پر نہیں، اگر شوہر اسکی زکوۃ ادا نہیں کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا بیوی گنہگار نہیں ہوگی کیونکہ وہ مالک نہیں ہے، اگر بیوی ایسے زیورات کی زکوۃ دینا چاہتی ہے تو شوہر سے اجازت لے کر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا ورنہ اجازت کے بغیر زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

زکوۃ دی یا نہیں شک ہو جائے

اگر کسی شخص کو زکوۃ کی ادائیگی میں شبہ ہو، اور یہ معلوم نہ ہو کہ زکوۃ دی یا نہیں تو احتیاطاً دوبارہ زکوۃ دیدینا چاہئے۔(۲)

زکوۃ زیادہ ادا کرنا

جتنی زکوۃ واجب ہے اس سے زیادہ دینا جائز ہے، زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی زیادہ ملے گا۔(۳)

---

(۱) لوأدى زكاة غيره بغير امره فبلغه فأجاز لم يجز ؛لأنها وجدت نفاذا على المتصدق لانها ملكه ولم يصر نائبا عن غيره فنفذت عليه ،شامي ج:۲ص۲۶۹ ،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۰ ،ولوتصدق عن غيره بغيرأمره ، فإن تصدق بمال نفسه ، جازت الصدقة عن نفسه ولاتجوزعن غيره وان أجازه ورضي به الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۱)

(۲) ولوشك رجل في الزكاة فلم يدرأزكى أولم يزك فانه يعيدها ،كذا في المحيط والسراجيه ،والبحرالرائق .ناقلا عن الواقعات ،(فتاوى عالمگيرى بيروت ،مسائل شتى ج:۱ص:۱۶۹، ج:۱ص:۱۸۰ ومكتبه ماجديه.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲ ،ط:سعيد.

(۳) فتاوى دارالعلوم ديوبند ج:۶ص:۷۱ ،فلوعجل شاة من أربعين وحال الحول وعنده تسعة وثلاثون ،فإن كان دفعها للفقير وقعت نفلا،الخ شامي ج:۲ص:۲۹۳)

زکوۃ سے بچنے کے لئے مال کا ہبہ کرنا

☆......اگر کوئی شخص زکوۃ ساقط کرنے کی نیت سے یہ حیلہ کرے کہ زکوۃ کا سال جب ختم ہونے کے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کردے اور سال ختم ہونے کے بعد پھر ہبہ کیا ہوا مال واپس لے لے تو اس صورت میں زکوۃ ساقط ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ اس میں فقیروں کا نقصان ہے اور زکوۃ کا دروازہ بند کرنا اور اللہ کی نعمت کی ناشکری لازم آتی ہے۔(۱)

اس قسم کے حیلہ پر کارل مارکس نے بھی اعتراض کیا ہے۔

☆......اگر کسی نے مثلاً زکوۃ والا مال دس مہینے تک اپنے پاس رکھ کر کسی کو ہبہ کر دیا، پھر چند روز کے بعد اس سے واپس لے لیا تو اب دو مہینے گذرنے کے بعد زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ واپس لینے کے بعد از سر نو پورا سال گذر جانے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۲)

زکوۃ سے تنخواہ دینا

☆......زکوۃ کی رقم کسی مستحق آدمی کو بلا عوض مالک بنا کر دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی، اس لئے زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں کیونکہ تنخواہ خدمت کے عوض میں دی جاتی ہے، اور عوض میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) یحرم التاویل لاسقاط الزکاۃ کان یھب المال المزکی لفقیرثم یشتریه منه ، اویھبه لقریب قبل حولان الحول ثم یسترده منه فیھا بعد. الفقه الاسلامی وادلته .ج:۲ ص: ۸۹۳، دار الفکر بیروت.

(۲) أیضا

(۳) کتاب الزکاۃ .ھی تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرغیرھاشمی ولامولاہ مع قطع المنفعة عن المملك من کل وجه ،،تنویرالابصارشامی ج:۲ ص:۲۵۶، ۲۵۸، البحر ج:۲ص:۲۰۱ ،ھندیه ج:۱ص: ۱۷۰ .ولونوی الزکاۃ بمایدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستأجرہ إن کان الخلیفة بحال لولم یدفعه یعلم الصبیان ایضا اجزاہ وإلافلا،عالمگیری ج:۲ص: ۱۹۰ ،شامی ج:۲ ص: ۳۵۶ ،تتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۸ ،ط:ادارۃ القرآن.

☆...... مسجد، مدارس، اور فلاحی ادارے اور برادری کی جماعت والوں کے لئے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

زکوۃ سے روزینہ مقرر کرنا

کسی مستحق آدمی کو روزانہ یا ماہانہ یا سالانہ کے حساب سے زکوۃ کی چیزیں دینا جائز ہے اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

زکوۃ سے کسی کا قرض ادا کرنا

☆...... اگر کوئی شخص کسی مستحق آدمی کا قرض زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ قرض کی رقم مستحق آدمی کو دیدے پھر اس سے کہے کہ قرض ادا کردے، یا اس سے لے کر قرض ادا کردے اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی ادا ہو جائے گا۔(۳)

☆...... اگر کوئی شخص مستحق آدمی کو زکوۃ کی رقم دیئے بغیر یا مستحق آدمی کے بغیر اپنی طرف سے زکوۃ کی رقم سے مستحق آدمی کا قرض ادا کرے گا تو قرض ادا ہو جائے گا زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) أيضا

(۲) (اومقارنة بعزل ماوجب)كله اوبعضه ،الدرالمختارشامى ج:۲ص:۲۷۰،كتاب الزكاة ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،فتح القدير ج:۲ص:۱۲۵)

(۳،٤) ولوقضى دين حى فقيرإن قضى بغيرأمره لم يجزلانه لم يوجد التمليك من الفقيرلعدم قبضه وان كان بامره يجوزعن الزكاة لوجود التمليك من الفقيرلانه مما امره به صارو كيلاعنه فى القبض فصاركان الفقيرقبض الصدقة بنفسه (بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل واماركن الزكاة ج:۲ص:۳۹)كذا فى المحيط البرهانى كتاب الزكاة الفصل السابع عشر ج:۳ص:۲٦۸،مسئله نمبر:۲۹۱٤.

زکوۃ کا عملی ثبوت

☆......زکوۃ دینا اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ بندہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اپنا نہیں سمجھتا بلکہ سب کچھ اللہ ہی کا سمجھتا ہے اور اسپر پختہ یقین رکھتا ہے، اور اسکی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہ مال کو قربان کرتا ہے۔

☆......بندہ زکوۃ دے کر اللہ تعالی سے اپنی بندگی کا تعلق ظاہر کرتا ہے۔

☆......زکوۃ کے ذریعے پریشان حال بندوں کی خدمت اور مدد ہوتی ہے۔

☆......مال کی محبت اور دولت پرستی جو ایمان کُش اور انتہائی مہلک اور خطرناک روحانی بیماری ہے، زکوۃ اس کا علاج ہے، اور اسکے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ (۱)

زکوۃ فرض ہونے کے بعد مقروض ہوگیا

اگر صاحب نصاب آدمی پر زکوۃ فرض ہونے کے بعد قرض ہوگیا تو اس سے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی، اور اس آدمی پر سابقہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

زکوۃ کا ثبوت

زکوۃ ۲ ھ میں فرض ہوئی، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا "واتو الزکوۃ" یعنی زکوۃ ادا کرو۔ (۳)

اور حدیث میں ایک نہیں بہت ساری احادیث ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ

(۱) معارف الحدیث ج: ٤ ص: ٢٠

(۲) قوله فارغ عن دين .... وهذا إذا كان الدين في ذمته قبل وجوب الزكاة ، فلو لحقه بعده لم تسقط الزكاة ؛لأنها ثبتت في ذمته فلايسقطها ما لحق من الدين بعد ثبوتها .شامي ج: ٢ ص: ٢٦٠ ،كتاب الزكاة .

(۳) كتاب الزكاة ...... وفرضت في السنة الثانية قبل فرض رمضان ،الدرالمختار ،شامي ج: ٢ ص: ٢٥٦ .ط:سعيد .الفقه الاسلامي وادلته ج: ١ ص: ٥٩٠ .

ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ان میں سے ایک زکوۃ ہے۔(۱)

اور تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔(۲)

زکوۃ کا حکم قرآن مجید میں نماز کے ساتھ بتیس ۳۲ جگہ پر آیا ہے۔(۳)

زکوۃ کا حساب

زکوۃ کے لئے روزانہ کا حساب رکھنا ضروری نہیں ہے، صرف سالانہ حساب کرنا ضروری ہے سال میں چاند کی ایک تاریخ مقرر کر لی جائے مثلاً یکم رمضان المبارک کو مقرر کرلیا جائے اس دن پوری دکان کے قابل فروخت سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت کا تعین کرلیا جائے، اور اس کے مطابق زکوۃ ادا کردی جائے، یا جس تاریخ کو دکان، کاروبار، کارخانہ وغیرہ شروع کیا تھا، ہر سال اسی تاریخ کو زکوۃ نکالنے کے لئے حساب کرلیا جائے۔(۴)

---

(۱) عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما قال :قال رسول الله ﷺ بنی الاسلام على خمس شهادة ان لااله الا الله وأن محمدا عبده ورسوله واقام الصلوة وايتاء الزكاة ،وصوم رمضان وحج البيت.بخاری ج:۱ ص:۱۳ باب اداء الخمس من الإيمان ،قديمى،مسلم ج:۱ ص: ۳۲.باب بيان اركان الاسلام .

(۲) الزكاة من اركان الاسلام الخمس وفرض عين على من توفرت فيه الشروط الآتية وقد فرضت فى السنة الثانية من الهجرة وفرضيتها معلومة من الدين بالضرورة بدليل الكتاب و السنة و الاجماع .الفقه على المذاهب الاربعة ج۱ص:۵۹۰ . فالدليل على فرضيتها الكتاب و السنة والاجماع والمعقول .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲ كتاب الزكوة .

(۳) قال فى الدرالمختار :وقرنه بالصلوة فى اثنين وثمانين موضعا فى التنزيل.ج۲ص:۲۵۶، كتاب الزكوة ايچ ايم سعيد ، كذا فى البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ ص: ۲۰۱ ط: سعيد)

(٤) (وسببه) سبب افتراضها (ملك نصاب حولى).(الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۵۹، البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۲ ،هنديه ج:۱ص:۱۷۳)

زکوۃ کا حکم

زکوۃ کا حکم مکہ مکرمہ میں نازل ہوا البتہ نصاب اور مقدار زکوۃ کا بیان ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوا، اور زکوۃ کی وصول یابی کا نظام فتح مکہ کے بعد عمل میں آیا۔ (۱)

زکوۃ کا علم

☆...... جب کوئی عاقل بالغ مرد یا عورت زکوۃ کے نصاب کا مالک ہوتا ہے تو اس کے لئے زکوۃ کے مسائل اور احکام کا جاننا فرض ہو جاتا ہے اگر اس میں کوتاہی کرے گا تو بہت بڑا گنہگار ہوگا۔ (۲)

☆...... اور اگر کوئی شخص نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس آدمی کے لئے زکوۃ کے مسائل کا علم حاصل کرنا فرض تو نہیں ہوگا البتہ زکوۃ فرض ہے اس کا عقیدہ رکھنا اور اس پر ایمان لانا لازم ہوگا۔ (۳)

زکوۃ کا مستحق کون ہے

جس مسلمان آدمی کے پاس اسکی ضرورت اصلیہ سے زائد نصاب کے برابر سونا، چاندی، مال اور پیسہ نہ ہو، اس کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے ضرورت کے مطابق زکوۃ لینا جائز ہے۔

---

(۱) وقیل ان الزکاۃ فرضت بمکة من غیر تعین الانصباء والذی فرض بالمدینة تعیین الانصباء. روح المعانی سورة مزمل آیت: ۲۹. ج: ۲۹، ص: ۱۱٤، ط: احیاء التراث العربی.

(۲) وفرض علی کل مکلف ومکلفة بعد تعلیمه علم الدین والهدایة تعلم علم الوضوء و الغسل والصلاة والصوم، وعلم الزکاة لمن له نصاب الخ. (الفتاوی الشامیة ج: ۱ ص: ٤۲، ایچ ایم سعید، کراچی)

(۳) (قوله هو تصدیق الخ) معنی التصدیق قبول القلب، واذعانه لما علم بالضرورة أنه من دین محمد ﷺ بحیث تعلمه العامة من غیر افتقار الی نظر واستدلال کالوحدانیة والنبوة و البعث والجزاء، ووجوب الصلاة والزکاه الخ، شامی ج: ٤ ص: ۲۲۱، باب المرتد، ط: ایچ ایم سعید، کراچی)

اور ضرورت اصلیہ میں رہنے کا مکان، استعمال کے برتن، کپڑے، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، فرنیچر ٹیلیفون اور موبائل وغیرہ سب داخل ہیں۔(۱)

نصاب یعنی سونا ساڑھے سات تولہ (۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام) یا چاندی ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام، ۳۵ ملی گرام) یا اسکی قیمت جس کے پاس ہو، اور وہ قرض دار بھی نہ ہو، نہ اسکو زکوۃ لینا جائز ہے نہ لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز ہے

اسی طرح وہ شخص جس کے پاس کچھ چاندی یا کچھ پیسے نقد ہیں یا چاندی یا نقد کے ساتھ تھوڑا سا سونا ہے، اور سب کی قیمت یکجا کرنے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوجاتا ہے تو وہ بھی صاحب نصاب ہے، اسکو زکوۃ دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔(۲)

زکوۃ کا معنیٰ

زکوۃ کا معنیٰ لغت میں بڑھنا اور پاک ہونا ہے، امام راغب اصفہانی نے فرمایا: کہ زکوۃ اس معنوی زیادتی کو کہتے ہیں جو اللہ کی جانب سے برکت کے طور پر ہوتی ہے اور اصطلاح میں زکوۃ مال کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے، جس کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی.(فتاوی عالمگیری باب المصرف کتاب الزکاة ج:۱ ص:۱۸۹،ط:ماجدیه کوئٹه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲٤٠،شامی ج:۲ ص:۳۳۹،بدائع ج:۲ ص:٤٨،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۵. والشرط أن یکون فاضلا عن حاجته الاصلیة وهی مسکنة واثاث مسکنه وثیابه و خادمه ومرکبه وسلاحه ....فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۳،الفصل الاول، ط: رشیدیه.البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰٦ شامی ج:۲ ص:۲٦۲ ،فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۹)

(۲) ولایجوز دفع الزکاة الی من یملك نصابا ای مال کان دنانیر او دراهم اوسوائم اوعرضا للتجارة اولغیر التجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة کذا فی الزاهدی .(هندیه الباب السابع فی المصارف ج:۱ ص:۱۸۹ .المحیط البرهانی الفصل الثامن المتعلقة بمن یوضع فیه الزکاة ج:۳ ص:۲۰۹، ادارة القرآن ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۵ ،ادارة القرآن)

انسان پر فرض کیا گیا ہے۔ یعنی اپنے مال میں سے شریعت کی جانب سے مقرر کردہ ایک خاص مقدار کا کسی مسلمان فقیر وغریب غیر سید کو خالص اللہ کی رضا کیلئے بلاعوض مالک بنا کر دینا۔(۱)

زکوۃ کا مقصد

مال ودولت صرف ایک آدمی کے پاس منجمد نہ رہے بلکہ سب کے پاس گردش کرتا رہے اور یہ مال قوم کے تمام افراد میں پھیلے اور تقسیم ہو جیسے وراثت کے قانون سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک آدمی کے انتقال کے بعد اس کا مال بہت سارے وارثوں میں پھیل جاتا ہے اور تقسیم ہو جاتا ہے۔

زکوۃ کا مکان ان شرائط کے ساتھ دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے تعمیر کئے گئے فلیٹ حسب ذیل شرائط پر مستحق لوگوں کو دینا۔

(الف) یہ فلیٹ کم از کم پانچ سال تک مستحق آدمی کسی کو فروخت نہیں کر سکتا۔

(ب) متعلقہ فلیٹ مستحق آدمی کو استعمال کے لئے دیا جا رہا ہے اس میں مستحق آدمی کرایہ دار نہیں رکھے گا، پگڑی پر نہیں دے گا دوسرے آدمی کو استعمال کے لئے بھی نہیں دے گا۔

(ج) اگر مستحق آدمی نے یہ فلیٹ کسی کو پگڑی پر یا کرایہ پر دیا تو اسکی اطلاع جماعت اور برادری کو ملنے پر فلیٹ کا حق منسوخ کر دیا جائے گا۔

(د) فلیٹ کی رقم جو جماعت مقرر کرے وہ ہر ماہ ادا کر کے اسکی رسید حاصل کرنی ہوگی۔

---

(۱) کتاب الزکاۃ (ھی) لغۃ الطھارۃ والنماء وشرعا تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر غیر ھاشمی ولا مولاہ مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه للہ تعالی. الدر المختار شامی ج:۲ ص:۲۵۸،۲۵۶ .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱ . ھندیه ج:۱ ص:۱۷۰)

(ہ) اس فلیٹ کو دوسرے فلیٹ سے بدلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(و) یہ عمارت جماعت کے قبضہ میں رہے گی۔

(ز) فلیٹ کو بیچنے کے لئے جماعت سے اجازت لینی ہوگی۔

(ح) ان شرائط کے علاوہ جماعت کی جانب سے عمل میں آنے والے نئے احکامات اور شرائط کو ماننا کر ان پر بھی عمل کرنا ہوگا۔

(جواب) ان شرائط کے ساتھ اگر کسی مستحق آدمی کو زکوۃ کی رقم سے فلیٹ یا مکان بنا کر دیا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

زکوۃ ادا ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ فلیٹ دیئے جائیں ان کو مالک بنا کر دیا جائے، اور ملکیت کے کاغذات کے ساتھ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں کہ یہ لوگ ان فلیٹوں میں جیسے چاہیں جائز طور پر مالکانہ تصرف کریں اور جماعت کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہ ہو، اگر ان کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے جائیں گے تو زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور ایسے لوگوں پر ضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ ادا کریں۔(۱)

زکوۃ کس قسم کے مال پر فرض ہے

زکوۃ صرف اس مال پر فرض ہے جو عادۃً بڑھتا رہتا ہے، جیسے مال تجارت یا مویشی یا سونا چاندی، کیونکہ سونے چاندی کو اسلام نے تجارت ہی کا ذریعہ قرار دیا ہے خواہ کوئی اسکو زیور بنا کر رکھے، یا سونا چاندی کے ٹکڑے بنا کر رکھے، ہر حال میں وہ

---

(۱) اما تفسیرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰ ،شامی ج:۲ ص:۲۵۶ ـ ۲۵۸ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱ ،ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة .الدر المختار شامی ج:۲ ص:۳۴۴ ،باب المصرف البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۳ ،تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۲)

تجارت کا مال ہے، اسی لئے سونے چاندی پر خواہ وہ کسی صورت میں ہو زکوۃ فرض ہوتی ہے اگر نصاب کے برابر یا زیادہ ہے۔

ان تین قسموں کے اموال کے علاوہ ذاتی مکان دکان، برتن، فرنیچر اور دوسرے گھریلو سامان، ملوں اور کارخانوں کی مشینری، جواہرات خواہ کتنی قیمت کے ہوں اگر تجارت کے لئے نہیں تو ان پر زکوۃ فرض نہیں، ہاں اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی فروخت کی نیت سے خریدی ہے اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

زکوۃ کس کو دے

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے کہ زکوۃ وغیرہ دینے کے لئے ایسے دیندار لوگوں کو تلاش کرے جو دنیا کی طمع وطلب کو چھوڑ کر آخرت کی تجارت میں مشغول ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ'' تم پاک غذاء کھاؤ اور پاک لوگوں کو کھلاؤ، نیز یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ نیک کام کرنے

---

(۱) وملك نصاب حولی فارغ عن الدين وحوائج الاصلية نام ولوتقديرا .(البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۲ کتاب الزکوة شامی ج:۲ ص:۲۵۹، ۲٦۲ ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۳)
(ومنها كون المال ناميا لان معنى الزكاة هوالنماء لايحصل الامن المال النامی ولسنا نعنی به حقيقة النماء لان ذلك غيرمعتبروانمانعنی به کون المال معدا للاستمناء بالتجارة ....والتجارة سبب لحصول الربح فيقام مقام المسبب.......والتجارة فی اموال التجاة الأن الاعداد للتجارة المطلقة من الذهب والفضة ثابت باصل الخلقة لانها لاتصلح للانتفاع باعيانها فی دفع الحوائج الاصلية فلاحاجة الى الاعداد من العبد للتجارة بالنية اذا النية للتعين وهی متعينة للتجارة باصل الخلقة فلاحاجة الى التعيين بالنية فتجب الزكاة فيها نوى التجارة اولم ينوأصلا أونوى النفقة .(بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۱ ،فصل اما شرائط التی ترجع الى المال ،ايچ ايم سعيد كراچی) وليس فی دورالسكنی وثياب البدن واثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة لأنها مشغولة بحاجته الأصلية و ليست بنامية ايضا .شامی ج۲ ص:۲٦۲، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰٦ ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۳)

والے ہی کو اپنا کھانا کھلاؤ، کیونکہ وہ لوگ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہیں، جب وہ لوگ تنگدست ہوتے ہیں تو ان کی توجہ ہٹ جاتی ہے، لہذا جن لوگوں کی توجہ دینا کی طرف ہے ایسے ہزاروں افراد کو زکوۃ دینے سے ایسے ایک آدمی کو زکوۃ دینا بہتر ہے جس کی توجہ اللہ تعالی کی طرف ہو اور پرہیزگاروں میں سے بھی ایسے اہل علم کو خاص کر دیں جو اپنے علم سے صرف اللہ کی رضا کے لئے لوگوں کو نفع پہنچا رہے ہیں، اور مذہب اسلام کی پختگی اور دینی علوم کی اشاعت اور تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، کیونکہ علم پڑھنا پڑھانا تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوۃ وخیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''میں نبوت کے درجہ کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا ہوں، کیونکہ اگر اہل علم تنگدست ہوں گے تو دین کی خدمت نہیں ہو سکے گی جسکی وجہ سے دینی کام میں نقص آجائے گا، لہذا علمی خدمت کے لئے ان کو فارغ اور بے فکر کر دینا چاہیے، یہ سب سے افضل اور بہتر ہے۔(۲)

(۱) الاولی ان یطلب الاتقیاء المعرضین عن الدنیا المتجردین لتجارة الأخرة قال ﷺ لاتأكل الا طعام تقي ولايأكل طعامك الاتقي وهذا لان التقي يستعين به على التقوى فتكون شريكا له في طاعته باعانتك اياه وقال ﷺ اطعموا طعامكم الاتقياء واولوا معروفكم المؤمنين .(احياء العلوم كتاب اسرارالزكاة الفصل الثاني الوظيفة الثامنه ج:۱ص:۱۵۲، ط:نول كشور . ج:۱ ص:۲۸۹،دارالخير دمشق)

(۲) الصفة الثانية ان يكون من اهل العلم خاصة فان ذلك اعانة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات مهما صحت فيه النية وكان ابن المبارك يخصص بمعروفه اهل العلم ، فقيل له لو عممت فقال:اني لااعرف بعد مقام النبوة أفضل من مقام العلماء فاذا اشتغل قلب أحدهم بحاجته لم يتفرغ للعلم ولم يقبل على التعلم فتفريغهم للعلم أفضل .(احياء العلوم ج:۱ ص:۱۵۲ ،نولكشوروج:۱ ص:۲۹۰ ،دارالخير دمشق)

زکوۃ کو رمضان تک روکنا

☆...... مثلاً اگر کسی آدمی کا سال رمضان سے چار ماہ پہلے پورا ہو گیا ہے اور وہ شخص رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کرنا چاہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ ایک سال کی زکوۃ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مزید چار ماہ کی زکوۃ بھی حساب کر کے ادا کرے تو آئندہ کے لئے رمضان سے رمضان تک حساب رکھنا درست ہوگا۔

اور اگر درمیان کے چار مہینے کی زکوۃ ادا نہیں کی گئی اور رمضان سے رمضان تک حساب جاری رکھا تو یہ غلط ہوگا اور زکوۃ اس آدمی کے ذمے میں رہ جائے گی موت کے بعد عذاب کا سبب بنے گا۔

☆...... کبھی ایسا ہوتا ہے کہ رمضان سے مثلاً چار ماہ کے بعد سال ختم ہوتا ہے، لیکن یہ شخص چار ماہ پہلے رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کر کے اپنے آپ کو سبکدوش اور بری الذمہ سمجھ لیتا ہے تو یہ ہر حالت میں درست نہیں بعض صورتوں میں درست اور بعض صورتوں میں درست نہیں بلکہ غلط ہے۔

درست صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک میں جتنی مقدار مال سے زکوۃ نکالی ہے، اگر چار ماہ گذرنے کے بعد سال کے اختتام پر اتنی ہی مقدار مال رہا ہے اس میں بالکل اضافہ نہ ہوا تو جو زکوۃ نکالی گئی وہ صحیح ہے۔

اور اگر رمضان المبارک میں زکوۃ نکالنے کے بعد چار ماہ کے بعد سال کے اختتا م پر نصاب میں اصافہ ہوا ہے تو اضافی مقدار سے بھی حساب کر کے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔

مثلاً ایک آدمی کا سال ذی الحجہ میں ختم ہوتا ہے، اور اس نے سال مکمل ہونے سے تین ماہ پہلے رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کر دی، اور رمضان المبارک میں اسکے

پاس ایک لاکھ کی رقم تھی اور زکوۃ کی مقدار ڈھائی ہزار تھی اور اس نے ادا کردی، پھر تین مہینے گذرنے کے بعد ذی الحجہ کے اختتام پر دو لاکھ کی رقم تھی تو اس صورت میں پانچ ہزار زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور اس نے ڈھائی ہزار ادا کی تو اس کو مزید ڈھائی ہزار ادا کرنا لازم ہوگا۔

اس لئے سال پورا ہونے پر نصاب کو ضرور دیکھا جائے ،اور سال پورا ہونے سے پہلے رمضان المبارک میں جو زکوۃ ادا کی گئی اس کو نوٹ کرکے رکھے پھر سال پورا ہونے پر اگر رقم کا اضافہ ہوا ہے تو زائد رقم کی زکوۃ ادا کردے۔

اور اگر سال رمضان سے پہلے رجب میں پورا ہو گیا اور زکوۃ رمضان میں دینا چاہے تو دو صورتیں ہیں، اگر رجب اور رمضان المبارک میں مال کی مقدار برابر ہے تو زکوۃ کی مقدار ایک ہوگی ،مثلا رجب میں بھی ایک لاکھ اور رمضان میں بھی بدستور ایک لاکھ کی رقم رہی تو زکوۃ ڈھائی ہزار لازم ہوگی۔

اور اگر رجب میں ایک لاکھ تھا اور رمضان میں دو لاکھ ہو گئے تو ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا دو لاکھ کی نہیں۔

اور اگر رجب میں دو لاکھ تھے اور رمضان میں ایک لاکھ ہو گیا اور رمضان میں ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کی تو سبکدوش نہیں ہوگا بلکہ رجب کے اعتبار سے دو لاکھ کی زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۱)

---

(۱) ویجوز تعجیل الزکوۃ بعد ملك النصاب ولا یجوز قبله وانما یجوز التعجیل بثلاثة شروط احدها ان یکون الحول منعقدا علیه وقت التعجیل. والثانی ان یکون النصاب الذی ادی عنه کاملا فی آخر الحول. والثالث ان لایفوت اصله فیما بین ذلك فاذا کان له النصاب من الذهب والفضة اوأموال التجارة اقل من المأتین فعجل الزکاة ثم کمل النصاب او کانت له مائتا درهم اوعروض للتجارة قیمتها مائتا درهم فتصدق بالخمسة عن الزکاة وانتقص النصاب حتی حال علیه الحول والنصاب ناقص اوکان النصاب کاملا وقت التعجیل ثم هلك جمیع المال صار ماعجل به تطوعا .(فتاوی عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول =

زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا

مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دیتے وقت زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں، صرف دل میں زکوۃ دینے کی نیت کرنا یا اس رقم کو پہلے سے زکوۃ کی نیت سے الگ کرنا ضروری ہے، باقی زکوۃ دیتے وقت یہ کہہ سکتا ہے کہ ہدیہ، گفٹ، انعام، عیدی یا عطیہ ہے یا قرض دیتا ہوں وغیرہ۔(۱)

زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا

☆...... جب صاحب نصاب آدمی کے مال وغیرہ پر پورا سال گذر جائے تو فوراً زکوۃ ادا کر دے تاخیر یا سستی بالکل نہ کرے، نیک کام میں دیر لگانا بالکل مناسب نہیں، شاید اچانک موت آجائے، اور یہ ذمہ داری اپنی گردن پر رہ جائے، اور اسکی سزا بھگتنا پڑے۔(۲)

☆...... اگر سال گذرنے پر زکوۃ ادا نہیں کی، یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو ایک قول کے مطابق گناہ ہوا، اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی، لہذا ایسی صورت میں زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اللہ سے توبہ استغفار کرے اور دونوں سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دیدے۔

غرض کہ اپنی زندگی میں ہی گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ جو ادا نہیں کی تھی وہ ضرور

= ج:۱ ص:۱۷۶، بدائع ج:۲ ص:۵۰ تتارخانیة ج:۲ ص:۲۵۳، فتح القدیر ج:۲ ص:۷ ۱۵ ط: رشیدیه. انظر امداد مسائل زکوۃ ص:۳۴، ۳۶.

(۱) من اعطی مسکینا دراهم وسماها هبة اوقرضا ونوی الزکوة فانها تجزئه .شامی ج:۲ ص:۲۶۸، هندیه کتاب الزکاة ج:۱ ص:۱۷۰، ط: مکتبه حقانیه، بشاور. البحر ج:۲ ص:۲۱۲)

(۲) وتجب علی الفور عند تمام الحول حتی یأثم بتأخیره من غیر عذر وفی روایة الرازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت والاول اصح .(فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، کتاب الزکاة بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲ .شامی ج:۲ ص:۲۷۲)

ادا کر دے، ورنہ جس آدمی نے اپنی زکوۃ اپنی زندگی میں خود ادا نہیں کی وہ اپنی اولاد سے باپ کی زکوۃ ادا کرنے کی امید نہ رکھے۔(۱)

زکوۃ کیا کہہ کر دے

زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا شرط نہیں، اگر گمان غالب کے مطابق وہ مستحق ہے تو تحفۃً ہدیہ کہہ کر دینا یا قرض کہہ کر دینا جائز ہے البتہ دیتے وقت دل میں زکوۃ کی نیت کرے کافی ہے۔(۲)

زکوۃ کی تشہیر کرنا

☆......زکوۃ کی تشہیر اس نیت سے کرنا کہ زکوۃ دینے والوں کو ترغیب ہو درست ہے۔(۳)

☆......ریا کاری، اور نمود و نمائش کی غرض سے زکوۃ کی تشہیر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس سے ثواب باطل ہو جائے گا۔(۴)

☆......فقہاء کرام نے فرمایا: کہ ترغیب کے لئے زکوۃ علی الاعلان ادا کرنا افضل ہے اور نفلی صدقات و خیرات کو پوشیدہ طور پر ادا کرنا بہتر ہے۔(۵)

---

(۱) أیضا

(۲) ومن أعطی مسکینا دراهم سماها هبة أو قرضا ،ونوی الزکوة فانها تجزیه وهو الاصح . عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱ ،شامی ج:۲ ص:۲٦۸ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۲).

(۳) اذا اراد الرجل اداء الزکاة الواجبة قالوا الافضل الاعلان والاظهار وفی التطوعات الفضل هو الاخفاء والاسرار.عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج:۱ص: ۱۷۱، ط:رشیدیه.البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۲ ،ط:سعید

(٤) عن جندب قال قال رسول الله ﷺ :من سمع سمع الله به ومن یرائی یرائی الله به ،متفق علیه ،مشکوة باب الریاء والسمعة ص:٤٥٤ ،ط:قدیمی .

(٥) إذا أراد الرجل أداء الزکوة والواجبة ،قالوا:الأفضل الإعلان والاظهار وفی التطوعات الأفضل هو الإخفاء والاسرار.کذا فی فتاوی قاضیخان .عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱، البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۲)

زکوۃ کی تعریف

☆......صاحب نصاب آدمی کا اپنے مال کی خاص مقدار کا (جو شریعت کی طرف سے مقرر ہے) کسی نادار غریب اور فقیر آدمی کو بلا عوض مفت میں مالک بنا کر دینا۔(۱)

☆......سید کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......تنخواہ میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......غیر انسان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......غیر مسلم کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوۃ کی رقم الگ کر کے فوت ہو گیا

زکوۃ کی نیت سے زکوۃ کی رقم الگ کر لی، یا وکیل کو دیدی، ابھی تک زکوۃ ادا نہیں کی، اور اس آدمی کا انتقال ہو گیا تو اس رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے وصیت بھی کی ہے تو یہ رقم زکوۃ میں دیدی جائے گی، بشرطیکہ کل ترکہ کی ایک تہائی سے زائد نہ ہو، ورنہ زائد رقم میں وارثوں کی رضامندی کی ضرورت ہوگی۔(۲)

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو اس رقم کو ترکہ میں شامل کر کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ وکیل فقیر کے قائم مقام نہیں اور موکل کی موت کی وجہ سے

---

(۱) اما تفسیرها فهی تملیك المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى هذا فی الشرع .عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰ ،شامی ج:۲ ص: ۲۵۸،۲۵۷ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱)

(۲) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء. الدرالمختار ،البحر ج:۲ ص:۲۱۱، (قوله ولایخرج عن العهدة بالعزل)فلو ضاعت لاتسقط عنه الزكاة ،ولومات كانت میراثا عنه بخلاف ماإذا ضاعت فی یدی الساعی ؛لأن یده كید الفقراء .شامی ج:۲ ص: ۲۷۰، البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۱) ولومات من علیه الزكاة لاتوخذ من تركته لفقد شرط صحتها: وهو النیة إلا اذا اوصى بها فتعتبر من الثلث كسائر التبرعات ،البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۱۱)

وکیل کی وکالت ختم ہوگئی، اس لئے وکیل کو موکل کی وفات کے بعد وہ رقم زکوۃ میں صرف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔(۱)

ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں، اور سب خوشی سے زکوۃ ادا کردیں گے تو میت پر بہت بڑا عظیم احسان ہوگا۔(۲)

زکوۃ کی رقم پر زکوۃ

کسی نے اپنے مال کی زکوۃ نکالی لیکن اسے کسی مستحق کو مالک بنا کر نہیں دیا اس دوران ایک سال گذر گیا اور وہ رقم اپنے پاس رہی تو اس پر دوبارہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی، اس رقم کو بھی زکوۃ میں ادا کرے مزید ڈھائی فیصد بھی۔(۳)

زکوۃ کی رقم تملیک کے بغیر فقراء کے فائدہ کیلئے خرچ کرنا

اگر زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ لوگوں کے قبضے میں دیکر مالک بنانے کے بغیر انہی لوگوں کے فائدے کیلئے خرچ کردی گئی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ آدمی کو دے کر مالک بنانا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۴)

---

(۱) أيضا

(۲) (ولومات فاداها وارثه جاز) فى الجوهرة :إذا مات من عليه زكاة أوفطرة او كفارة أونذر لم تؤخذ من تركته عندنا الا ان يتبرع ورثته بذلك وهم من أهل التبرع ولم يجبروا عليه ، وإن أوصى تنفذ من الثلث .شامى ج:۲ص:۳۸۹،باب صدقة الفطر،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳،ط:سعيد. تتارخانية ج:۲ص:۲۹۶،ط:ادارة القرآن.

(۳) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامى ج:۲ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۱.هنديه ج:۱ص:۱۷۰.اذا كان لرجل مائتادرهم أوعشرون مثقال ذهب فلم يود زكاته سنتين يزكى السنة الأولى ،وليس عليه للسنة الثانية شئ عند أصحابنا الثلاثة الخ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٤،بدائع الصنائع ج:۲ص:۷،شامى ج:۲ص:۲٦۰)

(٤) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة كما مرولايصرف الى بناء نحومسجد ولاالى كفن ميت وقضاء دين . وفى الشامية (قوله نحومسجد) كبناء القناطروالسقايات واصلاح =

زکوۃ کی رقم چوری ہوگئی

☆...... اگر صاحب نصاب آدمی نے زکوۃ کی رقم ادا کرنے کے لئے الگ جگہ پر یا الگ بٹوے میں رکھی ہے، ادا کرنے سے پہلے وہ رقم چوری ہوگئی یا ضائع ہوگئی تو زکوۃ ادانہیں ہوئی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنالازم ہے۔(۱)

☆...... زکوۃ کی نیت سے رکھی رقم گم ہوجائے، کھوجائے، چوری ہوجائے تو زکوۃ ادانہیں ہوگی دوبارہ زکوۃ ادا کرنالازم ہے ورنہ ذمہ داری ساقط نہیں ہوگی۔(۲)

☆...... زکوۃ کی رقم نکالنے کے بعد کچھ فقیروں میں تقسیم کردی، اور کچھ باقی ہے اور نیت ہے کہ وقتاً فوقتاً دیتا رہے گا، اس دوران وہ رقم چوری ہوگئی یا کھوگئی یا رکھ کر بھول گیا تو ان صورتوں میں جتنی رقم فقیروں کو نہیں دی گئی اتنی رقم دوبارہ فقیروں کو زکوۃ کی نیت سے دیدے(۳)

زکوۃ کی رقم دوسری جگہ بھیجنے کا خرچہ

☆...... زکوۃ ادا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مقدار واجب مستحقین کے پاس پہنچ جائے اور اس پہنچانے میں جو کچھ خرچہ ہوگا وہ زکوۃ دینے والے کو برداشت کرنا پڑے گا زکوۃ کی رقم سے اس خرچہ کا وضع کرنا درست نہیں ہے، ورنہ جتنی مقدار زکوۃ واجب ہے اتنی مقدار ادانہیں ہوگی، اور خرچہ کی بابت جتنی رقم وضع کی گئی ہے اتنی رقم زکو ۃ کی نیت سے مزید ادا کرنالازم ہوگا۔(۴)

= الطرقات وکری الانهاروالحج والجهاد کل مالاتمليك فيه (ردالمحتارشامی باب المصرف ج: ۲ ص: ۳٤٤،ط:سعيد، بدائع ج:۲ ص:۳۹،البحرج:۲ ص:۲٤۳، تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۲

(۱،۲،۳) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .(قوله ولایخرج عن العهدة بالعزل) فلوضاعت لاتسقط عنه الزكاة الخ .شامی ج:۲ص: ۲۷۰،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۰، البحر ج:۲ ص: ۲۱۱،ط:سعيد)

(٤) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۷۰، البحر الرائق ج:۲ص: ۲۱۰،هنديه ج:۱ص: ۱۷۰)

☆......اگر ڈالر وغیرہ کی قیمت کے حساب سے زکوۃ بھیجدی جائے گی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ اس میں کمی نہیں ہوتی ہے۔(۱)

زکوۃ کی رقم دینے میں اختیار ہے

زکوۃ کی رقم دینے میں اختیار ہے کہ چاہے تو ایک ہی مستحق کو پوری رقم دیدیں یا زکوۃ کی رقم متعدد مستحق زکوۃ غریبوں میں تقسیم کر دیں۔

نیز یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے تو ایک دن میں پوری رقم دیدیں، یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دیدیں۔(۲)

زکوۃ کی رقم سے کارخانہ لگانا

مستحق زکوۃ لوگوں کی مدد کے لئے زکوۃ کی رقم سے مل اور صنعتی کارخانے لگانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں فقیروں کو زکوۃ کی رقم کا مالک نہیں بنایا گیا۔

ہاں اگر زکوۃ کی رقم سے کارخانہ لگا کر مستحق زکوۃ لوگوں کو دے کر مالک بنا دیا تو جتنی مالیت کا وہ کارخانہ ہے اتنی مالیت کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر غریب کو دینا

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر کسی مستحق زکوۃ کو مالک بنا کر قبضہ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی، بشرطیکہ غریب کو مالک بنا کر دینے کے بعد زکوۃ دینے والے آدمی کا

(۱) وجاز دفع القيمة فی زكاة وعشر وخراج وفطرة .الدر المختار شامی ج۲ ص: ۲۸۵)

(۲) فهذه جهات الزكاة وللمالك ان يدفع الى كل واحد. وله ان يقتصر على صنف واحد كذا فی الهدايه وله أن يقتصر على شخص واحد .عالمگيری كتاب الزكوة باب المصرف ج: ۱ ص: ۱۸۸ ط: حقانيه .تتارخانيه ج۲ ص: ۲۷۱ ،فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۵ ، البحر ج: ۲ ص: ۲۴۲ ، بدائع ج: ۲ ص: ۴۶ ،سعيد.

(۳) ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لااباحة .الدر المختار شامی ج: ۲ ص: ۳۴۴ ، البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳ ،اماتفسيرها :فهي تمليك عن المال من فقير مسلم غير هاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .عالمگيری ج: ۱ ص: ۱۷۰ ، البحر ج۲ ص: ۲۰۱ ،ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۵۷ ،ط: سعيد.

اس مکان میں کسی قسم کا کوئی حق و تعلق باقی نہ رہے۔ (۱)

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر کرایہ پر دینا

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر مستحق یا غیر مستحق کو کرایہ پر دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ زکوۃ کے حقداروں کو بلاعوض مالک بنا کردی جائے، اور وہ شرط یہاں نہیں پائی جاتی۔ (۲)

زکوۃ کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا

اگر کسی نے زکوۃ ادا کرنے کے لئے زکوۃ کی رقم الگ کر کے نکالی لیکن زکوۃ کی رقم ادا کرنے سے پہلے اسے کچھ رقم کی ضرورت پڑی تو وہ اس سے رقم لے کر ذاتی استعمال میں لا سکتا ہے، البتہ اتنی رقم بعد میں زکوۃ کی مد میں ادا کرنا ضروری ہوگا کیونکہ زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کرنے والا جب تک وہ رقم مستحقین زکوۃ کو نہیں دے گا تب تک وہ اس رقم کا مالک ہے اور مالک کے لئے اپنی رقم اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔ (۳)

زکوۃ کی رقم سے غریبوں کو تجارت کرانا

اگر زکوۃ کی رقم غریبوں کو تجارت کرنے کے لئے مالک بنا کردی جاتی ہے تو جائز ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۴)

---

(۱) أیضا

(۲) اما تفسیرها فهی تملیك المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من کل وجه لله تعالی .(فتاوی عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۱ ،شامی ج: ۲ ص: ۲۵۷)

(۳) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .(الدر المختار شامی ج: ۲ ص: ۲۷۰، هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،البحر ج: ۲ ص: ۲۱۰)

(٤) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة .الدر المختار شامی ج: ۲ ص: ۳٤٤، البحر ج: ۲ ص: ۲٤۳ ،تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۲ وشرعا تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم =

زکوۃ کی رقم سے قرض دینا

جو فلاحی ادارے لوگوں کی زکوۃ جمع کرتے ہیں ان پر ضروری ہے کہ وہ رقم مستحقین میں صرف کریں، ان میں مالکانہ تصرف نہیں کر سکتے، اور زکوۃ کی رقم کسی کو قرض کے طور پر نہیں دے سکتے، نہ خود قرض کے طور پر لے سکتے ہیں، ہاں اگر مالکان کی طرف سے اجازت ہو تو درست ہے۔(۱)

زکوۃ کی رقم سے مہینہ مقرر کر دینا

☆...... دینی مدارس کے طلباء یا غریبوں کو زکوۃ کی رقم مہینہ مقرر کر کے دینا جائز ہے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔(۲)

☆...... کسی مسکین کو زکوۃ سے کچھ رقم ماہوار مقرر کردی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

= فقیر ولو معتوها غیر هاشمی ولا مولاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(وفي الشامية (قوله لله تعالى)متعلق بتمليك ای لأجل امتثال امره تعالى :(الدر المختار مع الرد المختار كتاب الزكاة ج:۲ ص:۲۵٦ـ ۲۵۸ ،ط:سعيد،البحر الرائق كتاب الزكاة ج:۲ص: ۲۰۱ ، ط:سعيد،هنديه ج: ۱ ص: ۱۷۰ ،ط:رشيديه)

(۱)أيضا

(۳،۲) (اومقارنة بعزل ماوجب) كله أوبعضه ،ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدر المختار شامي ج:۲ص: ۲٦۹ ،البحر ج:۲ص: ۲۱۰ ،ط:سعيد ،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۰. فهذه جهات الزكاة للمالك ان يدفع إلى كل واحد ،وله أن يقتصر على صنف واحد، وله أن يقتصر على شخص واحد. والدفع إلى الواحد افضل إذا لم يكن المدفوع نصابا . عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸ ،ومنها ابن السبيل .الفتاوى تتارخانية ج:۲ص: ۲۷۱، فتح القدير ج:۲ ص: ۲۰۵ ،رشيديه .بدائع الصنائع،ج:۲ص: ٤٦ ،ط:سعيد. البحر الرائق ج:۲ ص: ۲٤۲ ، ط:سعيد.

زکوۃ کی رقم غریبوں کو قرض کے طور پر دے کر تجارت کرانا

زکوۃ کی رقم زکوۃ کے مصرف میں خرچ کرنا ضروری ہے، کسی غریب کو قرض کے طور پر تجارت کے لئے دینا جائز نہیں، ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۱)

ہاں اگر زکوۃ کی رقم غریب کو تجارت کرنے کے لئے مالک بنا کر دیدے تو جائز ہے، اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔ (۲)

زکوۃ کی رقم کو فقراء کے لئے آمدنی کا ذریعہ بنانا

زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحقین کو بلاعوض مالک بنا کر دینا شرط ہے اس لئے زکوۃ کی رقم سے کوئی پراپرٹی یا زمین خرید کر یا کاروبار کر کے اسکی آمدنی کو مستحقین میں خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اسلئے زکوۃ کی رقم سے آمدنی کے لئے جائیداد لینا جائز نہیں ہے۔ (۳)

زکوۃ کی رقم میں کمیشن دینا

ایک علاقے سے دوسرے علاقے، یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں زکوۃ کے پیسے بھیجنے کی صورت میں کمیشن دینا پڑتا ہے، اس کمیشن کو زکوۃ کی رقم سے شمار کرنا یا وضع کرنا درست نہیں، بلکہ کمیشن کی رقم الگ دینی ہے، ورنہ کمیشن میں جتنی رقم دی گئی ہے

(۱، ۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة .الدرالمختارباب المصرف شامی ج:۲ ص: ۳٤٤.(وھی تملیك)خرج الاباحة ،فلوأطعم یتیما ناویا الزکاة لایجزیه إلا إذا دفع الیه المطعوم کما لوکساه الخ (الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۵۷،کتاب الزکاة. البحر ج:۲ ص:۲۰۱ .یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قرض دینے کی صورت میں تملیک پائی نہیں جاتی۔)

(۳) وشرعا (تملیك جزء مال) خرج المنفعة ،فلواسکن فقیرا داره سنة ناویا لایجزیه (عینه الشارع.......من مسلم فقیرولومعتوھا (غیرھاشمی ولامولاہ) أی معتقه ....مع قطع المنفعة عن المملك من کل وجه ....للہ تعالی.الدرالمختارشامی ج:۲ ص: ۲۵۶،۲۵۸ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱ ،ط:سعید)

اتنی رقم زکوۃ کی نیت سے دوبارہ فقیروں کو دیدے۔(۱)

مثلاً پاکستان سے ہندوستان ایک ہزار روپے زکوۃ کی رقم ڈرافٹ یا ہنڈی سے بھیجنے کی صورت میں سو روپے کمیشن دینے پڑتے ہیں، اور ہندوستان میں ایک ہزار کے بجائے نو سو روپے پہنچتے ہیں، تو اس صورت میں کمیشن کے سو روپے زکوۃ میں سے شمار کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ کمیشن کے سو روپے غیر زکوۃ سے ادا کرنا لازم ہوں گے تا کہ زکوۃ کی رقم ایک ہزار روپے کے برابر پہنچ جائے، اگر کسی نے کمیشن کے سو روپے زکوۃ سے ادا کیے تو سو روپے زکوۃ میں سے ادا نہیں ہوئے لہذا مزید سو روپے زکوۃ کی مد میں ادا کرنا لازم ہوں گے۔

زکوۃ کی رقم سے حج کرانا

☆......اگر کسی غریب آدمی کو زکوۃ کی رقم دے کر مالک بنادیا پھر اسکو اختیار دیا چاہے اس سے حج کرے یا اپنی مرضی سے کوئی اور کام کرے، اور اس نے اس رقم سے حج کیا تو حج ہوجائے گا اور زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......اپنی زکوۃ کی رقم سے اپنا حج کرنا یا کرانا درست نہیں، البتہ یہ جائز ہے کہ مستحق زکوۃ فقیر آدمی کو زکوۃ کے پیسے کا مالک بنادیا جائے، پھر خواہ وہ اپنا حج کرے یا دیگر مصارف میں صرف کرے اسکو اختیار ہے۔(۳)

---

(۱) قوله وشرط ادائها نية مقارنة للاداء اولعزل ماوجب........واشار المصنف الى انه لايخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الى الفقير. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۰، ۲۱۱، ط:سعيد ،لايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدر المختار مع التنوير ج:۲ ص:۲۷۰، كتاب الزكوة ط:سعيد ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكوة الباب الاول ط:رشيديه)

(۲) هي تمليك المال من فقير مسلم بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .البحر الرائق ج:۱ ص:۲۰۱، كتاب الزكاة ط:سعيد، شامي ج:۲ ص:۲۵۷، ط: سعيد، هنديه ج:۱ ص:۱۷۰)

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة شامي ج:۲ ص:۲۵۶، ج:۲ ص:۲۴۴، كتاب الزكاة ط:سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۳، باب المصرف. اماتفسيرها فهي تمليك =

زکوۃ کی شرح میں تبدیلی کرنا

زکوۃ بالاجماع ارکان اسلام میں سے ایک رکن، اور عظیم بنیادوں میں سے ایک اہم بنیاد ہے، زکوۃ کی مقررہ شرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث سے ثابت ہے، اور خلفائے راشدین نے اس پر عمل کیا ہے اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے، اور اسکی مخالفت سے ڈرایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم" (سورہ نور، پارہ ۱۸، آیت).

ترجمہ: "رسول کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں گرفتار نہ ہوجائیں، یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے"

لہذا اجتماعی حالات اور اقتصادی تغیرات کے تحت اسکی مقداروں میں تغیر وتبدل، کمی اور زیادتی کی کوئی صورت نہیں، جو شرح اسلام کی ابتداء سے مقرر ہے قیامت تک وہی شرح مقرر رہے گی، ورنہ زکوۃ کی شرح وقت کے حکمرانوں کے ہاتھوں کا کھلونہ بن جائے گی، شریعت کی مخالفت کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہوں گے، اور امت مسلمہ کی وحدت کی بنیاد پاش پاش ہوجائے گی، اور شرعی حکم کی یکسانیت ختم ہوجائے گی۔(۱)

زکوۃ کی کتابیں مطالعہ کے لئے رکھنا

زکوۃ کی رقم سے خریدی ہوئی کتابیں صرف مطالعہ کے لئے رکھنے کی صورت میں

= المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى هذا في الشرع كذا في التبيين .(هنديه ج:۱ ص:۱۷۰ ،شامي ج:۲ ص:۲۵۶ ـ ۲۵۸، ط: سعيد،البحرج:۲ ص:۲۰۱)

(۱) فقه الزكوة ج:۱ ص:۲۴۴ ـ ۲۴۶، مقدار الواجب في زكاة النقود، ط:مؤسسة الرسالة ، بيروت ،الطبعة الخامسة ۱۴۰۱ھ ـ ۱۹۸۱ء.

زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس صورت میں تملیک نہیں ہوگی، اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے۔ ہاں اگر مطالعہ کرنے والے زکوۃ کے مستحق ہیں اور ان کو مالک بنا کر دے دی جائیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے غیر مسلم کا فارم بھرنا

☆...... بینک میں زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے غیر مسلم/ شیعہ ہونے کا فارم بھرنا کفر ہے، کیونکہ یہ تحریری طور پر غیر مسلم اور کافر ہونے کا اقرار ہے، جسطرح مسلمان ہونے کے اقرار سے مسلمان ہوتا ہے اسی طرح غیر مسلم اور کافر ہونے کا اقرار کرنے سے کافر ہو جاتا ہے،(۲) اس لئے زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے ایسا فارم بھرنے والے پر ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی ضروری ہے، ورنہ بیوی حلال نہیں ہوگی۔(۳)

اگر کسی مسلمان نے ایسا فارم بھرنے کا مشورہ دیا ہے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس پر بھی لازم ہوگا کہ ایمان اور نکاح کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے۔(۴)

(۱) اماتفسیرها فهی تملیك المال من فقیرمسلم غیرهاشمی ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالی هذا فی الشرع كذافی التبیین.(عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۰،البحرج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكوة ط:سعید،الدرمع التنویرشامی ج:۲ ص: ۲۵۶، كتاب الزكوة)

(۲) وبقوله انا ملحد لان الملحد كافر، البحرالرائق ج:۵ص:۱۲۳،باب احكام المرتدین والاقرارشرط اجراء احكام الدنیا بعد الاتفاق علی انه یعتقد متی طولب به اتی به فان طولب به فلم یقرفهوكفر.البحرج:۵ص:۱۱۹ .ط:سعید.وفی البدائع:ركن الردة اجراء كلمة الكفرعلی اللسان بعد وجودالایمان .البحرج:۵ص: ۱۱۹ ،باب احكام المرتدین ط: سعید)

(۳) (منها) ماهوباطل بالاتفاق نحوالنكاح فلایجوزله ان یتزوج امرأة مسلمة ولامرتدة ولاذمیة ولاحرة ولامملوكة .(هندیه ج:۲ص:۲۵۵،كتاب الحدود الباب التاسع فی احكام المرتدین) حتی تبین زوجته منه ویجب تجدید النكاح .البحرالرائق ج:۵ص:۱۲۷،باب احكام المرتدین ط:سعید . آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۳ص:۳۴۳،ط: مکتبہ لدھیانوی۔

(٤) وبامره امرأة بالارتداد لتبین من زوجها وبالافتاء بذلك وان لم تكفرالمرأة بناء علی ان الرضابكفرغیره كفر.البحرالرائق ج:۵ص:۱۲٤ط:سعید.

☆......اگر کسی عورت نے ایسا فارم بھرا ہے تو اس پر بھی ضروری ہے کہ ایمان کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے تو نکاح کی بھی تجدید کرے۔(۱)

زکوۃ کے فوائد

☆......موجودہ دور میں امیر اور غریب کی ایک مستقل خوفناک جنگ جاری ہے ہر جگہ حقوق کی آواز لگ رہی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مالداروں کے ذمہ غریبوں کے جو حقوق عائد کئے ہیں اس میں کوتاہی ہوتی ہے، اگر پورے ملک میں سالانہ مالداروں کی دولت کا ڈھائی فیصد ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جاتا، اور امیر طبقہ خوشی سے یہ فریضہ ادا کرتا، اور اس رقم کی منصفانہ تقسیم مسلسل سالانہ ہوتی تو کچھ عرصہ کے بعد غریبوں کو امیروں سے شکایت نہ ہوتی، اور یہی غریب لوگ امیروں کے مال و دولت کے محافظ بن جاتے اور کوئی غریب نہ رہتا، اور دنیا سے امیر و غریب کی جنگ ختم ہو جاتی اور دنیا راحت و سکون کی جنت بن جاتی۔(۲)

(۱) وبقوله انا ملحد لان الملحد كافر. البحر الرائق ج:٥ص:١٢٣،باب احكام المرتدين. والاقرارشرط اجراء احكام الدنيا بعد الاتفاق على انه يعتقد متى طولب به اتى به فان طولب به فلم يقرفهوكفر. البحرج:٥ص:١١٩.ط:سعيد. وفي البدائع ركن الردة اجراء كلمة الكفرعلى اللسان بعد وجودالايمان .البحرج:٥ص:١١٩،باب احكام المرتدين ط: سعيد) حتى تبين زوجته منه ، ويجب تجديد النكاح .البحرج:٥ص:١٢٧هنديه ج:٢ص:٢٥٥.

(۲) آپ کے مسائل اوران کا حل ج:۳ص:۳۴۳

واماالمعقول فمن وجوه احدهما ان اداء الزكاة من باب اعانة الضعيف واغاثة اللهيف و اقدارالعاجزوتقويته على اداء ماافترض الله عزوجل عليه من التوحيد والعبادات والوسيلة الى اداء المفروض مفروض والثاني ان الزكاة تطهرنفس المؤدي عن انجاس الذنوب و تزكي اخلاقه بتخلق الجودوالكرم وترك الشح والضن اذا الانفس مجبولة على الضن بالمال فتتعودالسماحة وترتاض لاداء الامانات وايصال الحقوق الى مستحقيها وقد تضمن ذلك كله "خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها" والثالث ان الله قدانعم على الاغنياء وفضلهم بصنوف النعمة والأموال الفاضلة عن الحوائج الاصلية وخصهم بها فينعمون و يستمتعون بلذيذ العيش وشكرالنعمة فرض عقلا وشرعا واداء الزكاة الى الفقيرمن باب شكرالنعمة فكان فرضا.(بدائع الصنائع كتاب الزكاة ج:٢ص:٣،ط:ايچ ايم سعيد كراچى)

☆...... خون کی جو حیثیت بدن میں ہے وہی حیثیت مال ودولت کی انسانی معیشت میں ہے اگر بدن میں خون کی گردش صحیح ہے تو بدن بھی صحیح ہے فالج اور ہارڈ اٹیک کا خطرہ نہیں ہوتا، اور اگر خون کی گردش میں فتور آ جائے تو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، بعض اوقات دل کا دورہ پڑنے سے انسان کی اچانک موت واقع ہو جاتی ہے، ٹھیک اسی طرح اگر مال ودولت کی گردش منصفانہ نہ ہو تو پورے معاشرہ کی زندگی خطرہ میں ہو جاتی ہے اور پورا معاشرہ تباہ وبرباد ہو جاتا ہے راحت وسکون ختم ہو جاتا ہے، چوری ڈکیتی راہ زنی قتل وغارت لوٹ مار کا بازار گرم ہو جاتا ہے پھر دنیا جہنم بن جاتی ہے اور جہنم میں سکون تلاش کرنا سو فیصد محنت کو ضائع کرنا ہے۔(۱)

اللہ تعالی ساری کائنات کے خالق ہیں اس کو ہر چیز کا علم ہے اس نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور عادلانہ گردش کے لئے زکوۃ وصدقات کا نظام قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جب تک اس نظام کو قائم نہیں کیا جائے گا اور عدل وانصاف کے ساتھ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا تب تک معاشرہ درست نہیں ہوگا۔

☆...... پورے معاشرہ کو ایک اکائی تصور کیجئے، اور معاشرہ کے مختلف طبقات کو اس کے اعضاء سمجھئے، آپ جانتے ہیں کہ کسی حادثہ یا صدمہ سے کسی عضو میں خون جمع ہو کر منجمد ہو جائے تو وہ گل سڑ کر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر بہہ نکلتا ہے، اسی طرح جب معاشرہ کے اعضاء میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہو جاتا ہے وہ بھی سڑنے لگتا ہے پھر کبھی تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے، کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوتا ہے، کبھی بیماریوں اور ہسپتالوں میں لگتا ہے، کبھی اونچی اونچی بلڈنگوں اور محلات کی تعمیرات میں برباد ہو جاتا ہے۔

قدرت نے زکوۃ صدقات کے ذریعہ ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا

---

(۱) أیضا

ہے جو دولت کے انجماد کی وجہ سے معاشرے کو جسم پر نکل آتی ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۳ص:۳۳۳،۳۳۴ مکتبہ لدھیانوی)

☆...... انسانوں سے ہمدردی انسانیت کا عمدہ ترین وصف ہے، جس شخص کے دل میں اپنے جیسے انسانوں کی بے چارگی، غربت وافلاس، بھوک، فقر وفاقہ اور تنگ دستی اور زبوحالی کو دیکھ کر رحم نہیں آتا وہ انسان نہیں بلکہ انسانوں کی صورت میں خونخوار جانور ہے۔

چونکہ ایسے موقعوں پر نفس اور شیطان انسان کو انسانی ہمدردی میں اپنا کردار ادا کرنے سے باز رکھتے ہیں اس لئے بہت کم آدمی اسکی ہمت کرتے ہیں۔

االلہ تعالی نے اپنے کمزور بندوں کی مدد کے لئے امیر لوگوں کے ذمہ یہ فریضہ عائد کر دیا ہے تاکہ اس فریضۂ خداوندی کے سامنے وہ کسی نادان دوست کے مشورے پر عمل نہ کریں۔

☆...... مال جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے، وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کو گہرا دخل ہے، بعض دفعہ مال کا نہ ہونا انسان کو غیر انسانی حرکت پر آمادہ کرتا ہے اور وہ معاشرہ کی ناانصافی کو دیکھ کر معاشرتی سکون کو غارت کرنے کا پختہ عزم کر لیتا ہے۔

بعض اوقات وہ چوری، ڈکیتی، سٹہ اور جوا جیسی قبیح حرکات شروع کر دیتا ہے کبھی غربت وافلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر وہ زندگی سے ہاتھ دھو لینے کا فیصلہ کر لیتا ہے اور خودکشی کر لیتا ہے، کبھی وہ پیٹ کا جہنم بھرنے کیلئے اپنی عزت وعصمت کو نیلام کرتا ہے، ا، کبھی فقر وفاقہ کا علاج ڈھونڈنے کیلئے اپنے دین وایمان کا سودا کرتا ہے، اور غیر مسلموں کا آلہ کار بن کر مسلمانوں کے خلاف وہ کچھ کرتا ہے جو ایک کافر بھی نہیں کر سکتا۔

یہ تمام غیر انسانی حرکات معاشرہ میں فقر وفاقہ سے جنم لیتی ہیں اور بعض اوقات

گھرانوں کے گھرانوں کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں، اللہ تعالی نے زکوۃ صدقات کے ذریعہ ان برائیوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

☆......بعض اخلاقی خرابیاں مال ودولت کی فراوانی سے بھی جنم لیتی ہیں، بعض امیرزادوں سے ایسی ایسی غیر انسانی حرکات سرزد ہوتی ہیں انھیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں، حق تعالی نے صدقات وزکوۃ کے نظام کو جاری کر کے مال ودولت سے پیدا ہونے والی اخلاقی برائی اور خرابیوں کا بھی علاج کیا ہے تاکہ مالداروں کو غریبوں کی ضرورت وحاجت کا احساس بھی رہے اور غریبوں کی غربت سے سبق بھی حاصل کریں۔

☆......زکوۃ وصدقات سے اللہ راضی ہو جاتا ہے اور مصائب وآفات ٹل جاتی ہیں اور انسان کی جان ومال آفات سے محفوظ رہتے ہیں۔

☆......زکوۃ وصدقات دینے سے مال ودولت اور زندگی میں برکت ہوتی ہے اور زکوۃ وصدقات میں بخل کرنے سے آسمانی برکتوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے، جو قوم زکوۃ روک لیتی ہے اللہ تعالی ان پر قحط اور خشک سالی مسلط کر دیتا ہے، اور آسمان سے بارش بند ہو جاتی ہے۔(۱)

زکوۃ کے مکان کی آمدنی سے تنخواہ دینا

زکوۃ کے روپے سے مکان خریدنا اس غرض سے کہ اسکی آمدنی سے مدرسین کی

---

(۱) (آپ کے مسائل اوران کاحل مع تغییر ج: ۳،ص: ۳۳۶ مکتبہ لدھیانوی) فقہ الزکاۃ ج۲ص:۵۹۳، ط:مؤسسۃ الرسالۃ .وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مامنع قوم الزکاۃ الا ابتلاھم اللہ بالسنین ،رواہ الطبرانی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ ص:۶۵،ط:دار الکتاب العربی ،بیروت. عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ خمس بخمس قیل یارسول اللہ وما خمس بخمس قال مانقض قوم العھدالا سلط علیھم عدوھم وما حکموا بغیرما انزل اللہ الا فشافیھم الموت و لامنعواالزکاۃ الاحبس عنھم القطر ،ولاطففوا المکیال الاحبس عنھم النبات واخذ بالسنین. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ص:۶۵،ط:دارالکتاب العربی =

تنخواہیں دیدی جائیں جائز نہیں ہے، اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

زکوۃ لینے والے کے لئے شرائط

نصاب کا مالک نہ ہو، سید نہ ہو، اگر وہ نابالغ ہے تو اسکے والدین صاحب نصاب اور مالدار نہ ہوں، بالغ کے لئے ماں باپ کا مالدار اور صاحب نصاب ہونا مانع نہیں ہے جب کہ وہ خود فقیر ہو، صاحب نصاب نہ ہو۔(۲)

زکوۃ مالی عبادت ہے

جس طرح نماز بدنی عبادت ہے اسی طرح زکوۃ مالی عبادت ہے، اس کا ادا کرنا ہر مالدار صاحب نصاب کے ذمہ ہر حال میں ضروری ہے، کوئی اسلامی حکومت اور اسلامی بیت المال زکوۃ کو وصول کرنے والا ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں ادا کرنا ضروری ہے۔

= بیروت. کتاب الکبائر ص: ۵۹، ط: دار الخیر، دمشق.

(۱) معارف القرآن کاندھلوی ج:۳ ص: ۳٦٦، مکتبه عثمانیه، معارف القرآن ج: ٤ ص: ۳۹۹، سورة لتوبة ادارة المعارف) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لالصرف الی بناء المسجد ولاالی کفن میت وقضاء دینه .شامی باب المصرف ج:۲ ص: ۳٤٤، ط: سعید. البحر ج:۲ ص: ۲۰۱. ۲٤۳.

(۲) ولاالی غنی یملك قدرنصاب فارغ عن حاجته الأصلیة ....ولا الی طفله بخلاف ولده الکبیر.......ولاالی بنی هاشم .الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۳٤۷، ۳۵۰، باب المصرف ط: سعید.قوله وغنی یملك نصابا ای لایجوزالدفع له لحدیث معاذ المشهور خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲٤٤، باب المصرف ط:سعید، واماالذی یرجع الی المؤدی الیه فانواع منها ان یکون فقیرا ولایباح للهاشمی لشرفه صیانة له عن تناول الخبث تعظیما لرسول الله ﷺ، واما ولد الغنی فان کان صغیرا لم یجزالدفع الیه وان کان فقیرا لامال له لان الولد الصغیریعد غنیا بغناء ابیه وان کان کبیرا فقیرا یجوزلانه لایعد غنیا بمال ابیه فکان کالاجنبی .بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ٤۳، ٤٤، ٤۷، ط:سعید .

گذشتہ زمانہ کے تمام انبیاء کرام کی شریعتوں میں بھی نماز کی طرح زکوۃ کی ادائیگی فرض تھی، مگران سابقہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں زکوۃ کا مال فقراء اور مساکین کی ضرورتوں میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں تھی بلکہ زکوۃ کے مال کو کسی جگہ میں رکھ دیا جاتا تھا، جس کو آسمانی بجلی آکر جلادیتی تھی، اور یہی زکوۃ قبول ہونے کی علامت تھی۔(۱)

امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالی نے اپنے فضل سے اس کی اجازت دیدی کہ زکوۃ کے مال کو مسلمانوں کے فقراء، مساکین پر خرچ کیا جائے۔

زکوۃ میل ہے

☆...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زکوۃ مال کا میل ہے۔

جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ہے:

---

(۱) وکان اکل القربان غیرجائزفی الشرع القدیم (تفسیرروح المعانی ج:٦ص: ۱۱۱) القربان فی الاصل کل مایتقرب به العبد الی الله من نسیکة وصدقة وعمل صالح " فعلان " من القربة ثم صاراسما للذبیحة التی کانوا یتقربون بها الی الله تعالی وکانت القرابین والغنائم لاتحل لبنی اسرائیل فکانوا اذا قربوا قربانا اوغنموا غنیمة جاء ت ناربیضاء من السماء لادخان لها لها دوی وحفیف فیاکل ویحرق ذلك القربان والغنیمة فیکون ذلك علامة القبول واذا لم یقبل بقیت علی حالها ج:۲ص:۱۸۸،التفسیرالمظهری سورة آل عمران جزء : ٤ آیت ۱۸٤،ط:ندوة المصنفین فی بلدة دهلی ،قال الامام المفتی آلوسی وقد کان امر احراق النارللقربان اذا قبل شائعا فی زمن الانبیاء السالفین .روح المعانی ج:٤ ص:۱٤٤،سورة آل عمران آیت :۱۸٤،تحت قوله"حتی یاتینا بقربان تاکله النار" ط: امدادیه ، ملتان . والاصل فی الشرائع وهوالصلوة التی هی اعظم العبادات البدنیة والزکاة التی هی اعظم العبادات المالیة التفسیرالکبیرج:۳ ص:٤٤،سورة البقرة آیت :٤۳، ط: داراحیاء التراث العربی . قال الامام الرازی قال ابوالقاسم الانصاری الصلاة اشرف العبادات البدنیة وشرعت لذکر الله تعالی والزکاة اشرف العبادات المالیة ومجموعهما التعظیم لامرالله تعالی والشفقة علی خلق الله .التفسیرالکبیرج:۲۲ص:۱۹۱،۱۹۲. سورة الانبیاء آیت :۷۳ ط: داراحیاء التراث العربی .

بلاشبہ یہ زکوۃ کا مال لوگوں کے مال کا میل ہے۔(۱)

اللہ تعالیٰ نے اسی میل سے مالوں کو پاک صاف کرنے کے لئے فرمایا:

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها توبه آيت ۱۰۳

اللہ تعالیٰ نے زکوۃ اس لئے فرض کی ہے تاکہ بقیہ مال کو پاک صاف کرے جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔

یعنی جب صاحب نصاب آدمی کے نصاب کے مال پر ایک سال کی مدت گذر جاتی ہے تو اس کی میل نکل کر اوپر آجاتی ہے، اگر زکوۃ ادا کردیتا ہے تو وہ مال میل سے پاک ہوجاتا ہے اور اگر زکوۃ ادا نہیں کرتا تو وہ میل دوبارہ اس مال میں شامل ہوجاتی ہے اور پورا مال خراب ہوجاتا ہے، اور یہ مال طرح طرح کی ناگہانی اور غیر متوقع آفتوں میں خرچ ہوکر ضائع اور تباہ ہوجاتا ہے۔(۲)

---

(۱) عن عبدالمطلب بن ربيعة قال قال رسول الله ﷺ ان هذه الصدقات انماهي اوساخ الناس وانها لاتحل لمحمد ولالآل محمد رواه مسلم، مشكوة ج:۱ ص: ۱۶۱باب من لاتحل له الصدقة ط:قديمي .قوله ﷺ ان هذه الصدقات انما هي من اوساخ الناس وانها لاتحل لمحمد ولالآل محمد .(اقول) انما كانت اوساخا لانها تكفرالخطايا وتدفع البلاء و تقع فداء عن العبد في ذلك .حجة الله البالغة ج:۲ص:۱۱۷ ،المصارف ط:قديمي و المراد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهوفي ملكه لقوله عليه السلام لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول قال في الغاية سمى حولا لان الاحوال تحول فيه.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۳،كتاب الزكاة ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد.

(۲) فقال رسول الله ﷺ ان الله لم يفرض الزكوة إلا ليطيب مابقى من اموالكم . ابوداود ج:۱ص:۲٤۱،باب في حقوق المال،مكتبه رحمانيه ، ملتان .مشكوة ص:۱۵۶ط:قديمي ، السنن الكبرى للبيهقي ج:٤ص:۸۳،كتاب الزكوة ط:دارالفكر.

عن انس ؓ ادِّ الزكاة المفروضة فإنها طهرة تطهرك وآت صلة الرحم واعرف حق السائل و الجاروالمسكين. كنزالعمال ج:٦ص:۲۹٤،رقم الحديث:۱۵۷۶۹،كتاب الزكاة ، ط: مؤسسة الرسالة .

زکوۃ میں تاریخ کا اعتبار ہے

☆......زکوۃ کے حساب کے لئے مہینہ کا اعتبار نہیں بلکہ تاریخ کا اعتبار ہے، جس تاریخ کو سال مکمل ہو جائے۔ اسی تاریخ میں زکوۃ واجب ہوگی، جس وقت بھی زکوۃ ادا کرے گا اسی تاریخ کا اعتبار ہوگا، اگلے سال اسی تاریخ میں دوبارہ زکوۃ واجب ہوگی، جس تاریخ پر گذشتہ سال زکوۃ واجب ہوئی تھی۔

مثلاً گذشتہ سال رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو سال مکمل ہوا تھا تو اس سال بھی رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو سال مکمل ہوگا۔(۱)

☆......زکوۃ ایک سال مکمل ہونے کے بعد واجب ہوتی ہے البتہ سال مکمل ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرنا بھی جائز ہے، اور اس میں تاخیر کی بھی گنجائش ہے لیکن موت سے پہلے پہلے ادا کر دینا لازم ہے ورنہ سخت گناہ ہوگا۔(۲)

زکوۃ میں دی ہوئی اپنی چیز خریدنا

☆......زکوۃ کی چیزیں مستحق آدمی کو مالک بنا کر دینے کے بعد اگر وہ فروخت

---

(۱) وسبب افتراضها ملك نصاب حولى لحولانه عليه لان حولان الحول على النصاب شرط لكونه سببا. الدرمع الردج: ۲ص: ۲۵۹،۲٦۷، ط:سعيد،هنديه ج: ۱ص: ۱۷۳، البحرج: ۲ص: ۲۰۲

(۲) ويجوزتعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوزقبله كذا فى الخلاصة .(هنديه ج: ۱ ص: ۱۷٦، كتاب الزكاة الباب الاول ،ماجديه، تتارخانية ج: ۲ص: ۲۵۳، بدائع ج: ۲ ص: ۵۱. ط:سعيد. وكذا فى الهنديه :وتجب على الفورعندتمام الحول حتى يأثم بتاخيره من غير عذر و فى رواية الرازى على التراخى حتى يأثم عند الموت .(هنديه ج: ۱ص: ۱۷۰، كتاب الزكاة البا ب الاول ،ماجديه بدائع الصنائع ج: ۲ص: ۲ ،شامى ج: ۲ص: ۲۷۲ .وافتراضها عمرى اى على التراخى قال فى البدائع ففى اى وقت ادى يكون موديا للواجب و يتعين ذلك الوقت للوجوب واذا لم يؤد الى اخرعمره يتضيق عليه الوجوب حتى لولم يود حتى مات يأثم ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۷۱ ،ط:سعيد،هنديه ج: ۱ص: ۱۷۰ .بدائع ج: ۲ص: ۲ ،ولو عجل ذو نصاب زكاته لسنين صح لوجودالسبب. الدرمع الردج: ۲ ص: ۲۹۳ ، ط:سعيد. هنديه ج: ۱ ص: ۱۷٦ .

کرنا چاہے تو دونوں کی رضامندی سے تاجرانہ قیمت پر خرید نا جائز ہوگا اور تاجرانہ قیمت سے کم پر خریدنا مکروہ ہوگا۔(۱)

☆...... جو چیز کسی کو زکوۃ کے طور پر دی اور وہ اس کو فروخت کرنا چاہے تو اس سے خریدنا جائز ہے لیکن نہ خریدنا بہتر ہے، تا کہ فقیر کا زکوۃ دینے والے کی رعایت کرتے ہوئے اس چیز کی قیمت میں کم کرنے کا شبہ باقی نہ رہے۔(۲)

زکوۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے

اگر کوئی شخص سونا یا چاندی لیکر دکان پر جائے تو اسکو آدھی قیمت کے حساب سے خریدتے ہیں اور اگر سونا چاندی لینے جائے تو اصل بھاؤ میں دیتے ہیں تو اب کس قیمت کے حساب سے زکوۃ دینی چاہئے؟

اگر زکوۃ میں سونا یا چاندی کی بجائے اس کی قیمت سے زکوۃ ادا کی جارہی ہے تو بازار کے اصل بھاؤ کے حساب سے قیمت لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دے (کیونکہ اس میں مستحقین زکوۃ کا فائدہ ہے)۔(۳)

زکوۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے

☆...... عموما تقویم دوطرح سے ہوتی ہے ۱) قمری اعتبار سے (۲) شمسی اعتبار سے قمری حساب سے ایک سال تین سو چون (۳۵۴) دن کا ہوتا ہے، اور شمسی یعنی انگریزی سال کبھی تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن کا ہوتا ہے اور کبھی ایک دن اس سے

(۱) امداد الفتاوی ج:۲ ص:۵۷ .وتعتبر القيمة يوم الوجوب ، وقالا يوم الاداء ، الدرمع الرد ج:۲ص:۲۸۶،كتاب زكاة الغنم ، بدائع ج:۲ص:۲۲ ،ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۸۰، ط: رشيديه. تتارخانية ج:۲ ص:۲٤۲ ،ط:ادارة القرآن.

(۲) تعليم الدين ص:٤٥، فتاوى محموديه ج:۷ص:۲۵۱،

(۳) ولان فى التكميل باعتبارالتقويم ضرب احتياط فى باب العبادة ونظرا للفقراء فكان اولى ثم عند ابى حنيفةؒ يعتبر فى التقويم منفعة الفقراء كما هواهله بدائع ج:۲ص:۲۰، =

زیادہ ہوتا ہے یعنی (۳۶۶) دن۔(۱)

☆...... صاحب نصاب آدمی پر ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور زکوۃ ادا کرنے میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی (انگریزی) سال کا اعتبار نہیں، لہذا زکوۃ قمری سال کے اعتبار سے ادا کرنی چاہئے، اور اگر شمسی سال کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنی ہے تو مزید گیارہ دن کی زکوۃ مزید ادا کرنا لازم ہوگا ورنہ قمری حساب سے ایک سال کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ گیارہ دن کی زکوۃ اسکے ذمے میں رہ جائے گی، اسطرح رہتے رہتے ۳۲ سال اٹھارہ دن گذرنے کے بعد مزید ایک سال کی زکوۃ اسکے ذمہ لازم ہوگی۔(۲)

زکوۃ میں کیسے جانور لئے جائیں

☆...... جو جانور زکوۃ میں دئے جائیں ان میں کوئی عیب نہ ہو، یعنی نہ وہ بیمار ہوں نہ ٹانگ ٹوٹی ہوئی یا کان کٹا ہوا ہو، نہ دانت گرے ہوئے ہوں غرض ان میں کوئی بھی عیب ایسا نہ ہو جس سے ان کی منفعت اور قیمت میں کمی آجائے۔(۳)

= فصل فی مقدار الواجب ط:سعید .

(۱) وحولها قمری لاشمسی واجل سنة قمرية بالاهلة على المذهب وهی ثلاثمائة واربع و خمسون وبعض يوم وقيل شمسية بالأيام وهی أزيد بأحد عشريوما ثم إن هذا انمايظهر إذا كان الملك فی ابتداء الأهلة ،فلوكان ملكه فی اثناء الشهر، قيل يعتبربالأيام وقيل يكمل الاول من الأخيرويعتبرمابينهما بالأهلة نظيرماقالوه فی العدة .الدرالمختارمع هامش ردالمحتارج:۲ص:۲۹۴،۲۹۵، باب زكاة الغنم ومنها حولان الحول على المال العبرة فی الزكاة للحول القمری .هنديه ج:۱ ص: ۱۷۵، ط:رشيديه ،ردالمحتار ج:۲ ص: ۲۵۹، ط: سعيد. البحرج:۲ص:۲۰۳ط:سعيد.

(۲) أيضا

(۳) ويؤخذ فی زكاة السائمة الوسط لاالهرم ولاالكرائم .(الدرمع الردج:۲ص:۲۹۴، ۲۸٦.باب زكاة الغنم ايج ايم سعيد،وكذا فی بدائع الصنائع :ومنها ان يكون وسطا فليس للساعی ان يأخذ الجيد ولاالردی الامن طريق التقويم برضا صاحب المال لماروی عن رسول الله ﷺ انه قال للسعاة اياكم وحزرات أموال الناس وخذوا من اوساطها. بدائع الصنائع فصل=

☆...... اگر سارے جانور عیب دار، بوڑھے یا بیمار ہیں تو اس صورت میں زکوۃ وصول کرنے والا انہیں میں سے زکوۃ وصول کرے اور مالک کو بے عیب جانور خرید کر دینے پر مجبور نہ کرے۔(۱)

☆...... زکوۃ میں درمیانی اور متوسط قسم کے جانور لئے جائیں، بالکل عمدہ بھی وصول نہ کریں ورنہ مالکوں کا نقصان ہوگا، اور نہ بالکل نکمے اور خراب جانور لئے جائیں تاکہ مستحقین کا نقصان نہ ہو بلکہ متوسط قسم کے جانور لئے جائیں۔(۲)

زکوۃ میں مال دیا جائے یا اس کی قیمت

☆...... زکوۃ دینے والے کو اختیار ہے خواہ زکوۃ میں وہ مال دے جس پر زکوۃ واجب ہوئی ہے، یا اسکی قیمت دے(۳)، اور قیمت اسی زمانے کی معتبر ہوگی جس زمانہ میں زکوۃ ادا کر رہا ہے خواہ وہ زکوۃ واجب ہونے کے زمانہ کے اعتبار سے کم ہو یا زیادہ مثلاً کسی آدمی کے پاس دس تولہ سونا ہے اور سال پورا ہونے پر جب زکوۃ فرض ہوئی تھی ایک تولہ سونا کی قیمت دس ہزار تھی، اور جب قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا کر رہا تھا اس وقت ایک تولہ سونا کی قیمت گیارہ ہزار ہوگئی، تو زکوۃ گیارہ ہزار فی تولہ کے حساب سے دینا لازم ہوگی، اور اگر زکوۃ ادا کرتے وقت ایک تولہ سونا کی قیمت پانچ

= واما صفة الواجب في السوائم ج:۲ ص:۳۳.ایچ ایم سعید. فان كان من السوائم فان ادى المنصوص عليه من الشاة وبنت المخاض ونحوذلك يراعى فيه صفة الواجب وهوان يكون وسطا فلايجوزالردئ الاعلى طريق التقويم فبقدرقيمته وعليه التكميل؛ لانه لم يؤد الواجب ولو أدى الجيد جازلانه أدى الواجب وزيادة .بدائع ج:۲ص:٤١ ،فصل واماالذى يرجع الى المؤدى

(۱) أيضا

(۲) أيضا

(۳) وذكرفي الفتاوى ان أداء القيمة أفضل من عين المنصوص عليه وعليه الفتوى كذا في الجوهرة النيرية .هنديه ج:۱ص:۱۹۲ ،الباب الثامن فى صدقة الفطر .ط:رشيديه .وان ادى القيمة ادى قيمة الوسط فان ادى قيمة الردئ لم يجزالابقدرقيمته وعليه التكميل .بدائع ج:۲ص:٤١ ،فصل اما الذى يرجع الى المودى ط:سعيد.

ہزار ہوئے تو زکوۃ پانچ ہزار فی تولہ کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ نہ دینے کی سزا قبر میں

☆...... نبی کریم ﷺ کا شب معراج میں جاتے ہوئے ایک قوم پر گذر ہوا کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے، آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے، اور ان پر اللہ تعالی نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔(۲)

یہ عذاب قبر میں ہوگا باقی آخرت کی سزاء الگ ہے جو میدان حشر سے شروع ہوگی یہ ایسی سزاء ہے جو پولیس مجرم کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرنے سے پہلے خبر لیتی ہے، اور عدالت کے فیصلے کے بعد الگ سزا ہوتی ہے۔

زکوۃ واجب ہونے کے بعد فوت ہو گیا

☆...... اگر کوئی شخص زکوۃ واجب ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو اس کے مال کی زکوۃ نہ لی جائے گی اور وہ گنہگار رہوگا، ہاں اگر اس نے زکوۃ

(۱) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبر قيمتها يوم الاداء والصحيح ان هذا مذهب جميع اصحابنا. بدائع ج:۲ ص:۲۲، فصل اماصفة الواجب فى اموال التجارة. ط: سعيد. تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۲، ادارة القرآن. هنديه ج:۱ ص:۱۸۰، شامى ج:۲ ص:۲۸۶.

(۲) عن أبى هريرةؓ عن النبى ﷺ انه قال فى هذه الاية "سبحان الذى اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى" قال اتى بفرس فحمل عليه قال كل خطوة منتهى اقصى بصره فسار وسار معه جبرئل عليه السلام ....ثم اتى على قوم على اقبالهم رقاع و على ادبارهم رقاع يسرحون كما تسرح الانعام عن الضريع والزقوم ورضف جهنم و حجارتها قال ماهؤلاء ياجبريل ؟قال هؤلاء الذين لايؤدون صدقات اموالهم وماظلمهم الله و مالله بظلام للعبيد. دلائل النبوة للامام ابى بكر البيهقى المتوفى ۴۵۸ھ ج:۲ ص: ۳۹۸، باب الدليل على ان النبى ﷺ عرج به الى السماء. ط: دار الكتب العلمية.

ادا کر دینے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال گذرنے کی حکمت

☆......شریعت نے زکوۃ کے وجوب کو حکمرانوں کے مرضی پر نہیں چھوڑا کہ جب چاہیں لوگوں سے زکوۃ وصول کرنا شروع کر دیں جیسا کہ ٹیکس میں کرتے ہیں، اور نہ بخیل لوگوں کی مرضی پر رہنے دیا کہ جب چاہیں سالہا سال کے بعد زکوۃ دے دیا کریں، بلکہ یہ نظام ایک مقررہ قانون اور ضابطہ کے تحت سالانہ گردش کے ساتھ قائم کر دیا ہے۔

اور سال کو مقدار کے طور پر متعین کرنے کی حکمت یہ ہے کہ سال بھر میں مختلف فصلوں کے تمام تغیرات مکمل ہو جاتے ہیں، سیزن پورا ہو جاتا ہے مالداروں کی آمدنیاں مکمل ہو جاتی ہیں، اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں سامنے آجاتی ہیں تجارت کا نفع نقصان سامنے آجاتا ہے اور جانوروں کی نئی نسل آجاتی ہے اور چھوٹی نسل بڑی ہو جاتی ہے۔(۲)

☆......ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہر سال اس لئے زکوۃ

(۱) ومنها موت من عليه الزكاة من غير وصية عندنا وجملة الكلام فيه ان من عليه الزكاة اذا مات قبل ادائها فلايخلوا اما ان كان اوصى بالاداء واما ان كان لم يوص فان كان لم يوص تسقط عنه في احكام الدنيا حتى لاتؤخذ من تركته ولايؤمر الوصي اوالوارث بالأداء من تركته وان كان اوصى بالأداء لايسقط ويؤدى من ثلث ماله .بدائع ج:۲ص:۵۳،فصل وامابيان ما يسقط بعد وجوبها ط:سعيد تتارخانية ج:۲ص:۲۹۶،........فيأثم بتاخيرها بلاعذر. الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲۷۲،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشيديه.

(۲) ومنها الحول في بعض الاموال فنقول لاخلاف في ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجود في اول الحول يشترط له الحول لقول النبي ﷺ لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول ولان كون المال ناميا شرط وجوب الزكاة، والنماء لايحصل الابالاستمناء ولابد لذلك من مدة واقل مدة يستمنى المال فيها بالتجارة والاسامة عادة الحول .بدائع ج:۲ص: ۱۳، فصل اماالشرائط التي ترجع الى المال، ط:سعيد،شامي ج:۲ص:۲۵۹.

واجب فرمائی کہ ایک سال میں ہر طرح کی فصلوں اور پھل تیار ہو جاتے ہیں اور ایک سال کی مدت کی بنیاد انصاف پر ہے، اگر ہر ہفتے یا ہر مہینے زکوۃ واجب ہوتی تو یہ مالداروں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتی اور اگر زکوۃ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہوتی تو یہ بات مسکین اور ضرورت مندوں کے لئے مضرت کی باعث ہوتی۔(۱)

زکوۃ وصول کرنے کے لئے جانے کی فضیلت

اسلامی حکومت کی طرف سے جن لوگوں کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے ان کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بہت ہدایات ارشاد فرمائی ہیں۔

ان میں سے اکثر ہدایات کا تعلق ان لوگوں سے بھی ہے جو مسلمانوں کی کسی نمائندہ تنظیم یا مجاہدین کی تنظیم یا کسی اسلامی ادارے اور مدارس کی طرف سے اندرون ملک یا بیرون ملک زکوۃ کی وصول یابی کے لئے سفیر یا محصل یا مبلغ بن کر جاتے ہیں۔

اگر زکوۃ وصول کرنے والے لوگ صحیح طور پر اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، شریعت کے مسائل کی پابندی کرتے ہیں، خلاف شرع کوئی کام نہیں کرتے، تو ان کے لئے مختلف قسم کی خوشخبریاں اور بشارتیں ہیں، اور جو لوگ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے لاپرواہی سے کام لیتے ہیں اور حدود شرع کی پابندی نہیں کرتے ان کے لئے سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) هديه فى الزكاة اكمل هدى فى وقتها وقدرها ونصابها ومن تجب عليه ومصرفها وقد راعى فيها مصلحة ارباب الاموال ومصلحة المساكين ....ثم انه اوجبها مرة كل عام و جعل حول الزروع والثمار عندكما لها واستوائها وهذا اعدل مايكون اذ وجوبها كل شهر أو كل جمعة يضربأرباب الاموال ووجوبها فى العمرمرة ممايضربالمساكين فلم يكن اعدل من وجوبها كل عام مرة. زاد المعاد للامام ابن قيم الجوزيه: المتوفى ۷۵۱ھ، ج:۲ ص:۵و۶، فصل فى هديه ﷺ فى الصدقة والزكاة ط:مؤسسة الرساله.

عامل صدقات یعنی زکوۃ وصول کرنے والا جو صحیح طریقے پر اللہ کے لئے کام کرتا ہو وہ جب تک اپنے گھر واپس لوٹ کر نہ آئے اللہ کے راستے میں غازی کی مانند ہے۔(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین کمائی عامل (زکوۃ وصول کرنے والے) کی کمائی ہے، بشرطیکہ وہ خیر خواہی اور صحیح طریقہ پر کام کرے۔(۲)

زکوۃ ہر سال واجب ہے

جب صاحب نصاب آدمی کے نصاب پر ایک سال گذر جائے گا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا پھر جب دوسرا سال پورا ہوگا پھر زکوۃ دینا لازم ہوگا، غرض کہ صاحب نصاب آدمی پر ہر سال زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، چاہے نصاب سے نفع ہو یا نہ وہ، رقم وغیرہ میں اضافہ ہو یا نہ ہو ہر حال میں سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

---

(۱) عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله ﷺ يقول العامل على الصدقة بالحق كالغازى فى سبيل الله حتى يرجع الى بيته (ترمذى ج:۱ص: ۱٤۰،باب ماجاء فى العامل على الصدقة بالحق. وكذا فى سنن ابن ماجة ص: ۱۳۰،باب ماجاء فى عمال الصدقة. قديمى كتب خانه)

(۲) عن ابى هريرةؓ عن النبى ﷺ قال خيرالكسب كسب العامل اذا نصح .رواه احمد ورجاله ثقات ،مجمع الزوائد ج:٤ص:٦۱،باب اى الكسب اطيب ،دارالفكر،وكذا فى الاتحاف ج:٥ص:٤۱٥

(۳) وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهوفى ملكه اى والحال ان نصاب المال فى ملكه التام والشرط تمام النصاب فى طرفى الحول الدرالمختارمع الردج:۲ص:۲٦۷،ط:سعيد، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۳.وتجب على الفورعند تمام الحول. هنديه ج۱ص: ۱۷۰،كتاب الزكاة ط:رشيديه . والزكاة لاتجب فى السنة الامرة واحدة. بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۷ ، فصل واما شرط ولاية الآخذ ط:سعيد،ولايوخذ من المسلم اذا مرعلى العاشرفى السنة الامرة واحدة لان الماخوذ منه زكوة والزكاة لاتجب فى السنة الامرة واحدة .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۷،سعيد.

زلزلہ زدگان کو زکوۃ دینا

☆...... اگر زلزلہ زدگان مسلمان ہیں ، زلزلہ کی وجہ سے فقیر وغریب ہوگئے ،نصاب کے مالک نہیں رہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، بلکہ ایسے مخصوص حالات میں ایسے لوگوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دینی چاہئے۔(۱)

☆...... اگر زلزلہ زدگان مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم کافر ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، البتہ نفلی صدقات سے ان کی مدد کرنا جائز ہے۔(۲)

☆...... اگر زلزلہ زدگان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں ،اور زکوۃ کی رقم صرف مسلمانوں کو ملے گی اس بات کا یقین نہیں تو ایسی صورت میں بلا امتیاز زکوۃ تقسیم کرنا جائز نہیں ہوگا، ایسے مواقع میں حیلۂ تملیک کرالیا جائے پھر وہاں رقم تقسیم کی جائے۔(۳)

(نوٹ) زکوۃ کے سامان کا بھی یہی حکم ہے۔(۴)

---

(۱) الزکاۃ هی تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر...........واحترزبجمیع ما ذکرعن الکافروالغنی والهاشمی .الدرالمختارمع ردالمحتار،کتاب الزکاة ج:۲ ص: ۲۵۸ ، ط:سعید،البحرج:۲ ص:۲۰۱ .هندیه ج:۱ ص: ۱۷۰.

(۲) واما الحربی ولومستأمنا فجمیع الصدقات لایجوزله اتفاقا........لکن جزم الزیلعی بجوازالتطوع له ....لما روی ان النبی ﷺ بعث خمس مأة دینار الی مکة حین قحطوا وأمربدفعها إلی ان سفیان بن حرب وصفوان بن امیة لیفرقاعلی فقراء اهل مکة ،لان صلة الرحم محمودة فی کل دین والاهداء إلی الغیرمن مکارم الاخلاق،الدرالمختارمع رد المحتار ط: سعید،ومنها ان یکون مسلمافلایجوزصرف الزکاة الی الکافربلاخلاف لحدیث معاذ خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم وهم المسلمون فلایجوزوضعها فی غیرهم واما ماسوای الزکاة من صدقة الفطروالکفارات فلاشك فی ان صرفها الی فقراء المسلمین افضل......هل یجوزصرفها الی اهل الذمة قال ابوحنیفة ومحمد یجوز.البحرج:۲ ص:۲۴۲ ، شامی ج:۲ ص: ۳۵۱ ،بدائع ج:۲ ص:۴۹ ،فصل واما الذی یرجع الی المؤدی الیه. ط: سعید.

(۳) ان الحیلة ان یتصدق الی الفقیرثم یأمره بفعل هذه الاشیاء .شامی باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۵،ط:سعید،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۳،

(۴) منها ان یکون مالامتقوما علی الاطلاق سواء کان منصوصا علیه اولامن جنس المال =

زمرد

☆......اگر زمرد تجارت کیلئے نہیں ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر زمرد تجارت کے لئے ہیں اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......خالص زمرد کے بنے ہوئے زیورات پر بھی زکوۃ واجب نہیں، ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

زمین بٹائی پر دیدی

اگر زمین دوسرے شخص کو بٹائی پر دی ہے کہ پیداوار میں ایک معین حصہ زمین کے مالک کا ہے، اور دوسرا معین حصہ کاشتکار کا، یا مثلاً دونوں آدھا آدھا ہو یا ایک تہائی اور دو تہائی ہو تو اس صورت میں عشر دونوں پر اپنی اپنی پیداوار کے حصے کے مطابق لازم ہوگا۔(۴)

= الذی وجبت فیه الزکاة اومن غیر جنسه. بدائع ج:۲ ص:۴۱، فصل اما الذی یرجع الی المودی. ط:سعید.

(۱) واما الیواقیت واللآلی والجواهر فلازکاة فیها وان کانت حلیا إلا ان تکون للتجارة کذا فی الجوهرة النیرة .هندیه الفصل الثانی فی العروض ج:۱ ص:۱۸۰، ط:رشیدیه، تتارخانیة ج:۲ ص:۳۴۱. والمراد بالحلی هنا ماتتحلی به المرأة من ذهب وفضة ولایدخل الجوهر واللؤلؤ؛ فإنه ماتتحلی به المرأة مطلقا .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۶، باب زکوة المال ط: سعید. ولاشئ فی یاقوت وزمرد وفیروزج .الدرمع الرد باب الرکاز ج:۲ ص:۳۲۱، ط: سعید. تتارخانیة ج:۲ ص:۳۴۲.

(۲) ایضا

(۳) ایضا

(۴) ولودفعها مزارعة فاما علی مذهبهما فالمزارعة جائزة والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما. بدائع ج:۲ ص:۵۶، فصل واما شرائط الفرضیة .تتارخانیة ج:۲ ص:۳۳۰، البحر ج:۲ ص:۲۳۷ .باب العشر. واما ان یزارع علیها مزارعة صحیحة بربع مایخرج منها اوثلثة اونصف ....فالزکاة علی کل واحد من الطرفین فی حصته اذابلغت النصاب . =

زمین کرایہ پر چڑھادی

اگرزمین کرایہ پردیدی تو زمین کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی،البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یازیادہ ہے یادوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہوجاتی ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ اداکرنالازم ہوگی۔(۱)

زمین کو فصل کے ساتھ فروخت کردیا

اگرعشری زمین کے مالک نے زمین کو تیار فصل کے ساتھ فروخت کردیایاصرف فصل فروخت کی زمین فروخت نہیں کی تو عشراداکرنافروخت کرنے والے پرلازم ہوگا۔خریدنے والے پرنہیں۔

اوراگرصرف زمین فروخت کی اورفصل ابھی تک پکی نہیں اورخریدنے والے نے اسی وقت زمین سے فصل کی پیداوارالگ کردی تو بیچنے والے پرعشرواجب ہے۔

اوراگرخریدار نے فصل اسی وقت جدانہیں کی بلکہ بدستور باقی رکھااورزمین کو پیداوار کے ساتھ قبضہ میں لیاتو خریدار پرعشراداکرنالازم ہوگا۔(۲)

= فقه الزكاة ج:۱ص:۳۹۸.مؤسسة الرسالة ،بيروت.

(۱) لازكاة على مكاتب واثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها الدرالمختارقوله ونحوها كثياب البدن الغيرالمحتاج اليها و كالحوانيت والعقارات .ردالمحتار،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۶۵، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،كتاب الزكوة. ط:سعيد.

(۲) واذا باع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها أوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى ،ولوباعها والزرع بقل ان قصله المشترى فى الحال يجب على البائع ولو تركه حتى ادرك فعشره على المشترى كذا فى شرح الطحاوى .الهنديه ج:۱ص:۱۸۷، ط: ماجديه ،كوئته ،ولوباع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها أوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى لانه باعه بعد وجوب العشروتقرره بالادراك ولوباعها والزرع بقل فان قصله المشترى للحال فعشره على البائع ايضا لتقررالوجوب فى البقل بالقصل وان تركه حتى ادرك فعشره على المشترى لتحول الوجوب من الساق الى الحب .بدائع ج:۲ ص: ۵۶و ۵۷، فصل واما شرائط الفرضية، ط:سعيد.

زیور

☆......زیور کے نصاب کے لئے سونا اور چاندی کے نصاب کو دیکھیں۔

اگر زیور سونے کا بنا ہوا ہے تو سونے کے نصاب کا اعتبار ہوگا، اور اگر چاندی کا ہے تو چاندی کے نصاب کا اعتبار ہوگا، باقی تفصیل وہاں دیکھ لیں۔(۱)

☆......اگر زیور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ کیونکہ سونا چاندی کے زیورات اصل خلقت کے اعتبار سے ''ثمن'' ہے یعنی رائج الوقت روپیہ اور سکہ ہے، اور اس کو تجارت و کاروبار کیلئے پیدا کیا ہے اگر کوئی شخص سونا اور چاندی سے تجارت کر کے مالیت کو نہیں بڑھاتا بلکہ اس کو زیور بنا کر رکھ دیتا ہے تو یہ شریعت کا قصور نہیں ہے بلکہ وہ خود ذمہ دار ہے کہ اس کو کاروبار میں لگا کر کیوں بڑھایا نہیں لہذا ہر حال میں زکوۃ دینا لازم ہے۔(۲)

☆......امام اعظم ابوحنیفۃ رحمہ اللہ کے نزدیک روزمرہ کے استعمال کے زیورات پر زکوۃ واجب ہے (اگر زیور نصاب کے برابر ہے یا دوسرے اموال کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہے یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے۔(۳)

☆......اگر سونا اور چاندی کے زیور نصاب کے برابر ہیں تو اس سے سالانہ زکوۃ

---

(۱) والذهب المخلوط بالفضة ان بلغ الذهب نصاب الذهب وجبت فيه زكوة الذهب وان بلغت الفضة نصاب الفضة وجبت فيه زكوة الفضة .الباب الثالث فى زكوة الذهب والفضة هنديه ج:١ ص: ١٧٩، ط:رشيديه ،تتارخانية ج:٢ص:٢٣٥.

(٢) الزكوة واجبة فى الحلى للرجال والنساء تبرا كان أوسبيكة ،آنية أوغيرها ، لأن الذهب و الفضة مال نام ، ودليل النماء موجود:وهوالعدادللتجارة خلقة ، بخلاف الثياب ،ولانهما خلقا أثمانا .الفقه الاسلامى وأدلته، رابعا زكوة الحلى ،ج:٢ ص:٧٦٧، ط: دارالفكردمشق ، عالمگيرى ج:١ ص:١٧٨ ،شيديه.

(٣) وقال الحنفية :الزكاة واجبة فى الحلى للرجال والنساء تبرا كان اوسبيكة ،آنية أوغيرها .الفقه الاسلامى وأدلته، كتاب الزكاة ج:٢ ص:٧٦٧،دارالفكر.

نکالنا لازم ہے، چاہے استعمال کرے یا نہ کرے اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔(۱)

☆...... جو زیور ''لاکر'' میں موجود ہیں اگر وہ نصاب کے برابر ہیں تو سالانہ اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆...... اگر زیورات نصاب کے برابر ہیں تو احناف کے نزدیک زیورات پر سالانہ زکوۃ واجب ہے، خواہ وہ مردوں کے ہوں یا عورتوں کے، تراش کر بنے ہو یا پگھلا کر، برتن ہو یا کچھ اور، استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں مشین کے بنے ہوئے ہوں یا نگینہ والے ہر حال میں زکوۃ واجب ہے۔(۳)

☆ بعض لوگ استعمال کا زیور کہہ کر زکوۃ نہیں دیتے ان کا عمل درست نہیں۔(۴)

زیور کی زکوۃ

☆...... (الف) اگر مختلف اوقات میں مختلف زیور خریدے گئے تو ان پر زکوۃ

---

(۱) (واللازم فی مضروب کل)منهما (ومعموله ولوتبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أولا ولوللتجمل والنفقة لأنهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا ،الدرالمختارشامی ج:۲ ص: ۲۹۸ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،

(۳،۲) قوله ولوتبرا اوحليا،لاتجب الزكاة مالم تبلغ قيمته نصابا مصكوكا من احدهما لان لزومها مبنى على المتقوم والعرف ان تقوم بالمصكوك قال فی البدائع تجب الزكاة فی الذهب والفضه مضروبا اوتبرا اوحليا مصوغا اذاكانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة اوللنفقة اوللتجمل اولم ينوشيئا .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،ط:سعيد. تجب فی كل مائتی درهم خمسة دراهم وفی كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضروبا كان اولم يكن مصوغاحليا كان للرجال اوللنساء تبرا كان اوسبيكة .هنديه ج:۱ص:۱۷۸، ط: رشيديه ، الباب الثالث فی زكوة الذهب والفضة .قال شمس الدين السرخسی :وماكان من الدراهم و الدنانيروالفضة تبرا مكسورا أوحليا مصوغاأوحلية سيف أومنطقة أوغيرذلك ففی جميعه الزكاة اذا بلغ الذهب عشرين مثقالا أومن الفضة مائتی درهم نوى به التجارة أو لم ينو. كتاب المبسوط للسرخسی ج:۲ص:۱۹۱،باب زكاة المال ،دارالكتب العلمية ،بيروت. الزكاة واجبة فی الحلی للرجال والنساء تبرا كان أوسبيكة آنية أوغيرها لأن الذهب والفضة مال نام ، الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۲۶۷ . رابعا زكوة الحلی ،ط:دارالفكر.

کب فرض ہوگی؟ اسکے بارے میں تعیین کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ آدمی کے پاس جس روز اتنا مال ہوگیا کہ سونا، چاندی، مال تجارت، کیش رقم اور زیور کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو وہ صاحب نصاب ہے۔ (۱)

(ب) یا جس دن زیور کی مقدار نصاب کے برابر ہوگئی اس دن سے یہ شخص صاحب نصاب ہے (بشرطیکہ اس کے پاس زکوۃ واجب ہونے والی دوسرے اموال زکوۃ نہ ہوں)۔ (۲)

(ج) یا زیور تو نصاب کے برابر نہیں لیکن دوسرے اموال زکوۃ سے ملکر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوگئی، تو یہ شخص صاحب نصاب ہے۔ (۳)

(د) اگر سونا یا اسکے زیورات نہیں صرف چاندی، یا مال تجارت یا نقدی ہے، اور جو ہے وہ نصاب کے برابر ہے تو وہ صاحب نصاب ہے۔ (۴)

(ہ) جس دن سے یہ شخص نصاب کا مالک ہوا اس دن کی قمری تاریخ یاد رکھے ایک سال کے بعد پھر جب یہی قمری تاریخ آئے گی، اور یہ نصاب کا مالک رہا تو اس پر زکوۃ فرض ہوگی اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۵)

اگر سال پورا ہونے سے پہلے مزید زیور خریدا ہے مثلاً ایک گھنٹہ پہلے خریدا ہے تو

(۲،۱) ومنها كون المال نصابا. عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲. لاتجب الزكاة مالم تبلغ قيمته نصابا لأن لزومها مبنى على المتقوم، البحر ج:۲ ص:۲۲٤. هنديه ج:۱ ص:۱۷۸. وجاز دفع القيمة فى الزكاة ...... وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا: يوم الاداء، ويقوم فى البلد الذى المال فيه، شامى ج:۲ ص:۲۸۵.

(۴،۳) وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة. هنديه ج:۱ ص:۱۷۹، الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة، ط: رشيديه. البحر، ج:۲ ص:۲۳۰، تتارخانيه ج:۲ ص: ۲۳۲.

(۵) ومنها حولان الحول العبرة فى الزكاة للحول القمرى. هنديه ج:۱ ص: ۱۷۵، ط: رشيديه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۳، ط: سعيد، ردالمحتار ج:۲ ص:۲۵۹، الدر المختار مع الرد ج:۲ ص: ۲۹۵، قال عليه السلام: لازكوة فى مال حتى يحول عليه الحول. بدائع ج:۲ ص:۱٤، ط: سعيد.

اسکی زکوۃ نکالنا بھی لازم ہوگا۔(۱)

☆......جس قمری تاریخ میں سال پورا ہوگا اس دن بازار میں زیورات کی جو قیمت ہوگی اس سے زکوۃ نکالنا فرض ہوگا یعنی زکوۃ زیورات کی قیمت خرید پر نہیں بلکہ سال مکمل ہونے کے دن جو موجودہ قیمت ہوگی اس سے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر سونے کے زیورات میں موتی اور نگینہ بھی ہے تو صرف سونے کی قیمت پر زکوۃ واجب ہے موتی اور نگینے کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں، اور زیور بنوانے کی اجرت نہیں لگائی جائیگی (۳)

☆......زیور میں سونا کے علاوہ ملاوٹ بھی ہوتی ہے تو اس کی زکوۃ کا حکم یہ کہ اس قسم کی ملاوٹ والے سونے کی جو قیمت ہے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۴)

☆...... جب زیور نصاب کے برابر ہو تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب

---

(۱) ولان المستفاد من جنس الاصل تبع له لانه زيادة عليه اذ الاصل يزداد به ويتكثر ثم انما يضم المستفاد عندنا الى اصل المال اذا كان الاصل نصابا .بدائع ج:۲ ص:۱۴ .ط:سعيد.

(۲) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبر قيمتها يوم الاداء .بدائع ج:۲ ص:۲۲ ط:سعيد.شامى ج۲ ص:۲۸۵ ،هنديه ج:۱ ص:۱۸۰ ،تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۲ .وجاز دفع القيمة فى الزكوة.........الخ وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء الخ ويقوم فى البلد الذى المال فيه .شامى ج:۲ ص:۲۸۵.

(۳)فان كان فى الحلى جوهرولآلى مرصعة ، فالزكاة فى الحلى من الذهب والفضة دون الجوهر،لأنها لازكاة فيها عند أحد من أهل العلم .الفقه الاسلامى وادلته .المطلب الاول زكوة النقود،رابعا:زكاة الحلى ج:۲ ص:۷۶۷،دارالفكر،دمشق.

(۴) فان غلب الغش فليس كالفضة كالستوقة ،فينظران كانت رائجة أونوى التجارة اعتبرت قيمتها، فان بلغت نصابا من أدنى الدراهم التى تجب فيها الزكاة وهى التى غلبت فضتها وجبت فيها الزكاة وإلافلا، وان لم تكن أثمانا رائجة ولامنوية للتجارة فلازكاة فيها الا أن يكون مافيها من الفضة يبلغ مائتى درهم بان كانت كثيرة ،ويتخلص من الغش لان الصفر لاتجب الزكاة فيها......وحكم الذهب المغشوشة كالفضة المغشوشة .البحرباب زكاة المال ج:۲ ص:۲۲۸ ط:ايچ ايم سعيد،

ہوگی۔ چاہے استعمال کرے یا نہ کرے، چاہے اپنے پاس ہو یا بینک کے لاکر میں ہو ہر صورت میں زکوۃ فرض ہوگی۔ (۱)

(س)

سابقہ زمانہ کی زکوۃ کی مقدار معلوم نہیں

اگر سابقہ زمانہ سے زکوۃ واجب ہے لیکن واجب ہونے کی مدت کا علم نہیں تو اس صورت میں تخمینہ اور اندازہ لگا کر یقین کرے اور اس حساب سے زکوۃ ادا کردے احتیاطا کچھ اندازہ سے زیادہ دیدے تاکہ آخرت میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ (۲)

سارا مال خیرات کردیا

کسی نے مال پر سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خیرات کردیا تو زکوۃ بھی معاف ہوجائے گی۔ (۳)

ساس

اگر ساس غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۴)

---

(۱) تجب الزكاة في الذهب والفضة مضروبا أوتبرا أوحليا مصوغا أوحلية سيف أومنطقة أولجام أوسرج أوالكواكب في المصاحف والأواني وغيرها اذا كانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة أوللنفقة أوللتجمل أولم ينوشيئا .البحرالرائق باب زكاة المال ج:٢ص:٢٢٦ ،ط:ايج ايم سعيد،البدائع ج:٢ص:١٧ ،شامي ج:٢ص:٢٩٨.

(٢) احسن الفتاوى ج:٤ص:٢٦٥ ،طبع يازدم ١٤٢٥ھ.

(٣) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوي الزكاة سقط فرضها وهذااستحسان ،كذا في الزاهدي . الهنديه،كتاب الزكاة الباب الاول ج:١ص:١٧١ ،ط:مكتبه ماجديه، شامي ج:٢ص:٢٧٠ .

(٤)ويجوزدفع الزكاة الى من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب لانقطاع منافع الاملاك بينهم .بدائع ج:٢ص:٥٠ ،ط:سعيد،البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٣ ،فتح القدير ج:٢ ص:٢١٧ ،رشيديه.شامي ج:٢ص:٣٤٦ ،ط:سعيد

سالانہ جو غلہ بچے

جو غلہ، چاول یا گندم کھانے کیلئے سال بھر کے لئے خریدا، اور خرچ ہو کر سال کے ختم کے بعد باقی رہ گیا، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ مال تجارت نہیں ہے۔ (۱)

سال بھر جو خرچ ہوا

صاحب نصاب آدمی کے نصاب پر سال مکمل ہونے سے پہلے جو رقم خرچ ہوگئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (۲)

سال پورا ہوا

جب صاحب نصاب آدمی کے مال پر سال پورا ہو جائے تو فوراً زکوۃ ادا کر دینی چاہئے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اچانک موت آجائے، اور زکوۃ کا فریضہ گردن پر رہ جائے، اگر سال گزرنے پر زکوۃ نہیں دی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو یہ گناہ ہے، اس سے توبہ کرنا چاہئے اور دونوں سالوں کی زکوۃ ادا کر دینی چاہئے۔ (۳)

---

(۱) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الأصلية فليس في دورالسكنى ،وثياب البدن ، واثاث المنازل ،ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوة ،وكذا طعام أهله ، عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲ ،وامافیما سوی الاثمان الخ .بدائع ج:۲ ص:۱۱ .

(۲) منها كون المال فاضلا عن الحاجة الاصلية لان به يتحقق الغناء اذ المال المحتاج اليه حاجة اصلية لايكون صاحبه غنيا عنه .بدائع ج:۲ ص:۱۱ ط:سعيد.هنديه، ج:۱ ص:۱۷۳ . اما الغناء الذى تجب به الزكاة فهوان يملك نصابا من المال النامى الفاضل عن الحاجة الاصلية بدائع ج:۲ ص:۴۸ ،فصل الذى يرجع الى المودى اليه .

(۳) (وافتراضها عمرى)أى على التراخى ،وصححه الباقانى وغيره (وقيل فورى) أى واجب على الفور(وعليه الفتوى)كما فى شرح الوهبانية (فيأثم بتأخيرها)بلاعذر. (وفى الشامية تحته) ظاهره الاثم بالتأخيرولوقل كيوم أويومين ، لأنهم فسروا الفوربأول أوقات الامكان . الدرمع الردج:۲ص:۲۷۱،۲۷۲ ،ط:ايج ايم سعيد ذكرالكرخى انها على الفور و ذكر فى المنتقى مايدل عليه فانه قال اذا لم يؤد الزكاة حتى مضى حولان فقد اساء واثم . بدائع ج:۲ ص:۳ . فصل اما كيفية فرضيتها ،شامى ج:۲ ص:۲۷۱ .ط:سعيد،هنديه ج:۱ص:۱۷۰، رشيديه.

سال پورا ہونے سے پہلے جو روپے خرچ ہو گئے

اگر کسی آدمی کے پاس ضروری حاجت سے زائد رقم تھی، اور وہ نصاب کے برابر تھی لیکن سال مکمل ہونے سے پہلے رہائش کا مکان یا ضروری سامان خرید لیا، یا کسی اور جگہ وہ رقم خرچ ہوگئی، تو خرچ شدہ رقم یا خریدے ہوئے مکان یا سامان پر زکوۃ واجب نہیں، کیونکہ زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال پورا ہونا شرط ہے، اور یہاں وہ شرط پوری نہیں ہوئی اس لئے اس رقم سے زکوۃ ساقط ہوگئی۔(۱)

سال شمار کرنے کا اصول

☆......جس تاریخ کو کسی شخص کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال آجائے اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو اس پر اسی تاریخ کے حساب سے پورا سال گذرنے پر جتنی رقم اس کی ملکیت میں ہوگی زکوۃ واجب ہے خواہ محرم کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا، سال مکمل ہوگیا زکوۃ ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔(۲)

☆......قمری ماہ کے جس تاریخ کو نصاب کا مالک ہوا، ہمیشہ وہی تاریخ زکوۃ کے حساب کے لئے متعین رہے گی، اسی کے حساب سے سال مکمل ہوگا، اس تاریخ کو سونا، چاندی مال تجارت اور نقدی جو کچھ بھی ہو خواہ سال مکمل ہونے سے ایک روز قبل ملا ہو

---

(۱) ومنها الحول في بعض الاموال دون بعض . ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجودفي اول الحول يشترط له الحول لقول النبي ﷺ لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول . بدائع ج:۲ص:۱۳،ط:سعيد.

(۲) والمراد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهوفي ملكه لقوله عليه السلام لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول قال في الغاية سمى حولا لان الاحوال تحول فيه وفي القنية العبرة في الزكوة للحول القمرى، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۳،كتاب الزكاة ط:سعيد،واجل سنة قمرية بالأهلية على المذهب وهي ثلاث مائة واربع وخمسون وبعض يوم، ثم هذا انما يظهر إذا كان الملك في ابتداء الأهلة ،فلوملكه في اثناء الشهر،قيل يعتبربالأيام وقيل يكمل الاول من الاخيرويعتبر مابينهما بالاهلة.ردالمحتار ج:۲ص:۲۹۵ .وشرطه اى شرط افتراض =

سب پر زکوۃ فرض ہوگی۔ زکوۃ کا حساب ہمیشہ اسی تاریخ میں ہوگا ادا جب چاہیں کریں البتہ جتنی جلدی ممکن ہوادا کردیں موت کا کچھ پتہ نہیں ایسا نہ ہو کہ تاخیر کرتے کرتے موت آجائے اور زکوۃ کی ذمہ داری اپنے گردن پر رہ جائے اور قبر میں قیامت تک اسکی سزاء بھگتتے رہیں۔(۱)

☆......اگر درمیان سال میں نصاب کے برابر مال نہیں رہا مگر متعین تاریخ میں نصاب پورا ہو گیا تو بھی زکوۃ فرض ہے۔(۲)

☆......اگر سال کے شروع میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال رہا لیکن سال کے درمیان میں مال بالکل نہ رہا تو اب سابقہ تاریخ کا تعین ختم ہو جائے گا پھر جس تاریخ میں دوبارہ نصاب کا مالک ہوگا سال شمار کرنے کیلئے وہ تاریخ متعین ہوگی۔(۳)

☆......اگر تاریخ میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں اگر ایک سال سے

= ادائها (حولان الحول وهوفی ملکه .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۶۷،کتاب الزکاة)

(۱) والمرد بکونه حولیا ان یتم الحول علیه وهوفی ملکه لقوله علیه السلام لازکوه فی مال حتی یحول علیه الحول قال فی الغایة سمی حولا لان الاحوال تحول فیه وفی القنیة العبرة فی الزکوة للحول القمری. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۳،کتاب الزکاة ط:سعید،هندیه ج:۱ ص:۱۷۵ .شامی ج:۲ص:۲۵۸. والمستفاد فی الحول لایخلواما ان کان من جنس الاصل واما ان کان من خلاف جنسه ....وان کان من جنسه فان کان متفرعا من الاصل او حاصلا بسببه یضم الی الاصل ویربی بحول الأصل بالاجماع .شامی ج:۲ص:۲۸۸،بدائع ج:۱۳ ص:۲، ط: سعید. البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲،ط:سعید.

(۲) ونقصان النصاب فی الحول لایضر ان کمل فی طرفیه لانه یشق اعتبارالکمال فی اثنائه امالابد منه فی ابتدائه للانعقاد وتحقیق الغناء وفی انتهائه للوجوب ولاکذلك فیما بین ذلك لانه حالة البقاء .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۹،باب زکاة المال ط:سعید.شامی ج:۲ ص:۳۰۲واذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانه فیما بین ذلك لایسقط الزکاة .عالمگیری ج:۱ص:۱۷۵.

(۳) فهلاك النصاب فی خلال الحول یقطع حکم الحول حتی لواستفاد فی ذلك الحول نصابا یستانف له الحول لقول النبی ﷺ لازکوة فی مال حتی یحول علیه الحول والهالك ماحال علیه الحول وکذا المستفاد .بدائع ج:۲ص:۱۵ط:ایچ ایم سعید.

زیادہ ہوتی ہے تو سال کی زکوۃ نکالنے کے بعد زائد ایام کی زکوۃ بھی نکالدیں پھر تاریخ تبدیل کرنا درست ہوگا، مثلا ایک آدمی کا سال یکم رجب کو مکمل ہوجاتا ہے اور وہ یکم رمضان المبارک میں زکوۃ کا حساب کرنا چاہتا ہے تو رجب تک ایک سال کی زکوۃ نکالنے کے بعد مزید دو ماہ کی زکوۃ دیدے تو پھر اس کے بعد یکم رمضان سے یکم رمضان تک سال شمار کرنا صحیح ہوگا۔(۱)

سال کا شمار

☆......زکوۃ واجب ہونے کیلئے زکوۃ کے نصاب پر سال گذرنا ضروری ہے۔(۲) اگر کوئی شخص سال کے آغاز میں نصاب سے کم مال کا مالک تھا، پھر اس کم مال سے تجارت کی جس سے اتنا نفع ہوا کہ مال تجارت کی قیمت نصاب کے برابر مکمل ہوگئی، تو جس وقت سے نصاب مکمل ہوا، اس وقت سے سال کی ابتداء ہوگی، اور اس دن سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......اگر سال کی شروع میں نصاب پورا تھا، پھر سال کے دوران اس سے تجارت کر کے نفع حاصل ہوا، اور وہ نفع موجود ہے، تو اصل مال پر جب سال مکمل ہوگا

---

(۱) والمراد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهو في ملكه لقوله عليه السلام لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول قال في الغاية سمي حولا لان الاحوال تحول فيه وفي القنية العبرة في الزكوة للحول القمرى البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۳، كتاب الزكاة ط:سعيد، شامى ج۲ ص:۲۵۸. ط:سعيد.

(۲) ومنها الحول في بعض الاموال دون بعض ......ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجود في اول الحول يشترط له الحول لقول النبي ﷺ لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳ ط:سعيد، وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهو في ملكه. الدرالمختارشامى ج:۲ ص:۲۶۷، ط:سعيد.

(۳) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم إذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۲، كتاب الزكاة. ط:رشيديه كوئٹه. تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷.

اور زکوۃ نکالی جائے گی، اس وقت نفع کی رقم سے بھی زکوۃ نکالی جائے گی اگر چہ نفع کی رقم پر سال مکمل نہ ہوا ہو، گویا کہ اصل پر سال مکمل ہونے کی وجہ سے نفع پر بھی سال مکمل ہو گیا ہے۔(۱)

سال کے آخر میں پیسہ کم ہو گیا

اگر کسی آدمی کے پاس سال کے شروع میں مثلا دو لاکھ کی رقم تھی اور سال کے آخر میں صرف ایک لاکھ کی رقم رہ گئی تو اس صورت میں صرف ایک لاکھ کی زکوۃ دینی ہوگی دو لاکھ کی نہیں۔(۲)

سال کے درمیان میں جو اضافہ ہوا

اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہے اور اس کا سال یکم رمضان سے یکم رمضان تک پورا ہوتا ہے، اور درمیان سال میں کچھ رقم اور مل گئی یا سونا یا چاندی مل گئی، تو بعد میں ملنے والی چیزوں کے سال کا حساب الگ نہیں ہوگا بلکہ جب یکم رمضان آئیگا تو ان چیزوں کی زکوۃ دینا بھی لازم ہوگا، کیونکہ جب اصل نصاب پر سال گذر گیا گویا کہ سال مکمل ہونے سے پہلے ملنے والی چیزوں پر بھی سال گذر گیا۔(۳)

(۱،۳) والمستفاد فی الحول ان کان من جنسه فاما ان کان متفرعا من الاصل اوحاصلا بسببه کالولد والربح یضم الی الاصل ویربی بحول الاصل بالاجماع .هندیه ج:۱ ص:۱۷۵ .بدائع ج:۲ ص:۱۳ .ط:سعید،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۲ .ومن کان له نصاب فاستفاد فی أثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه أولاوبأی وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث أوهبة أوغیرذلک.هندیه ج:۱ ص:۱۷۵ ،کتاب الزکاة ط: ماجدیه.

(۲) ونقصان النصاب فی الحول لایضران کمل فی طرفیه........اما لابد منه فی ابتدائه للانعقاد و تحقیق الغناء وفی انتهائه للوجوب .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۹ ،شامی ج:۲ ص: ۳۰۲. قال فی البدائع ولکن هذا الشرط یعتبرفی اول الحول وفی آخره لاخلاله حتی لو انتقص النصاب فی اثناء الحول ثم کمل فی آخره تجب الزکاة .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۱۵ ط:سعید

سال مکمل ہونے کے بعد مال ختم ہوگیا

کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا، لیکن ابھی زکوۃ نہیں دی تھی کہ تمام مال چوری ہوگیا، یا کسی اور طریقہ سے خود بخود ضائع ہوگیا تو زکوۃ معاف ہوگئی، لیکن اگر اپنا مال اپنے اختیار سے کسی کو دیدیا، یا کسی اور طرح اپنے اختیار سے ضائع کردیا، تو جس قدر زکوۃ فرض ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوگی، بلکہ زکوۃ دینا پڑے گی۔(۱)

سال مکمل ہونے کے بعد مال کم ہوگیا

کسی کے پاس مثلا ایک لاکھ روپے تھے، ایک سال گزرنے کے بعد اس میں سے پچاس ہزار روپے چوری ہوگئے، یا خیرات کردیئے تو باقی پچاس ہزار روپے کی زکوۃ دینا ہوگی۔(۲)

سالہ سالی

اگر سالہ سالی غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے (۳)۔

---

(۱) قال ابوبکر الکاسانی: فالمسقط لها بعد الوجوب احد الاشیاء الثلاثة. منها: هلاك النصاب بعد الحول قبل التمکن من الاداء وبعده عندنا. بدائع ج:۲ص:۵۳ وقال: وأما بيان مايسقط بعد الوجوب فمنها هلاك الخارج من غير صنعه، لأن الواجب فی الخارج فاذا هلك يهلك بمافيه كهلاك نصاب الزكاة بعد الحول فهذا عندنا. ج:۲ص:۶۵، البدائع. وايضا وان هلك المال بعد وجوب الزكاة سقطت الزكاة وفی هلاك البعض يسقط بقدره، هكذا فی الهداية، ولو استهلك النصاب لايسقط هكذا فی السراجية. الهنديه، الباب الثالث فی زكاة الذهب والفضة والعروض ج:۱ص:۱۸۰. ط: مكتبه ماجديه.

(۲) أيضا

(۳) قال فی البحر هی تمليك المال من فقير مسلم بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى واشار الى ان الدفع الى كل قريب ليس باصل ولافرع جائز. البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۱، كتاب الزكاة ط: سعيد، وقال فی البدائع: ويجوز دفع الزكاة الى من سوى =

سامان تجارت

☆...... سامان تجارت سے مراد کیش رقم کے علاوہ ہروہ سامان ہوتا ہے جوتجارت کے لئے مہیا کیا گیا ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو، مثلاً آلات اور مشین ہوں ، استعمالی سامان ہو، کپڑے ہوں کھانے پینے کی چیزیں ہوں، زیورات وجواہر ہوں حیوانات ونباتات ہوا گھر ہوں یا زمین، یامنقولہ اورغیر منقولہ جائیدادیں ہوں۔

غرض جو چیزیں فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے خرید وفروخت کیلئے مہیا کی گئی ہیں وہ سامان تجارت ہے، اگر سامان تجارت کی مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اوراس پر سال بھی گذر گیا ہے تو کیش رقم کی طرح ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے حلال چیزوں کی جائز طریقے سے تجارت کرنا اوراس سے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ معاملات میں سچائی، دیانت اورامانت داری وغیرہ کے اخلاقی اصولوں کوترک نہ کیا جائے ،اورتجارت وکاروبار کی مشغولیت اللہ کے ذکر،اورحقوق اللہ کی ادائیگی سے غافل نہ کردے۔

اسلام میں تجارت سے حاصل ہونے والی اس دولت پر کیش رقم کی طرح سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ مقرر کردی،تاکہ اللہ کی نعمت کا شکرادا ہوجائے ،اوراسکے بندوں میں

= الوالدين والمولودين من الاقارب وغيرهم لانقطاع منافع الاملاك بينهم.بدائع ج:۲ ص: ۵۰، ط:سعيد،شامي ج:۲ص:۳٤٦، البحرج:۲ص:۲٤۳،فتح القدير ج:۲ ص: ۲۱۷.

(۱) (وفي عروض التجارة بلغت نصاب ورق اوذهب .وفي الصحاح العرض بسكون الراء: المتاع، وكل شئ فهوعرض سوى الدراهم والدنانيراه البحرالرائق ج: ۲ص:۲۲۸.ط: سعيد، واللازم في عرض تجارة قيمته نصاب وفي الدررالعرض متاع لايدخله كيل ولاوزن ولايكون حيوانا ولاعقاراواما بفتحها فمتاع الدنيا ويتناول جميع الاموال .رد المحتار ج: ۲ ص:۲۹۸،باب زكوة المال ط:سعيد.البحر:۲ص:۲۸۸،تتارخانية ج:۲ص: ۲۳۷، هنديه ج:۲ص:۱۷۹.

سے ضرورت مند بندوں کا حق ادا ہو جائے۔(۱)

☆......اگر سامان تجارت کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہے۔(۲)

سائمہ جانور

☆......''سائمہ'' اس جانور کو کہتے ہیں جو جنگل میں چرنے کیلئے خاص مقصد سے چھوڑے جاتے ہیں اور وہ مقصد یا تو ان سے دودھ حاصل کرنا ہوتا ہے، یا ان کی نسلی افزائش ہے یا اپنی بڑھوتری کی بناء پر وہ بیش قیمت قرار پائیں۔

اور ''سائمہ'' جانور میں تین باتیں پائی جانی ضروری ہیں۔(۳)

(الف) سال کے اکثر حصہ میں خود سے چر کے اکتفاء کرتے ہوں یعنی عام چراگاہ میں پیسوں کے بغیر چرتے ہوں اور اگر گھر میں ان کو کچھ نہ دیا جاتا ہو۔

---

(۱) اما الاول فكمال النصاب شرط وجوب الزكاة فلاتجب الزكاة فيما دون النصاب لانها لاتجب الاعلى الغنى ولانها وجبت شكرا لنعمة المال ومادون النصاب لايكون نعمة موجبة للشكر للمال .بدائع ج:۲ص:۱۵،ط:سعيد،شامى ج:۲ص:۲۹۸.

(۲) (قوله وفى عروض تجارة بلغت نصاب ورق اوذهب)معطوف على قوله :اول الباب فى مائتى درهم ،أى يجب ربع العشرفى عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما . البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،ط:سعيد،واما اموال التجارة فتقديرالنصاب فيها بقيمتها من الدنانيروالدراهم فلاشئ مافيهامالم تبلغ قيمتها مائتى درهم اوعشرين مثقالامن ذهب .هنديه ج:۱ص:۱۷۹،البحرج:۲ص:۲۲۸،بدائع ج:۲ص:۲۰،ط:سعيد،شامى ج:۲ص:۲۹۸.

(۳) واماصفة نصاب السائمة فله صفات منها ان يكون معدا للاسامة وهوان يسميها للدر و النسل لما ذكرنا ان مال الزكاة هوالمال النامى وهوالمعد للاستمناء والنماء فى الحيوان بالاسامة اذ بها يحصل النسل فيزدادالمال......ثم السائمة هى الراعية التى تكتفى بالراعى عن العلف ويمونها ذلك ولاتحتاج الى ان تعلف فان كانت تسام فى بعض السنة وتعلف وتمان فى البعض يعتبرفيه الغالب لان للاكثرحكم الكل .بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۰، فصل واما صفة نصاب السائمة ط:سعيد،عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۶،شامى ج:۲ص:۲۷۵،الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۸۳۴،دارالفكر،دمشق .

اگر چھ مہینے خود سے چر کر رہتے ہوں اور چھ مہینے انکو گھر میں کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔۔اسی طرح اگر گھاس ان کے لئے گھر میں منگوائی جاتی ہو خواہ قیمت دیکر ہو یا بلا قیمت، تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔

(ب) جس گھاس پر وہ چرتے ہیں اس کے چرنے کی کسی کی طرف سے ممانعت نہ ہوں اگر کسی کی منع کی ہوئی ناجائز گھاس پر ان کو چرایا جائے گا تو وہ سائمہ نہیں ہوں گے۔

(ج) دودھ کی غرض سے یا نسل میں اضافہ کرنے کی غرض سے رکھے گئے ہوں اگر وہ دودھ اور نسل کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لئے یا سواری کے لئے ہوں تو پھر وہ سائمہ نہیں ہوں گے۔

☆...... سائمہ جانور خواہ نر ہوں یا مادہ، خواہ ملے جلے ہوں ان سب پر زکوۃ واجب ہوگی، اسی طرح سائمہ جانور اگر دودھ پینے اور نسل حاصل کرنے کیلئے ہیں اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں تو ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

سرکاری مدارس میں زکوۃ دینا

☆...... اگر سرکاری مدارس میں زکوۃ کے مستحق طلباء موجود ہیں، اور مدرسہ والے زکوۃ کی رقم صرف غریب مستحق طلباء میں خرچ کرتے ہیں غیر مصرف میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۲)

البتہ جہاں زکوۃ کی ضرورت نہیں وہاں زکوۃ نہیں دینی چاہیے۔

☆...... غیر سرکاری دینی مدارس کے غریب طلباء زکوۃ کے زیادہ مستحق ہیں لہذا

(۱) قال شمس الأئمة السرخسی المتوفی ۴۹۰ھ: وینظر فی السائمة إلی کمال النصاب فتجب الزکاة فیه، وان کانت قیمتها ناقصة عن مائتی درهم وینظر إلی قیمتها ان اراد بها التجارة الخ. کتاب المبسوط، کتاب الزکاة ج:۲ ص:۱۸۷، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت.

(۲) "انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمولفة قلوبهم" سورة التوبة، آیت: ۶۰.

زکوۃ ان کو دینے کی کوشش کرے۔(۱)

سسر کو زکوۃ دینا

اگر سسر غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

سفراء کے ہاتھ سے زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی

اگر مدارس کے سفراء کے ہاتھ سے زکوۃ کی رقم چوری ہوجائے یا مہتمم کے ہاتھ سے چوری ہوجائے یا ضائع ہوجائے، اوران کی حفاظت میں کوئی کمی نہیں رہی تھی تو ان لوگوں پر تاوان لازم نہ ہوگا، اورزکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہوجائے گی، کیونکہ یہ حضرات مستحق طلبہ کے وکیل ہیں اور وکیل کا قبضہ گویا مستحق طلبہ کا قبضہ ہے۔(۳)

اوراگر ان لوگوں نے حفاظت میں کوتاہی کی ہے یا زکوۃ کی رقم میں تبدیلی کی ہے یا اپنی رقم کے ساتھ مخلوط کردیا ہے تو ان لوگوں پر تاوان لازم ہوگا، اوراپنی جیب سے اتنی رقم فقراء کو دینا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) أوأحوج أوأصلح أوأورع أوأنفع للمسلمين أومن دارالحرب إلى دارالإسلام أوإلى طالب علم وفي المعراج :التصدق على العالم الفقير أفضل .الدرالمختارشامي ج:۲ ص: ۳۵۳، ۳۵٤. هنديه ج:۱ ص:۱۸۷.

(۲) ويجوزدفع الزكاة الى من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب ومن الاخوة و الاخوات و غيرهم لانقطاع منافع الاملاك بينهم .بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۰،كتاب الزكاة ، البحر ج:۲ ص: ۲٤۳، شامي ج:۲ص:۳٤٦،فتح القدير ج:۲ص:۲۱۷ .تتارخانية ج:۲ص:۲۷۱.

(۳) وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ماإذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱ ،ط:سعيد.بخلاف ماإذا ضاعت في يد الساعي ؛لأن يده كيد الفقراء .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱ ،شامي ج:۲ص:۲۷۰.

(٤) ولوخلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا إلا اذا وكله الفقراء .الدرالمختار شامي ج:۲ ص :۲٦۹ .(قوله ضمن وكان متبرعا)لان ملكه بالخلط وصارمؤديا مال نفسه ،قال في التاتارخانية إلا إذا وجد الاذن أو اجازالمالكان أى اجاز قبل الدفع الى الفقير.شامي ج:۲ص:۲٦۹. وفي الفتاوى رجلان دفع كل واحد منهما زكوة ماله الى رجل ليؤدى عنه فخلط مالهما ثم تصدق ضمن الوكيل وكذا لوكان في يد رجل اوقاف مختلفة فخلط انزال الاوقاف، فإذا ضمن في =

سفید پوش

عام طور سے لوگ صرف اسی کو فقیر سمجھتے ہیں، جو بھیک مانگتا ہے، حالانکہ بعض اوقات باعزت لوگ زیادہ مستحق ہوتے ہیں مگر شرم کی وجہ سے اپنی غربت نہ اپنے لباس سے ظاہر ہونے دیتے ہیں، نہ زبان سے کہتے ہیں دیکھنے سے وہ بظاہر غریب معلوم نہیں ہوتے، بلکہ بعض اوقات وہ تنخواہ دار ملازم بھی ہوتے ہیں، لیکن زیادہ اولاد وغیرہ کی وجہ سے بہت تنگدست رہتے ہیں، اگر تحقیق سے کسی ایسے آدمی کے بارے میں علم ہوجائے تو اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے، ایسے لوگوں کو زکوۃ وخیرات دینا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔(۱)

سفید پوش کو زکوۃ دینا

اگر سفید پوش آدمی مالی اعتبار سے بہت کمزور ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا صحیح ہے، اور زکوۃ کی ادائیگی کے لئے ان کو بتانا شرط نہیں کہ یہ زکوۃ ہے، تحفۃً ہدیہ کہ کر دی جاے اور زکوۃ کی نیت کر لی جائے، تب بھی زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

= صورة الخلط لاتسقط الزكاة عن اربابها .البحر ج:٢ص: ٢١١ .شامي ج:٢ص: ٢٦٩.

(١) واما الذى يرجع الى المؤدى اليه: منها ان يكون فقيرا وقيل الفقير الذى يملك شيئا يقوته والمسكين الذى لاشئ له سمى مسكينا لما اسكنته حاجته عن التحرك،فلا يقدر يبرح عن مكانه وهذا اشبه الاقاويل ،وماروى ابوهريرة ان النبى ﷺ انه قال ليس المسكين الطواف الذى يطوف على الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان قيل فماالمسكين يارسول الله .قال الذى لايجد مايغنيه ولايفطن به فيتصدق عليه ولايقوم فيسأل الناس فان الذى لايسأل ولايفطن به اشد مسكنه من هذا .بدائع ج:٢ص:٤٤،ط:سعيد. وذكرفى الفتاوى فيمن له حوانيت ودورالغلة لكن غلتها لاتكفيه ولعياله انه فقيرويحل له اخذ الصدقة ،بدائع ج:٢ص:٤٨،البحرج:٢ص:٢٤٤.

(٢) ومن اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة اوقرضا ونوى الزكاة فانها تجزيه .هنديه ج:١ ص:١٧١،ط:رشيديه ، البحرالرائق ج:٢ص:٢١٢،ط: سعيد.شامي ج:٢ص: ٢٦٨ .

سفیر کا زکوۃ کی رقم استعمال کرنا

سفیر کیلئے زکوۃ کی رقم خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اگر سفیر کے پاس خرچ کے لئے رقم نہیں تو گھر سے منگوالے یا کسی سے قرض لے لے۔ (۱)

سفیر کا زکوۃ کی رقم تبدیل کرنا

سفیر کے پاس چندہ کی جو رقم جمع ہوئی ہے اسکے بدلے دوسری اتنی ہی رقم مدرسہ میں جمع کرادی جائے تو درست ہے، مدرسہ میں رقم جمع کرادینے کے بعد اگر مدرسہ کے چندہ کی رقم سے اپنی ذاتی مصرف میں استعمال کرنا چاہے تو استعمال کرسکتا ہے مدرسہ میں رقم جمع کرانے سے پہلے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

سفیر کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

زکوۃ کی رقم سے سفیر کی تنخواہ دینا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلاعوض دینا ضروری ہے، اور تنخواہ بلاعوض نہیں دی جاتی بلکہ خدمت کی عوض میں دی جاتی ہے اس لئے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (۳)

سوال کرنے والے کو دینا

☆......معارف القرآن کاندھلویؒ میں ہے ''اور سوال کرنے والوں کو دے''

---

(۱) وللوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها الى ولد نفسه كبيرا كان اوصغيرا والى امرأته اذا كانوا محاويج ولايجوزان يمسك لنفسه شيئا .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد،شامی ج:۲ص:۲٦۹.ط:سعيد.

(۲) فتاوی رحيميه ج:۷ص:۱٤٥ كتاب الزكاة .دارالاشاعت ،طباعت ۲۰۰۳ء.

(۳) ولونوى الزكاة بمايدفع إلى الخليفة ولم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزأه وإلا فلا،عالمگيری ج:۱ص:۱۹۰.شامی ج:۲ص:۳٥٦. تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸.

خواہ مسلمان ہوں یا کافر اگرچہ ہمیں ان کی حاجت اور ضرورت کا علم نہ ہو، اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ بلاضرورت کوئی عاقل سوال اور گدائی کی ذلت گوارا نہیں کرتا۔

اسی وجہ سے حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنے والے کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر ہو۔ (ج:اص:۲۷۲، سورۂ بقرہ آیت: ۱۷۷ ''والسائلین'')۔

☆......اگر سوال کرنے والا کافر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں البتہ زکوۃ کے علاوہ عطیات یا صدقۂ نافلہ کی مد سے دینا جائز ہے۔(۱)

سوتیلا

سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، سوتیلا نانا، سوتیلی ماں، سوتیلی دادی کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر وہ لوگ زکوۃ کے مستحق ہیں۔(۲)

سوتیلی والدہ کو زکوۃ دینا

اگر سوتیلی والدہ غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے سیدہ بھی نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

(۱)اما الذی یرجع الی المودی الیہ منھا ان یکون فقیرا لقولہ تعالی انما الصدقات للفقراء و المساکین ....وقال الحسن: المسکین الذی یسأل........وھذا یدل علی ان المسکین احوج.بدائع ج:۲ص:۴۳ط:سعید. ومنھا ان یکون مسلما فلایجوزصرف الزکاۃ الی الکافربلاخلاف لحدیث معاذ خذھا من اغنیائھم وردھا فی فقرائھم واما ماسوی الزکاۃ من صدقۃ الفطروالکفارات والنذورفلاشك فی صرفھا الی فقراء المسلمین افضل وھل یجوز صرفھا الی اھل الذمۃ قال ابوحنیفۃ ومحمد یجوز.بدائع ج:۲ص:۴۹، ط: سعید،البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۲،ط:سعید،باب المصرف ،شامی ج:۲ص:۳۵۱.

(۲) ویجوزدفع الزکاۃ الی من سوی الوالدین والمولودین من الاقارب وغیرھم لانقطاع منافع الاملاك وبینھم .شامی ج:۲ص:۳۴۶،بدائع ج:۲ص:۵۰، البحرج:۲ص:۲۴۳ و قال فی البحر:واشارإلی ان الدفع الی کل قریب لیس باصل ولافرع جائز. البحر ج:۲ ص: ۲۰۱،کتاب الزکاۃ ط:سعید،

(۳) وقال فی الرد ویجوزدفعھا لزوجۃ ابیہ وابنہ وزوج ابنتہ .ردالمحتار ج:۲ ص: ۳۴۶، باب المصرف . البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف.ط:سعید.

سوتیلے بھائی بہن

اگر سوتیلے بھائی بہن غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

سوتیلے ماں باپ

اگر اپنے سوتیلے ماں باپ غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

سود کی رقم پر زکوۃ

☆...... واضح رہے کہ سود لینا، دینا، لکھنا اور اس میں گواہ بننا سب ناجائز اور حرام ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہے،(۳) اللہ نے فرمایا سود کھانے والے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتے ہیں، اور اللہ سے جنگ کر کے کون جیت سکتا ہے، کامیابی کا تصور تک نہیں ہوسکتا۔(۴)

---

(۱) وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدقة .شامي كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ ص:۳٤٦،البحرج:۲ص: ۲٤۳ و ۲۰۱ .فتح القدير ج:۲ ص:۲۱۷ .

(۲) ويجوزدفعها لزوجة ابيه وابنه وزوج ابنته .ردالمحتارج:۲ ص:۳٤٦قال فى البدائع: و يجوزدفع الزكاة الى من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب ومن الاخوة والاخوات وغيرهم لانقطاع منافع الاملاك بينهم .فتح القديرج:۲ص:۲۱۷،بدائع ج:۲ ص:۵۰، ط:سعيد،البحرج:۲ص:۲٤۳،شامي ج:۲ص:۳٤٦،

(۳) عن جابرؓ قال لعن رسول الله ﷺ اكل الرباوموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء . قال النووى :هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليهما .صحيح مسلم ج:۲ص:۲۷،كتاب البيوع باب الربا،ط:قديمى كتب خانه .

(٤) يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وذروا مابقى من الربا ان كنتم مؤمنين فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله ،سورة البقرة آيت :۲۷۸،۲۷۹،جزء :۳.

☆......جس طرح سود کھانا حرام ہے اس طرح سود لینا بھی حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

واخذھم الربوو قد نھو عنه

سود لینے ہی سے ان کو منع کیا گیا ہے

☆......سود کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر یہ معلوم ہے کہ سود کہاں سے لیا ہے تو وہاں واپس کردے، اگر معلوم نہیں، یا معلوم ہے لیکن واپس کرنا ممکن نہیں تو سود کی ساری رقم کو ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کرنا واجب ہے۔(۱)

سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا

☆......سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں، اگر کوئی شخص سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور کفر کا خطرہ ہوگا۔(۲)

☆......سود کی رقم لینا اور دینا جائز نہیں ہے، جو لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتے ہیں، ظاہر ہے اللہ و رسول سے جنگ کر کے کوئی جیت نہیں سکتا۔(۳)

☆......سودی رقم حرام ہے، حرام رقم کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جہاں سے لی ہے وہاں واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو ثواب کی

---

(۱)والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والافان علم عین الحرام لایحل له ویتصدق به بنیة صاحبه، شامی ج:۵ص:۹۹. باب البیع الفاسد مطلب فیمن ورث مالا حراما والاتصدقوا بها لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذرالرد علی صاحبه. الردالمحتار، کتاب الکراهیة فصل فی البیع، ج:٦ص:۳۸۹،۳۸۵،هندیه ج:٤ص:۳٤۹

(۲) فی الدرالمختار: انما یکفراذا تصدق بالحرام القطعی وفی الرد،رجل دفع الی فقیرمن المال الحرام شیئا یرجوبه الثواب یکفر. کتاب الزکاة باب زکاة الغنم. ج:۲ص:۲۹۲.

(۳) یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وذروا مابقی من الربا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله ،سورة البقرة آیت :۲۷۹،۲۷۸،جزء :۳.

نیت بغیر کسی فقیر وغریب کو مالک بنا کردیدیں۔(۱)

☆......زکوۃ پاک ہے اور سود پاک نہیں ہے، ناپاک چیز سے پاک چیز ادا نہیں ہوتی۔

سودے کے بعد پیشگی رقم کا حکم

اگر سودا ہونے کے بعد پیشگی ایڈوانس رقم ادا کردی، اور اب تک چیز پر قبضہ نہیں ہوا، تو اب اس رقم کی زکوۃ کس پر ہے، رقم ادا کرنے والے مشتری پر ہے یا رقم وصول کرنے والے بائع پر ہے۔ تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر مشتری[۱] صاحب نصاب ہے زکوۃ کا سال مکمل ہونے سے پہلے مذکورہ چیز کی قیمت ادا کردی ہے تو مشتری پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اور اگر مشتری نے سال مکمل ہونے کے بعد قیمت ادا کی تو اس صورت میں مشتری کی زکوۃ ساقط نہیں ہوگی، مشتری کیلئے ان رقوم کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

سونا

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے، موجودہ اوزان کے اعتبار سے ستاسی ۸۷ گرام چارسوانا سی ۴۷۹ ملی گرام سونا ہے

(۱) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه،شامي ج:۲ص:۹۹. باب البيع الفاسد مطلب فيمن ورث مالا حراما. هنديه ج:٤ص:۳٤۹.ط:رشيديه.ويردونها على اربابها ان عرفوهم والاتصدقوا بها لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذرالرد على صاحبه .ردالمحتار،كتاب الكراهية فصل في البيع ، ج:٦ص:۳۸٥،۳۸۹،هنديه ج:٤ص:۳٤۹،ط:رشيديه.

(۲) قالوا:ثمن المبيع وفاء إن بقي حولا،فزكاته على البائع ؛لأنه ملكه ، وقال بعض المشائخ : على المشترى ؛لأنه يعده مالاموضوعا عند البائع ، فيواخذ بماعنده ،شامي ج: ۲ص: ۲٦۱، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء ،ط:رشيديه.

[۱] مشتری: خریدار کو کہتے ہیں اور بائع: بیچنے والے کو

(۳) (نصاب الذهب عشرون مثقالا).الدرالمختارشامي،كتاب الزكوة باب زكوة المال . ج:۲ص:۲۹٥،ط:سعيد.

اگر نصاب کے برابر سونا ایک سال تک رہے تو سال مکمل ہونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

☆......اگر کسی مرد یا عورت کے پاس صرف سونا ہے اور وہ نصاب سے کم ہے اسکے ساتھ چاندی یا نقد روپیہ یا مال تجارت وغیرہ قابل زکوۃ کوئی چیز نہیں تو ساڑھے سات تولہ سے کم سونا پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

☆......اگر نصاب سے کم سونا کے ساتھ چاندی یا کیش رقم وغیرہ ہے اور قیمت کے اعتبار سے جمع کرنے سے چاندی کا نصاب پورا ہوجاتا ہے تو اس صورت میں مجموعی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔ اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر تمام چیزوں کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

☆......سونا جب نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا، چاہے اس سے تجارت کرے یا نہ کرے، کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا نہ بڑھائے کیونکہ اللہ تعالی نے سونا کو اصل خلقت کے اعتبار سے "ثمن" یعنی رائج الوقت روپیہ سکہ کے طور پر پیدا کیا ہے، تجارت کاروبار کیلئے پیدا کیا ہے، اگر کسی کے پاس سونا ہے وہ اس سے کاروبار نہیں کرتا یا زیور بنا کے رکھتا ہے تو یہ اس کا قصور ہے شریعت اس کی

---

(۱) (قوله یجب ....وعشرین مثقالاربع العشر)........قید بالنصاب لان مادونه لازکاة فیه. البحرالرائق کتاب الزکاة باب زکوة المال ج:۲ص:۲۲۵.

(۳) وتضم قیمة العروض الی الثمنین والذهب الی الفضة قیمة کذا فی الکنز........ولوضم احد النصابین الی الاخرحتی یودی کله من الذهب اومن الفضة لاباس به لکن یجب ان یکون التقویم بماهوانفع للفقراء قدرا ورواجا .شامی ج:۲ص:۳۰۳،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۳۲، عالمگیری کتاب الزکاة الباب الثالث ج:۱ص:۱۷۹ ،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۳۰، باب زکاة المال ط:سعید.

ذمہ دار نہیں ہے۔(۱)

☆...... اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا تھا اور اس نے سال مکمل ہونے کے بعد نقد رقم سے زکوۃ ادا کر دی اور ساڑھے سات تولہ سونا باقی رہا اور اس پر مثلاً دوسرا سال گذرا تو نصاب کے برابر سونا ایک سال تک محفوظ رہنے کی وجہ سے دوسرا سال بھی ساڑھے سات تولہ سونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... اور اگر سونے ہی کا کچھ حصہ زکوۃ میں ادا کر دیا، اور باقی ماندہ سونا نصاب سے کم ہے اور اس آدمی کے پاس ایسی اور کوئی چیز نہیں جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے تو اس صورت میں ساڑھے سات تولہ سے کم مقدار پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) (واللازم) مبتدأ (فی مضروب کل)منهما (ومعموله ولوتبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا ....(ربع عشر)خبر قوله اللازم .(الدرالمختارشامی، کتاب الزکوة ،باب زکوة المال ج:۲ ص:۲۹۷۔ ۲۹۹، ،البدائع ج:۲ ص:۱٦ ،فصل صفة النصاب ط:سعيد.

اما اذا كان له ذهب مفرد فلاشيء فيه حتى يبلغ عشرين مثقالا فاذا بلغ عشرين مثقالا ففيه نصف مثقال لما روى في حديث عمروبن حزم والذهب مالم يبلغ قيمته مائتی درهم فلاصدقة فيه فاذا بلغ قيمته مائتی درهم ففيه ربع العشر .بدائع ج:۲ ص:۱۸ ،ط:سعيد، فان لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فانه يضم احدهما الى الاخرى في حق تكميل النصاب.......ولهذا يكمل نصاب كل واحد منهما بعروض التجارة ولايعتبراختلاف الصورة .بدائع ج:۲ ص:۱۹ ،ط:سعيد. فأما الزكاة في الذهب والفضة فانما تجب لعينها دون القيمة ولهذا لايكمل به القيمة حالة الانفراد ولانهما مالان متحدان في المعنى الذى تعلق به وجوب الزكاة فيهما وهوالاعداد للتجارة باصل الخلقة والثمنية فكانا في حكم الزكاة كجنس واحد ولهذا اتفق الواجب فيهما وهوربع العشرعلى كل حال .بدائع ج:۲ ص:۱۹ .ط:سعيد.

(۲) تجب في كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضروبا كان اولم يكن مصوغا اوغير مصوغ حليا كان للرجال اوللنساء .فتاوی هندیه ج:۱ ص:۱۷۸ ،ط:رشیدیه کوئٹه واما شروط وجوبها فمنها حولان الحول على المال .هنديه ج:۱ ص:۱۷۵ ،ط:رشيديه .

(۳)(ومنها كون المال نصابا) فلاتجب في أقل منه ،عالمگیری ج۱ ص:۱۷۲ ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۲ ،شامی ج:۲ ص:۲۵۹ .

اور اگر مذکورہ آدمی کے پاس ساڑھے سات تولہ سے کم مقدار سونا کے علاوہ کوئی ایسی چیز موجود ہے جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے مثلاً نقد رقم تجارتی مال یا چاندی وغیرہ تو اس صورت میں ان چیزوں کی قیمت کو سونے کے ساتھ ملا کر دیکھ لے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے یا نہیں اگر چاندی کے نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

سونا خالص نہیں

اگر سونا خالص نہیں، بلکہ اس میں کچھ کھوٹ ملا ہوا ہے تو غالب جزء کا اعتبار ہوگا اگر سونا غالب ہے تو وہ سونا سمجھا جائے گا اور زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر کھوٹ زیادہ ہے تو سونا نہیں سمجھا جائے گا اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر تجارت کے مال کے طور پر رکھا جائے گا تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

---

(۱) فان لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فانه يضم احدهما الى الآخرفي حق تكميل النصاب.....ولهذا يكمل نصاب كل واحد منهما بعروض التجارة ولايعتبراختلاف الصورة .بدائع ج:۲ص:۱۹،ط:سعيد.قال في البحر:وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة ،اما الاول فلان الوجوب في الكل باعتبار التجارة وان افترقت جهة الاعداد. واما الثاني فللمجانسة من حيث الثمنية ومن هذا الوجه صارسببا وضم احدى النقدين الى الآخرقيمة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۰، ط:سعيد، شامي ج:۲ص:۳۰۳.

(۲) (وغالب الفضة والذهب فضة وذهب وماغلب عشه) منهما (يقوم) كالعروض ويشترط فيه النية (قوله ويشترط فيه النية)اى تعتبرقيمته ان نوى فيه التجارة نهر،وتقدم قبيل باب السائمة شرط نية التجارة (الدرالمختارمع الرد المحتاركتاب الزكوة ج:۲ص:۳۰۰) ان الدراهم اذا كانت مغشوشة فإن كان الغالب هوالفضة فهي كالدراهم الخالصة فان غلب الغش فليس كالفضة وان لم تكن اثمانا رائجة ولامنوية للتجارة فلازكوة فيها .... لاتجب الزكاة فيها الابنية التجارة والفضة لايشترط فيها نية التجارة. البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۲۸، ط: سعيد، البدائع ج:۲ص:۱۷،فصل صفة النصاب .

سونے اور چاندی کی اہمیت

☆......سونا اور چاندی دونوں قیمتی نادر اور نفیس اشیاء ہیں ، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو انسانوں کیلئے اسقدر مفید بنایا کہ انسانیت کی ابتداء سے یہ دونوں چیزیں انسانی معاشرے میں کیش پیسے اور چیزوں کی قیمت کے طور پر استعمال ہورہی ہیں ، اسی لئے شریعت نے ان دونوں معدنی اشیاء کو فطری طور پر بڑھنے والی دولت قرار دیا ، اوران پر زکوۃ فرض کی ہے ، خواہ یہ نقد کی صورت میں ہو یا زیور وغیرہ کی شکل میں ، ہر صورت میں اگر نصاب کے برابر ہے تو سالانہ زکوۃ فرض ہے ۔(۱)

☆......انسان جہاں کہیں بھی رہا ہے اس نے سونے چاندی کی دریافت کے بعد انہیں مالی معاملات اور کاروباری لین دین کیلئے معیار اور پیمانہ قرار دیا ہے ، دنیا کی تمام مادی چیزوں کی قدر و قیمت سونا چاندی کے تحت قائم کی جاتی ہے ، اور چیزوں کے تبادلہ میں بھی اس کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے ، اس لئے اسلام نے بھی اس پیمانے کو برقرار رکھا ہے ۔(۲)

---

(۱) الذهب والفضة معدنان نفيسان ناط الله بهما من المنافع مالم ينط بغيرهما من المعادن ، ولندرتهما ونفاستهما اقدمت أمم كثيرة منذ عهود بعيدة على اتخاذهما نقودا وأثمانا للأشياء ، ومن هنا نظرت الشرعية إليهما نظرة خاصة ،واعترتهما ثروة نامية بخلقتهما ،واوجبت فيهما الزكاة الخ فقه الزكاة ج:١ ص:٢٣٨،الفصل الثالث .واللازم مبتداء (في مضروب كل) منهما (ومعموله ولوتبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أولا ولو للتجمل و النفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا.(الدرالمختارشامي كتاب الزكاة ج:٢ص: ٢٩٨،البحر الرائق ج:٢ص:٢٢٦،بدائع الصنائع ج:٢ص:١٩،تتاخارنية ج:٢ص:٢٣٠.

(٢) وفي الهداية :كل دينارعشرة دراهم في الشرع ،قال في الفتح أي يقوم في الشرع بعشرة كذا كان في الابتداء .شامي ج:٢ص:٢٩٩،وفي مقام آخر:وحاصله ان الديناراسم للقطعة من الذهب المضروبة المقدرة بالمثقال فاتحادهما من حيث الوزن.الردالمحتارج:٢ ص: ٢٩٦، باب زكاة المال، ط:ايچ ايم سعيد.قال في البحريجب في مائتى درهم و عشرين مثقالا ربع لعشروهوخمسة دراهم في المائتين ونصف مثقال في العشرين لحديث مسلم ليس فيما دون خمس اواق من الورق صدقة الاوقية اربعون درهما ....قالوا لان بعض مقاديرها =

سونے، چاندی کے نصاب میں تفاوت کیوں؟

سونا اور چاندی کی قیمت میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے، آج کل سونا اور چاندی کی قیمت میں پچاس گنا سے زیادہ تفاوت ہوتا ہے تو اس صورت میں دونوں چیزوں کے نصاب میں کیا نسبت ہے؟

تو اس کا جواب یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں اور اسکے بعد بھی ایک زمانہ تک چاندی اور سونا کی قیمت میں تقریباً اسی قدر تفاوت اور فرق تھا جس قدر ان کے نصاب میں تفاوت اور فرق ہے، اس زمانہ میں ایک دینار کی قیمت دس درھم چاندی کی قیمت کے برابر تھی، لیکن اس کے بعد زمانہ کے اتار چڑھاو نے سونے کی قیمت کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان تک پہنچا دیا اور چاندی کی قیمت جوں کی توں رہ گئی ،اس لئے اتنا زیادہ فرق نظر آتا ہے ورنہ شرع میں اتنا زیادہ فرق نہیں بلکہ ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت برابر تھی لیکن اسلام کا حکم قیامت تک اسی طرح باقی رہے گا جس طرح نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں تھا، قیامت تک اس میں کسی بھی فرد بشر کو تبدیلی کا حق یا اختیار نہیں ہے۔

سونے کی زکوۃ کس ریٹ پر دی جائے

سونے کی زکوۃ نکالنے میں خرید کا اعتبار نہیں بلکہ فروخت کا اعتبار ہے یعنی جس دن سال مکمل ہوگا یا جس دن زکوۃ نکالی جائے گی اس دن دکاندار جس قیمت پر سونا فروخت کرتے ہیں، اس قیمت کو لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دی جائے ، اور اگر سونا ہی زکوۃ میں

= وكيفياتها ثبتت باخبار الاحاد قد صرح السيد ان مقادير الزكوة ثبتت بالتواتر كنقل القرآن واعداد الركعات وهذا يقتضي كفر جاحد المقدار في الزكوة :البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۲۵، باب زكوة المال، ط:سعيد،البدائع ج:۲ ص:۱۸ ،فصل في مقدار الواجب ط:سعيد.

دینا ہے تو موجودہ سونے کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں دیدے، زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

سیدہ عورت کی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر ماں سید ہے، باپ سید نہیں، اور اولاد غریب ہے زکوۃ کی مستحق ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، صرف ماں کی وجہ سے اولاد سید نہیں ہوگی لہذا مستحق زکوۃ ہونے کی صورت میں زکوۃ لینا جائز ہے۔(۲)

سید کا قرض زکوۃ سے ادا کرنا

''سید'' کا قرض زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں، اگر مجبوری ہے تو حیلۂ تملیک کر کے ادا کرنا جائز ہوگا، اور حیلۂ تملیک کے لئے ''سید کو زکوۃ دینا'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳)

سید کو اضطراری حالت میں زکوۃ دینا

اگر ''سید'' کو اضطراری حالت ہو، فاقہ پر فاقہ ہو، جان بچانے کیلئے زکوۃ کے

---

(۱) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبر قيمتهما يوم الاداء والصحيح ان هذا مذهب جميع اصحابنا .بدائع كتاب الزكاة فصل واما صفة الواجب فى اموال التجارة ج:۲ ص:۲۲، شامي ج:۲ ص:۲۸۶،تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۲.

(۲) قال ابن عابدين ان من كانت امها علوية مثلا وأبوها عجمي يكون العجمي كفوا لها وان كان لها شرف ما لان النسب للآباء ولهذا جاز دفع الزكاة اليها فلايعتبر التفاوت بينهما من جهة شرف الام. ردالمحتار ج:۲ ص:۸۷،باب الكفاءة، ط:ايج ايم سعيد.

(۳) ولا إلى بنى هاشم ....ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع وفى الشامية :يعنى سواء فى ذلك كل الأزمان ،وسواء فى ذلك دفع بعضهم لبعض ودفع غيرهم لهم .شامي ج:۲ ص: ۳۵۰، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۶،فتح القدير ج:۲ ص:۲۱۱،تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۴. و الحيلة فى الجواز فى هذا ان يتصدق بمقدار زكاته على فقير ثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقير ثواب هذا القرب، شامي ج:۲ ص: ۳۴۵، النهر الفائق ج:۱ ص:۴۶۲،البحر ج:۲ ص:۲۴۳،باب المصرف ،تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۲.

علاوہ اور کوئی رقم نہ ہو، تو ایسی مجبوری کی حالت میں زکوۃ جائز ہوگی اللہ تعالی کا فرمان:

فمن اضطرفی مخمصة غیر متجانف لاثم. سورہ مائدہ آیت :۳ جزء: ۶

حدیث میں سید کو زکوۃ نہ دینے کا جو حکم آیا وہ عام حالت میں ہے، اضطراری حالت اس سے مستثنی ہے۔(۱)

سید کو غلطی سے زکوۃ دیدی

اگر زکوۃ دینے والے نے غور و فکر کے بعد لاعلمی کی وجہ سے سید کو غیر سید غریب اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دی ہے، تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، البتہ اگر سید کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ رقم اس کو واپس کر دے جس نے اس کو دی ہے۔(۲)

سید کو زکوۃ دینا

"سید" کو زکوۃ (صدقۂ فطر، صدقات واجبہ اور قربانی کی کھال کی رقم) دینا جائز نہیں، ہاں اگر سید انتہائی غربت کے عالم میں ہے، اور اس کی خدمت کے لئے زکوۃ

(۱) وروی ابوعصمة عن الإمام انه یجوزالدفع إلی بنی هاشم فی زمانه ؛لأن عوضها وهو خمس الخمس لم یصل الیهم لاهمال الناس أمرالغنائم وایصالها إلی مستحقیها ،وإذا لم یصل الیهم العوض ،عادوا إلی المعوض كذا فی البحر،شامی ج:۲ ص: ۳۵۰، باب المصرف ، قلت فیه مافیه فمن اراد التفصیل فلیرجع إلی اصل الكتاب فتح القدیر ج:۲ ص: ۲۱۱. البحر ج: ۲ ص:۲٤٦.

(۲) ولودفع بتحرفبان انه غنی اوهاشمی صح لحدیث البخاری لك مانویت یازید ولك ماأخذت یامعن حین دفعها زید الی ولده معن .البحرالرائق ج:۲ ص:۲٤۷،باب المصرف ،فتح القدیرج:۲ ص:۲۱٤، هندیه ج:۱ ص:۱۹۰.(وان بان غناه أوكونه ذمیا أوانه ابوه أوابنه أوامرأته أوهاشمی لا) یعید لانه اتی بمافی وسعه . [تنبیه] فی القهستانی عن الزاهدی :ولایسترد منه لوظهرانه عبد اوحربی وفی الهاشمی روایتان ولایسترد فی الولد والغنی وهل یطیب له ؟ فیه خلاف ، وان لم یطب قیل یتصدق وقیل یرد علی المعطی .الدرالمختار مع رد المحتار كتاب الزكوة باب المصرف ج:۲ ص:۳۵۳،البحرالرائق ج:۲ ص:۲٤۷.

کے علاوہ دوسرے فنڈ کی رقم نہیں ہے تو اس صورت میں زکوۃ کی رقم حیلہ کر کے دینے کی گنجائش ہوگی، اور حیلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی غیر سید غریب مستحق زکوۃ کو یہ کہہ کر زکوۃ کی رقم دی جائے ''یہ زکوۃ کی رقم فلاں سید کو دینی تھی مگر وہ سید ہے اس کے لئے زکوۃ جائز نہیں، لہذا تمکو زکوۃ دیتے ہیں، اگر تم تمام یا بعض اس کو بھی اپنی طرف سے دیدو تو بہتر ہے'' اور وہ لیکر سید کو دیدے تو سید کے لئے اس رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے، اسطرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور سید کی خدمت بھی ہو جائے گی۔

''بنی ہاشم'' کا بھی یہی حکم ہے۔(۱)

سید کی بیوی کو زکوۃ دینا

☆......اگر غریب محتاج سید کی بیوی غیر سید ہے، اور وہ زکوۃ کی مستحق ہے تو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں، اور بیوی زکوۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنی خوشی سے اپنے بچے اور شوہر پر خرچ کر سکتی ہے۔(۲)

☆......شوہر سید ہونے کی وجہ سے غیر سید بیوی سید کے حکم میں نہیں ہوگی اگر وہ غریب اور محتاج ہے، زکوۃ کی مستحق ہے تو زکوۃ لے سکتی ہے۔(۳)

---

(۱) قوله وبنى هاشم ومواليهم اى لاتجوز الدفع لهم لحديث البخارى نحن اهل بيت لاتحل لنا الصدقة والحيلة فى الجوازفى هذه الاربعة ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذه الوجوه فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذه القرب. البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٣،باب المصرف، ط:سعيد،فتح القديرج:٢ص:٢١١، شامى ج:٢ص:٣٤٥،تتارخانية ج:٢ص:٢٧٤. فقالوا لايجوزصرف كفارة اليمين والظهار والقتل الخ . فتح القديرج:٢ص:٢١٢،ط:رشيديه باب المصرف .

(٢) هى تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمى ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .البحرالرائق ج:٢ص:٢٠١،كتاب الزكاة، ط:سعيد. شامى ج:٢ص:٢٥٦. عالمگيرى ج:١ص:١٧١.

(٣) ايضا

سید کی زکوۃ سید کو

سید مالدار اپنے غریب مسکین سید رشتہ داروں کو زکوۃ نہیں دے سکتے سید کیلئے زکوۃ لینا سید کو زکوۃ دینا مطلقا منع ہے، خواہ سید سید کو دے، یا کوئی غیر سید سید کو دے سب منع ہے، اور سید مالدار اپنی زکوۃ غیر سید فقیروں کو دیں۔(۱)

سید کی مدد

سید کو زکوۃ دینا جائز نہیں، اگر سید غریب اور محتاج ہے تو صاحب حیثیت مالدار حضرات پر لازم ہے کہ وہ سادات کی زکوۃ صدقات واجبہ کے علاوہ رقم سے امداد کریں، اور ان کو مصیبت اور تکلیف سے نجات دلائیں، یہ بڑا اجر وثواب کا کام ہے، اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صحیح محبت کی دلیل ہے، ورنہ آخرت میں مواخذہ اور پکڑ کا اندیشہ ہے۔(۲)

سید کے لئے زکوۃ ناجائز ہونے کی وجہ

☆......زکوۃ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے، نبی کریم ﷺ کی اولاد کو اس سے ملوث کرنا مناسب نہ تھا، اگر وہ غریب اور ضرورت مند ہیں تو پاک مال سے ان کی مدد کی جائے۔

☆......اگر نبی کریم ﷺ کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہوتا تو ایک ناواقف کو وسوسہ

---

(۱) وبنی هاشم ومواليهم ای لاتجوزالدفع لهم لحديث البخاری "نحن اهل بيت لاتحل لنا الصدقة". تتارخانية ج:۲ص:۲۷٤، البحر، ج:۲ص:۲٤٦، باب المصرف ط:سعيد. شامی ج: ۲ ص: ۳٥۰، النهرالفائق ج:۲ص:٤٦٦، دارالكتب العلمية.

(۲) بخلاف التطوع فی النفل يتبرع بماليس عليه فلايتدنس به المؤدی كمن تبرّد بالماء. فتح القديرج:۲ص:۲۱۲، باب المصرف ط:رشيديه. قال فی البحرقيد بالزكاة لان النفل يجوزللغنی كما للهاشمی. البحرج:۲ص:۲٤٥، ط:سعيد، تتارخانية ج:۲ ص:۲۷٤. و لافرق فی المنع بين الزكاة وغيرها كالنذروالكفارات. الاخمس الركاز فيجوزصرفه اليهم. النهرالفائق ج:۱ص:٤٦٦، باب المصرف ط:دارالكتب العلمية.

ہوسکتا تھا کہ اسلام کا یہ خوبصورت نظام اپنی ہی اولاد کیلئے تو جاری نہیں فرمایا تاکہ وہ ہمیشہ مالدار رہیں (العیاذ باللہ)۔

☆......اگر نبی کریم ﷺ کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہوتا تو مالدار لوگ آپ ﷺ کے رشتہ اور قرابت کی بنا پر سادات کو زکوۃ دینے کیلئے ترجیح دیتے، غیر سید کو محروم کر دیتے تو اس سے دوسرے فقراء کو شکایت ہوتی۔(۱)

☆......اگر سید کو زکوۃ دینا جائز ہوتا اور آنحضرت ﷺ خود لوگوں سے زکوۃ وصول کرتے اور اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرتے تو اس بات کا احتمال تھا کہ بعض لوگ آپ ﷺ کے بارے میں بدگمان ہوتے اور آپ کے حق میں وہ باتیں کہتے جو بالکل لغو ہوتیں، اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس دروازہ کو بالکل بند کر دیا، اور اس بات کا حکم دیا کہ زکوۃ ان ہی کے مالداروں سے لیکر ان ہی کے فقراء کو واپس کر دی جائے۔(۲)

---

(۱) احکام اسلام عقل کی نظر میں۔مؤلف مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ج:۱ص:۱۴۲، کتب خانہ جمیلی لاہور۔
عن عبدالمطلب بن ربیعة قال قال رسول الله ﷺ ان هذه الصدقات انما هی اوساخ الناس و انما لاتحل لمحمدولالآل محمد رواه مسلم .مشكوة المصابيح كتاب الزكاة باب من لاتحل له الصدقة الفصل الاول .ج:١ ص: ١٦١ .ومنها ان لايكون من بنى هاشم لماروى عن رسول الله ﷺ انه قال يامعشربنى هاشم ان الله كره لكم غسالة الناس وعوضكم منها بخمس الخمس من الغنيمة .بدائع ج:٢ص:٤٩،ط:سعيد،قال فى البدائع. واذا حصلت صدقة و للصدقة مطهرة لصاحبها فتمكن الخبث فى المال فلايباح للهاشمى لشرفه صيانة له عن تناول الخبث تعظيما لرسول الله ﷺ.بدائع ج:٢ص:٤٤،ط:سعيد. تتارخانية ج:٢ ص: ٢٧٤ .فتح القدير ج:٢ص: ٢١١ .النهر الفائق ج:١ ص:٤٦٦،باب المصرف ،دار الكتب العلمية .

(٢) قال الشوكانى والاحاديث الدالة على التحريم على العموم ترد على الجميع وقد قيل انها متواترة تواترامعنويا ويؤيد ذلك قوله تعالى قل لااسئلكم عليه اجرا الاالمودة فى القربى،سورة الشورى آيت:٢٣، وقوله تعالى قل ماسئلكم عليه من اجر.سورة ص:٨٦، ولواحلها لهم اوشك ان يطعنوا فيه ولقوله تعالى خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها .سورة التوبة آيت : ١٠٣ .وثبت عنه ﷺ ان الصدقة اوساخ الناس كما رواه مسلم .فقه الزكاة ج:٢ ص: ٧٣٠، ط:مؤسسة الرسالة .

سید مشہور ہے

اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ سید ہے، مگر اسکے نسب کا کہیں پتہ نہیں، صرف سنی سنائی بات ہے لیکن سید نہ ہونے پر بھی کوئی دلیل یا ثبوت نہیں، تو ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، کیونکہ نسب ثابت ہونے کے لئے عام شہرت کافی ہے ثبوت ضروری نہیں۔ (۱)

سید مشہور ہے شجرۂ نسب نہیں

اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ "سید" ہے لیکن اس کے پاس کوئی مکمل شجرۂ نسب نہیں ہے، جس سے صحیح طور پر معلوم ہو سکے کہ وہ واقعی سید ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینا اور اسکے لئے زکوہ لینا جائز نہیں، کیونکہ نسب ثابت ہونے کے لئے عام شہرت کافی ہے، نسب کا شجرہ ہونا ضروری نہیں۔ (۲)

سیلاب زدگان کو زکوۃ دینا

☆...... اگر سیلاب زدگان مسلمان ہیں سیلاب کی وجہ سے نصاب کے مالک نہیں رہیں بلکہ فقیر وغریب ہوگئے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، بلکہ ایسے مخصوص حالت میں وہ لوگ دوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔ (۳)

(۲،۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "امداد الفتاوی" میں فرماتے ہیں: "نسب میں تسامع کافی ہے ،جبکہ مکذب بیّن نہ ہو۔ (امداد الفتاوی، کتاب الزکاۃ والصدقات ج:۲ص:۲۸)

قال في الهداية ولايجوز للشاهد ان يشهد بشيئ لم يعاينه الاالنسب فانه يسعه ان يشهد بهذه الاشياء اذا اخبره بها من يثق به ،قال المحقق ابن همام اى لم يقطع به من جهة المعاينة بالعين اوالسماع الافي النسب .....وفي الفصول عن شهادات المحيط في النسب ان يسمع انه فلان بن فلان من جماعة لايتصورتواطؤهم على الكذب عند ابي حنيفة وعندهما اذا اخبره عدلان انه ابن فلان تحل الشهادة وابوبكرالاسكاف كان يفتي بقولهما وهواختيارالنسفي .فتح القدير ج:٦ص:٤٦٦ ، كتاب الشهادة ط:رشيديه ،كوئٹه .

(۳) (ومنها الفقير) وهومن له ادنى شئ وهومادون النصاب أوقدرنصاب غيرنام ....(ومنها =

☆...... ایسے مستحق زکوۃ لوگوں کو جو کچھ دیا جائے مالک بنا کر دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی مثلاً زکوۃ کی رقم سے کھانا تیار کر کے ان کو بیٹھا کر کھلایا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اس میں مالک نہیں بنایا گیا اس لئے ایسی صورت میں ہر ایک کا کھانا ان کے ہاتھ دیدیا جائے پھر وہ مالک ہو جائیں گے اور زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆...... اگر سیلاب زدگان مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم کافر ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ نفلی صدقات سے انکی مدد کرنا جائز ہے۔(۲)

☆...... اگر سیلاب زدگان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، اور زکوۃ کی رقم صرف مسلمانوں کو ملے گی اس کا یقین نہیں بلکہ غیر مسلم کو بھی ملنے کا امکان ہے تو ایسی صورت میں بلا امتیاز زکوۃ تقسیم کرنا درست نہیں ہوگا ایسے مواقع میں حیلۂ تملیک کرالیا جائے پھر وہ وہاں رقم تقسیم کی جائے تا کہ زکوۃ بھی ادا ہوں جائے اور سب کے ساتھ ہمدردی بھی۔(۳)

= المسکین وھو من لاشیٔ له فیحتاج الی المسئلة لقوته أومایواری بدنه الخ. (ھندیه، کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۷،فتح القدیر ج:۲ص:۲۰۲،رشیدیه ، شامی ج:۲ص:۳۳۹،تتارخانیة ج:۲ص:۲۶۷. البحر ج:۲ص:۲۴۱،باب المصرف.

(۱) (ھی) ....(تملیک) خرج الاباحة ،فلو اطعم یتیما ناویا الزکوة لایجزیه إلاأذا دفع الیه المطعوم کما لو کساه بشرط ان یعقل القبض .(قوله إلااذا دفع الیه المطعوم) لانه بالدفع الیه بنیة الزکوة یملکه فیصیر اکلا من ملکه ، بخلاف ماأذا اطعمه معه ، ولایخفی انه یشترط کونه فقیرا. الدرالمختارمع رد المحتار،کتاب الزکوة ،ج:۲ص:۲۵۶،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱ ، بدائع ج:۲ص:۳۹ ، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۵.

(۲) واما اھل الذمة فلایجوزصرف الزکاة الیھم بالاتفاق ویجوزصرف صدقة التطوع الیھم بالاتفاق. (الفتاوی الھندیه ،کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۸، بدائع ج:۲ص:۴۹،البحرج:۲ص:۲۴۲.

(۳) والحیلة فی الجوازفی ھذه الاربعة ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیرثم یأمره بعد ذلك بالصرف الی ھذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب ھذه القرب،کذا فی المحیط .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ،النھرالفائق ج:۱ص: ۴۶۲،باب المصرف ط:دارالکتب العلمیة ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،شامی ج:۲ص:۳۴۵.

(نوٹ) زکوۃ کے سامان کا بھی یہی حکم ہے۔(۱)

☆......سیلاب زدگان وغیرہ میں بعض وقت صاحب نصاب لوگ بھی موجود ہوتے ہیں مثلاً کسی کی دکان وغیرہ تباہ ہوگئی ہے لیکن اس کی رقم بینک میں موجود ہے یا دوسری جگہ تجارت کی چیزیں یا سونا چاندی یا رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ موجود ہے تو اس کو زکوۃ دینا اور ایسے آدمی کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں تملیک کر کے یا نفلی صدقات دینا جائز ہوگا۔(۲)

سیونگ سر ٹیفکیٹ

☆......سیونگ سر ٹیفکیٹ، سودی اسکیم ہے، لہذا اس قسم کے سر ٹیفکیٹ لینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے لاعلمی میں لے لیا ہے تو اسکو علم ہونے کے بعد ختم کر لینا چاہئے ورنہ سود لینے کی وجہ سے آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اور سیونگ سرٹیفکیٹ کی اصل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا سرٹیفکیٹ خریدنے والا خود صاحب نصاب ہے اور منافع کے نام سے جو رقم دی جاتی ہے وہ سود ہونے کی وجہ سے لینا جائز ہی نہیں اگر کسی نے لے لی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں بلکہ وہ رقم جس ادارے سے لی ہے اس کو واپس

(۱) هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،لان الزكوة يجب فيها تمليك المال ،البحر ج: ۲ ص: ۲۰۱ ،ط: سعيد،شامي ج: ۲ ص: ۲۵۸ .عالمگيري ج: ۱ ص: ۱۷۰ .

(۲) واما صفة الواجب في اموال التجارة فالواجب فيها ربع عشر العين وهو النصاب وعلى قول ابي حنيفة فالواجب فيها احد شيئين اما العين اوالقيمة فالمالك بالخيار عند حولان الحول ان شاء اخرج ربع عشر العين وإن شاء اخرج ربع عشر القيمة. فتح القدير ج: ۲ ص: ۱۶۵ ،بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۲۱ ،البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۲۸ ،شامي ج: ۲ ص: ۲۹۸ ، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۳۷ .

(۳) عن جابر رضي الله عنه قال لعن رسول الله ﷺ اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء .صحيح مسلم ج: ۲ ص: ۲۷ ،باب الربا كتاب البيوع، ط: قديمي كتب خانه ،سنن الترمذي ج: ۱ ص: ۲۲۹ ،باب ماجاء في اكل الربا كتاب البيوع، ط: ايچ ايم سعيد.

کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ نفع کی تمام رقم ثواب کی نیت کے بغیر فقیروں میں صدقہ کردے۔(۱)

(ش)

شادی پر زیور ملا

شادی پر لڑکیوں کو جو زیورات ملتے ہیں اگر وہ والدین کی طرف سے ہیں یا دوسروں کی طرف سے ہدیہ اور گفٹ کے طور پر ہیں، تو وہ لڑکیوں کی ملکیت ہیں ان زیورات کے مالک شوہر نہیں ہیں، ان کی زکوۃ بیوی کے ذمہ ہے اگر شوہر اپنے مال سے بیوی کے طرف سے ادا کردے تو بیوی کی زکوۃ ادا ہوجائے گی، اور شوہر کو بیوی پر احسان کرنے کا ثواب ملے گا۔(۲)

شادی شدہ عورت کو زکوۃ دینا

اگر شادی شدہ عورت کا شوہر غریب ہے محنت ومزدوری کرکے مشکل سے گذارہ کرتا ہے تو شادی شدہ غریب عورت کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) هي تمليك المال من فقير مسلم غيرهاشمي بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،لان الزكوة يجب فيها تمليك المال ،البحر ج:۲ ص: ۲۰۱، ط: سعيد، شامي ج:۲ص:۲۵۶،۲۵۸ .عالمگيري ج:۱ص:۱۷۰ .

(۲) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم إذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ،تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷ .فتح القديرج:۲ص:۱۱۳ ،كتاب الزكاة ، والزكاةإنما تجب إذا ملك نصابا تامانامیا حولا كاملا،خلاصة الفتاوى ج:۱ص:۲۳۵. وان الزكاة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتادى إلا باختيارمن عليه اما بمباشرته بنفسه أوبأمره وانابته غيره فيقوم النائب مقامه فيصيرمودیا بيد النائب ، بدائع ج:۲ص:۵۳، كتاب الزكاة .

(۳) وفي بنت الغنى ذات الزوج خلاف .والاصح الجوازوهوقولهما .(ردالمحتار،كتاب الزكوة،باب المصرف ج:۲ص:۳۵۰،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،قال في البدائع: ولودفع الى امرأة فقيرة وزوجها غني جازفي قول ابى حنيفة ومحمد لان المرأة لاتعد غنية بغناء زوجها لانها لاتستحق على زوجها الاعلى مقدارالنفقة.بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۷،فصل اماالذى يرجع الى المودى اليه ،ط:سعيد،تارخانية ج:۲ ص:۲۷۳ .

شادی کے بعد سے زکوۃ ادا نہیں کی

اگر کسی عورت کی شادی ہوئی مثلا دس سال ہو گئے ہیں ،اوراس کے پاس مثلا پچاس تولہ سونا ہے،اوراس نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی ،تواس پر ضروری ہے کہ گذشتہ دس سال کی زکوۃ حساب کر کے ادا کردے ورنہ قبراورآخرت میں عذاب ہوگا،اگرزکوۃ ادا کرنے کیلئے پیسے نہیں ،تو زیور سے زکوۃ ادا کردے۔(۱)

اگر بیوی کی اجازت سے شوہرادا کردے گا تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی ،اگرشوہر ادانہیں کریگا تو بیوی کے لئے ہر حال میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، قیامت کے دن بیوی سے باز پرس ہوگی شوہر سے نہیں۔(۲)

شادی کے لئے رقم جمع کی

☆......اگر کسی آدمی نے شادی کے خرچ کے لئے رقم جمع کی اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے اوراس پر سال گذر گیا اوراب تک شادی نہیں کی تو اس صورت میں اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اگر باپ یاماں نے لڑکے یالڑکی کی شادی کے لئے رقم جمع کر کے رکھی ہے اوروہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے،اوراس پر سال گذر گیا ہے،تو سال گذرنے کے بعد اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

(۱)قال في البحر :ولو كان له خمس وعشرون من الابل لم يزكها حولين كان عليه في الحول الاول بنت مخاض وللحول الثاني اربع شياه. اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر گزشتہ سالوں کی زکوۃ نہیں ادا کی تو بقدر نصاب زکوۃ کی ادائیگی واجب الذمہ رہے گی .البحر ج:۲ ص: ۲۰۴ ،ط:رشيديه . شامي ج:۲ص: ۲۶۰ .بدائع ج:۲ ص:۷.

(۲) ان الزكاة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتادى إلا باختيارمن عليه، امابمباشرته بنفسه، أو بأمره وانابته غيره ،فيقوم النائب مقامه ، فيصيرمؤديا بيد النائب ، بدائع ج:۲ ص:۵۳ .

(۴،۳) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول.تتارخانيه ج:۲ص:۲۱۷ ، فتح القديرج:۲ ص:۱۱۳ ،كتاب الزكوة، ط،رشيديه، =

☆...... مذکورہ دونوں صورتوں میں اگر سال پورا ہونے سے پہلے شادی ہوگئی اور وہ رقم خرچ ہوگئی، یا اتنی رقم بچی کہ نصاب سے کم ہے تو ان صورتوں میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆...... اگر بھائی یا بہن نے بھائی یا بہن کی شادی کے لئے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم جمع کر کے رکھی ہے، اور اس پر سال گذر گیا ہے تو جمع کر کے رکھنے والے پر سال گذرنے کے بعد اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

شاگرد کو زکوۃ دینا

اگر شاگرد غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو استاد کے لئے شاگرد کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

شاہراہ عام کی تعمیر میں زکوۃ دینا

شاہراہ عام کی تعمیر کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

شبہ کے باوجود زکوۃ دینا

اگر کسی کو یہ شبہ ہے کہ جس کو زکوۃ دے رہا ہے، معلوم نہیں وہ مالدار ہے یا محتاج تو

= کوئٹہ ،خلاصة الفتاوی ج:۱ ص:۲۳۵.

(۱) واما شرائط الجواز فثلاثة احدها كمال النصاب في اول الحول والثاني كماله في اخر الحول والثالث ان لا ينقطع النصاب فيما بين ذلك .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۱.

(۲) وقال في البحر: وقيد باصله وفرعه لان من سواهم من القرابة يجوز الدفع لهم وهو اولى لما فيه من الصلة مع الصدقة ولهذا قال في الفتاوى الظهيرية ويبدأ في الصدقات بالاقارب ثم الموالي ثم الجيران .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۳ ،باب المصرف ط:رشيديه ،شامي ج:۲ ص: ۳۴۶، عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۴ .بدائع ج:۲ ص: ۵۰. فتح القدير ج:۲ ص:۲۱۷.

(۳) ولايجوز ان يبنى بالزكاة المسجد وكذا القناطر والسقايات الخ .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكاة الباب السابع في المصارف ج:۱ ص:۱۸۸ ،البحر ج:۲ ص:۲۴۳ ،فتح القدير =

جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوۃ نہ دی جائے، اگر تحقیق کے بغیر دیدی ہے تو گمان غالب کا اعتبار ہے، اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ مستحق ہے تو زکوۃ ادا ہو گی، اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اور زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہو گا۔

لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہی ہے تو زکوۃ ادا ہو گئی دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں ہو گی۔(۱)

شرائط زکوۃ

☆...... زکوۃ دینے والا مسلمان ہو، غیر مسلم کافر ومشرک نہ ہو۔

☆...... بالغ ہو، نابالغ بچے یا بچی کی ملکیت میں کتنا ہی مال ہو اس پر زکوۃ نہیں۔

☆...... عاقل ہو، مجنون کے مال پر زکوۃ فرض نہیں، جب کہ اس کا جنون سال بھر مسلسل رہے۔

☆...... آزاد ہو، غلام پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆...... مال کا مکمل مالک ہو، اگر مال قبضہ میں ہے لیکن مالک نہیں تو اس پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆...... مال نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، نصاب سے کم مال پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆...... ملکیت کا مال ضروریات اصلیہ سے زائد ہو، جو چیزیں انسان کی زندگی کی ضروریات میں داخل ہیں جیسے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن یا

= ج:۲ ص:۲۰۷، بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۹،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.

(۱) واذادفعها ولم يخطر بباله انه مصرف أم لافهوعلى الجوازالا اذا تبين انه غيرمصرف و اذا دفعها اليه وهوشاك ولم يتحرأوتحرى ولم يظهرله انه مصرف أوغلب على ظنه انه ليس بمصرف فهوعلى الفساد الاإذا تبين انه مصرف هكذا فى التبيين .(الفتاوى الهنديه ج:۱ ص:۱۹۰ .بدائع ج:۲ص:۵۰،البحرج:۲ص:۲۴۷،شامى ج:۲ص:۳۵۲.

فرنیچر یا سواری کی گاڑی، حفاظت کیلئے اسلحہ، مطالعہ کی کتابیں وغیرہ ان پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆...... مال پر پورا ایک سال گذر جائے، سال پورا ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں۔

☆...... مال بڑھنے والا ہو جیسے تجارتی مال یا سونا چاندی یا مویشی وغیرہ، اور جو مال بڑھنے والا نہیں اگرچہ ضرورت سے زائد بھی ہو اس پر زکوۃ نہیں جیسے ایک سے زائد مکان یا استعمال کی گاڑی، برتن اور فرنیچر وغیرہ۔(۱)

---

(۱) واما شروط وجوبها فمنها) الحرية حتى لاتجب الزكاة على العبد ....(ومنها الاسلام حتى لاتجب على الكافر.....(ومنها العقل والبلوغ) فليس الزكاة على صبى و مجنون ....(ومنها الملك التام) وهوما اجتمع فيه الملك واليد ......(ومنها كون المال نصابا) فلاتجب فى اقل منه .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكوة ،ج١ ص: ١٧١،١٧٢) بدائع ج:٢ص: ٤ ،البحرج:٢ص: ٢٠٢ ،شامى ج:٢ص: ٢٥٨ .اماشرائط الفرضية ،اماالذى يرجع الى من عليه فانواع منها اسلامه حتى لاتجب على الكافرفى حق احكام الآخرة ومنها البلوغ فلاتجب على الصبى ومنها العقل فلاتجب الزكاة فى مال المجنون ومنها الحرية لان الملك من شرائط الوجوب والمملوك لاملك له واما الشرائط التى ترجع الى المال فمنها الملك لان فى الزكاه تمليكا والتمليك فى غيرالملك لايتصورومنها الملك المطلق وهوان يكون مملوكا له رقبة ويدا وكمال النصاب شرط وجوب الزكاة فلاتجب الزكاة فيما دون النصاب لانها لاتجب الاعلى الغنى والغنى لايحصل الا بالمال الفاضل عن الحاجة الاصلية ومادون النصاب لايكون نعمة موجبة لشكرالمال بدائع ج:٢ ص: ١٥ . ط: سعيد.(ومنها فراغ المال) عن حاجته الاصلية فليس فى دورالسكنى وثياب البدن و اثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة ،وكذا كتب العلم ان كان من اهله .عالمگيرى ج:١ص: ١٧٢، البحرالرائق ج:٢ص: ٢٠٦ ،بدائع ج: ٢ ص: ١١ ،شامى ج:٢ص: ٢٦٢ ،فتح القديرج:٢ص: ١١٩. ومنها حولان الحول على المال العبرة فى الزكاة للحول القمرى ،عالمگيرى ج:١ص: ١٧٥ .البحرج:٢ص: ٢٠٥ .(ومنها كون النصاب ناميا) حقيقة بالتوالد والتناسل والتجارة أوتقديرا بان يتمكن من الاستمناء بكون المال فى يده أوفى يد نائبه . بدائع ج:٢ص: ١١ ،عالمگيرى ج: ١ص: ١٧٤ .

شرائط وجوب زکوۃ

☆......مسلمان ہونا، کافر مرتد پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

☆......بالغ ہونا، نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

☆......عاقل ہونا، مجنون وپاگل پر زکوۃ واجب نہیں۔(۳)

☆......دارالحرب میں زکوۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا، دارالاسلام میں جہالت کا اعتبار نہیں ہے۔(۴)

☆......ازاد ہونا غلام پر زکوۃ واجب نہیں (آج کل غلام کا وجود نہیں ہے)۔(۵)

☆......ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک باقی رہتی ہے خراب نہیں ہوتی۔

اور جو چیز ایک سال تک باقی نہیں رہتی اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی بلکہ سبزی فروٹ اور ترکاری وغیرہ ہونے کی صورت میں اگر زمین عشری ہے تو عشر ورنہ خراج لازم ہوگا۔(عشر اور خراج کے لئے ان کے مستقل الفاظ کو دیکھیں)۔(٦)

☆......نصاب پر ایک سال کامل گذر جائے، ایک سال کامل گذرنے سے پہلے

(۱،۲،۳) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر: املاحظہ فرمائیں۔

(٤) قال الصيرفي فيما ان اسلم الكافر في دار الحرب واقام سنين ....وهل تجب عليه الزكاة حتى يفتي بالدفع ان كان علم بالوجوب وجبت عليه ويفتى بالدفع وان لم يعلم لاتجب عليه ولايفتي بالدفع بخلاف الذمي ان أسلم في دارنا فانه تجب عليه الزكاة علم او لم يعلم .عالمگیری ج:١ ص: ١٧١،١٧٢. ومنها العلم بكونها فريضة عند اصحابنا الثلاثة ولسنا نعني به حقيقة العلم بل السبب الموصل اليه. بدائع الصنائع ج:٢ ص: ٤ ط:سعيد.

(٥) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر: املاحظہ فرمائیں۔

(٦) واما زكاة الزروع والثمار وهو العشر......على ان عند ابي حنيفة يجب العشر في الخضروات و اما سبب فريضته فالارض النامية بالخارج حقيقة وسبب وجوب الخراج الارض النامية با لخارج حقيقة اوتقديرا .بدائع الصنائع ج:٢ص:٥٣،٥٤،ط:سعيد،هنديه: ج:١ ص: ١٨٥، البحر الرائق ج:٢ ص:٢٣٦.

زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......سال کے شروع اور آخر میں نصاب کامل ہو، اگر سال کے درمیان میں نصاب سے کم ہوجائے اور شروع اور آخر میں کامل رہے تو بھی زکوۃ واجب ہوگی اگر سال کے شروع یا آخر میں نصاب کم ہوجائے پھر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆ اگر قرض ہے تو قرض کو منہا کرنے کے بعد مال نصاب کے برابر ہو۔(۳)

شوہر اور بیوی کا حساب الگ الگ ہے

اگر بیوی صاحب نصاب ہے، شوہر صاحب نصاب نہیں، لیکن اس کے پاس کچھ سونا یا چاندی یا نقد رقم ہے لیکن سب کی قیمت کو ملانے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوتی، تو اس صورت میں شوہر کے پاس جو کچھ ہے اسکو بیوی کے نصاب یا رقم کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا، کیوں کہ دونوں کا حساب الگ الگ ہے ایک کی رقم کا دوسرے کی رقم سے کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا بیوی پر زکوۃ واجب ہے شوہر پر نہیں۔(۴)

(۱، ۲) إذا كان النصاب كاملا فى طرفى الحول فنقصانه فيما بين ذلك لايسقط الزكاة كذا فى الهداية. الهنديه ج:۱ ص:۱۷۵، ط:ماجديه، كوئته، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۹ باب زكاة المال ط:سعيد. تتارخانية ج:۲ ص:۲۵۱، انقطاع حكم الحول وعدم انقطاعه. ادارة القرآن، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۵، فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال. ط: سعيد.

(۳) (ومديون للعبد بقدردينه) فيزكى الزائد ان بلغ نصابا. (قوله بقدردينه) متعلق بقوله فلازكاة. شامى ج:۲ ص:۲۶۳، ط:سعيد. وكذا (ومنها الفراغ من الدين.) رجل له عبد للتجارة وعلى العبد دين لايجب عليه زكوة العبد بقدر الدين. هنديه ج:۱ ص:۱۷۳، كتاب الزكاة الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها ط:مكتبه حقانيه. بشاور. بدائع الصنائع فصل فى شرائط الفرضية. ج:۲ ص:۸،۶، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۶.

(٤) وسببه أى سبب افتراضها ملك نصاب حولى......تام بالرفع صفة ملك، خرج مال المكاتب. شامى كتاب الزكاة ج:۲ ص:۲۵۹، ومنها (شرائط وجوب الزكاة) الملك التام و هوماجتمع فيه الملك واليد، عالمگيرى، كتاب الزكاة ج:۱ ص:۱۷۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۳ ص:۳۴۶ مکتبہ لدھیانوی۔ الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ اذا ملك نصابا =

شوہر کو زکوۃ دینا

☆...... اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے تو مالدار بیوی کے لئے شوہر کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے البتہ ایسی حالت میں اگر بیوی کو شوہر پر اعتماد ہے تو بیوی کو چاہئے کہ اخلاقی طور پر اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے، یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار وغیرہ کرنے کی اجازت دیدے، لیکن زکوۃ کی رقم شوہر کو نہ دے۔(۱)

☆...... چونکہ شوہر اور بیوی کے منافع عادۃً مشترک ہیں، اور وہ دونوں ایک دوسرے کی چیزوں سے عام طور پر استفادہ کرتے رہتے ہیں اس لئے شوہر اور بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

☆...... اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے تو وہ والدین اور اولاد اور بیوی کے علاوہ دوسرے لوگوں سے زکوۃ لے سکتا ہے، بیوی مالدار ہونے کی وجہ سے شوہر کو مالدار نہیں سمجھا جائے گا۔(۳)

=ملكا تاما وحال عليه الحول .فتح القدير ج:٢ ص:١١٢، كتاب الزكاة ط: رشيديه . عالمگيرى ج:١ ص:١٨٩،

(١) قال فى البدائع ومنها ان لاتكون منافع الاملاك متصلة بين المودى وبين المؤدى اليه ......واما صدقة التطوع فيجوز دفعها الى هولاء والدفع اليهم اولى لان فيه اجرين اجر الصدقة واجر الصلة قال النبى ﷺ نفقة الرجل على نفسه صدقة وعلى عياله صدقة وكل معروف صدقة .بدائع ج:٢ ص:٤٩، ٥٠، ط:سعيد.

(٢) ولايدفع المزكى زكوة ماله الى ابيه ....ولاالى امرأته للاشتراك فى المنافع عادة و لاتدفع المرأة الى زوجها عند ابى حنيفة لما ذكرنا وقال:تدفع اليه لقوله عليه السلام لك اجران اجر الصدقة واجر الصلة قاله لامرءة ابن مسعود وقد سألته عن التصدق عليه قلنا هو محمول على النافلة .فتح القدير ج:٢ ص:٢٠٩، باب من يجوز دفع الصدقات اليه ط: رشيديه .البحر الرائق ج:٢ ص:٢٤٤، باب المصرف ط:سعيد،تتارخانية ج:٢ ص:٢٧١، باب من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن .هنديه ج:١ ص:١٨٩.

(٣) وبخلاف امرأة الغنى لانها وان كانت فقيرة لاتعد غنية بيسار زوجها الخ ،فتح القدير ج:٢ ص:٢١١، ط:رشيديه ،كوئٹه . بدائع الصنائع ج:٢ ص:٤٧.

شوہر کی دوسری بیوی کی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر شوہر کی دوسری بیوی کی اولاد غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

شوہر کی زکوۃ ادا کرنا بیوہ پر لازم نہیں

اگر شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کی، تو بیوہ پر مرحوم شوہر کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے، مرحوم شوہر زکوۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، لہذا بالغ وارثوں کو چاہئے کہ میت کو عذاب سے بچانے کیلئے خوشی سے اس کی زکوۃ ادا کر دیں۔(۲)

شہد

☆......عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔(۳)

---

(۱) ولاإلى من بينهما ولاد تحته في الرد: أي اصله وإن علا.........وفرعه وإن سفل شامي كتاب الزكاة باب المصرف ج۲ص: ۳۴۴،۳۴۶،ط:سعيد. وكذا في فتح القدير، كتاب الزكاة باب من يجوزدفع الزكاة الخ ج: ۲ص: ۲۱۱. قال في البحرواشارالى ان الدفع الى كل قريب ليس باصل و لافرع جائزج: ۲ص: ۲۰۱،ط: رشيديه، البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳،باب المصرف ، بدائع ج: ۲ص: ۵۰،ط:سعيد.

(۲) وظاهر كلامهم أنه لوكان عليه زكاة لاتسقط عنه بدون وصية لتعليلهم ، لعدم وجوبها بدون وصية باشتراط النية فيها ، لأنها عبادة فلابد فيهامن الفعل حقيقة أوحكما ،بأن يوصى باخراجهافلايقوم الوارث مقامه فى ذلك ثم رأيت فى صوم السراج التصريح بجوازتبرع الوارث باخراجها ،كتاب الزكاة ،باب قضاء الفوائت ، مطلب فى بطلان الوصية بالختمات والتهاليل ، شامي ج: ۲ص: ۷۴ط:سعيد،والبحرالرائق ج: ۲ص: ۲۱۱،كتاب الزكاة.

(۳) يجب العشرفى عسل وإن قل أرض غيرالخراج ولوغيرعشرية كجبل ومفارة .شامي كتاب الزكاة ،باب العشرج: ۲ص: ۳۲۵،البحرج: ۲ص: ۲۳۷. قال فى الهدايه ومايوجد فى الجبال من العسل و الثمارففيه العشر ،فتح القديرج: ۲ص: ۱۹۳. ط: رشيديه.

☆...... البتہ فارمی شہد پر عشر واجب نہیں بلکہ اس کی مجموعی قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا واجب ہے، یہ ایسا ہے جیسا کہ گائے بکرے تجارت کیلئے رکھے تو اس میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوتا ہے جبکہ سائمہ گائے بکرے کی زکوۃ کا حساب الگ ہے۔(۱)

شیعہ کو زکوۃ دینا

شیعہ اثنا عشریہ تحریف قرآن، امامت معصومہ، تقیہ، متعہ اور تین صحابہ کرام کے علاوہ باقی صحابہ کرام کے بارے میں مرتد اور کافر ہونے کی عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد یا کافر ہیں بلکہ دوسرے کافروں سے بدتر ہیں، تفصیل کے لئے ''بینات شیعہ نمبر'' کا مطالعہ کیا جائے۔ اور کافر یا مرتد کو زکوۃ دینا جائز نہیں، لہذا شیعہ کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۲)

شیئر ز پر زکوۃ

☆...... اگر تجارت کی نیت سے شیئرز خریدے ہیں یعنی شیئرز کی خرید وفروخت مقصود ہے تو شیئرز کی کل قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (۳)

(۱) وفي البدائع :فان اسميت للحمل اوالركوب اواللحم فلازكاة فيهاولو اسميت للبيع و التجارة ففيها زكاة مال التجارة لازكاة السائمة ،بدائع ج:۲ص:۳۰،فصل واما صفة نصاب السائمة.هنديه ج:۱ ص:۱۷۷ .البحرج:۲ ص:۲۱۳ .شامي ج:۲ ص:۲۷۷.

(۲) في الهنية:الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما العياذ بالله فهو كافروان كان يفضل عليا كرم الله وجهه على ابي بكررضي الله عنه لايكون كافرا إلاانه مبتدع .... وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين.عالمگيری ج:۲ ص:۲٦٤. الباب التاسع،ط:رشيديه ،بينات شيعه نمبر:۷٤تا۹٦،ط:مكتبه بينات علامه بنوری ٹاؤن كراچی .الدرالمختارشامي ج:۳ص:٤٦، ج:٤ص:۲۳۷، .وفي مراقي الفلاح : و لايصح دفعها للكافر.مراقي الفلاح مع طحطاوی ص:٤١٨،كتاب الزكاة.

(۳) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا في الهداية .عالمگيری كتاب الزكاة ،الباب الثالث الفصل الثاني في =

اور اگر تجارت کی نیت سے شئیر نہیں خریدے تو اس صورت میں شئیر ز کی صرف اس مقدار پر زکوۃ واجب ہوگی جو تجارت میں لگی ہوئی ہے، کارخانہ کی مشینری اور مکان پر جو رقم خرچ ہوئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆...... شئیر ز کی زکوۃ موجودہ قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائے گی، سابقہ قیمت پر نہیں مثلاً اگر کسی نے تجارتی کمپنی سے شئیر ز خریدے، اور خریدتے وقت ایک شئیر کی قیمت سو روپے تھی اور جب سال پورا ہوا اس وقت ایک شئیر ز کی قیمت دو سو روپے ہوگئی تو فی شئیر ز دو سو روپے کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔

اور اگر اس وقت ایک شئیر ز کی قیمت پچاس روپے ہوگئی تو فی شئیر ز پچاس روپے کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆...... واضح رہے کہ شئیر ز کی خرید و فروخت صحیح ہونے کے لئے کاروبار یا کارخانہ یا مصنوعات کا موجود ہونا، (۳) اور کاروبار کا جائز ہونا، اور جو سرمایہ لگایا ہوا ہے وہ حلال ہونا اور سودی قرضہ وغیرہ شامل نہ ہونا شرط ہے، ورنہ شئیر ز کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، مثلاً کمپنی نے بینک سے سودی قرضہ لیا ہے تو ہر شئیر ز کے

= العروض ج:۱ ص:۱۷۹، ط:المکتبة الرشیدیه . بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰، فصل فی اموال التجارة ط:سعید، قال فی البحر :یجب ربع العشر فی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما . البحر ج:۲ص:۲۲۸، باب زکاة المال ط:سعید.

(۱) لیس فی دورالسکنی وثیاب البدن........وسلاح الاستعمال زکوة لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة ولیست بنامیة ایضا وعلی هذا کتب العلم لاهلها وآلات المحترفین لما قلنا الخ .فتح القدیر کتاب الزکاة ج۲ص:۱۱۹، ۱۲۰، ط:رشیدیه . البحر ج:۲ص:۲۰۶، کتاب الزکاة . هندیه ج:۱ ص:۱۷۳.

(۲)وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء وفی السوائم یوم الأداء اجماعا الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ص:۲۸۶، ط:سعید، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۲، فصل فی صفة الواجب فی اموال التجارة ط:سعید.

(۳) واما شرائط المعقود علیه فان یکون موجودا ....وان یکون مقدورا التسلیم . البحر الرائق کتاب البیع ج:۵ص:۲۵۹، ط:سعید.

خریدار کو اپنے اپنے شئیرز کے حساب سے سود دینا لازم ہوگا اور سود دینا حرام ہے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرنا ہے، اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے (۱) بلکہ اپنی ماں سے بارہا زنا کرنے کے گناہ سے بھی زیادہ گناہ ہے، (۲) اس لئے اس میں بہت زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ دنیا کا وقت تو نکل جائے گا مگر آخرت میں مشکل ہو جائے گا، اور وہاں پھنس گیا تو نکلنا آسان نہیں ہوگا۔ (۳)

شئیرز کی زکوۃ کیسے ادا کرے

☆...... اگر شئیرز خریدنے والوں نے کمپنی کو زکوۃ نکالنے کی اجازت دی، اور کمپنی نے سب کی طرف سے زکوۃ نکال کر غریبوں میں تقسیم کر دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۴)

☆...... اگر شئیرز خریدنے والوں نے کمپنی کو زکوۃ نکالنے کی اجازت نہیں دی اور کمپنی نے اجازت کے بغیر اجتماعی طور پر زکوۃ ادا کر دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۵)

---

(۱) عن جابرؓ قال لعن رسول الله ﷺ اكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء .رواه مسلم .باب الربوا الفصل الاول ،ج:٢ص: ٢٤٤ . قديمى كتب خانه .

(٢) وعن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال قال رسول الله ﷺ درهم ربوا ياكله الرجل وهويعلم اشد من ستة وثلثين زنية رواه احمد،مشكوة ،باب الربوا .الفصل الثالث ج:٢ ص: ٢٤٥ ،قديمى كتب خانيه .

(٣) عن ابى برزة الاسلمى قال قال رسول الله ﷺ لاتزول قدما عبد حتى يسأل عن عمره فيما افناه وعن علمه فيما فعل وعن ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وعن جسمه فيما ابلاه ،سنن الترمذى ج:٢ ص:٦٧، باب ماجاء فى شان الحساب والقصاص ،ط:سعيد.

(٤) قال فى البحر:وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ماذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا وكما اذا وكل رجلا بدفع زكاة ماله ونوى المالك عند الدفع الى الوكيل فدفع الوكيل بلانية فانه يجزئه .ج:٢ص: ٢١٠،عالمگيرى ج:١ص: ١٧٠،شامى ج:٢ص:٢٦٨ .

(٥) ولوادى زكاة غيره بغيرامره فبلغه فاجازلم يجزلانها وجدت نفاذا على المتصدق لانها ملكه البحرج:٢ص: ٢١٠،٢١١،تتارخانية ج:٢ص:٢٦٦،اداء الزكاة والنية فيه .ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

☆......اگر شیئر زخریدنے والوں نے کمپنی کوزکوۃ نکالنے کی اجازت نہیں دی تو ہرخریدار پرلازم ہے کہ سالانہ اپنی اپنی زکوۃ خود حساب کر کے ادا کردے، ورنہ زکوۃ ذمہ میں باقی رہ جائے گی۔(۱)

شیئر ز کے اصل اور نفع دونوں پر زکوۃ ہے

شیئر ز کی اصل رقم یعنی شیئر ز کی قیمت خرید اور شیئر ز کے منافع دونوں پر زکوۃ واجب ہے، لہٰذا دونوں کے مجموعی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔(۲)

اور اگر نفع نہیں ہوا تو اس صورت میں شیئر ز کی مارکیٹ قیمت کے اعتبار سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔(۳)

(ص)

صاحب نصاب کب ہوا معلوم نہیں

اگر یہ معلوم نہیں کہ صاحب نصاب کب ہوا ہے تو گمان غالب یا قرائن سے اندازہ کرلے اور صاحب نصاب ہونے کی تاریخ متعین کرلے پھر اسکے مطابق زکوۃ ادا کرے اگر گمان غالب یا قرائن سے یہ ثابت ہوا کہ تین سال سے صاحب نصاب ہے

---

(۱) فان كان نصيب كل واحد منهما على الانفراد يبلغ نصابا كاملا تجب الزكاة و الافلا. الفتاوى التاتارخانية . كتاب الزكاة الفصل الثانى عشرفى صدقات الشركاء ج:۲ص: ۲۹۷. ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۲) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الى ماله وذكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا ،وباى وجه استفاد ضمه الخ .هنديه كتاب الزكاة ج:۱ ص: ۱۷۵ ،كوئٹه .البدائع ج:۲ ص:۱۳ ،البحر: ج:۲ص: ۲۲۲ ،فصل فى الغنم ط:سعيد.

(۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة..........(وفى كل خمس بضم الخاء (بحسابه) ففى كل أربعين درهما درهم وفى كل اربعة مثاقيل قيراطان الخ الدر المختارعلى الرد المحتار:ج:۲ص:۲۹۵، ۲۹۹،ط:سعيد.البدائع ج:۲ص:۲۰. تاتارخانية ج:۲ص:۲۳٤.

تو تین سال کی زکوۃ ادا کرے، اگر احتیاطا کچھ زیادہ ہی مدت لگائی جائے تو زیادہ بہتر ہے، مثلاً ڈھائی سال کا گمان ہو تو احتیاطا تین سال کی زکوۃ دی جائے اگر زکوۃ زیادہ ادا کی گئی تو ثواب زیادہ ملے گا اور نفلی صدقہ میں بدل جائے گا فائدہ ہوگا، اور اگر زکوۃ کم ادا کی گئی ہے تو عذاب کا ڈر ہے اس لئے احتیاطا کچھ زیادہ دینا بہتر ہے۔(۱)

صاحب نصاب مقروض ہے

اگر صاحب نصاب آدمی مقروض ہے تو قرض کو وضع کرنے کے بعد اگر بقیہ سونا، چاندی زیورات نقد رقم یا مال تجارت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگی، اور اگر قرض کو وضع کرنے کے بعد بقیہ چیزیں نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

---

(۱)والظن والطرف الراجح وهوترجيح جهة الصواب ،والوهم رجحان جهة الخطاء واما اكبرالرائى وغالب الظن فهوالطرف الراجح اذا اخذ به القلب وهوالمعتبرعند الفقهاء الخ . الاشباه والنظائرج:١ص:٢٤٠، تا٢٤١ . القاعدة الثالثة اليقين لايزول بالشك. قال ابن نجيمؒ (تحت قوله ولودفع بتحر) والظن ترجيح احدهما من غيردليل والتحرى ترجيح أحدهما بغالب الراى ، وهوالدليل يتوصل به الى طرف العلم وان كان لايتوصل به الى مايوجب حقيقة العلم .البحرالرائق ج:٢ص:٢٢٩ ،باب المصرف. قال فى الدر:دفع بتحر قال الشامى اى اجتهاد وهولغة الطلب وعرفا طلب الشيئ بغالب الظن عند عدم الوقوف على حقيقته.ردالمحتارج:٢ص:٣٥٢ ،باب المصرف ط: سعيد.

(٢) ومن كان عليه دين يحيط بما له فلازكاة عليه وان كان ماله اكثرمن دينه زكى الفاضل اذابلغ نصابا الخ لفراغه عن الحاجة الاصلية فتح القديرج:٢ص:١١٨،كتاب الزكاة ط: رشيديه ،كوئٹه .درمع الردج:٢ص:٢٦٣،كتاب الزكاة ط:سعيد.قال فى البدائع :ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد فان كان فانه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالا او مؤجلا ....ثم إذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره ....فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء من جنس الدين اولا ولايصرف الى غيرمال الزكاة ،بدائع ج:٢ص:٨،فصل فى شرائط الفرضية ط:سعيد.

صحن میں باغ لگایا

اگر رہائشی مکان کے صحن میں باغ لگایا ہے تو اس پر عشر یا خراج واجب نہیں ہے (۱)۔

صدقہ چھپا کر دے

قیامت کے دن جو سات آدمی اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے ان میں سے رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کو بھی بیان فرمایا ہے جو ایسے چھپا کر صدقہ دے کہ اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ (بخاری شریف ص:) (۲)

صنعت پر زکوۃ

صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے، ایک خام مال، جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے، دوسرا تیار مال، ان دنوں قسم کے مالوں کی قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہے، (۳) البتہ مشینری اور دیگر وہ چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے

(۱) ولو كان فى داررجل شجرة مثمرة لاعشرفيها كذا فى شرح المجمع لابن المالك . عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶ ،ط:رشیدیه .قال فى التاتارخانية :ولو كان فى داررجل شجرة ……مثمرة لايجب فى ذلك عشرو ان كانت تلك البلدة عشرية.تتارخانية ج:۲ ص: ۳۲۶. النصاب لوجوب العشرادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۲) عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال سبعة يظلهم الله فى ظله يوم لاظل الاظله امام عادل وشآب نشأ فى عبادة الله ………ورجل تصدق بصدقة فاخفا ها حتى لاتعلم شماله ماتنفق يمينه ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه (صحيح البخارى ج:۱ ص:۱۹۱ ،باب الصدقة با ليمين ط:قديمى .وصحيح مسلم ج:۱ ص:۳۳۱ .ط:قديمى .

(۳) قال فى التاتارخانية: والاموال النامية التى هى سبب لوجوب الزكاة قسمان: السائمة و اموال التجارة واموال التجارة قسمان: مال التجارة وضعا وهوالحجران ومال التجارة جعلا و هوكل مايشترى للتجارة .تتارخانية ج:۲ص:۲۱۸، كتاب الزكاة .ادارة القرآن والعلوم الاسلامية . قال الدكتوروهبة الزحيلى :والمصانع المعدة للانتاج.. ..تشترك كلها فى صفة واحدة فهى انها لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها وغلتهاأو ارباحها.الفقه الاسلامى و =

اور کارخانہ کی زمین دفتر، اور مکانات پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

صنعت وحرفت سیکھنے والے کو زکوۃ دینا

اگر صنعت وحرفت سیکھنے والے مسلمان اور غریب ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

صنعتی اوزار

صنعتی اوزار اور سامان دو قسم کے ہیں:

ایک وہ جن کو کسی کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور اس کا اثر اس میں باقی نہیں رہتا مثلاً گاڑی کی درستگی کے بعض اوزار ایسے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ اس سے چیزیں ٹھیک کردی جائیں، کاری گران سے اسی قدر کام لیتا ہے، بڑے اور چھوٹے کارخانوں میں جو مشینیں ہیں وہ اسی نوعیت کی ہیں اس قسم کی چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے کیونکہ یہ ذریعہ آمدنی ہیں اور ذریعہ آمدنی پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی البتہ آمدنی اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۳)

= ادلتہ ج:۲ ص:٨٦٤ المبحث الخامس ط: دار الفکر، بیروت.

(۱) ولیس فی دورالسکنی وثیاب البدن ....وسلاح الاستعمال زکوۃ لانها مشغولة بالحاجة الاصلیةولیست بنامیة ایضا وعلی هذا کتب العلم لاهلها وآلات المحترفین لما قلنا الخ. فتح القدیر، کتاب الزکاۃ ج:۲ ص:۱۱۹، ۱۲۰، ط: رشیدیه. البحر ج:۲ ص:۲۰۶، کتاب الزکاۃ ط: سعید، درمع الرد ج:۲ ص:۲٦٥، ط: سعید، هندیه ج:۱ ص:۱۷۳، ط: رشیدیه.

(۲) ویجوزدفعها إلی من یملك أقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا. عالمگیری ج:۱ ص:۱۹. قال فی البحر: هی تملیك المال من فقیرمسلم غیرهاشمی بشرط قطع المنفعة عن المملك من کل وجه لله تعالی. البحر ج:۲ ص:۲۰۱، کتاب الزکاۃ، ط: سعید، هندیه ج:۱ ص:۱۷۱، کتاب الزکاۃ الباب الاول ط: رشیدیه، البحر ج:۲ ص:۲٤۰، باب المصرف ط: سعید، بدائع ج:۲ ص:٤۳، ط: سعید، درمع الرد ج:۲ ص:۲٥۸، ط: سعید.

(۳) ولا فی ثیاب البدن ....واثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها........اذالم تنو التجارۃ. فتاوی شامی ج۲ ص:۲٦٥، ط: سعید. البحر ج:۲ ص:۲۰٦. فتح القدیر ج:۲ ص:۱۹۹. هندیه ج:۱ ص:۱۷۳.

دوسری قسم وہ سامان ہیں جو اس مقصد کے لئے رکھے جاتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر گاڑی یا مشینوں میں فٹ کردیا جائے، اس میں گھڑی، ریڈیو، ٹیپ، گاڑی، مشین، کمپیوٹر وغیرہ کے قابل فروخت پرزے شامل ہیں اس قسم کی چیزوں پر زکوۃ واجب ہے کیونکہ یہ مال تجارت ہیں اور مال تجارت پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

صنعتی اوزاروں کا حکم

صنعت کاروں کے پاس مصنوعات کیلئے جو اوزار اور مشین ہیں ان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں البتہ مصنوعات اور خام مال کی قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

(ض)

ضائع شدہ مال کی زکوۃ

☆...... اگر زکوۃ واجب ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مال ضائع ہوجائے تو زکوۃ ساقط ہوجائے گی۔(۳)

---

(۱) قال في البحر: ومن آلات الحرفة الصابون والحرض للغسال لا للبقال بخلاف العصفر و الزعفران للصباغ والدهن والعفص للدباغ فانها واجبة فيه لان الماخوذ فيه بمقابلة العين وقوارير العطارين ولحم الخيل وجلالها ان كان من غرض المشترى بيعها بها ففيها الزكاة والا لا. شامی ج: ۲ ص: ۲٦٨، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰٦، ط: سعید،

(۲) ومن آلات الحرفة لا. البحر ج: ۲ ص: ۲۰٦، ط: سعید في التتارخانية: واموال التجارة قسمان مال التجارة وضعا وهو الحجران ومال التجارة جعلا وهو كل مايشترى للتجارة. تاتارخانیه ج: ۲ ص: ۲۱٨، کتاب الزکاة. ادارة القرآن. وفي الفقه الاسلامي: لاتجب في ريعها بل في ريعها وغلتها او ارباحها. الفقه الاسلامي وادلته ج: ۲ ص: ٨٦٤، ط: دار الفكر. بيروت.

(۳) ان هلك المال بعد وجوب الزكاة سقطت الزكاة كما أنه يسقط العشر وخراج المقاسمة؛ لأن الواجب جزء من النصاب وتحقيقا للتيسير فان الزكاة وجبت بقدرة ميسرة اى بقاء اليسر الى وقت أداء الزكاة فيسقط الواجب بهلاك محله الخ. الفقه الاسلامي و ادلته ج: ۲ ص: ۷۵۷. ط: دار الفكر، بيروت.

☆......اگر نصاب پر زکوۃ واجب ہونے کے بعد خود مال کو ہلاک کردے تو زکوۃ ساقط نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، مثلاً سائمہ جانوروں پر زکوۃ واجب ہوئی لیکن چارہ پانی نہ دینے کی وجہ سے جانور مر گیا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، یا اپنے مال کو خود ضائع کردیا تو زکوۃ ساقط نہیں ہوگی۔(۱)

☆......کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال ہلاک ہوجائے تو اس کی زکوۃ ساقط ہوجائے گی۔(۲)

ضرورت اصلیہ

☆......رہنے کا گھر، پہننے کا کپڑا، گھریلوں سامان، فریج، واشنگ مشین، سلائی کی مشین، صوفے، قالین، خوردنی اشیاء، سونا چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے آرائشی ظروف، استعمال کی گاڑی، موٹرسائیکل، کار، استعمالی ہتھیار، مطالعہ کی کتاب، کارخانہ کے آلات اور پیشہ وروں کے سامان اور ماہانہ اخراجات کی رقم وغیرہ ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔(۳)

☆......ضرورت کا سامان جو ہر وقت کام میں آتا ہے یا گاہے گاہے کام میں آتا ہے وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔(۴)

(۱) قال فی البدائع: فالمسقط لها بعد الوجوب منها هلاك النصاب بعد الحول قبل التمكن من الأداء وبعده .بدائع ج:۲ ص:۵۳، البحرج:۲ ص: ۲۱۸ ،فصل فی الغنم.قال فی البحر: و قيد بالهلاك لانه لواستهلك بعد الحول لاتسقط عنه لوجود التعدى .لو حبس السائمة للعلف اوللماء حتى هلكت قيل هواستهلاك فيضمن . البحرج:۲ ص:۲۱۹ .
(۲) قال فی البحر:واقراض النصاب بعد الحول ليس باستهلاك وكذا لواعارثوب التجارة بعد الحول فلازكاة فيه .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۹ ،ط:سعيد.
(۳،۴) وليس فی دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوة لانها مشغولة بحاجته الاصلية وليست بنامية .الدرالمختارعلى الردالمحتارج:۲ ص:۲۶۲ ،كتاب الزكاة ط:سعيد.عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۲ ،كتاب الزكاة ط:بلوچستان بك دپو .فتح القديرج:۲ ص:۱۱۹ ،كتاب الزكاة ،ط:رشيديه . =

☆......اگر کچھ سامان ضرورت سے زائد ہے لیکن ان چیزوں کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہے تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔(۱)

☆......کسی کے پاس ضروری سامان سے زائد اسباب ہیں لیکن وہ قرضدار ہے تو قرض کا اندازہ لگا کر اسکی قیمت کو منہا کرنے کے بعد اتنی قیمت کا سامان باقی نہیں رہتا جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔

☆......جواہرات موتی، یاقوت اور زمرد وغیرہ اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔

☆......ضرورت اصلیہ کی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

ضرورت سے زائد مکان

اگر مکان ضرورت سے زائد ہے لیکن مکان خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی تو اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوۃ لازم نہیں ہوگی۔

ہاں اگر اس کو کرایہ وغیرہ پر چڑھا دے تو کرایہ کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر وہ

= البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۶. ط:سعید. رجل له كتب العلم مايساوى مائتى درهم ان كانت مما يحتاج اليها فى الحفظ والدراسة والتصحيح لايكون نصابا وحل له اخذ الصدقة فقها كان اوحديثا اوادبا .خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲٤٠،كتاب الزكاة الباب السابع فى الكتب و العروض ط: رشيديه .فتح القديرج:۲ ص:۱۲۰،البحرج:۲ ص:۲۰٦.

(۱) قال فى البدائع :فان كان له فضة مفردة فلازكاة فيها حتى تبلغ مائتى درهم وزنا .بدائع ج:۲ ص:١٦،فصل فى الاثمان المطلقة ط:سعيد.

(۲) قال فى البدائع اذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره من ثياب البذلة و دور السكنى فان يصرف الى مال الزكاة سواء كان من جنس الدين اولاولايصرف الى غيرمال الزكاة بدائع ج:۲ ص:۸،البحرالرائق ج:۲ص:٢٠٤. (لازكاة فى اللآلى والجواهر) وإن ساوت ألفا اتفاقا (الاأن تكون للتجارة)الخ .شامى ج:۲ص:۲۷۳،ط:سعيد. البحرج:۲ ص:۲،باب الزكاة .

نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، اور سال گذر جائے۔(۱)

ضروری اشیاء خریدنے کے لئے رقم جمع کی

☆......اگر ضروری اشیاء مثلاً فریج، مکان، دکان، زمین وغیرہ ضروری چیزیں خریدنے کیلئے رقم جمع کی اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس صورت میں سال گذرنے پر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر سال پورا ہونے سے پہلے ضروری اشیاء خرید لیں اور رقم نصاب کے برابر باقی نہیں رہی تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

ضروریات کے لئے رکھی ہوئی رقم کا حکم

اگر کسی آدمی کے پاس مکان یا گھریلو سامان نہیں یا شادی نہیں ہوئی اور اس نے

(۱) ولافی ثیاب البدن ....واثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها ....إذا لم تنو للتجارة. الدرالمختارعلی الردالمحتار ج:۲ص:۲۶۵،ط:سعید. اونیة التجارة فی العروض اما صریحا ولابد من مقارنتها لعقد التجارة کما سیجئ ....اویؤاجرداره التی للتجارة بعرض فتصیرللتجارة بلا نیة صریحا .فتاوی شامی ج:۲ص:۲۶۸،ط:سعید.قال الشیخ وهبة الزحیلی :العمارات بقصد الکراء لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ریعها وغلتها او ارباحها .الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸٦٤،ط:دارالفکر،بیروت.

(۳،۲) قوله (فارغ عن حاجته الاصلیة) اشارإلی انه معطوف علی قوله عن دین قوله وفسره ابن مالك أی فسرالمشغول بالحاجة الاصلیة........فاذا کان معه دراهم أمسکها بنیة صرفها الی الحاجة الاصلیة لاتجب الزکاة فیها اذا حال الحول وهی عنده لکن اعترضه فی البحربقوله :ویخالفه مافی المعراج فی فصل زکاة العروض أن الزکاة تجب فی النقد کیفما أمسکی للنماء اوالنفقة وکذا فی البدائع فی بحث النماء التقدیری ....وقال إنه الحق فالاولی التوفیق بحمل مافی البدائع وغیرها علی ما اذا أمسکه لینفق منه کل مایحتاج فحال الحول قدبقی معه منه نصاب فانه یزکی ذلك الباقی وان کان قصده الانفاق منه ایضا فی المستقبل لعدم استحقاق صرفه الی حوائجه الأصلیة وقت حولان الحول بخلاف ما اذا حال الحول وهومستحق الصرف الیها .شامی مطلب ثمن المبیع وفاء ج:۲ص:۲٦۲،ط: سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦،کتاب الزکاة ط:سعید.

مکان یا سامان خریدنے کے لئے یا شادی کے خرچہ کیلئے رقم جمع کر کے رکھی ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور س پر سال گذر گیا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، ہاں اگر سال پورا ہونے سے پہلے مکان یا سامان خرید لیا ہے یا شادی ہوگئی ہے اور اس میں رقم خرچ ہوگئی ہے تو ان صورتوں میں نصاب کے برابر رقم موجود نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

(ط)

طالب علم

دینی مدارس میں علم دین حاصل کرنے والے غریب طلباء کرام زکوۃ کے بہترین مصرف ہیں، فقہاء کرام نے دینی طلبہ کو "فی سبیل اللّٰہ" میں داخل فرمایا ہے، اور طلبہ " ابن سبیل " میں بھی داخل ہیں۔اور رسول اللہ ﷺ نے دینی طلبہ کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے کی تاکید سے وصیت فرمائی ہے۔(۲)

(۱) (وشرطه) اى شرط افتراض آدائها ....(وثمنية المال كالدراهم والدنانير)لتعينها للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولوللنفقة .شامى ج:۲ص:۲٦۷ ط: سعيد.. كذا فى البحرالرائق .فقد صرح بان من معه دراهم وأمسكها بنية صرفها الى حاجته الاصلية لاتجب الزكاة........أن الزكاة تجب فى النقد كيفما أمسكه للنماء أوللنفقة ج:۲ص:۲۰٦، ط:سعيد.

(۲)عن انس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من خرج فى طلب العلم فهوفى سبيل اللّٰه . مشكوة ،كتاب العلم الفصل الثانى .ص:۳٤.

وعن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال، قال رسول اللّٰه ﷺ ان الناس لكم تبع ، وان رجالا ياتونكم من اقطارالأرض يتفقهون فى الدين.فاذا اتوكم فاستوصوابهم خيرا. رواه الترمذى .مشكوة ص:۳٤،كتاب العلم ،ط:قديمى .

طالب علم کا سوال کرنا

حضرات فقہاء کرام نے غریب طالب علم کو سوال کرنے کی اجازت دی ہے، مگر یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ عوام میں علم دین سے نفرت نہیں تھی لیکن موجودہ زمانہ میں یہود و نصاریٰ کی سازش اور غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے بعض لوگ علم دین حاصل کرنے والے اور اس کے پڑھانے والوں سے نفرت کرتے ہیں اسلئے اس سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے تاکہ علم دین کی تذلیل وتحقیر نہ ہو۔ (۱)

طالب علم کو زکوۃ دینا

☆......اگر طالب علم غریب ہے مالدار صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۲)

☆......اگر طالب علم غریب نہیں بلکہ مالدار ہے اور مسافر بھی نہیں تو جان بوجھ کر ایسے مالدار طالب علم کو زکوۃ دینا، اور اس طالب علم کیلئے زکوۃ لینا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۳)

---

(۱) قلت وهو كذلك والاوجه تقييده بالفقيرويكون طلب العلم مرخصالجوازسواله من الزكاة وغيرها وان كان قادرا على الكسب اذ بدونه لايحل له السوال ،شامي ج:۲ ص: ۳٤۰ ،باب المصرف.

(۲) وفي سبيل الله قيل طلبة العلم .قال في الرد فالتفسيربطالب العلم وجيه خصوصا.شامي ج:۲ص:۳٤۳،ط:سعيد.بدائع ج:۲ص:٤۵،سعيد.

(۳) لايحل الصدقة لغنى (مجمع الزوائد باب فيمن لاتحل له الزكاة ج:۳ ص:۹۱، ط: دار الفكر.وفي الهندية :ولايجوزدفع الزكاة الى من يملك نصابا أى مال كان دنانيراودراهم اوسوائم اوعروضا للتجارة اولغيرالتجارة فاضلا عن حاجته في جميع السنة هكذا في الزاهدى ج:۱ص:۱۸۹،ط:ماجديه .كوئته. شامي ج:۲ ص: ۳٤۷ ط:سعيد.

(ع)

عامل زکوۃ کیلئے ہدیہ قبول کرنا

☆......اگر عامل زکوۃ کو عامل ہونے کی وجہ سے ہدیہ اور تحفہ دیا جاتا ہے تو وہ عامل کیلئے لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

اور پرانے تعلقات، اور دیرینہ مراسم کی وجہ سے ہدیہ تحفہ دیا جاتا ہے اور یہ ہمیشہ کا معمول ہے عامل ہونے یا نہ ہونے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو وہ تحفہ اس کے لئے لینا جائز ہوگا۔(۲)

☆......اسی طرح سرکاری محکمہ کے آدمی کو عہدہ کی وجہ سے جو تحفہ دیا جاتا ہے وہ نہیں لینا چاہئے کیونکہ ہدیہ کا مقصد آئندہ کوئی کام نکالنا ہوتا ہے اور یہ رشوت کے زمرہ میں آتا ہے۔(۳)

---

(۱) عن ابی حمید الساعدی ان النبی ﷺ استعمل رجلا من الازد یقال له ابن اللتبية قال ابن السرح ابن الاتبية على الصدقة فجاء فقال هذا لكم وهذا اهدى لى فقام رسول الله ﷺ على المنبرفحمد الله واثنى عليه وقال مابال العامل نبعثه فيجئ فيقول هذا لكم وهذا اهدى لى الا جلس فى بيت امه اوابيه فينظرأيهدى له ام لا. ابوداود ج:۲ ص:۵۳ .ط:حقانيه باب فى هدايا العمال .قال ابن عابدين القاضى لايقبل الهدية من رجل لولم يكن قاضيا لايهدى اليه و يكون ذلك بمنزلة الشرط .وعن الفتح ان تعليل النبى ﷺ دليل على تحريم الهدية التى سببها الولاية .ردالمحتارج:۵ص:۳۷۳،مطلب فى هدية القاضى،ط:سعيد. البحر ج:۲ ص:۲۴۱، باب المصرف ط:سعيد.

(۲) قال الامام انورشاه ان القاضى لايجيب دعوة رجل الاان يكون من متعلقه اوكان يدعو قبل نصبه على منصب القضاء. العرف الشذى على الترمذى ج:۱ص:۲۴۹ .ط:سعيد،قال فى الدر:ليس للامام قبول الهدية والالم تكن خصوصية وفيها يجوزللامام والمفتى والواعظ قبول الهدية لانه انما يهدى الى العالم لعلمه بخلاف القاضى الا من اربع ......اوممن جرت عادته بذلك بقدرعادته ج:۵ص:۳۷۲،۳۷۴،ط:سيعد.

(۳) قال عمربن عبد العزيزؒ كانت الهدية على عهد رسول الله ﷺ هدية واليوم رشوة . ردالمحتارج:۵ص:۳۷۲ .ط:سعيد.مطلب فى هدية القاضى .

اور اگر ہدیہ تحفہ عہدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس آدمی کی ذات کی وجہ سے دیا جاتا ہے تو لینا جائز ہوگا۔(۱)

عاملین زکوۃ

☆...... عاملین زکوۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے صدقات وزکوۃ وعشر وغیرہ لوگوں سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرنے کی خدمت پر مامور ہیں۔(۲)

☆......عاملین زکوۃ کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز ہے۔(۳)

☆......مدرس کے لئے چندہ کرنے والے سفراء اور رفاہی ادارے کے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں کیونکہ یہ عاملین کے حکم میں نہیں ہیں۔(۴)

عاملین زکوۃ کو زکوۃ سے تنخواہ دینا

عاملین زکوۃ فقراء کے وکیل ہیں، اور وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہوتا ہے جب زکوۃ کی رقم عاملین زکوۃ نے فقراء کے وکیل ہونے کی حیثیت سے وصول کر لی تو ان کی زکوۃ ادا ہوگئی، اب یہ پوری رقم ان فقراء کی ملک ہے جن کی طرف سے بطور وکیل وصول کی ہے، اب جو رقم تنخواہ کے طور پر ان کو دی جاتی ہے وہ مالداروں کی طرف سے نہیں بلکہ

---

(۱) صفحہ گزشتہ کا حوالہ نمبر:۲

(۲)(ومنها العامل) وهومن نصبه الامام لاستيفاء الصدقات والعشوركذا فى الكافى . عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۸، الهداية ج:۱ ص:۱۹۶ .ط:شركة علمية .

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها الخ الآية .جزء :۱۰ آيت :۶۰، و عامل فيعطى بقدرعمله ،وفى الشرح مايكفيه واعوانه بالوسط ولكن لايزاد على نصف مايقبضه .الدرالمختارعلى الرد المحتار ج:۲ ص:۳۳۹ و ۳۴۱ . البحر ج:۲ ص:۲۴۱ ،باب المصرف .

(٤) معارف القرآن ج:٤ ص:۳۹۹ ، سورة التوبة .ادارة المعارف. معارف القرآن كاندهلوى ج:۳ ص:۳۶۶ .مكتبه عثمانيه .فتاوى رحيميه ج:۷ ص:۱۸۲ .ط:دارالاشاعت .

فقراء کی طرف سے ہے، اور فقراء کو اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اختیار ہے، ان کو بھی یہ حق ہے کہ جب اپنا کام عاملین سے لیتے ہیں تو اپنی رقم میں سے ان کی تنخواہ دیں۔(۱)

عاملین کا فقراء کے وکیل ہونے کی وجہ

اسلامی حکومت کا سربراہ قدرتی طور پر منجانب اللہ ملک کے فقراء غرباء کا وکیل ہوتا ہے، کیونکہ ان سب کی ضروریات کی ذمہ داری سربراہ پر عائد ہوتی ہے، اسلامی حکومت کا سربراہ جس جس آدمی کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنادے وہ سب ان کے نائب کی حیثیت سے فقراء کے وکیل ہوجاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عاملین زکوۃ کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ درحقیقت زکوۃ نہیں دی گئی بلکہ زکوۃ جن فقراء کا حق ہے ان کی طرف سے خدمت کا معاوضہ دیا گیا، جیسے کوئی غریب فقیر کسی کو اپنے مقدمہ کا وکیل بنادے اور اس کا حق الخدمت زکوۃ سے ادا کرے، تو یہاں نہ تو دینے والے نے زکوۃ کے طور پر دیا ہے اور نہ لینے والے زکوۃ کی حیثیت سے لیا ہے۔(۲)

---

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها . آيت : ٦٠، سورة التوبة جزء : ١٠. والعامل يدفع الامام اليه ان عمل بقدر عمله فيعطيه ما يسعه الخ .فتح القدير ج: ٢ ص: ٢٠٥، ط:رشيديه. البحر ج: ٢ ص: ٢٤١ ،باب المصرف :سعيد. قال في البحر :ويسقط الواجب عن ارباب الاموال لوهلك المال في يده لان يده كيد الامام وهونائب عن الفقراء ولاتكون مقدرة .البحر، ج: ٢ ص: ٢٤١ ،ط:سعيد.

(٢) قال في البحر :وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ماذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه .البحر ج: ٢ ص: ٢١١ ،ط:سعيد. معارف القرآن ج: ٤ ص: ٣٩٩ .سورة التوبة .آيت :٦(والعاملين عليها) .اورمعارف القرآن كاندهلوى ج:٣ ص: ٣٦٦، سورة التوبة .آيت :٦ ،مكتبه عثمانيه . قال الشيخ وهبة الزحيلي: والذى يعطى للعامل هوبمثابة الاجرة على العمل فيعطاها ولوكان غنيا امالوا اعتبرت زكاة اوصدقة لما حلت للغنى. الفقة الاسلامي وادلته ،ج: ٢ ص: ٨٧١ ،بيان الاصناف الثمانية ط: دارالفكر ،بيروت .

عذاب

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالی اس کو قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے اور اپنے اپنے مالوں کی زکوۃ دینا چھوڑ دیں گے تو ضرور آسمان سے بارشیں روک دی جائیں گی، حتی کہ اگر چوپائے نہ ہوں تو ایک قطرہ نہ برسے (ترغیب ج:۲ص:۱۹۰)۔(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں قحط سے بچنا ہے تو مالداروں کیلئے سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔

عرف

☆......عرف کا معنی رواج ہے، اس لئے ہر برادری کے رسم ورواج کو اس کا عرف کہا جائے گا، لہذا وہ مسائل جن کی بنیاد عرف پر ہے، ان کا حکم عرف کے مطابق ہوگا۔(۲)

مثلاً کسی برادری کا رواج ہے کہ وہ لوگ دلہن کو شادی کے وقت جو زیورات چڑھاتے ہیں وہ مالکانہ طور پر نہیں دیتے بلکہ استعمال اور عاریت کے طور پر دیتے ہیں تو

---

(۱) وعن بريدة رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ مامنع قوم الزكاة الاابتلاهم الله بالسنين .ولامنع قوم الزكاة الا حبس الله عنهم القطرالخ .الترغيب والترهيب ج:۲ ص: ۶۳،ط:المكتبة المصرية .مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ص:۶۵،كتاب الزكاة باب فرض الزكاة ط: دار الكتاب ،بيروت.

(۲) والعرف فى الشرع له اعتبارلذا عليه الحكم قد يدارقال فى المستصفى :العرف والعادة ماستقرفى النفوس من جهة العقول وتلقته الطبائع السليمة بالقبول انتهى .فى الأشباه و النظائر :السادسة العادة المحكمة...........واعلم ان العادة العرف رجع اليه فى مسائل كثيرة حتى جعلوا ذلك اصلاالخ .شرح عقود رسم المفتى ص:۱۱۷ .ط:دارالعلوم كراچى . الثابت بالعرف كالثابت بالنص .عقود رسم المفتى ص:۱۱۸، حكم العرف والعادة .

ان زیورات کا مالک شوہر ہوگا بیوی نہیں ایسے زیورات کی زکوۃ بیوی کے ذمہ نہیں ہوگی بلکہ شوہر کے ذمہ ہوگی، اور شوہر کے لئے ان زیورات کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر خدانخواستہ طلاق کی نوبت آجائے تو یہ زیورات شوہر کو مل جائیں گے مطلقہ بیوی کے لئے ایسے زیورات لے جانا جائز نہیں ہوگا، ایسی برادری میں اگر نکاح ہو، اور بیوی ان زیورات کی مالک ہونا چاہتی ہے تو شروع سے شرط رکھ لے کہ جو زیورات دلہن کو ملیں گے ان کی مالک دلہن ہوگی پھر دلہن مالک ہوجائیگی اور زکوۃ بھی اس کے ذمہ واجب ہوگی۔

☆...... او اگر برادری کا رسم ورواج یہ ہے کہ دلہن کو جو زیور دیتے ہیں وہ استعمال کے لئے نہیں دیتے بلکہ مالک بنا کر دیتے ہیں تو ان زیورات کی زکوۃ بیوی کے ذمہ ہوگی ، اور اگر طلاق کی نوبت آجائے تو یہ زیورات بیوی کو ملیں گے شوہر کو نہیں اور شوہر کے لئے اس قسم کے زیورات کو واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔(۱)

اگر شوہر کو واپس لینے کا ارادہ ہے تو دیتے وقت استعمال کے لئے کہکر دے پھر زکوۃ بھی شوہر ادا کرے۔

عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار استعمال کیا

اگر کسی نے عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار کا کچھ حصہ استعمال کیا یا کسی کو دیدیا تو اسکے عشر کا ضامن ہوگا۔(۲)

عشر ادا کرنے کے بعد زکوۃ

ایک بار پیداوار سے عشر ادا کرنے کے بعد جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جاتا

---

(۱) وتتم الهبة بالقبض الكامل .الدر المختار شامي ج:۵ ص: ۶۹۰ ،باب الهبة ،ط:سعيد.

(۲) ولا ياكل من طعام العشر حتى يؤدى العشر وان اكل ضمن عشره.الدر المختار شامي ج:۲ ص: ۳۳۲ ،ط:سعيد.

اس پر دوبارہ عشر یا زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ عشر ادا کرنے کے بعد پیداوار کو فروخت کر دیا تو اس سے حاصل شدہ رقم پر زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر سال گذر جائے گا، یا اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا، اس وقت اس رقم کی بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

عشران چیزوں پر واجب ہے

☆......عشری زمین میں جو کچھ پیداوار ہو خواہ نفع کی غرض سے بوئی گئی ہو ان سب پر عشر واجب ہے مثلاً گندم، جو، باجرہ، جوار، دھان چاول، ساگ ترکاری، میوہ، پھل، پھول خربوزہ، تربوز، کھیرا، لہسن، پیاز، دھنیہ، پودینہ، توری، کدو، کریلا، گاجر، مولی، سبزیاں، ترکھجوریں، گنے، ککڑی، بینگن، زعفران، کھجور انگور، میتھی، مٹر، گوارہ، گلاب، خشخاش، تمباکو، پٹسن، اسکے بیج، اخروٹ، بادام، زہرہ، آم، جامن، سیب، مسمی، کینو، شریفہ، انار، وغیرہ جو عشری زمین میں نفع کی غرض سے بوئے گئے ہوں سب پر عشر واجب ہے۔(۲)

☆......ایسے دانوں پر عشر نہیں جن کو زراعت کے کام میں نہیں لایا جاتا۔(۳)

---

(۱) اما زکاۃ الزرع والثمار وھو العشر، کتاب الزکاۃ فصل .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳. ط: سعید. شامی ج:۲ ص:۳۲۵، کتاب الزکاۃ باب العشر. ط:سعید.

(۲) ویجب العشر عند ابی حنیفةؒ فی کل ماتخرجه الارض من الحنطة والشعیر والدخن و الارز واصناف الحبوب والبقول والریاحین والاوراد والرطاب وقصب السکر، والذریرة و البطیخ والقثاء والخیار والباذنجان والعصفر واشباہ ذلک مماله ثمرة باقیة اوغیر باقیة قل او کثر. عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶ ،بدائع ج:۲ ص:۵۹ ،فصل فی شرائط المحلیة.

(۳) وان یکون الخارج منها مما یقصد بذراعته نماء الارض فلاعشر فی الحطب والحشیش والقصب لان الاراضی لاتستمنی بھذہ الاشیاء .عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶ .بدائع ج:۲ ص:۵۸. البحر ج:۲ ص:۲۳۷.

عشر اور خرچہ

☆......عشر تمام پیداوار سے نکالا جائے گا، بونے کاٹنے اور حفاظت کرنے اسی طرح بیلوں، ٹریکٹروں، مزدوروں، کیڑے مار اسپرے، اور کیمیائی کھاد اور ہل چلانے وغیرہ کے اخراجات عشر نکالنے کے بعد ادا کئے جائیں گے۔(۱)

☆......عشر نکالنے سے پہلے سرکاری محصول بھی وضع نہیں کیا جائے گا۔(۲)

☆......البتہ منڈیوں میں بھیجنے کیلئے جو خرچہ ہوگا اس کو وضع کیا جائے گا۔

عشر ساقط

☆......اگر پیداوار ہلاک ہوجائے اور اس میں مالک کی کوتاہی کا دخل نہ ہو تو عشر ساقط ہوجائے گا، اور اگر کچھ حصہ ہلاک ہوجائے تو ہلاک شدہ کا عشر ساقط ہوجائے گا، باقی پیداوار کا عشر دینا لازم ہوگا۔(۴)

(۱، ۲) قال فی البدائع :ولایحتسب لصاحب الارض ماانفق علی الغلة من سقی اوعمارة او اجرالحافظ اواجرالعمال اونفقة البقرلقوله علیه السلام " ماسقته السماء ففیه العشر....... مطلقا.بدائع ج:۲ص:۶۲،فصل فی بیان مقدارالواجب ط:سعید،ہندیه ج:۱ص:۱۸۷، الباب السابع فی زکاة الزرع والثمار،ط:رشیدیه ،البحر،ج:۲ص:۲۳۸،باب العشرط:سعید، تتارخانیه ج:۲ص:۳۲۶النصاب لوجوب العشرادارة القرآن .

(٤) حتی لواصاب الخارج آفة فهلك لایجب فیه العشرفی الارض العشریة .هندیه ج:۱ ص:۱۸۵،ط:رشیدیه ،البحرج:۲ص:۲۳۷،باب العشر،بدائع ج:۲ص:٥٤،ولوهلك بنفسه فلاعشرفی الهالك بالخلاف سواء هلك کله اوبعضه لان العشرلایضمن بالهلا ك سواء کان قبل الوجوب اوبعده ویکون عشرالباقی فیه قل اوکثرفی قول ابی حنیفة .بدائع ج :۲ص:٦٤، هندیه ج:۱ص:۱۸۷، منها هلاك الخارج من غیرصنعه لان الواجب فی الخارج فاذا هلك یهلك بمافیه .بدائع ج:٦٥، البحر ج:۲ ص: ۲۳۷، باب العشر ط: سعید، وان هلك البعض یسقط الواجب بقدره ویؤدی عشرالباقی قل الباقی اوکثر.هندیه ج:۱ ص: ۱۸٦، تتارخانیة ج:۲ص:۳۲٦،النصاب لوجوب العشر.بدائع ج:۲ص:٦٥.

☆ اگر کسی نے طاقت کے باوجود زراعت نہیں کی تو اس پر عشر واجب نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر عشری زمین کی فصل کٹنے سے یا پھل توڑنے سے پہلے یا اس کے بعد ضائع ہوگئی یا چوری ہوگئی تو عشر ساقط ہو جائے گا۔(۲)

☆......ایسا مسکین جو خود عشر کا مصرف ہے، اس پر عشر نکالنا واجب نہیں۔

عشر سے پہلے خرچہ وضع کرنا

پیداوار سے عشر نکالنے سے پہلے کسی قسم کا خرچہ وضع نہیں کیا جائے گا، کیونکہ شریعت نے اخراجات پر نصف عشر یعنی بیسواں حصہ کر دیا ہے، اس لئے اخراجات وضع کر کے عشر نہیں دیا جائے گا، بلکہ تمام پیداوار کا عشر ادا کیا جائے گا، نیز بیج کو بھی اخراجات میں شمار کیا جائے گا۔(۳)

عشر کا حساب کب سے

جب پھل وغیرہ اطمینان کے قابل ہو جائیں اس وقت کے حساب سے عشر واجب ہے۔(۴)

---

(۱) ولوكانت الارض عشرية فتمكن من زراعتها فلم تزرع لايجب العشرلعدم الخارج حقيقة .(ايضا)هنديه ج:۱ ص:۱۸۵،ط:رشيديه . البحرج:۲ ص:۲۳٦،باب العشر،درمع الرد ج:۲ ص:۳۳۳،باب العشر ط:سعيد.بدائع ج:۲ ص:٦۵.

(۲) گزشتہ صفحہ کا حوالہ نمبر: ٤

(۳) بلارفع مؤن أى كلف (الزرع وبلااخراج البذرلتصريحهم بالعشرفى كل الخارج. الدر المختارشامى،كتاب الزكوة باب العشرج:۲ ص:۳۲۸،ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۳۸، باب العشرط:سعيد.

(٤) واما وقت الوجوب فوقت الوجوب وقت خروج الزرع وظهورالثمرعند ابى حنيفة، وعند أبى يوسف وقت الادراك وعند محمد وقت التنقية والجذاذ .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ٦۳، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۳۷،باب العشرط:سعيد.

عشر کا ضامن

اگر مالک پیداوار کو ہلاک کردے تو ہلاک شدہ پیداوار کے عشر کا ضمان ہوگا، اور اس کے ذمہ قرض ہو جائے گا، اور اگر مالک کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے پیداوار کو ہلاک کر دیا تو مالک اس سے ضمان لے کر اس میں سے عشر ادا کرے گا۔ (۱)

عشر کا مصرف

☆......عشر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے مصارف ہیں، جس طرح زکوۃ ادا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی مسلمان فقیر وغریب مستحق زکوۃ آدمی کو کسی قسم کے معاوضہ کے بغیر مالکانہ طور پر دے کر قبضہ دلانا ضروری ہے اسیطرح عشر کی ادائیگی کا بھی یہی طریقہ ہے۔ (۲)

☆......عشر یا اس کی رقم صرف مسلمان فقراء ومساکین کو دی جاسکتی ہے اس کو رفاہ عامہ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) فان استهلكه المال ضمن عشره ويكون دينا فى ذمته وان استهلك بعضه فقدر عشر المستهلك يكون دينا فى ذمته وان استهلكه غيرالمالك اخذ الضمان منه وأدى عشره لانه هلك الى خلف وهوالضمان فكان قائما معنى وان استهلك بعضه أخذ ضمانه وأدى عشر القدرالمستهلك وعشرالباقى منه لما قلنا .بدائع الصنائع كتاب الزكوة فصل اماوقت وجوب العشر) ج:٢ص: ٦٤،٦٥،البحرالرائق ج:٢ص:٢٣٧،باب العشرط:سعيد،هنديه ج:١ص:١٨٦،الباب السادس فى زكاة الزرع والثمارط:رشيديه .

(۲) اى مصرف الزكوة والعشر........(هوفقير).........(ومسكين من لاشئ له) الخ . (قوله اى مصرف الزكوة والعشر) يشيرالى وجه مناسبته هنا.الدرالمختارمع رد المحتاركتاب الزكاة باب المصرف ج:٢ص:٣٣٩،البحرج:٢ص: ٢٤٠،باب المصرف ط:سعيد.وفى التتارخانية يصرف مصرف الزكاة فيصرف الى الفقراء .ج:٢ص: ٣٣١،كتاب العشر . ادارة القرآن .

(۳) ويشترط ان يكون الصرف (تمليكا) لااباحة كما مر(لا) يصرف (الى بناء) نحو (مسجد و) لاالى (كفن ميت وقضاء دينه) .البحرج:٢ص:٢٤٣،باب المصرف ط:سعيد. (قوله نحومسجد) كبناء القناطروالسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهاروالحج والجهاد وكل مالاتمليك فيه زيلعى .شامى ج:٢ص: ٣٤٤.

عشر کا مفہوم

☆......''عشر'' کا معنی دسواں حصہ ہے، نبی کریم ﷺ نے عشری زمین کی دو قسمیں قرار دی ہیں، ایک میں عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ ادا کرنا فرض ہوتا ہے اور دوسری میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا فرض ہوتا ہے، لیکن فقہاء کرام کی اصطلاح میں دونوں قسم کی زکوۃ کو ''عشر'' ہی کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور عشر عبادت ہے ٹیکس نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر زمین بارانی ہے کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو پیداوار پر عشر یعنی دسواں حصہ فقراء کو دینا واجب ہوگا، اور اگر زمین کو خود سیراب کرتا ہے تو اسکی پیداوار کا بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہوگا۔(۲)

عشر کا نصاب

امام اعظم ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر کا نصاب مقرر نہیں بلکہ پیداوار جتنی بھی ہو، کم ہو یا زیادہ، ہر حال میں عشر نکالنا واجب ہے کیونکہ قرآن وحدیث کے الفاظ ''عشر'' کے بارے میں عام ہیں۔(۳)

---

(۱) (یجب) العشر. هوواحد الاجزاء العشرة والمراد به هناماينسب اليه لتشمل الترجمة نصف العشر. الدرمع ردالمحتار، كتاب الزكوة باب العشر ج:۲ ص:۳۲۵، والمراد بالعشر ماينسب اليه كما مرفيشمل العشرونصفه الماخوذين من ارض المسلم وربعه الماخوذ منه اذا مرعلى العاشر) ردالمحتارباب المصرف ج:۲ ص:۳۳۹).

(۲) فی ردالمحتار(قوله يجب العشر)........ای يفترض ....فان عامة المفسرين على انه العشراونصفه وهومجمل بينه قوله ﷺ " ماسقت السماء ففيه العشروماسقى بغرب أودالية ففيه نصف العشر" باب العشر ج:۲ ص:۳۲۵،وفی الدرالمختار،يجب(نصفه فی مسقی غرب) ای دلو كبير(ودالية) ای دولاب لكثرة المؤنة ،شامی ج:۲ ص:۳۲۸، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۳۸،باب العشر،ط:سعيد.هنديه ج:۱ ص:۱۸۶،الباب السادس فی زكاة الزرع والثمار،ط:رشيديه.

(۳) قال فی البدائع :وكذا النصاب ليس بشرط لوجوب العشرفيجب العشرفی كثير الخارج =

ومِمَّا أخرَجْنالكم مِن الأرْضِ (سوره بقره).

عشر کے مستحق

عشر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔(۱)

عشر معاف نہیں ہوتا

☆......اگر حاکم وقت یا اس کا نائب عشری زمین کا عشر کسی شخص کو معاف کردے تو عشر معاف نہیں ہوگا، زمین کے مالک پر ضروری ہوگا کہ خود عشر نکال کر مستحقین کو دیدے۔(۲)

= وقليله ولايشترط فيه النصاب عند ابى حنيفة ولابى حنيفة عموم قوله ياايها الذين آمنوا انفقوا من طيبات ماكسبتم ومما اخرجنا لكم من الارض وقوله عزوجل وآتوا حقه يوم حصاده وقول النبى عليه السلام ماسقته السماء ففيه العشر وماسقى بغرب ففيه نصف العشر من غير فصل.بدائع ج:۲ص:۵۹،فصل فى شرائط المحلية ،البحرج:۲ص:۲۳۷.باب العشر،ط: سعيد، تتارخانية ج:۲ص:۳۲۶، كتاب العشر النصاب لوجوب العشر.ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه.(و)تجب.........(بلاشرط النصاب).........(و) بلاشرط (بقاء). (قوله بلاشرط نصاب) وبقاء فيجب فيمادون النصاب بشرط ان يبلغ صاعا وقيل نصفه وفى الخضراوات التى لاتبقى وهذا قول الامام وهو الصحيح كما فى التحفة ،(الدرالمختارمع رد المحتار كتاب الزكاة باب العشر ج:۲ص:۳۲۶.

(۱) (قوله اى مصرف الزكوة والعشر) يشيرالى وجه مناسبته هنا .ردالمحتار،كتاب الزكوة باب المصرف ج:۲ص:۳۳۹. قال فى البحرولم يقيده فى الكتاب بمصرف الزكاة ليتناول الزكاة والعشر.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف، ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۳۳۱،كتاب العشر.

(۲)

عشر مقروض پر

مقروض آدمی کیلئے بھی عشری زمین کی پیداوار سے عشر نکالنا لازم ہے عشر واجب ہونے کے لئے قرض مانع نہیں ہے۔(۱)

عشر موت سے ساقط نہیں ہوتا

جس شخص کے ذمہ عشر ہو، اس کی موت سے عشر ساقط نہیں ہوتا بلکہ اس کے متروکہ غلہ میں سے عشر وصول کیا جائے گا۔(۲)

عشر میں قیمت دینا

عشر میں پیداوار کی بجائے قیمت دینا جائز ہے، یعنی پیداوار کے دسویں حصہ کی بجائے دسویں حصے کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔(۳)

عشر نہ نکالنے والا گناہ گار ہے

زمین کا عشر نہ نکالنے والا گناہ گار اور فاسق ہے، البتہ جس غلہ سے عشر نہیں نکالا وہ حرام نہیں بلکہ حلال ہے۔(۴)

---

(۱) ویجب مع الدین الدر المختار کتاب الزکوة باب العشر ج:۲ ص:۳۲٦.

(۲) ویوخذ من الترکة شامی ج:۲ ص:۳۲٦. والبحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷، باب العشر، ط: سعید، تتارخانیة ج:۲ ص:۳۲۹، کتاب العشر، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة: وبدائع الصنائع ج:۲ ص:٥٦ ط: سعید.

(۳) قال فی البدائع: فالواجب جزء من الخارج لانه عشر الخارج او نصف عشرة وذلک جزء ہ الا انه واجب من حیث انه مال لا من حیث انه جزء حتی یجوز اداء قیمته عندنا، بدائع ج:۲ ص:٦۳، فصل فی صفة الواجب ط: سعید.

(٤) اللہ تعالی کا قول:

واتواحقه یوم حصاده. سورة الانعام، آیت: ١٤١. ان موجبه الوجوب لاستحقاق الوعید لتارک الامر بالنص. (نور الانوار ص:۲۸، مبحث الامر استحقاق الوعید لتارک الامر بالنص.

عشر واجب ہونے کی شرطیں

☆ ...... مسلمان ہونا کیونکہ عشر عبادت ہے اور غیر مسلم عبادت کا اہل نہیں۔(۱)

☆ ...... زمین کا عشری ہونا، خراجی زمین پر عشر واجب نہیں ہوتا۔(۲)

☆ ...... زمین سے پیداوار کا حاصل ہونا، اگر پیداوار حاصل نہیں ہوئی تو عشر ساقط ہو جائے گا۔(۳)

☆ ایسی پیداوار جو بو کر حاصل ہو، خودرو گھاس یا درخت پر عشر واجب نہیں۔(۴)

☆ ...... عشر واجب ہونے کیلئے زمین کے مالک کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری نہیں اگر زمین کا مالک بچہ اور مجنون ہے اور زمین سے پیداوار حاصل ہوتی ہے تو اس میں عشر واجب ہوگا، اس کے سرپرستوں پر ضروری ہوگا کہ پیدوار سے عشر ادا کریں۔(۵)

☆ ...... عشر واجب ہونے کیلئے زمین کا خود مالک ہونا شرط نہیں، زمین عشری ہونا شرط ہے، جیسا کہ وقف کی زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہے اسی طرح اگر کسی نے عاریت، اجارہ اور کرایہ کے طور پر عشری زمین لی اور اس میں زراعت کی

---

(۱) وشرط وجوبه نوعان الاول شرط الاهلية وهو الاسلام .عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۵، بدائع ج:۲ ص:۵۴ .

(۲) والنوع الثانی شرط المحلية وهو ان تكون عشرية فلاعشر فی الخارج من ارض الخراج . عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۵ .بدائع ج:۲ ص:۵۸ .

(۳) ومنها ای من شرائط المحلية وجود الخارج حتى ان الارض لولم تخرج شيئا لم يجب العشر لان الواجب جزء من الخارج وايجاب جزء من الخارج ولا خارج محال .بدائع ج:۲ ص:۵۸ ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۵ .

(۴) ومنها ان يكون الخارج من الارض مما يقصد بزراعته نماء الارض وتستغل الارض به عادة فلاعشر فی الحطب والحشيش والقصب. بدائع ج:۲ ص:۵۸ ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶ .

(۵) واما العقل والبلوغ فليسا من شرائط الوجوب حتى يجب العشر فی ارض الصبی و المجنون .عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۵ ،بدائع ج:۲ ص:۵۶ .

تو اس کی پیداوار کا عشر ادا کرنا اس آدمی کے ذمہ ہوگا، زمین کے مالک کے ذمے نہیں ہے۔(۱)

☆......عشر واجب ہونے کیلئے سال گذرنا شرط نہیں، سال میں جتنی دفعہ پیداوار ہوگی اتنی دفعہ عشر ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......آدمی مقروض ہے تب بھی عشر ادا کرنا لازم ہے، قرض کی رقم کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ کل پیداوار سے عشر ادا کیا جائے گا۔(۳)

☆......عشر واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ زمین پر واقعۃً زراعت ہوئی ہو ورنہ عشر واجب نہیں ہوگا کیونکہ عشر پیداوار ہی کے ایک حصہ کا نام ہے۔(۴)

☆......ہر وہ پیداوار جس سے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے خواہ غلہ ہو خواہ پھل اس پر عشر واجب ہے لہذا کھیت اور باغ دونوں پر عشر واجب ہے۔(۵)

---

(۱) وکذا ملك الارض ليس بشرط للوجوب لوجوبه في الاراضي الموقوفة .عالمگیری ج:۱ص:۱۸۵. قال في البدائع: انماالشرط ملك الخارج فيجب في الاراضي التي لامالك لها وهي الاراضي الموقوفة لعموم قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا انفقوا من طيبات ماكسبتم و مماا خرجنالكم من الارض .ج:۲ص:۵٦،ولوآجرارضه العشرية فعشرالخارج على المستاجر . بدائع ج:۲ ص:۵٦،فصل في شرائط الفرضية، ط:سعيد.

(۲) وبلاشرط بقاء حولان حول وفي الشامية حتى لواخرجت الارض مرارا وجب في كل مرة .فتاوى شامي ج:۲ص:۳۲٤،بدائع ج:۲ص:۵٦.

(۳) قال في الدر:ويجب مع الدين درمع الرد ج:۲ص:۳۲٦، باب العشر. ط:سعيد.

(٤) منها (شرائط المحلية) ان يكون الخارج من الارض ممايقصد بزراعته نماء الارض و تستغل الارض به عادة ....فاما كون الخارج مماله ثمرة باقية ليس بشرط لوجوب العشربل يجب سواء كان الخارج له ثمرة باقية اوليس له ثمرة باقية .بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل واما شرائط المحلية ج:۲ص:۵۸،۵۹،ط:سعيد.واما سبب فرضيته فالارض النامية بالخارج حقيقة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۵٤.

(۵) قال في التتارخانية: كل شيئ له ثمرة باقية وتكون منفعة عامة ويكون مقصودا في نفسه يجب فيه العشر كالبقول والقثاء وفي الخضراوات الفواكه كالتفاح عند ابي حنيفة يجب . تتارخانيه ج:۲ص:۳۲۳،كتاب العشر .ادارة القرآن .

عطر

☆......اگر عطر فروخت کے لئے ہے تو وہ مال تجارت ہے، اور اگر ذاتی استعمال کے لئے ہے تو مال تجارت نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر عطر فروخت کیلئے ہے اور اس کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲) اور قیمت فروخت سے مراد وہ قیمت ہے جس قیمت پر دکاندار خریدار کو فروخت کرتے ہیں۔(۳)

☆......اگر عطر کی زکوۃ نقد دینے میں پریشانی ہو تو ہر قسم کے عطر سے چالیسواں چالیسواں حصہ نکال کر مستحقین کو مالک بنا کر دے سکتے ہیں۔(۴)

---

(۱) قال فی البدائع اما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشیء فيه مالم تبلغ قيمتها مائتی درهم فتجب فيهاالزكاة .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰،ط:سعيد. سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشيئا ممايكال اويوزن لان الوجوب فی اموال التجارة تعلق بالمعنی وهو المالية والقيمة.بدائع ج:۲ ص:۲۰، ۲۱،فصل فی اموال التجارة ط: سعيد.

(۲) قال فی البحروفی عروض تجارة بلغت نصاب ورق اوذهب ای يجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸ ،باب زكاة المال ط:سعيد.شامی ج:۲ص:۲۹۸ .باب زكاة المال .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷ .زكاة عروض التجارة .

(۳) قال فی الهنديه :ويقومها المالك فی البلد الذی فيه المال حتی لوبعث عبدا للتجارة الی بلد آخرفحال الحول تعتبرقيمته فی ذلك البلد .هنديه ج:۱ص:۱۸۰ .الفصل الثانی فی العروض ط:رشيديه كوئٹه .ردالمحتارج:۲ص:۲۹۸ ،باب زكاة المال ط:سعيد.البحر ج:۲ ص:۲۲۹ ،باب زكاة المال ط:سعيد.

(٤) قال فی الهنديه :اذا كان له مائتا قفيزحنطة للتجارة تساوی مائتی درهم فتم الحول فان ادی من عينها ادی خمسة اقفزة وان ادی القيمة تعتبرقيمتها يوم الوجوب .هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹ .ط:رشيديه.ردالمحتارج:۲ ص:۲۹۹ ،باب زكاة المال ط:سعيد،تتارخانية ج:۲ ص: ۲٤۲ ، زكاة عروض التجارة .ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

عورت زکوۃ کہاں سے دے

☆......جس زیور کی مالک عورت ہے، اور وہ نصاب کے برابر ہے، اس کی زکوۃ ادا کرنا اس عورت ہی کے ذمہ فرض ہے اگر اس کا شوہر تبرع اور احسان کے طور پر بیوی کی اجازت سے دیدے، یا عورت شوہر سے پیسہ لیکر زکوۃ دیدے یا جو خرچ اس کا شوہر اس کو دیتا ہے اس میں سے بچا کر دیدے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر کچھ نہ ہو سکے تو اس عورت کو اسی زیور میں سے زکوۃ دینی ہوگی، چاہے زیور کا چالیسواں حصہ نکال کر زکوۃ دیدے یا کسی سے قرضہ لے کر چالیسویں حصہ کی قیمت ادا کرے اور بعد میں قرض ادا کر دے۔(۱)

☆......چالیسواں حصہ سے مراد چالیس تولہ میں ایک تولہ، اور سو تولہ میں ڈھائی تولہ یا اسکی قیمت ہے۔(۲)

☆......اللہ تعالیٰ نے جب اس عورت کو صاحب نصاب بنایا ہے تو وہ مالدار ہے اس پر ضروری ہے کہ سالانہ زکوۃ ادا کرے ورنہ وہ گنہگار ہوگی اور قبر سے لیکر آخرت تک عذاب ہوتا رہے گا، اور اس کا کوئی عذر سنا نہیں جائے گا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ خاص رحمت سے معاف کر دے وہ اس کا کرم ہوگا لیکن یہ کرم کس پر ہوگا ہمیں معلوم نہیں۔(۳)

---

(۱) قال فی الهداية :الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما و حال عليه الحول .فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۲، كتاب الزكاة ط:رشيديه كوئٹه .تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷ .كتاب الزكاة ،ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۲) قال فی الهنديه تجب فی كل مائتی درهم خمسة دراهم وان ادى خمسة قيمتها خمسة جاز.هنديه ج:۱ ص:۱۷۸ ،الفصل الاول فی زكاة الذهب والفضة ط:رشيديه كوئٹه ، تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۰، الفصل الثانی فی زكاة المال ادارة القرآن والعلوم الاسلامية ، البحرج:۲ ص:۲۲۵، باب زكاة المال ط:سعيد.ردالمحتار ج:۲ ص:۲۹۹ ،ط:سعيد،

(۳) انظر رقم :۱

عیدی زکوۃ سے دینا

مستحقین زکوۃ لوگوں کو''عیدی'' کے نام سے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے البتہ دیتے وقت دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۱)

(غ)

غربت کا حل

☆...... جسطرح اسلام نے ضرورت منداور کمزوروں کی کفالت کا نظام قائم کیا ہے کسی اور مذہب یا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں اسکی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

☆......مکی دور کے آغاز ہی سے اللہ تعالی نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ ہر انسان کے مال پر غریب اور محتاج لوگوں کا لازمی حق ہے،'' **وفی اموالھم حق للسائل و المحروم** ''(۲) ہر مالدار مسلمان پر لازم ہے کہ اس حق کو ادا کرے۔

☆......اسلام نے غریبوں کے مسئلے کی جانب پوری توجہ کی اور قرآن کریم نے اس سلسلے میں بڑی اہم ہدایات دیں، کبھی قرآن مجید نے اس مسئلہ کو اسطرح ذکر کیا **طعام مسکین** ۔غریبوں کو کھانا کھلانا۔

اور کبھی اس طرح ذکر کیا کہ اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرے،اور کبھی فقیروں اور محروم لوگوں کا حق ادا کرنے کا حکم دیا، کبھی مسکین اور مسافر کا حق ادا کرنے کی تاکید کی اور کبھی زکوۃ دینے کا واضح حکم دیا۔

---

(۱) دفع الزکاۃ الی صبیان اقاربہ برسم عید اوإلی مبشر أومھدی الباکورۃ جازای عادۃ عید . الدرالمختارشامی کتاب الزکاۃ باب المصرف ج:۲ص:۲۵۶ط:سعید، تتارخانیۃ ج:۲ص: ۲۷۸، من توضع الزکاۃ فیہ .ھندیہ ج:۱ص:۱۹۰ . قال فی البحرالرائق من اعطی مسکینا دراھم وسماھا ھبۃ ونوی الزکاۃ فانھا تجزئہ البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،کتاب الزکاۃ ، ط:سعید.

(۲جزء:۲۶سورۃ الذریت آیت :۱۹، أیضا جزء :۲۹،سورۃ المعارج آیت :۲۴،۲۵.

غریب امیر ہو گیا

☆......اگر کوئی شخص غریب تھا لوگوں نے اس کو زکوۃ دی، اور یہ غریب بعد میں امیر اور مالدار ہو گیا، اور اب تک اس کے پاس لوگوں سے لی ہوئی زکوۃ کی رقم موجود ہے تو وہ رقم اپنی ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے، کیونکہ یہ شخص زکوۃ کی رقم لیتے وقت زکوۃ کا مستحق تھا۔

☆......اگر کسی غریب آدمی نے غربت کی حالت میں لوگوں سے زکوۃ کی رقم لیکر گھر خریدا ہے یا گھر بنایا ہے، اور بعد میں وہ مالدار امیر ہو گیا ہے تو مالدار ہونے کے بعد بھی اس گھر میں رہ سکتا ہے، اور اس کو فروخت کر کے اس کی رقم اپنی ذات پر خرچ کر سکتا ہے۔(۱)

غریب کو کرایہ کے بغیر زکوۃ کی نیت سے رکھنا

اگر کسی نے کسی فقیر و غریب آدمی کو کرایہ کے بغیر زکوۃ کی نیت سے اپنے گھر میں رکھا تو اس سے اسکی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس صورت میں گھر والے نے نفع کا مالک بنایا مال کا مالک نہیں بنایا، اور نفع کا مالک بنانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۲)

---

(۱) ولایخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالأداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۱. قال فی البحر:ھی تملیک المال من فقیرمسلم غیرھاشمی بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاۃ ط:سعید.رد المحتار ج:۲ ص:۲۵۷، ۲۵۸،کتاب الزکاۃ، ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۹،فصل فی رکن الزکاۃ ط: سعید.ھندیہ ج:۱ص:۱۷۰،کتاب الزکاۃ ط:رشیدیہ.

(۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لاباحة .الدرالمختارمع رد المحتار،کتاب الزکاۃ باب المصرف ج:۲ص:۳٤٤،ط:سعید.البحرج:۲ص:۲٤۳.قال فی البحر:الزکاۃ لاتتأدی الابتملیك عین متقومة حتی لواسکن الفقیرداره سنة بنیة الزکاۃ لایجزئه لان المنفعة لیست بعین متقومة . البحرج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاۃ ط:سعید،درمع رد المحتارج:۲ص:۲۵۷،ط:سعید.

غریب کی شادی میں زکوۃ دینا

☆......اگر غریب لڑکے یا لڑکی کے والدین بھی غریب ہیں، زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو غریب اولاد کی شادی کیلئے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے۔(۱)

☆......غریب لڑکے یا لڑکی جو نصاب کے مالک نہیں ہیں ان کو بھی نکاح میں خرچ کرنے کیلئے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے، اور اتنی زکوۃ کی رقم دینا جائز ہوگا جتنی رقم شادی اور نکاح کیلئے ضرورت ہوگی۔(۲)

☆......نقد رقم دے یا سامان خرید کر دے دونوں جائز ہیں۔

☆......اگر لڑکا یا لڑکی پہلے غریب تھے اور لوگوں نے اتنی رقم دی کہ وہ نصاب کے برابر ہوگئی تو مزید رقم زکوۃ کی مد سے دینا جائز نہیں ہوگا، ہاں صدقہ خیرات اور ہدیہ تحفہ کے اعتبار سے زکوۃ کے علاوہ دوسری رقم دینا جائز ہوگا۔(۳)

---

(۱) هی تملیك المال من فقیرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالی .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعید،درمع الرد ج:۲ص:۲۵٦،ط:سعید. هندیه، ج:۱ص:۱۷۰ .ومصرف الزكاة هوفقیرومن له ادنی شيئ ای دون نصاب الدر المختار شامی ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف ط:سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۰،باب المصرف ط:سعید ، قال فی البدائع : اذا كان له عیال یحتاج الی نفقتهم و كسوتهم فلاباس بان یتصدق علیه .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ٤۹،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه ط: سعید.

(۲) ویجوزدفع الزكاة الی من یملك مادون النصاب اوقدرنصاب غیرتام وهومستغرق فی الحاجة .البحرالرائق كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۲٤۰.مصرف الزكاة هو فقیرو هو من له ادنی شيئ ای دون نصاب اوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة .الدر المختار ج:۲ ص:۳۳۹،باب المصرف اه. تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرغیرهاشمی و لامولاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالی .الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۵٦،۲۵۵. ۲۵۷ .كتاب الزكاة .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱كتاب الزكاة ط: سعید. هندیه ج:۱ص:۱۷۰.

(۳) قال فی البدائع ویكره لمن علیه الزكاة ان یعطی فقیرا مائتی درهم او اكثرولواعطی جاز. بدائع ج:۲ص:٤۸،ط:سعید.

غریب کے مکان کی مرمت زکوۃ کی رقم سے کرانا

☆......اگر مستحق آدمی کے ہاتھ میں زکوۃ کی رقم نہیں دی بلکہ مالدار آدمی نے اس کے گھر کی مرمت میں زکوۃ کی رقم خرچ کردی تو زکوۃ ادانہیں ہوگی لہذا گھر کی مرمت سے پہلے زکوۃ کی رقم مستحق کے ہاتھ میں دیدی جائے اوراس کوقطعی طور پر مالک بنادیا جائے پھر وہ اپنی مرضی سے مکان کی مرمت میں خرچ کرے تو زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی اورگھر کی مرمت بھی ہوجائیگی۔(۱)

☆......یاتو یہ کریں کہ زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کے ہاتھ میں دینے کے بعد یہ کہیں کہ رقم مجھے دیدوں تاکہ میں تمہارے گھر کی مرمت کرادوں،اوروہ رقم دیدے اور یہ مرمت کرادیں تو بھی زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

غریب مدرس کی زکوۃ کی رقم سے امداد کرنا

زکوۃ کی رقم سے غریب مدرس کی تنخواہ دینا جائزنہیں ہے،البتہ زکوۃ دینے والوں کی اجازت سے مستحق زکوۃ غریب مدرس کو ماہانہ امداد کے طور پرزکوۃ کی رقم دینا جائز ہے اس صورت میں زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۳)

---

(۱) قال فی البدائع :علی هذا یخرج صرف الزکاة الی وجوه البرمن بناء المساجد و الرباطات والسقایات انه لایجوز لانه لم یوجد التملیك اصلا، بدائع ج:۲ص:۳۹،فصل فی رکن الزکاة ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۲.باب المصرف ط:سعید،الدرالمختارمع الرد ج:۲ص: ۳۴۴، باب المصرف ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۸۸،الباب السابع فی المصارف ط:رشیدیه .

(۲) قال فی البحر:والحیلة فی الجواز فی هذه الأربعة ان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یامربعد ذلك بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب .البحرج:۲ص:۳۴۳،باب المصرف ط:سعید،درمع الرد ج:۲ ص: ۳۴۵، باب المصرف ط:سعید،تاتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،من توضع الزکاة فیه.ادارة القرآن .

(۳) ولو دفعها المعلم لخلیفته ان کان بحیث یعمل له لولم یعطه صح والا لا.(قوله والا لا) ای لان المدفوع بمنزلة العوض .الدرالمختارمع رد المحتار،کتاب الزکاة باب المصرف =

غریب مریض

☆......اگر مریض زکوۃ کا مستحق ہے تو اس کو زکوۃ کی مد سے دواء، کھانا، پھل فروٹ وغیرہ خرید کردینا جائز ہے، اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......ڈاکٹر کی فیس زکوۃ سے ادا کرنے کی دوصورتیں ہیں۔

(الف)ڈاکٹر کی فیس کی رقم مستحق زکوۃ مریض کے ہاتھ میں دیدی جائے تا کہ اس کا قبضہ ہو جائے، پھر اس سے لیکر ڈاکٹر کو فیس کی بابت دیدی جائے۔(۲)

(ب)یا ہسپتال والے اس کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کے لئے تحریری یا زبانی طور پر وکیل بن جائیں پھر وکیل بن کر اس کا سارا خرچہ زکوۃ کی مد سے کریں دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

یا مریض کے گھر والوں کو دیدیں تا کہ اس پر خرچ کریں۔(۳)

=ج:۲ص:۳۵٦. هنديه كتاب الزكاة الباب السابع في المصرف ج:۱ص:۱۹۰.ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸، ج:۲ص:۳٤٤،ط:ادارة القرآن.

(۱) قال في البحر:يجوزدفع الزكاة الى من يملك مادون النصاب اوقدرنصاب غيرنام و هو مستغرق في الحاجة .البحرج:۲ص:۲٤۰، باب المصرف ط:سعيد،درمع الرد ج:۲ ص: ۳۳۹، باب المصرف ط:سعيد،واما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوزايضا لهذه العلة . البحر ج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ط:سعيد،ردالمحتارج:۲ص:۲۵۷.كتاب الزكاة .

(۲) والحيلة في الجوازفي هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذا القرب . البحرج:۲ ص:۲٤۳،باب المصرف .درمع الردج:۲ص:۳٤٤. باب المصرف تتاخارنية ج:۲ص: ۲۷۲، ادارة القرآن .هنديه ج:۱ص:۱۸۸ .بدائع ج:۲ص:۳۹.

(۳) ولوقضى دين الفقير بزكاة ماله ان كان بأمره يجوز ، وان كان بغيرامره لايجوزوسقط الدين .عالمگيرى ج:۱ص:۱۹۰،شامى ج:۲ص:۲۷۱،بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۹،فصل واما ركن الزكاة .

غریب مہتمم کیلئے مدرسہ کی زکوۃ استعمال کرنا

☆......اگر مدرسہ کا مہتمم غریب اور قرض دار ہے تو بھی مدرسہ کے طلباء کیلئے دی ہوئی چیزیں اپنے لئے اپنے گھر والوں کیلئے اور مدرسین کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہیں کیونکہ مہتمم صاحب کو دینے والوں کی شرط کے خلاف تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔(۱)

☆......ایسی صورت میں اگر غریب مہتمم اپنے لئے کہکر لوگوں سے مدد لے اور لوگ مدد کریں تو وہ رقم اپنی ذات پر، گھر والوں پر خرچ کرنا جائز ہوگا اگر چہ یہ صورت شدید مجبوری کے بغیر مناسب نہیں۔(۲)

غریبوں کی تعلیم کے لئے زکوۃ دینا

مسلمان غریب لڑکے یا لڑکی کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے زکوۃ کی رقم سے مدد کرنا جائز ہے۔(۳)

(۱) قال فی التتارخانیة قال محمد فی کتاب الزکاة من الاصل ....فی قوله تعالی (انما الصدقات للفقراء آیة لانه لایجوز صرفها الی من فرغ نفسه لعمل المسلمین نحو القضاة و المفتین والمؤذنین والمعلمین .تتارخانیة ج:۲ ص:۳٤٤، کتاب المعادن .ادارة القرآن . قال فی الدر:ولودفعها المعلم لخلیفته ان کان بحیث یعمل له لولم یعطه صح والا لا، لان المدفوع یکون بمنزلة العوض .الدرالمختارج:۲ ص:۳۵٦، باب المصرف .هندیه، ج:۱ ص: ۱۹۰، باب المصرف ط:رشیدیه . تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۸، ۳٤٤ .

(۳،۲) فهی تملیك المال من فقیرمسلم ......بشرط قطع المنفعة عن المملك من کل وجه لله تعالی ،هندیه ج:۱ ص: ۱۷۰ .البحرج:۲ ص: ۲۰۱ .شامی ج:۲ ص: ۲۵٦ .المصرف وهو فقیرمن له ادنی شیئ أی دون نصاب اوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة، ومسکین من لاشیئ له، شامی ج:۲ ص:۳۳۹ .البحرج:۲ ص: ۲٤۰ .بدائع ج:۲ ص:٤۳ .هندیه ج:۱ ص:۱۸۷ .

غش (کھوٹ)

جن زیورات میں غش ملایا جاتا ہے، اگر ان میں سونا یا چاندی غش سے زیادہ ہے یعنی آدھے سے زیادہ سونا یا چاندی ہے تو وہ سونا اور چاندی کے حکم میں ہے، خالص سونا اور چاندی کے مانند ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔

اور اگر غش غالب ہے یعنی نصف سے زیادہ غش ہے تو وہ غش کے حکم میں ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

غصب کے مال پر زکوۃ

☆......غصب کے مال پر زکوۃ نہیں ہے، اگر مالک معلوم ہے تو اس کو واپس کردے اور اگر مالک یا اس کے وارث کا علم نہیں تو سارا مال ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردے(۲) ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور ایک درھم کے بدلے میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب دینا ہوگا،(التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرة للقرطبی ص:۳۱۲،باب القصاص ،ط:مکہ مکرمہ۔

☆ واضح رہے کہ غصب کرنا ناجائز ہے اور حرام ہے اس پر سخت وعید آئی ہے۔(۳)

(۱) وغالب الفضة والذهب فضة وذهب وماغلب غشه منهما يقوم كالعروض ....تجب اى فيما غلب غشه ،إذا نوى فيه التجارة اولم ينو .ولكن يخلص منه مايبلغ نصابا اولم يخلص و لكن اثمانا رائجة وبلغت قيمته نصابا .قوله :والا لا:اى وإن لم يوجد شئ من ذلك فلا تجب الزكاة .شاميه .باب زكاة المال ج:۲ص:۳۰۰،البحرج:۲ص:۲۲۸،باب زكاة المال، هنديه ج:۱ص:۱۷۹،ط:رشيديه .كوئٹه ، تتارخانية ج:۲ص:۲۳۳، زكاة المال. ادارة القرآن.

(۲) لإن سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذرالرد على صاحبه . الرد المحتار ج:٦ص: ۲۲۸ ، كتاب الحظروالاباحة .والا فلازكوة كمالو كان الكل خبيثا كمافى النهر(الدر المختار) فى القنية لو كان الخبيث نصابا لايلزمه الزكوة لان الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه ومثله فى البزازيه .ردالمحتارباب زكوة الغنم ج:۲ ص:۲۹۱.

(۳) عن سعيد بن زيد قال قال رسول الله ﷺ من اخذ شبرا من الارض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع ارضين .صحيح البخارى ج:۱ص:۳۳۰،۳۳۱،باب فى المظالم والغصب قديمى كتبخانيه .،مشكوة باب الغصب والعارية ص:۲۵٤.

غفلت

آج کل مخصوص لوگوں کے علاوہ عام جہالت اور غفلت کی بنا پر بہت سے مسلمان زکوۃ نکالتے ہی نہیں، اور بعض لوگ زکوہ نکالتے تو ہیں لیکن مستحق لوگوں کی تلاش کیے بغیر کسی کو زکوۃ کی رقم دے کر اپنے آپ کو سبکدوش سمجھ لیتے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غیر مستحق لوگ زکوۃ وصدقات پر قابض ہو جاتے ہیں، اور مستحق لوگ غربت افلاس اور مصیبت کا شکار رہتے ہیں، اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ سالانہ زکوۃ نکالیں اور صحیح مستحق لوگوں کو دیں تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔(۱)

غفلت کی وجہ سے زکوۃ نہیں دی

اگر کوئی صاحب نصاب آدمی نے غفلت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے گذشتہ ایک سال کی زکوۃ ادانہیں کی تو وہ معاف نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اسکی صورت یہ ہے کہ دوسرے سال اس کو موجودہ اور پچھلے سال کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔(۲)

اور حساب یہ کہ پچھلے سال کے اختتام پر جس قدر سونا، چاندی مال اور نقد رقم تھی پہلے اس کی زکوۃ دے دے، پھر اس کے بعد اس سال جس قدر مال اور روپیہ وغیرہ

---

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها ، والمؤلفة قلوبهم وفى الرقاب و الغارمين وفى سبيل الله وابن السبيل .(سوورة التوبة آيت : ٦٠) فهى تمليك المال من فقير مسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة الخ (هنديه كتاب الزكاة ج١ ص: ١٧٠، ط:رشيديه.البحرالرائق ج:٢ص:٢٠١،ط:سعيد.ودرمع الردج:٢ص:٢٥٧.٢٥٨، ط: سعيد.قال رسول الله ﷺ لاتحل الصدقة لغنى إلا لخمسة: لغاز فى سبيل الله اولعامل اولغارم اولرجل اشتراها بماله اولرجل كان له جارمسكين فتصدق على المساكين فاهدى المسكين للغنى .مشكوة كتاب الزكوة باب من تحل له الصدقة .ص:١٦١ .

(٢) قال فى البدائع اذا كان لرجل مائتا درهم .فلم يؤد زكاته سنتين يزكى السنة الاولى وكذا هذا فى مال التجارة .بدائع ج:٢ص:٧،ط:سعيد.البحرالرائق ج:٢ص:٢٠٤، ط: سعيد.ردالمحتارج:٢ص:٢٦٠،ط:سعيد.

ہو اس کی زکوۃ دے دے اور اس سال جس قدر مزید رقم وغیرہ موجود ہے اس کی زکوۃ بھی دیدے۔(۱)

غلام کوزکوۃ دینا

مولی اور مالک کیلئے اپنے غلام کوزکوۃ دینادرست نہیں، اور جو شرعی غلام نہیں، جیسا کہ آجکل مالدارلوگوں کے گھروں میں خادم کے طور پر رہتے ہیں اگر وہ غریب ہوں تو ان کوتعاون اور مدد کے طور پرزکوۃ دینا جائز ہوگا البتہ تنخواہ کے طور پرزکوۃ دینا جائزنہیں ہوگا۔(۲)

غیر مستحق زکوۃ لیکر مستحق کونہیں دے سکتا ہے

غیر مستحق کے لئے زکوۃ کی رقم لیکر مستحق کو دینا درست نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مالدار آدمی یا اس کا وکیل زکوۃ تقسیم کررہا ہے اور اعلان کردیا ہے جولوگ زکوۃ کے مستحق ہیں صرف وہ لیں اور جو مستحق نہیں وہ نہ لیں تو ایسی صورت میں غیر مستحق لوگوں کیلئے زکوۃ کی رقم لیکرکسی مستحق کو دینا صحیح نہیں ہوگا، بلکہ جس سے لی ہے اس کوواپس کردینا ضروری ہوگا۔(۳)

(۱) قال فی البدائع والمستفاد فی خلال الحول فان کان من جنسه فان کان متفرعا من الاصل او حاصلاً بسببه یضم الی الاصل ویربی بحول الاصل .بدائع ج:۲ ص: ۱۳ . ط: سعید، البحر الرائق ج: ۲ص:۲۲۲ ،فصل فی الغنم ط:سعید،درمع الرد ج:۲ص: ۲۸۸ط: سعید،

(۲) ولاإلی مملوك المزکی) ولومکاتبا اومدبرا .الدرالمختار کتاب الزکوة باب المصرف ، ج:۲ص:۳٤٦، ۳٥۰. وفی الهندیه :ولایجوزالدفع الی عبده ومکاتبه وام ولده .فتاوی عالمگیری کتاب الزکوة الباب السابع ج:۱ص:۱۸۹ .ط:رشیدیه.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲٤٤. مصرف الزکاة ...هوفقیروهومن له ادنی شیئ ای دون نصاب اوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة.الدرالمختارمع الرد ج:۲ص:۳۳۹، باب المصرف ط:سعید. البحر الرائق ج: ۲ص: ۲٤۰ ،باب المصرف ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ص:٤۳ . ط:سعید.

(۳) ولایجوز دفع الزکوة إلی من یملك نصابا أی مال کان الخ عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹ ، فان کان له فضل عن ذلك تبلغ قیمته مائتی درهم ،حرم علیه أخذ الصدقة .شامی ج:۲ ص:۳٤۷ .

غیر مستحق کو زکوۃ دیدی گئی

☆......اگر کسی مالدار نے کسی آدمی کو زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اسی کا شرعی غلام یا کافر تھا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، زکوۃ دوبارہ دینی ہوگی، کیونکہ غلام کی ملکیت آقا ہی کی ملکیت ہے، اور کافر زکوۃ کا مصرف نہیں ہے۔(۱)

اور اگر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ جس کو زکوۃ دی گئی ہے وہ مالدار یا سید یا ہاشمی یا اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی یا شوہر ہے تو زکوۃ ادا ہوگئی دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم اسکی ملکیت سے نکل گئی ہے، اور تاریکی یا مغالطہ کی وجہ سے مصرف کی تعین میں غلطی ہوئی ہے اور وہ معاف ہے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ ادا کرتے وقت غالب گمان یہ تھا کہ یہ شخص زکوۃ کا مستحق ہے اور زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہوگئی۔(۳)

غیر مسلم سے زکوۃ کی تقسیم

زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کے سپرد کرنا جائز نہیں، اس میں مسلمان کی توہین

---

(۱) قال فی الدر: دفع بتحر لمن يظنه مصرفا فبان انه عبده اومكاتبه اوحربی ولومستامنا قال فی البحرواطلق فی الكنزالكافرفشمل الذمی والحربی (اعادها) قال المحقق وانما لم يجزلانه لم يخرج المدفوع عن ملكه والتمليك ركن وكذا فی المعراج معللا بان صلته لاتكون برا شرعا ولذا لم يجز التطوع اليه فلم يقع قربة .ردالمحتارج:۲ص:۳۵۲، باب المصرف ط:سعيد. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۷،باب المصرف ط:سعيد.

(۲) قال فی الدر: وان بان غناه اوانه ابوه اوامرأته اوهاشمی لايعيد لانه اتی بما فی وسعه ای اتی بالتمليك الذی هوالركن علی قدروسعه اذ ليس مكلفا اذا دفع فی ظلمة بان يسأل عن القابض من انت؟ ردالمحتارج:۲ص:۳۵۲،باب المصرف ط:سعيد. البحرج:۲ص:۲۴۷.

(۳) قال فی البحروليس المراد بالتحری الاجتهاد بل غلبة الظن بانه مصرف بعد الشك فی كونه مصرفا وانما قلنا هذا لانه لودفع باجتهاد بدون ظن اوبغيراجتهاد اصلا.ثم تبين المانع فانه لايجزئه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۷ .باب المصرف ط:سعيد.شامی ج:۲ ص:۳۵۳.

لازم آتی ہے، اور ایک غیر مسلم کی سرداری مسلمانوں پر ہوگی، اور زکوۃ کی رقم کا غلط استعمال ہوگا، اور زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور اس کا ذمہ دار وہ شخص ہوگا جس نے غیر مسلم کو زکوۃ کی تقسیم کا کام دیا ہے۔(۱)

غیر مسلم فقیروں کو زکوۃ دینا

☆......زکوۃ کا مصرف صرف مسلمان فقیر غریب ہیں، کسی غیر مسلم فقیر کو زکوۃ دینا جائز نہیں، اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم فقیر کو زکوۃ دے گا تو اسکی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور اتنی زکوۃ دوبارہ مسلمان غریبوں کو دینا لازم ہوگا۔(۲)

قرآن مجید کی آیت : انما الصدقات للفقرآء والمساکین : سورۃ

التوبۃ ۷/۱۰، آیت : ۶۰

میں فقراء ومساکین سے مراد بالاجماع مسلمان فقراء ومساکین ہیں البتہ نفلی صدقہ کافروں کو دینا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) وفی الدرالمختارباب العاشر:(ھوأی العاشرحرمسلم) بھذا یعلم حرمۃ تولیۃ الیھود علی الاعمال (قولہ ھوحرمسلم) ولایصح ان یکون کافرا ؛لأنہ لایلی علی المسلم بالآیۃ بحروالمراد بالآیۃ قولہ تعالی " ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا" شامی ج:۲ ص:۳۰۹، کتاب الزکاۃ باب العاشر.

(۲) منھا ان یکون مسلما فلایجوزصرف الزکاۃ الی الکافربلاخلاف لحدیث معاذؓ خذھا من اغنیائھم وردھا فی فقرائھم .امربوضع الزکاۃ فی فقراء من یؤخذ من اغنیائھم وھم المسلمون فلایجوزدفعھا فی غیرھم بدائع الصنائع کتاب الزکاۃ ،فصل واما الذی یرجع الی المؤدی الیہ ج:۲ص:۴۹،ط:سعید،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۲،باب المصرف ط:سعید، ردالمحتار ج:۲ص: ۳۵۱،ط:سعید،ولاتدفع الی ذمی لحدیث معاذ بل لامربردھا الی فقراء المسلمین . فالصرف الی غیرھم ترک للامر.البحرج:۲ ص:۲۴۲، ط: سعید.

(۳) قال فی البحر:وصح غیرھا ای صح دفع غیرالزکاۃ الی الذمی واجبا کان اوتطوعا ....والصرف فی الکل الی فقراء المسلمین احب. البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۲،باب المصرف ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ص۴۹،ط:سعید،ردالمحتارج:۲ص:۳۵۱،باب المصرف ط:سعید.

☆......غیر مسلم فقیر محتاج کواللہ کے واسطے نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔(۱)

☆......غیر مسلم فقیروغریب کا قرضہ زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں۔(۲)

☆......اگر حکومت مسلمانوں سے زکوۃ کی رقم لیکر غیر مسلموں کودیتی ہے یا صحیح مصرف میں خرچ نہیں کرتی تو زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادانہیں ہوگی ، ایسے لوگوں پرضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ صحیح مصرف میں ادا کریں۔(۳)

غیر ممالک کے مسلمانوں کوزکوۃ دینا

زکوۃ کا روپیہ غیر ممالک کے مسلمانوں محتاجوں کودینا بھی درست ہےلیکن شرط یہ ہے کہ جن کوزکوۃ دی جائے وہ نصاب کے مالک نہ ہوں ، اوران کو مالک بنا دیا جائے۔(۴)

(۱) وصح غیرها ای صح دفع غیرالزکاۃ الی الذمی واجبا کان اوتطوعا البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۲،باب المصرف ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ص۴۹،ط: سعید، ردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۱،باب المصرف ط:سعید.

(۲) لاتدفع الی ذمی لحدیث معاذ خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۲،ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص: ۳۵۱،ط:سعید.ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب . عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب السابع فی المصرف ج:۱ ص:۱۸۹، ط: سعید.

(۳) واما سلاطین زماننا الذین إذا اخذوا الصدقات والعشوروالخراج لایضعونها مواضعها فهل تسقط هذه الحقوق عن أربابها ؟اختلف المشائخ فیه ....وقال الشیخ ابوبکربن سعید.ان الخراج یسقط ولاتسقط الصدقات ....الخ بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۶.

(۴) قال فی البحر: وکره نقلها الی بلد آخرلغیرقریب واحوج اما الصحة فلاطلاق قوله تعالی انما الصدقات للفقراء من غیرقید بالمکان واما حدیث معاذ المشهورخذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم فلاینفی الصحة لان الضمیرالی فقراء المسلمین .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۵۰، باب المصرف ط:سعید.وردالمحتارج:۲ص:۳۵۳، باب المصرف ط:سعید.

(ف)

فاسق کو زکوۃ دینا

اگر کوئی مستحق زکوۃ آدمی فاسق ہے کافر یا مشرک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر چہ نیک لوگوں کو زکوۃ دینے کا ثواب زیادہ ہے۔(۱)

فرشتے کی دعا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک یہ دعا کرتا ہے کہ ''اے اللہ! سخی کو اس کے مال کا بدل عطا فرما، دوسرا فرشتہ یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کو ہلاکت نصیب کر: (بخاری، مسلم)۔(۲)

فرضیت زکوۃ

اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن زکوۃ ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں متعدد جگہوں میں فرمایا:

☆...... اقیموا الصلوة واتواالزكوة (پ ۱ سوره البقرة آیت ۴۳).

☆...... واقاموا الصلوة واتُوالزكوة (پ۱۷ سوره حج آیت ۴۱).

☆...... واقام الصلوة ايتاء الزكوة (پ ۱۸ سوره نور آیت ۳۷).

---

(۱) مصرف الزكاة هوفقيروهومن له ادنى شيئ اى دون نصاب اوقدرنصاب غيرنام مستغرق في الحاجة .درمع رد المحتارج:۲ص:۳۳۹، باب المصرف ط: سعيد.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۰ .باب المصرف ط:سعيد.بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۴۳ . ط: سعيد .

(۲) عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى ﷺ قال مامن يوم يصبح العباد فيه الا ملكان ينزلان فيقول احدهما أللهم اعط منفقا خلفا ويقول الآخراللهم اعط ممسكا تلفا .صحيح البخارى ج: ۱ ص:۱۹۳، باب قول الله فاما من اعطى واتقى ....الآية .اللهم اعط منفق مال خلفا. قديمى كتب خانه .مسلم شريف ج:۱ ص:۳۲۸، باب مثل المنفق والبخيل قديمى كتب خانه .

ان آیاتوں سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فرائض میں سب سے مقدم نمازاور اسکے بعد زکوۃ ہے۔

قرآن وسنت اوراجماع امت سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ جس شخص میں ادائیگی زکوۃ کی شرائط پائی جائیں گی، زکوۃ اس پر فرض ہے، جو شخص زکوۃ فرض ہونے کا انکار کرے گا وہ مسلمان نہیں ہوگا، اور جو فرض ہونا تسلیم کرنے کے باوجود زکوۃ ادانہیں کرے گا وہ سخت گنہگار اور فاسق ہوگا، اس پر لازم ہوگا کہ سابقہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرے اور توبہ استغفار بھی کرے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور وہ برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۱)

فرضی مدرسہ

☆......فرضی مدرسہ کے نام سے زکوۃ وصول کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ دھوکہ اور جھوٹ ہے۔

☆......کسی شخص نے زکوۃ، فطرہ، چرم قربانی وغیرہ کی رقم وصول کر لی ہے کہ فلاں جگہ مدرسہ قائم کرے گا لیکن وہ اس جگہ پر مدرسہ قائم نہ کر سکا تو اس پر ضروری ہے کہ وہ رقم کسی دوسرے مدرسہ کے غریب طلباء میں خرچ کرنے کیلئے دیدے اپنی ذات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

---

(۱) قال فی البحر:شرط افتراضها لانها فریضة محکمة قطعیة اجمع العلماء علی تکفیر جاحدها ودلیله القرآن ......وهواما مجازفی العرف بعلاقة المشترك من لزوم استحقاق العقاب بترکه عدل عن الحقیقة .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، کتاب الزکاة ط:سعید. قال الشیخ وهبة الزحیلی: فان کان مانع الزکاة جاحدا لوجوبها فقد قتل کما یقتل المرتد لان وجوب الزکاة معلوم من دین الله عزوجل ضرورة فمن جحد وجوبها فقد کذب الله تعالی وکذب رسول ﷺ فحکم بکفره .الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۷۳۵،کتاب الزکاة ط:دارالفکر،بیروت.

(۲) ولایجوزدفع الزکاة إلی من یملك نصابا من أی مال کان .عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹، =

فرق عشر اور خراج میں

☆......عشر خالص عبادت ہے ٹیکس نہیں، اور خراج خالص ٹیکس ہے عبادت نہیں، اس لئے عشر مسلمانوں کی زمین کے ساتھ خاص ہے کافروں کی زمین پر عشر نہیں بلکہ خراج ہے۔(۱)

☆......اگر زمین کاشت کے قابل ہے لیکن کاشت نہیں کی بلکہ خالی چھوڑ دی تو عشر لازم نہیں ہوگا، اگر خراجی زمین کاشت کے قابل ہے اور کاشت نہیں کی بلکہ خالی چھوڑ دی تو اس صورت میں خراج دینا لازم ہوگا۔(۲)

فرق عشر اور زکوۃ میں

عشر اور زکوۃ میں یہ فرق ہے کہ تجارت کے اموال اور سونا چاندی وغیرہ اگر سال بھر رکھے رہیں، ان میں کسی درجہ سے کوئی نفع ہو بلکہ نقصان بھی ہو جائے مگر نقصان ہونے کے باوجود نصاب کی مقدار سے کم نہ ہوں تو بھی ان اموال کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۳)

= وللوكيل أن يدفع لولده الفقير وزوجته لالنفسه. الدر المختار شامی ج:۲ ص:۲٦٩.

(۱) قال الشيخ وهبة الزحيلي: الاراضى نوعان عشرية وخراجية، اما العشرية فهى التى يجب فيها العشر الذى فيه معنى العبادة. و اما الخراجية فهى التى يجب فيها الخراج لأنها فى الاصل ارض الكفار وهى الاراضى التى فتحت عنوة وقهرا. الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ ص:۸۲۰. زكاة الارض الخراجية ط: دار الفكر، بيروت. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۷، فصل فى شرائط المحلية، ط: سعيد. درمع الرد ج:۲ ص:۳۱۹، باب الركاز ط: سعيد. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۸، باب العشر ط: سعيد.

(۲) قال فى البدائع ولو كانت الاض عشرية فتمكن من زراعتها فلم تزرعها لايجب العشر لعدم الخارج حقيقة ولو كانت ارض خراجية يجب الخراج لوجود الخارج تقديرا. بدائع الصنائع ج:۲ ص:٥٤، فصل فى سبب فرضيتها. ط: سعيد. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳٦، ۲۳۹، باب العشر: سعيد. درمع الرد ج:۲ ص:۳۳۳، باب العشر: سعيد.

(۳) قال فى البدائع: واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانير والدراهم =

البتہ عشر کا حکم اس سے مختلف ہے اگر زمین میں پیداوار ہوگی تو عشر لازم ہوگا اور اگر پیداوار نہ ہوئی تو کچھ بھی لازم نہیں ہوگا۔(۱)

فروخت نہ ہونے والی چیز زکوۃ میں دینا

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار کے پاس ایسا ایٹم یا چیز ہوتی ہے جو بکتی نہیں ہے ایسی چیزوں سے زکوۃ ادا کرنا اخلاص کے خلاف ہے تاہم اس چیز کی جتنی مالیت بازار میں ہو، اسکے دینے سے اتنی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

فقراء کی مشکلات کا حل

امت مسلمہ کے فقراء اور مساکین کی مشکلات حل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مالدار حضرات اپنے مال سے صحیح طور پر زکوۃ نکالیں اور اسکو صحیح مصرف پر خرچ کرنے کا اہتمام کریں، تو ایک مسلمان بھی ننگا، بھوکا اور پریشان نہیں رہے گا۔(۳)

= فلاشيء فيها مالم تبلغ قيمتها مائتي درهم اوعشرين مثقالا من ذهب فتجب فيها الزكاة . بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰، ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸، باب زكاة المال ط: سعيد. درمع الرد ج:۲ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط:سعيد.

(۱) قال في البحروامّا سببها فالارض النامية بالخارج حقيقة .البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۶، باب العشر ط:سعيد،بدائع الصنائع ج:۲ص:۵٤، فصل في سبب فرضيته ط:سعيد.

(۲) قال في البحر:يجب ربع العشرفي عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما . البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۸، باب زكاة المال ط:سعيد.قال في البدائع :سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشيئا ممايكال اويوزن لان الوجوب في اموال التجارة تعلق بالمعنى و هو المالية والقيمة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰، فصل في اموال التجارة ط:سعيد.

(۳) قال في البدائع :واما المعقول فمن وجوه احدها ان اداء الزكاة من باب اعانة الضعيف و اغاثة اللهيف واقدارالعاجز......والثالث ان الله تعالى قد انعم على الاغنياء وفضلهم بصنوف النعمة والاموال الفاضلة عن الحوائج الاصلية ....واداء الزكاة الى الفقير من باب شكرالنعمة فكان فرضا . بدائع الصنائع ج:۲ص:۳، كتاب الزكاة ط:سعيد.وهكذا في الفقه الاسلامي وادلته .ج:۲ص:۷۳۲ .كتاب الزكاة ط:دارالفكر،بيروت.

فقیر

جو شخص صاحب نصاب نہ ہو، مگر کھاتا پیتا ہو اس کو فقیر کہتے ہیں اردو زبان میں فقیر اور مسکین ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے یعنی جو زکوۃ کا مستحق ہے۔(۱)

فقیر سمجھ کر زکوۃ دیدی لیکن بعد میں معلوم ہوا وہ مالدار ہے

اگر کسی نے کسی آدمی کو فقیر اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ زکوۃ کا مستحق نہیں تھا بلکہ مالدار تھا تو دینے والے کی زکوۃ ادا ہو گئی زکوۃ دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

فقیر کمانے پر قادر ہے

جو فقیر نصاب کا مالک نہیں، اور اسکے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اس سے اسکی اور اس کے زیر کفالت افراد کی ضرورت پوری ہو سکے، تو اسکو زکوۃ دینا جائز ہے، اگرچہ وہ جسمانی لحاظ سے تندرست اور محنت کر کے کمانے کے قابل ہے کیونکہ وہ فقیر ہے، اور فقراء زکوۃ کے مصارف میں سے ہیں۔

---

(۱) (.....وهو من له ادنى شئ) اى دون نصاب أوقدر نصاب غير نام مستغرق فى الحاجة. الدرالمختار شامى، كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳۳۹، ط:سعيد. البحرالرائق ج:۲ ص:۲٤۰، باب المصرف ط:سعيد، البدائع الصنائع ج:۲ص:٤۳، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ط:ايچ ايم سعيد.

(۲) قال فى البحر:ولودفع بتحرفبان انه غنى اوهاشمى ....صح لحديث البخارى لك مانويت يازيد ولك ما اخذت يامعن حين دفعها زيد الى ولده معن. البحرج:۲ص:۲٤۷، باب المصرف ط:سعيد.درمع الرد ج:۲ص:۳۵۳، باب المصرف ط:سعيد. إذا شك و تحرى فوقع فى اكبررائيه انه محل الصدقة فدفع اليه ....وأما اذا ظهرانه غنى اوهاشمى اوكافراومولى الهاشمى أوالوالدان اوالمولودون أوالزوج اوالزوجةفانه يجوزوتسقط عنه الزكاة فى قول ابى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى .هنديه كتاب الزكاة الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۹، ۱۹۰، ط:مكتبه رشيديه، كوئٹه .

نیز یہ کہ اصل حاجت کا پتہ لگانا مشکل ہے، اس لیے زکوۃ کے نصاب کا مالک نہ ہونے کو حاجت مند ہونے کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔ (۱)

فقیر کو زکوۃ میں ملی ہوئی چیز مالدار کے لئے کھانا

اگر کسی فقیر کو زکوۃ کی مد سے کھانے پینے کی چیزیں ملی ہیں، اور فقیر کسی مالدار کو اپنے ساتھ کھانے کی اجازت دے تو مالدار کیلئے کھانا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر فقیر زکوۃ کی چیزیں خود لینے کے بعد مالدار آدمی کو مالک بنا کر دیدے پھر مالدار کیلئے ان چیزوں کو کھانا جائز ہوگا۔ (۲)

پہلی صورت میں اباحت ہے اور دوسری صورت میں ہدیہ ہے، زکوۃ کی چیز مالداروں کیلئے اباحت کے طور پر کھانا جائز نہیں، ہدیہ کے طور پر ملے تو کھانا جائز ہوتا ہے، اس لئے دونوں صورتوں میں واضح فرق ہے۔ (۳)

فقیروں کا احسان

☆...... زکوۃ دینے والے لوگ فقیر و مسکین کو زکوۃ دے کر ان پر کوئی احسان نہیں

---

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان كان صحيحا مكتسبا كذا فی الزاهدی .هندیه کتاب الزكاة باب المصارف ج:۱ ص:۱۸۹، کوئٹه .

(۲) طاب لسیده وان لم یکن مصرفا للصدقة مادی الیه من الصدقات فعجز لتبدل الملك واصله حدیث بریرة رضی الله تعالی عنها هی لك صدقة ولنا هدیة کما فی وارث شخص فقیرمات عن صدقة اخذها وارثه الغنی کمافی ابن السبیل اخذها ثم وصل الی ماله وهی فی یده ای الزكاة وكفقیر استغنی وهی فی یده فانها تطیب له بخلاف فقیر اباح لغنی اوهاشمی عین زكاة اخذها لایحل لان الملك لم یتبدل (قوله لان الملك لم یتبدل)لان المباح له یتناوله علی ملك المبیح ونظیره المشتری شراء فاسدا اذا اباح لغیره لایطیب له ولوملکه یطیب.
الدر المختار مع رد المحتار کتاب المکاتب باب موت المکاتب وعجزه وموت المولی ج:۶ ص:۱۱۶، ط:ایچ ایم سعید، کراچی .

(۳) ویشترط أن یکون الصرف تملیکا لااباحة .شامی ج:۲ ص:۳٤٤ .البحرج:۲ ص: ۲٤۳ .تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۲ .بدائع ج:۲ ص:۳۹، ط:سعید.

کرتے بلکہ زکوۃ لینے والے فقیر و مسکین کا مالداروں پر عظیم احسان ہے کہ ان کے ذریعے سے ان لوگوں کی رقم خدائی بینک میں جمع ہو رہی ہے، اگر آپ کسی کو اپنے اکاونٹ میں جمع کرنے کیلئے رقم دیتے ہیں تو آپ کا اس پر احسان نہیں بلکہ اس آدمی کا آپ پر احسان ہے اسی طرح فقراء و مساکین کو زکوۃ دینا بھی ان پر احسان نہیں بلکہ آپ پر ان کا احسان ہے۔(۱)

فکسڈ ڈپازٹ پر زکوۃ

''فکسڈ ڈپازٹ'' سودی اسکیم ہے، لہذا اس میں رقم جمع کرنا، اور نفع کے نام پر سود لینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اگر کسی نے علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی رقم ''فکسڈ ڈپازٹ'' میں جمع کر دی تو اسکو نکال لینا چاہئے تاکہ آخرت کے عذاب اور دنیا کی بے سکونی سے بچ جائے۔

اگر رقم نکالنا مشکل ہے تو سالانہ اصل رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دے اور منافع کے نام پر جو رقم شامل کی جاتی ہے اس کو نہ لے۔

اگر کسی نے لے لی تو واپس کر دے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو کسی مستحق زکوۃ آدمی کو ثواب کی نیت کے بغیر دیدے، تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔(۲)

(۱) وعن حارثة بن وهب :قال قال رسول الله ﷺ تصدقوا فإنه ياتی عليكم زمان يمشی الرجل بصدقته فلايجد من يقبلها يقول الرجل :لوجئت بها بالأمس لقبلتها.فاما اليوم فلاحاجة لی بها .متفق عليه .مشكوة ص:١٦٤ .باب النفاق.

(۲) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه . مطلب فيمن ورث مالاحراما ردالمحتارج:۵ص:۹۹، ط: سعيد، ج:٦ص:۳۸۵، ط:سعيد، فصل فی البيع .هنديه ج:۵ص:۳٤۹،ط:رشيديه كوئٹه الباب الخامس عشرفی الكسب اه . قال شيخنا: ويستفاد من كتب فقهائنا كالهداية وغيرها ان من ملك بملك خبيث ولم يمكنه الرد الی المالك فسبيله التصدق علی الفقراء =

فلاحی ادارے زکوۃ کے مالک نہیں

جو فلاحی ادارے زکوۃ جمع کرتے ہیں، وہ زکوۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے بلکہ زکوۃ دینے والوں کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں، جب تک ان کے پاس زکوۃ کی رقم جمع رہے گی زکوۃ جمع کرنے والے کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی اگر صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔(۱)

فلاحی ادارے کی ذمہ داری

جو فلاحی ادارے زکوۃ جمع کرتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ زکوۃ کی رقم کو صرف مسلمان فقیر، غریب، محتاج اور ضرورت مندوں میں مالکانہ طور پر تقسیم کریں، اور ادارے والے زکوۃ کے مسائل کو اچھی طرح معلوم کریں تاکہ اسکے مطابق عمل کرنا آسان ہو ورنہ قیامت کے دن پریشانی کا باعث ہوگی۔(۲)

فلاحی ادارے میں زکوۃ دینا

جن فلاحی اداروں کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ زکوۃ کی رقم کو شریعت کے حکم کے مطابق مستحقین زکوۃ میں خرچ کرتے ہیں، ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، اور جن کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو، ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسے ادارے کو زکوۃ دی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، ایسی صورت میں زکوۃ دوبارہ ادا

=(معارف السنن ابواب الطهارة تحت حديث ولاصدقة من غلول الخ ط:المكتبة البنورية، بنوری تاؤن کراچی.

(۱) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۷۰،ط:سعيد.البحر ج:۲ص:۲۱۲.

(۲) قال فی البحر:واشارالمصنف الى انه لايخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الى الفقير.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱.كتاب الزكاة ط:سعيد.درمع رد المحتار ج:۲ ص:۲۷۰.كتاب الزكاة ط:سعيد.ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة،شامی ج:۲ص:۲٤٤.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.بدائع ج:۲ص:۳۹.

کر دینی چاہئے۔(۱)

فوجی کو زکوۃ دینا

☆......اگر کافروں کے ساتھ جنگ میں مسلمان فوجی زخمی ہو گئے، اور وہ غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کیلئے زکوۃ کی نقد رقم بھیجنا یا سامان خرید کر بھیجنا جائز ہوگا۔(۲)

اور اگر فوجی زکوۃ کے مستحق نہیں بلکہ مالدار ہیں تو ایسے فوجیوں کیلئے زکوۃ کی رقم یا سامان سے مدد کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

اور اگر فوجی مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۴)

☆......اگر زخمی فوجیوں میں غریب اور مالدار دونوں قسم کے فوجی ہیں اور زکوۃ کی رقم صرف غریب فوجیوں کو ملے گی اسکا یقین نہیں تو ایسی صورت میں زکوۃ کی رقم نہ دی جائے بلکہ نفلی صدقات کی رقم دی جائے۔(۵)

---

(۱) قال فی البحر واشار المصنف الی انه یخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الی الفقیر لما فی الخانیة لوافرز من النصاب خمسة ثم ضاعت لاتسقط عنه الزكاة ولومات بعد افرازها كانت الخمسة میراثا عنه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱، كتاب الزكاة ط:سعید، رد المحتار ج:۲ص:۲۷۰، كتاب الزكاة ط:سعید.

(۲) ویجوزدفعها الی من یملك اقل من النصاب وان كان صحیحا مكتسبا كذا فی الزاهدی.عالمگیری كتاب الزكاة الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۹.ط:رشیدیه . بدائع ج:۲ص:۴۸ .البحرج:۲ص:۲۴۰ .شامی ج:۲ص:۳۳۹.

(۳) قال فی البحر:وغنی یملك نصابا ای لایجوزالدفع له لحدیث معاذ المشهورخذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۴ .باب المصرف ط:سعید.رد المحتارج:۲ص:۳۴۷،باب المصرف ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۷، فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه ط:سعید.

(۴) ومنها ان یكون مسلمافلایجوزصرف الزكاة إلی الكافربلاخلاف لحدیث معاذ رضی الله عنه خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم أمربوضع الزكاة فی فقراء من یؤخذ من اغنیائهم و هم المسلمون فلایجوزوضعها فی غیرهم .بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل واما الذی یرجع الی المؤدی الیه ج:۲ص:۴۹ .ط:سعید.الدرالمختاركتاب الزكاة باب المصرف ج:۱ص:۱۸۸ ،باب المصرف كوئٹه .تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴من توضع الزكاة فیه .

(۵) قال فی البدائع واما صدقة التطوع فیجوزصرفها الی الغنی لانها تجری مجری الهبة .=

فیس میں زکوۃ دے کر واپس لینا

اگر مدرسہ کی آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہیں، تو زکوۃ کی رقم سے اخراجات پورا کرنے کی صورت یہ ہے کہ طلباء کی فیس مقرر کر دی جائے اور جو طلبہ زکوۃ کے مستحق ہیں ان کو زکوۃ کی مد سے وظیفہ دیا جائے، پھر فیس کی مد میں وصول کر لی جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اسکے بعد یہ رقم تنخواہ وغیرہ میں خرچ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

فیکٹری بند ہوگئی

☆......اگر کسی وجہ سے فیکٹری بند ہوگئی ہے تو اس کی زمین، مشینری اور مکان اور دفتر کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ اگر فیکٹری میں خام یا تیار مال پڑا ہوا ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

☆......اگر بند فیکٹری کو فروخت کر دیا تو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی اس سے سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر وہ رقم قرضہ وغیرہ منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔ (۳)

☆......اگر فیکٹری بند ہونے کے بعد فروخت کرنے کی نیت کی، اور اب تک فروخت نہیں ہوئی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۴)

= ،بدائع ج:۲ ص:۴۷ ،ط:سعید. تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷٤ .من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن

(۱) والحيلة في الجواز في هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا الوجه فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذا القرب .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲٤۳ ، باب المصرف . درمع الرد ج:۲ ص: ۳٤٥ ، باب المصرف ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۲ ، من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن .

(۳) قال في البدائع : اذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره من ثياب البذلة ......فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء كان من جنس الدين اولا .بدائع ج:۲ ص:۸،فصل في شرائط الفرضية ط.سعيد.الدرالمحتارشامي ج:۲ ص: ۲٦٤ . كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲،٤) قال القدوري وآلات الصناع الذين يعملون بها وظروف الأمتعة لايجب فيها =

(ق)

قادیانی کو زکوۃ دینا

قادیانی کافر ہیں، بلکہ دوسرے کفار سے بھی بدتر ہیں، اور آستین کے سانپ ہیں اور کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں، قادیانی کو زکوۃ دینا سخت گناہ ہے، اور زکوۃ ادا نہ ہوگی، بلکہ ان کو کسی قسم کا بھی صدقہ دینا جائز نہیں۔(۱)

قبرستان قبضہ کرنے کے لئے زکوۃ دینا

اگر کسی شہر میں قبرستان غیر مسلموں کے قبضہ میں آگئے ہیں اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی ہے، تو ان کو چھڑانے کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا بلکہ زکوۃ

= الزكاة لانهاغيرمعدة للتجارة ،المحيط البرهانى كتاب الزكاة، بيان زكاة عروض التجارة ج:٣ ص:١٦٦ .ادارة القرآن،كراچى. الهنديه ج:١ ص:١٧٣، البزازيه على هامش الهنديه ، ج:٤ص:٨٤، كوئٹه. درمع الرد ج:٢ ص:٢٦٥، كتاب الزكاة اه. واموال التجارة قسمان مال التجارة وضعاوهو الحجران ومال التجارة جعلا وهوكل مايشترى للتجارة .تتارخانية ج:٢ ص: ٢١٨ .ادارة القرآن.قال الشيخ وهبة الزحيلى :زكاة العمارات والمصانع لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها و غلتها اوارباحها . الفقه الاسلامى وادلته ج:٢ ص:٨٦٤، المبحث الخامس ط: ادارالفكربيروت.

(١) قال فى البدائع :ومنها ان يكون مسلما فلايجوزصرف الزكاة الى الكافربلاخلاف' لحديث معاذ خذها من أغنيائهم وردها فى فقرائهم وهم المسلمون فلايجوزوضعها فى غيرهم واما ماسوى الزكاة فلاشك فى ان صرفها الى فقراء المسلمين افضل .بدائع الصنائع ج:٢ص:٤٩، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ،درمع الرد ج:٢ص:٣٥١، باب المصرف ط:سعيد.هنديه ج:١ ص:١٨٨، باب المصرف ط:رشيديه .كوئٹه .

أجمع العلماء على أن شاتم النبى ﷺ والمنتقص له كافر،مجموعه رسائل ابن عابدين ج:١ص:٣١٦،سهيل اكيڈمى.

کے علاوہ دوسری مدات میں سے دیں۔(۱)

قبرستان کے لئے زکوۃ دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے قبرستان کے لئے زمین خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوتی، ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدے اور اسکو مالک بنادے پھر اس کو مشورہ دیا جائے کہ وہ اس روپیہ سے زمین خرید کر قبرستان کے لئے وقف کردے، اگر وہ خوشی سے ایسا کرے گا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی ثواب بھی ملے گا اور قبرستان بھی بن جائے گا۔(۲)

☆......قبرستان کی تعمیر پر زکوۃ کا پیسہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۳)

قبرستان کے لئے زکوۃ سے زمین خریدنا

زکوۃ کی رقم سے قبرستان کی زمین خریدنا، یا زکوۃ کی رقم سے پرانے قبرستان کی مرمت کرنا جائز نہیں ہے، قبرستان کیلئے نفلی صدقہ، چندہ اور عطیہ کی رقم استعمال کریں۔(۴)

(۱، ۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة کما مر ولایصرف الی بناء نحو مسجد و لا الی کفن میت وقضاء دینه قوله نحو مسجد ، کبناء القناطیر والسقایات واصلاح الطرقات و کری الانهار، والحج والجهاد وکل مالاتملیک فیه ،کتاب الزکاة باب المصرف ،الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ ص:۳۴٤، ط:سعید. وفی البحر :(قوله وبناء مسجد وتکفین میت وقضاء دینه وشراء قن لیعتق) بالجر بالعطف علی ذمی والضمیر فی دینه للمیت وعدم الجواز لانعدام التملیک الذی هو الرکن فی الاربعة الخ .البحر الرائق کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ ص: ۲٤۳، ط:سعید. تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۲، من توضع الزکاة فیه .ادارة القرآن .

(۲) قال فی البحر: والحیلة لمن اراد ذلك ان یتصدق ینوی الزکاة علی فقیر ثم یأمره بعد ذلك بالصرف إلی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الصدقة ولذلك الفقیر ثواب هذا الصرف. تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۲، من توضع الزکاة فیه .ادارة القرآن .درمع الرد ج:۲ ص: ٤٥، باب المصرف .والبحر الرائق ج:۲ ص: ۲٤۳، باب المصرف ط:سعید.

(٤) قال فی الدر: ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لایصرف الی بناء مسجد وکفن میت درمع الرد ج:۲ ص: ۳٤٤، باب المصرف ط:سعید، البحر ج:۲ ص: ۲٤۲، باب المصرف ط:سعید، تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۲، ادارة القرآن .

قحط سالی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامنع قوم الزكوة الاابتلاهم الله بالسنين :(١)

''جو قوم زکوۃ نہیں نکالتی اللہ تعالی اسے قحط سالی یعنی ضروریات زندگی کی گرانی میں مبتلا کر دیتے ہیں''۔

قران شریف زکوۃ کی رقم سے تقسیم کرنا

قران شریف زکوۃ کی رقم سے خرید کر غریب بچوں اور بڑوں کو مالک بنا کر دینا جائز ہے، زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور صدقہ جاریہ کا ثواب ملے گا، اور ڈبل ثواب ملے گا۔(۲)

قرض

اگر کوئی شخص مالدار ہے لیکن اسپر قرض ہے، تو قانون یہ ہے کہ قرض کو منہا کرنے کے بعد دیکھا جائے گا اگر بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر بقیہ رقم نصاب کی مقدار سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(١) جمع الفوائد كتاب الزكاة ووجوبها واثم تاركها .ج:١ ص:٣٧٨، ط:ادارة القرآن . الترغيب والترهيب للمنذرى ،كتاب الصدقات ،الترغيب من منع الزكاه وماجاء فى زكاة الحلى ج:١ ص:٦٣ .ط:مصطفى البابى ،مصر.

(٢) وجازدفع القيمة فى زكوة وعشروخراج وفطرة ونذر .شامى كتاب الزكاة ج:٢ ص: ٢٨٥ ،هنديه كتاب الزكاة مسائل شتى .ج:١ص:١٨١ . ط:رشيديه. قال فى البحرلان الزكاة يجب فيها تمليك المال. البحرج:٢ص:٢٠١، كتاب الزكاة ط: سعيد. واما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوزايضا لوجود ركنه وهوالتمليك .البحر الرائق ج:٢ص:٢٠١، ط:سعيد. ردالمحتارج:٢ص:٢٥٧، كتاب الزكاة ط:سعيد. بدائع الصنائع ج:٢ص:٣٩، فصل فى ركن الزكاة ط:سعيد.

(٣) اذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء كان من جنس الدين اولا .بدائع ج:٢ص:٨، فصل فى شرائط الفرضية ط:سعيد. شامى ج: ٢ ص: ٢٦٤ .البحرج:٢ص:٢٠٤ ،ط:سعيد.

اس قرض سے حقوق اللہ (اللہ کا حق) مستثنیٰ ہیں یعنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کے جو قرض ہیں مثلاً کفارے، صدقہ فطر سفر حج کا خرچہ وغیرہ، ان کو نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا، ان کے ساتھ ہی پورے نصاب کی زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۱)

البتہ بندوں کے حقوق کو وضع کیا جائے گا، اگر وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں البتہ مہر کے بارے میں کچھ تفصیل ہے اور وہ مہر کے عنوان میں دیکھ لیں۔(۲)

قرض

☆...... شریعت کی زبان میں جو رقم یا چیز کسی کے ذمہ باقی ہو اسے ''دین'' کہتے ہیں اور ''دین'' کی چار قسمیں ہیں۔

☆...... ''دین قوی'' وہ قرض جو کسی شخص کو دیا گیا ہو، یا تاجر نے سامان تجارت فروخت کیا، اور اسکی قیمت باقی ہے، اب تک وصول نہیں ہوئی اس کو ''دین قوی'' کہتے ہیں۔

اگر ایسی رقم کُل کی کل ایک ساتھ وصول ہو جائے، تو سب کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی اور اگر کئی سالوں کے بعد وصول ہوئی تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے ادا کر دینا لازم ہوگا۔

اور اگر یہ رقم تھوڑی تھوڑی وصول ہوئی، اور وصول شدہ رقم چاندی کے نصاب کے پانچویں حصہ کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو وصول شدہ رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ

---

(۱) واما الديون التى لامطالب لها من جهة العبادات كالنذور والكفارات وصدقة الفطر لايمنع وجوب الزكاة لان اثرها فى حق احكام الآخرة وهو الثواب بالاداء .بدائع ج:۲ ص: ۸، ط: سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۰٤، كتاب الزكاة ط:سعيد، درمع الرد ج:۲ ص: ۲٦۱، كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲) وسبب افتراضها ملك نصاب حولى تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد سواء كان لله ....او العبد ولو كفالة اومؤجلا فلو صداق زوجته المؤجل للفراق ونفقة لزمته بقضاء اورضاء .درمع الرد ج۲ ص: ۲٦۰، ط:سعيد.

ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر وصول شدہ رقم چاندی کے نصاب کے پانچواں حصہ سے کم ہے پھر اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......''دین وسط'' یہ ہے کہ کسی نے ایسا سامان فروخت کردیا ہے جو اصلا تجارت کے لئے نہیں تھا، اور اسکی قیمت باقی ہے اب تک وصول نہیں ہوئی تو اس باقی رقم کو''دین وسط'' کہتے ہیں۔

''دین وسط'' کا حکم یہ ہے کہ جب چاندی کے نصاب کے برابر رقم وصول ہوجائے گی تو فروخت کے دن سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اگر ایسی رقم وصول ہونے میں مثلاً تین سال لگ گئے تو نصاب سے زیادہ ہونے کی صورت میں گذشتہ تین سالوں کی زکوہ دینا لازم ہوگا۔

اگر نصاب سے کم تھوڑی تھوڑی رقم وصول ہوتی رہی کبھی سو، کبھی دوسو وغیرہ تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......''دین ضعیف''ایسی رقمیں جو کسی مال کے بدلے میں باقی نہ ہوں، جیسے مہر کی رقم کہ وہ کسی مال کے عوض میں باقی نہیں بلکہ عورت کی عصمت کا معاوضہ ہے ایسی رقم پر زکوہ اس وقت واجب ہوگی جب رقم پر قبضہ ہو، اور قبضہ کے بعد ایک سال

(۱) قال فی البدائع :اما الدین القوی فهوالذی وجب بدلا عن مال التجارة کثمن عرض التجارة اوغلة مال التجارة ولاخلاف فی وجوب الزکاة فیه الا انه لایخاطب باداء شیئ من زکاة مامضی مالم یقبض اربعین درهما فکلما قبض اربعین درهما ادی درهما واحدا .بدائع ج:۲ص:۱۰، فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۷، کتاب الزکاة ط:سعید، ردالمحتارج:۲ص:۳۰۵، باب زکاة المال مطلب فی وجوب الزکاة فی دین المرصد ط:سعید، هندیه ج:۱ ص:۱۷۵، ط:رشیدیه .

(۲) واما الدین الوسط فما وجب له بدلا عن مال لیس للتجارة کثمن ثیاب البذلة والمهنة لاتجب مالم یقبض نصابا ویعتبرلما مضی من الحول فی صحیح الروایة ،البحرالرائق ج: ۲ ص:۲۰۷، کتاب الزکاة ط:سعید،البدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰، ط:سعید. رد المحتارج: ۲ ص:۳۰۵، ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۷۵، ط:رشیدیه.

گذر جائے، اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو۔ (۱)

☆......ایسا قرض جس کی وصول یابی مشکل ہو، یا ایسا مال جس کو حاصل کرنا دشوار ہوا س پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر اچانک اتفاق سے وہ مال وصول ہو گیا تو اب گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، شریعت کی زبان میں اس کو "مال ضمار" کہا جاتا ہے۔ (۲)

قرض ادا کرنے کے لئے زکوۃ دینا

اگر مقروض آدمی کے پاس قرض ادا کرنے کیلئے پیسے نہیں ہیں اور وہ غریب ہونے کی وجہ سے زکوۃ کا حقدار ہے تو اسکو قرض ادا کرنے کے لئے اتنی زکوۃ دینا کہ اس کا قرض اتر جائے جائز اور کار ثواب ہے۔ (۳)

اگر قرض دار غریب اور محتاج ہے، تو اس کو قرض کی قید سے رہائی دلانے کے لئے زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۴)

جو لوگ اللہ پر، اور قیامت کے دن آنے پر، اور فرشتوں پر، اور تمام آسمانی کتابوں پر، اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے ہیں ایسے لوگ قرض داروں کو قرض کی قید سے

---

(۱) اماالدين الضعيف وهوبدل ماليس بمال كالمهروالوصية وفي الضعيف لاتجب مالم يقبض نصاباويحول الحول بعد القبض عليه :البحر ج:۲ ص:۲۰۷ ط:سعيد. رد المحتار ج:۲ ص: ۳۰۵، ط:سعيد، بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۱۰، ط: سعيد، هنديه ج:۱ ص: ۱۷۵، ط: رشيديه.

(۲) في الفتاوى الهنديه :ويشترط أن يتمكن من الإستمناء بكون المال في يده أويد نائبه فإن لم يتمكن من الاستمناء فلازكوة عليه وذلك مثل مال الضمار :وهو كل مابقي أصله في ملكه ، ولكن زال عن يده زوالا لايرجى عوده في الغالب ،ومن مال الضمار الدين المجحود إذا لم يكن عليه بينة ، هنديه ج: ۱ ص: ۱۷٤. البحر ج: ۲ ص: ۲۰۷.

(۳) قال في البحر :والدفع إلى من عليه الدين أولى من الدفع إلى الفقير، البحر ج: ۲ ص: ۲٤۲. هنديه ج: ۱ ص: ۱۸۸. شامي ج: ۳٤۳، باب المصر ، ط:سعيد.

(٤) وفي البدائع :فإن كان عليه دين ، فلابأس بأن يتصدق عليه قدر دينه وزيادة مادون المائتين، بدائع ج: ۲ ص: ٤۹، ط:سعيد.

رہائی دلانے کیلئے اپنے مال دیتے ہیں۔

قرض بتلا کر زکوۃ دینا

☆......اگر کسی آدمی کو قرض کہکر زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائیگی یعنی زبان سے تو قرض کہا لیکن دل میں زکوۃ دینے کی نیت کی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی چاہے مستحق آدمی اس کو قرض ہی سمجھ لے اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔(۱)

☆......اگر کوئی غریب آدمی آپ کے پاس قرض مانگنے آیا، اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ اتنا غریب ہے کہ وہ قرض کی رقم کبھی بھی ادا نہیں کر سکے گا، اسکے پاس کوئی ذرائع نہیں ہیں یا وہ قرض لیکر ادا کرتا ہی نہیں ہے لیکن وہ زکوۃ کا مستحق ہے تو اسکو قرض کے نام سے زکوۃ دیدے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی (یعنی زبان سے قرض کہے اور دل میں زکوۃ دینے کی نیت کرے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی)۔(۲)

☆......مستحق زکوۃ فقیر بہت غیرت مند ہے، اگر زکوۃ کہکر رقم دی جائے گی تو وہ نہیں لے گا، اور اگر قرض کہکر رقم دی جائے گی تو لے لے گا، تو اس صورت میں دل میں زکوۃ کی نیت کر کے زبان سے قرض کہکر دینا جائز ہوگا اور زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ اگر وہ بعد میں ادا کرنا چاہے تو کہدے کہ معاف کر دیا اور وہ رقم نہ لے تا کہ اسکو اطمینان اور سکون حاصل ہو جائے۔(۳)

قرض تھوڑا تھوڑا وصول ہو

☆......اگر قرض کی رقم تھوڑی تھوڑی وصول ہو تو جتنی رقم وصول ہوئی ہے اسکی زکوۃ ادا کردے اگر وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ

(۱،۲،۳) فی الدر المختار مع الرد: (نوی الزکاۃ إلا انه سماه قرضا جاز) فی الأصح لأن العبرة للقلب لا للسان .شامی ج:۶ ص:۷۳۳. مسائل شتی کتاب الخنثی (ط:ایچ ایم سعید) فی الفتاوی الهندیه : ومن أعطی مسکینا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوی الزکاة فإنه تجزیه وهو الأصح .ج:۱ ص:۱۷۱، کتاب الزکاة ،ط:سعید،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۲، کتاب الزکاة ط: سعید.

حساب کر کے ادا کر دے۔(۱)

قرض جو دیا گیا ہے اسکی زکوۃ

☆...... جو رقم قرض کے طور پر کسی کو دی ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے موجود روپے یا سونا چاندی یا مال تجارت کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو قرض دینے والے پر اسکی زکوۃ واجب ہے،(۲) البتہ زکوۃ ادا کرنا قرض وصول ہونے کے بعد لازم ہوگا، اگر قرض وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کر دیگا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ دوبارہ دینا لازم نہیں ہوگی۔(۳)

☆...... وہ قرض جسکے بدلے میں کوئی چیز رہن رکھی ہوئی ہے اور وہ قرض جسکے عوض میں کوئی چیز رہن رکھی ہوئی نہ ہو دونوں کا حکم برابر ہے، دونوں کی زکوۃ وصول ہونے کے بعد لازم ہوتی ہے باقی پہلے دیدے تو بھی ادا ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) واما بعد قبضه فتجب زكاته فيما مضى كالدين القوى. بدائع ج: ۲ ص: ۲۰۹، ط: سعيد. درمع الردج: ۲ ص: ۲٦٧، ط: سعيد.

(۲) قال فى البحر عندهما الديون كلها سواء تجب الزكاة قبل القبض و كلما قبض شيئا زكاه قل او كثر ولو كان له مائتا درهم دين فاستفاد فى خلال الحول مائة درهم فانه يضم المستفاد الى الدين فى حوله واذا تم الحول على الدين لايلزمه الاداء من المستفاد مالم يقبض اربعين درهما و عندهما يلزمه وان لم يقبض منه شيئا. البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۸ ط: سعيد. وفى البدائع: و ذكر الكرخى أن هذا إذا لم يكن له مال سوى الدين فاما إذا كان له مال سوى الدين فماقبض منه فهو بمنزلة المستفاد فيضم إلى ماعنده والله اعلم. ج: ۲ ص: ۱۱ كتاب الزكاة ط: سعيد.

(۳) يجوز تعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوز قبله، كذا فى الخلاصة ج: ۱ ص: ۱۷٦، كتاب الزكاة درمع الردج: ۲ ص: ۲۹۳، ط: سعيد، باب زكاة الغنم، ط: سعيد

(٤) فماوجب بدلا عما هومال التجارة فحكمه عند أبى حنيفة أن يكون نصابا قبل القبض تجب فيه الزكاة ولكن لايجب الأداء مالم يقبض منه أربعين درهما تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۹۹، الفصل الثانى عشرفى زكاة الديون. بدائع ج: ۲ ص: ۱۰ ط: سعيد البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۷، سعيد. وقوى وهومايجب بدلا عن سلع التجارة إذا قبض أربعين زكى لما مضى، كذا فى الزاهدى ج: ۱ ص: ۱۷۵، كتاب الزكاة، البدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۱۰، سعيد. رد المحتار ج: ۲ ص: ۳۰۵، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۷، سعيد.

قرض حسنہ کی زکوۃ

☆...... جو رقم کسی کو قرض حسنہ کے طور پر دی ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے روپے وغیرہ کے ساتھ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو رقم وصول ہونے کے بعد اسکی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا (۱) اگر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کرنا چاہے تو ادا کر سکتا ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

☆...... اگر قرض حسنہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور تین سال کے بعد رقم وصول ہوئی ہے اور تین سال تک زکوۃ ادا نہیں کی تو تین سال کی زکوۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

قرض دی ہوئی رقم میں زکوۃ کی نیت کرنا

☆...... اگر کوئی غریب آدمی قرض لی ہوئی رقم واپس نہیں کر پا رہا ہے، اور واپسی کی امید بھی نہیں ہے، اب اگر قرض دینے والا آدمی قرض دی ہوئی رقم کو زکوۃ کی نیت کر کے چھوڑ دے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۴) کیونکہ قرض کی رقم دیتے وقت زکوۃ ادا کرنے کی نیت نہیں تھی اور قرض کی رقم کو زکوۃ کی نیت سے پہلے سے الگ بھی نہیں کی گئی، حالانکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے ان دونوں شرطوں سے کسی ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (۵)

(۱) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۴۔ (۲) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۳

(۳) واما بعد قبضه فتجب زكاته فيما مضى كالدين القوى. البحر ج:۲ ص:۲۰۹، ط: سعيد.

(٤) اذا وهب الدين من المديون بعد الحول ينوى به الزكوة إن كان المديون غنيا لايجوز و يضمن الواهب قدرالزكوة استحسانا، وإن كان المديون فقيرا فوهب الدين ينوى به زكوة مال عين عند الواهب لايسقط عنه ذلك المال، وكذا لونوى دين آخرعلى غيره. خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲٤٤، جنس آخرفى هبة الدين، كتاب الزكوة.

(٥) وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء أولعزل ماوجب، هكذا فى الكنزج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۰، ط:سعيد. تتاخانية ج:۲ ص:۲۹۹.

☆......اگر قرض کی رقم وصول کرنے کے بعد زکوۃ کی نیت سے دیدے تو زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۱)

قرض قسطوں میں وصول ہو

اگر قرض کی رقم قسطوں میں وصول ہو، تو جس قدر وصول ہوجائے اسکی زکوۃ ادا کرتا رہے(۲) اور اگر ایک دفعہ کل قرض کی رقم کی زکوۃ دے دے خواہ پوری رقم وصول ہونے سے پہلے دیدے یا بعد میں، تو یہ بھی درست ہے۔(۳)

قرض کو زکوۃ میں وضع کرنا

اگر کوئی شخص قرض لیکر ادا نہیں کررہا ہے، اور قرض دینے والے نے اسکو زکوۃ میں حساب کرلیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، یا قرض کو زکوۃ کا حساب کر کے معاف کردیا تو بھی زکوۃ ادا نہیں ہوگی،(۴) کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے رقم دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت ہونا یا زکوۃ دینے کی نیت سے پہلے رقم کو الگ کرنا ضروری ہے، اور قرض دیتے وقت نہ زکوۃ دینے کی نیت ہوتی ہے نہ زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کیا جاتا ہے، اس لئے قرض کو زکوۃ میں وضع کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۵)

(۱) ایضا

(۲) أما على قولهما فالديون كلها سواء وهى نصاب كله تجب فيه الزكاة قبل القبض إذا حال الحول لكن لايجب الاداء قبل القبض وإذا قبض شيئا منه يجب الاداء بقدرماقبض قليلا كان أوكثيرا الخ ج:۲ ص:۳۰۰. التاتارخانية، كتاب الزكاة. زكاة الدين. شامى ج:۲ ص:۳۰۵. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷. ط:ايج ايم سعيد. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۰، سعيد.

(۳) أيضا، فتاوى دارالعلوم ديوبند ج:٦ ص:۷۸، دارالاشاعت.

(٤) وفى ردالمحتار: واعلم ان اداء الدين والعين يجوزواداء الدين عن العين وعن دين اداء الدين عن العين وعن الدين سيقبض لايجوزوفى الشاميه وفى صورتين لايجوز: الاولى اداء الدين عن العين كجعله مافى ذمة مديونه زكاة لماله الحاضر ....الثانية اداء دين عن دين سيقبض كما تقدم الخ. درمع الشامى ج:۲ ص:۲۷۰، ۲۷۱، كتاب الزكاة. البحر ج:۲ ص:۲۱۱. خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲٤٤.

(٥) وشرط ادائها نية مقارنة للأداء أولعزل ماوجب (البحرائق ج:۲ ص:۲۱۰. هدايه ج:۱=

البتہ قرض کی رقم کو زکوہ میں شمار کرنے کی صورت یہ ہے کہ قرض دینے والا آدمی اپنی زکوۃ کی رقم مقروض کو دیدے پھر قرض کی وصولی کی بابت واپس لے لے تو قرض بھی وصول ہو جائے گا اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔(۱)

اگر مقروض کو زکوۃ کی رقم دینے کے بعد وہ قرض میں واپس نہ کرے تو زبرستی واپس لینا جائز ہوگا، اور اگر واپس نہ کرنے کا خطرہ ہو تو مقروض سے کہا جائے کہ کسی کو اپنی طرف سے زکوۃ کی رقم وصول کر کے اس سے قرض ادا کرنے کا وکیل بنائے، اور وکیل زکوۃ کی رقم وصول کر کے مقروض کا قرض ادا کردے۔(۲)

قرض کی زکوۃ کس پر

جو رقم کسی کو قرض کے طور پر دی گئی اسکی زکوۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہے قرض لینے والے کے ذمہ نہیں لہذا رقم وصول ہونے کے بعد قرض دینے والا زکوۃ ادا کرے، (۳) اگر قرض وصول ہونے میں ایک سال سے زیادہ لگ گیا تو گذشتہ

= ص:۱۸۸. كتاب الزكاة ط:مكتبة شركة علمية . الفتاوى التاتارخانية ج:۲ص:۲٦٥، كتاب الزكاة ،اداء الزكاة والنية فيه ،الهنديه ج:۱ص:۱۷۰،كتاب الزكاة ط:رشيديه كوئثه)

(۱) في الأشباه والنظائر: من له على فقيردين وأراد جعله عن زكوة العين فالحيلة أن يتصدق عليه ثم يأخذ ه منه عن دينه ،وهو أفضل من غيره .ص:۳۹۷، الفصل الثالث في الزكوة ،كتاب الحيل.شامي ،كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۷۱، ط:ايچ ايم سعيد. كفايت المفتي ج:٤ ص:۳۰۰ ،كتاب الزكاة والصدقات ط:دارالاشاعت. والبحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱، والحيلة في الجواز أن يتصدق عليه بخمسة دراهم عين ينوى عن زكوة المأتين ثم يأخذها قضاء عن دينه فيجوز ويحل له ذلك .بدائع الصنائع ج:۲ص:٤۳، كتاب الزكاة فصل :وأما الذى يرجع الى المؤدى .شامي ج:۲ص:۲٦۹.

(۲) وفي الأشباه والنظائر: ولو امتنع المديون من دفعه له مديده ويأخذه منه ،لكونه ظفر بجنس حقه ؛ فإن مانعه دفعه إلى القاضي فيكلفه قضاء الدين أويوكل المديون خادم الدائن بقبض الزكاة ثم بقضاء دينه فبقبض الوكيل صارملكا للموكل .ص:۳۹۷، ۳۹۸، الفن الخامس ،الحيل الفصل الثالث في الزكاة ، ردالمحتارج:۲ص:۲۷۱، كتاب الزكاة ط: سعيد.

(۳) كفايت المفتي ج:٤ ص:۲٦٦، كتاب الزكاة والصدقات .ط:دارالاشاعت.

سالوں کی زکوۃ بھی حساب کر کے دیدے۔(۱)

قرض کے نام سے زکوۃ دینا

مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ کی رقم قرض کہہ کر دینا جائز ہے،(۲) بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو یا اس رقم کو پہلے سے زکوۃ کی نیت سے الگ کیا گیا ہو، اور دل میں وہ رقم واپس لینے کی نیت اور ارادہ نہ ہو۔(۳)

اگر ایسی صورت میں مستحق آدمی اتنی رقم بعد میں واپس کرے تو واپس لینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ زکوۃ ادا ہوگئی تھی، ایسی حالت میں یہ کہے کہ میں نے قرض معاف کر دیا، وہ رقم ہدیہ اور گفٹ کے نام سے اسی آدمی کو دوبارہ دے دے۔

قرض لیکر تجارت کی

اگر کسی کے پاس ذاتی سرمایہ، سونا چاندی وغیرہ نہیں ہے اس نے کسی سے قرض لیکر کاروبار شروع کیا تو اس پر اس وقت تک زکوۃ واجب نہیں ہوگی جب تک کہ قرض کی رقم کو منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر رقم نہ ہو اور سال نہ گذرے، ہاں اگر نصاب کے برابر رقم ہونے کے بعد ایک سال گذر گیا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) وفي الردالمحتار(ولو كان الدين على مقرمليء ....فوصل الى ملكه لزم زكاة مامضى) ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۶، كتاب الزكاة . البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۶. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۹، ط:سعيد. تاتارخانيه ج:۲ ص:۲۹۹،الفصل الثالث عشر.

(۲) ومن اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أوقرضا ونوى الزكوة فإنه تجزئي وهوالأصح .هنديه ج:۱ص:۱۷۱، كتاب الزكاة ،ط:رشيديه . البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲، كتاب الزكاة ط:سعيد.فتاوى تاتارخانيه ج:۲ص:۲۶۴، الفصل السابع .ادارة القرآن .

(٤) (ومنها فراغ المال عن الدين) قال أصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع ....أولله تعالى كدين الزكاة .ج:۱ص:۱۷۲، كتاب الزكاة . وفي الجوهرالنيرة :قوله وان كان ماله اكثرمن الدين زكى الفاضل اذا بلغ نصابا ،كتاب الزكاة ج:۱ص:۱۴۸، ط:ميرمحمد كتب خانه.بدائع الصنائع ج:۲ص:۶ ،فصل في شرائط الفرضية ط:سعيد. البحرج:۲ص: ۲۰۲. شامي :۲ص: ۲۶۰. (فلازكاة على مكاتب =

قرض لیکر کاروبار کیا

اگر کسی نے قرض لیکر کاروبار کیا یا دکان کھولی، تو سال پورا ہونے کے بعد جتنی مالیت کا سامان قابل فروخت موجود ہے اسکی قیمت میں سے قرض کی رقم منہا کر کے باقی ماندہ رقم میں نقدی وغیرہ جمع کر کے مجموعی رقم میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر یہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

قرض مانگا زکوۃ دیدی

اگر کسی مستحق زکوۃ غریب آدمی نے قرض مانگا، اور معلوم ہے کہ وہ زکوۃ کا مستحق ہے تو قرض دینے والے نے قرض کے نام سے زکوۃ کا روپیہ دیدیا، اور دل میں زکوۃ کی نیت کرلی تو زکوۃ ادا ہوگئی، البتہ بعد میں اگر یہ آدمی رقم واپس کرے تو وہ رقم واپس لینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

قرض معاف کرنے پر زکوۃ کا حکم

☆......اگر قرض لینے والا غریب ہے، اور قرض دینے والے نے ایک سال پورا

=.........) (ومديون للعبد بقدر دينه) فيزكى الزائد ،ان بلغ نصابا. رد المحتار ج:٢ ص: ٢٦٣، كتاب الزكاة ،ط:سعيد. فتاوى دار العلوم ديوبند ج:٦ص:١٠٥. أما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم فتجب فيها الزكاة ، بدائع :٢ص: ٢٠، فصل فى اموال التجارة .

(١) أما شرائط وجوبها......ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع . عالمگيرى كتاب الزكاة ج:١ص:١٧٣،ط:رشيديه. بدائع ج:٢ص:٦، فصل فى شرائط الفرضية . وأيضا ومديون للعبد بقدر دينه فيزكى الزائد ان بلغ نصابا. الدرمع الرد كتاب الزكاة ج:٢ص:٢٦٣. ط:سعيد. بدائع الصنائع ج:٢ ص: ٢٠. ط:سعيد. الجوهرة النيرة ج:١ ص: ١٤٨، كتاب الزكاة .ط:مير محمد كتب خانه .

(٢) ومن أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أوقرضا ونوى الزكوة فانهاتجزيه وهو الاصح ، هكذا فى البحر الرائق. عالمگيرى ج:١ص:١٧١، كتاب الزكاة . ط:رشيديه . البحر=

ہونے کے بعد اپنا قرض مقروض کو معاف کر دیا ہے، تو گذشتہ ایک سال کی زکوۃ بھی معاف ہو جائے گی۔(۱)

☆......اور اگر قرض لینے والا غریب نہیں تھا بلکہ مالدار تھا اور قرض دینے والے نے ایک سال گذرنے کے بعد اپنا قرض معاف کر دیا تو زکوۃ معاف نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ دینا لازم ہوگا کیونکہ مالدار آدمی کو معاف کرنا گویا کہ اپنے مال کو خود ہلاک کر دینا ہے، سال گذرنے کے بعد مال کو خود ہلاک کر دینے کی صورت میں زکوۃ ساقط نہیں ہوتی، اور غریب کو معاف کر دینا اپنے مال کو خود ہلاک کرنا نہیں کیونکہ اس سے ملنے کی امید نہیں اس لئے دونوں کے حکم میں فرق ہے۔(۲)

قرض معاف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی

کسی غریب آدمی کا قرض زکوۃ کی نیت سے معاف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۳) البتہ قرض کی رقم کو زکوۃ میں وضع کرنا چاہے تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ قرض دینے والا قرض کے برابر رقم زکوۃ کی نیت سے اس غریب آدمی کو دیدے پھر اس کے بعد قرض کی مد میں واپس لے لے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا، دونوں کے مسائل حل ہو جائیں گے۔(۴)

= ج:۲ص:۲۱۲، ط:سعید. تاتارخانية ج:۲ص:۲٦٤، الفصل السابع. ادارة القرآن.

(۱) ولو كان له دين على فقير فابرأه عنه سقط عنه زكاته نوى به عن الزكوة أولا لأنه كالهلاك، عالمگیری، كتاب الزكاة ج:۱ص:۱۷۱. ط:رشيديه. قال في البحر: وفي المحيط يكون المديون معسرا اما لو كان موسرا فهو استهلاك وهو تقييد حسن. البحر ج:۲ص:۲۰۹، ۲۱۱.

(۲) ولو كان من عليه الدين غنيا فوهبه منه بعد الحول ففي رواية الجامع يضمن قدر الزكوة وهو الاصح. عالمگیری، كتاب الزكوة ج:۱ص:۱۷۱، ط:رشيديه. قال في البحر: لو كان غنيا فوهبه بعد الحول ففيه روايتان اصحهما الضمان. البحر ج:۲ص:۲۱۲، ط:سعيد.

(۳) وان كان المديون فقيرا فوهب الدين ينوى به زكاة مال عين الواهب لاتسقط عنه زكاة ذلك المال. فتاوى بزازيه على هامش الهنديه. فصل في هبة الدين من المديون بنية الزكاة. ج:۱ص:۲٦۳. ط: ماجديه كوئٹه.

(٤) (وحيلة الجواز) فيما إذا كان له دين على معسر واراد أن يجعله زكاة عن عين عنده =

قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو

☆......قرض میں دی گئی رقم کی زکوۃ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا واجب ہے، لہذا جو رقم وصول ہونے کی امید نہیں اسکی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں۔ ہاں جب وصول ہو جائے گی تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ بھی حساب کر کے دیدے۔(۱)

☆......جس قرض کی وصولیابی کی امید نہیں تھی اور وہ وصول ہو گیا، تو پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دیدے۔ اگر یکمشت ادا کر سکتا ہے بہتر ورنہ قسط کر کے ادا کر دے۔(۲)

☆......قرض دینے والے کو اپنا قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو، یا وصول ہونے میں تردد ہے، ٹال مٹول کر رہا ہے تو ایسے قرض کی زکوۃ وصول ہونے سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہے، اور جتنا وصول ہوتا رہے گا اتنے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے اور گذشتہ سالوں کی زکوۃ اس پر واجب نہیں۔(۳)

(امداد الفتاوی ج:۲ص:۳۳ کتاب الزکاۃ والصدقات مکتبہ دار العلوم کراچی)

= ....(قوله أن يعطى مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه. ردالمحتار على الدرالمختار كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۷۱، ط:سعيد. بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل وأما الذى يرجع الى المؤدى ج:۲ص:۴۳.

(۱) وقوى وهومايجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض أربعين زكى لما مضى كذا فى الزاهدى. عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۵. ط:رشيديه. بدائع ج:۲ص:۱۰، البحرج:۲ص:۲۰۷.

(۲) ويشترط أن يتمكن من الاستمناء بكون المال فى يده أويدنائبه فان لم يتمكن من الاستمناء فلازكاة عليه وذلك مثل مال الضمار، كذا فى التبيين وهوكل مابقى أصله فى ملكه ولكن زال عن يده زوالا لايرجى عوده فى الغالب كذا فى المحيط ومن مال الضمارالدين المجحود........وان كان الدين على مفلس فلسه القاضى فوصل اليه بعد سنين كان عليه زكاة مامضى فى قول ابى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله تعالى، هنديه. كتاب الزكاة الباب الاول الخ ج:۱ص:۱۷۴، ۱۷۵، ط:المكتبة الحقانية. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،ط:سعيد، بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰.

(۳) ومنها الملك المطلق فلاتجب الزكاة فى مال الضماروكذا دين المجحود، بدائع =

قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے طلبہ کو زکوۃ دینا

جو طلبہ مدرسہ کے قوانین کی پابندی نہیں کرتے، اور باقاعدہ حاضر بھی نہیں رہتے لیکن مدرسہ والوں نے ان کو مدرسہ سے خارج نہیں کیا، اور وہ غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔ (۱)

قیدیوں کو زکوۃ دینا

☆...... اگر قیدی مسلمان ہیں، غریب محتاج ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۲)

☆...... اگر زکوۃ کی رقم سے مستحق قیدیوں کو کھانا کھلانا چاہے تو زکوۃ سے تیار کیا گیا کھانا قیدیوں کو دے کر مالک بنادیں پھر وہ کھائیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر کھانا ان کے ہاتھ میں دے کر مالک نہیں بنایا بلکہ بیٹھا کر کھانا کھلایا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۳)

= ج: ۲ ص: ۹، فصل اما شرائط التی ترجع الی المال، وفی البحر: فلو صار فی یده بعد ذلك فلابد له من حول جدید لعدم الشرط وهو النمو، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۷، ط: سعید.

(۱) وبهذا التعلیل یقوی مانسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز له أخذ الزکاة ولو غنیا اذا فرغ نفسه لأفادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی مالابد منه. الدر مع الرد ج: ۲ ص: ۳٤۰، ط: سعید. قال المحقق والاوجه تقییده بالفقیر فیکون طلب العلم مرخصا لجواز سؤاله من الزکاة وغیرها وان کان قادرا علی الکسب اذ بدونه لایحل له السؤال. ج: ۲ ص: ۳٤۰، ط: سعید. "فی سبیل الله" قیل الحاج وقیل طلبة العلم قال المحقق فالتفسیر بطالب العلم وجیه خصوصا. ردالمحتار ج: ۲ ص: ۳٤۳، ط: سعید. باب المصرف.

(۲) قال فی البحر قوله: هو الفقیر والمسکین یجوز دفع الزکاة الی من یملك مادون النصاب اوقدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة. البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲٤۰، باب المصرف ط: سعید. هندیه ج: ۱ ص: ۱۸۷، الباب السابع فی المصارف ط: رشیدیه. در مع رد المحتار ج: ۲ ص: ۳۳۹، باب المصرف ط: سعید.

(۳) فلو اطعم یتیما ناویا الزکاة لایجزیه الااذا دفع الیه المطعوم لأنه بالدفع الیه بنیة الزکاة یملکه فیصیر آکلا من ملکه بخلاف ما اذا أطعمه معه ولایخفی أنه یشترط کونه فقیرا. =

☆......قیدیوں کونفلی صدقات سے کھانا کھلانا جائز ہے ،اس میں غریب اور مالدار کا امتیاز کرنا لازم نہیں ۔(۱)

قیدیوں کی رہائی کے لئے زکوۃ دینا

☆......اگر مسلمان قیدی غریب ہے ،رہائی حاصل کرنے کیلئے پیسے نہیں ہیں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے مسلمان قیدیوں کوزکوۃ دیدیں تا کہ وہ اس پیسے سے رہائی حاصل کرسکیں (۲) جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وفی الرقاب .توبہ آیت : ٦٠

☆......اگر مسلمان قیدی ایسے قید خانہ میں قید ہے کہ وہاں قیدی سے ڈائریکٹ رابطہ کرنا مشکل ہے،اور باہر کے لوگ اس کو پیسہ دیکر چھڑا سکتے ہیں تو ایسی صورت میں زکوۃ دینے کی صورت میں تملیک کرا کردیں تا کہ زکوۃ بھی ادا ہو جائے ،اور قیدی بھی رہائی حاصل کرے۔(۳)

= رد المحتار علی الدرالمختار ج:۲ ص:۲۵۷، کتاب الزکاۃ ،الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۵، ط:ادارۃ القرآن ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱، کتاب الزکاۃ ط:سعید.

(۱) قال فی البدائع :واما صدقة التطوع فیجوزصرفها الی الغنی لانها تجری مجری الهبة بدائع ج:۲ ص:۴۷، فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه .ط:سعید،تاتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۴، من توضع الزکاۃ فیه .ادارۃ القرآن .البحرج:۲ ص:۳۴۲،باب المصرف .

(۲) قال فی البحر:قوله المکاتب ای یعان المکاتب فی فك رقبته وهوالمراد بقوله تعالی و فی الرقاب وهومنقول عن الحسن البصری وغیره .....فمال الرقاب یملکه السادۃ و المکاتبون لایحصل فی ایدیهم شیئ ......وانما جازدفع الزکاۃ الی المکاتب لان الدفع الیه تملیك .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۱، باب المصرف ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ص:۲۶۹، من توضع الزکاۃ فیه.ادارۃ القرآن .ردالمحتارج:۲ص:۳۴۱ المصرف، ط:سعید.

(۳) قال فی الدر:ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیرثم یأمره بفعل هذه الاشیاء .درمع الرد ج:۲ص:۳۴۵، باب المصرف ط:سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف ط: سعید. تاتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، ط:ادارۃ القرآن .

☆......اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ بقرہ کی آیت: ۱۷۷ میں یہ بھی حکم دیا کہ جولوگ اللہ پر، قیامت کے دن آنے پر، فرشتوں پر، اور تمام آسمانی کتابوں پراور تمام انبیاء کرام پرایمان لائیں وہ مال کومحبوب ہونے کے باوجود رشتہ داروں کواور یتیموں کو اور محتاجوں کواور مسافروں کواور سوال کرنے والوں کو، اور گردنیں چھڑانے میں دیں۔ ایسے مسلمان قیدیوں کوبھی رہائی کرانے کے لئے پیسے دیں جوکافروں کے ہاتھ میں گرفتار ہیں، یاقیدیوں کے فدیہ دینے میں اپنامال خرچ کریں، اوراس میں حکم عام ہےصرف زکوہ پراکتفانہ کریں بلکہ غیرزکوۃ سےبھی دیں۔(۱)

قیمت

☆......''قیمت فروخت'' سے مرادوہ قیمت ہےجس قیمت پردکاندار کسٹمرکو مال فروخت کرتے ہیں،اوراس میں قیمت خرید پرنفع بھی شامل ہوتا ہے۔

☆......''قیمت خرید'' سے مرادوہ قیمت ہےجس قیمت پردکاندار مال خریدتے ہیں

☆......زکوۃ میں قیمت فروخت کااعتبار ہے قیمت خریدکااعتبارنہیں ہے۔(۲)

☆......اور قیمت فروخت میں اس بازار کی قیمت معتبر ہےجس بازارمیں وہ

(۱) قال فی البحر:قوله والمكاتب ای يعان المكاتب فی فك رقبته وهوالمراد بقوله تعالی وفی الرقاب فمال الرقاب يملكه السادة والمكاتبون لايحصل فی ايديهم شيئ والغارمون يصرف نصيبهم لارباب الديون وكذلك فی سبيل الله تعالی وابن السبيل مندرج فی سبيل الله ...... البحر ج:۲ص:۲۴۱،تاتارخانية ج:۲ص:۲۶۹.شامی ج:۲ص:۳۴۱،باب المصرف. ﴿ولكن البرمن امن بالله واليوم الاخروالملئكة و الكتب والنبيين . واتی المال علی حبه ذوی القربی واليتمی والمسكين وابن السبيل . و السائلين و فی الرقاب الاية﴾ .سورة البقرة آيت :۱۷۷.

(۲) وذكرمحمد فی الرقيات انه يقوم فی البلد الذی حال الحول علی المتاع بمايتعارفه اهل ذلك البلد نقدا فيما بينهم يعنی غالب نقد ذلك البلد .تاتارخانية ج:۲ص:۲۳۸، زكاة عروض التجارة .ادارة القرآن .يقوم التاجرالعروض أوالبضاع التجارية فی كل عام بحسب سعرها فی وقت إخراج الزكاة لابحسب سعرشرائها .الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ ص: ۷۹۲، ط:دارالفكر.

مال موجود ہے۔(۱)

قیمت بڑھ کر نصاب کو پہنچ گئی

☆......اگر کسی شخص کے پاس صرف کوئی تجارتی مال ہے (سونا، چاندی، نقد رقم وغیرہ کچھ نہیں) مگر اسکی قیمت نصاب سے کم ہے، پھر چند روز کے بعد مہنگائی کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی اور تجارتی مال کی قیمت نصاب کے برابر ہوگئی، تو جس وقت سے قیمت بڑھ کر نصاب کے برابر ہوگئی اسی وقت سے اس کے سال کی ابتداء سمجھی جائے گی۔(۲)

☆......ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوتا ہے، اس کو اصل کے ساتھ ملا لیا جائے گا اور سال کے آخیر میں جب اصل رقم کی زکوۃ ادا کی جائے گی نفع کی زکوۃ بھی ادا کرنا لازم ہوگا اگرچہ نفع کی رقم پر سال پورا نہ بھی گذرا ہو۔(۳)

قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دی

☆......زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں، لہذا اگر کسی

---

(۱) يقوم في البلد الذي المال فيه ولوفي مفازة ففي أقرب الأمصاراليه .الدرمع الرد،باب زكاة الغنم ج:۲ص:۲۸٦، ط:سعيد.وهكذا في الهنديه :ويقومها المالك في البلد الذي فيه المال حتى لوبعث عبدا للتجارة الى بلد آخرفحال الحول تعتبرقيمته في ذلك البلد و لوكان في مفازة تعتبرقيمته في أقرب الامصارالى ذلك الموضع .هنديه ج:۱ص:۱۸۰، الفصل الثانى فى العروض ط:رشيديه ،كويٹه .تاتارخانية ج:۲ص:۲۳۸، زكاة عروض التجارة ،ادارة القرآن .الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۷۹۲، دارالفكر.

(۲) قال في البحر:يجب ربع العشرفي عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما .البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۸ .باب زكاة المال ط:سعيد شامي ج:۲ص:۲۹۸ .قال في البدائع : و منها الحول في بعض الاموال ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجودفي اول الحول يشترط له الحول لقوله عليه السلام لازكاة في مال حتى يحول عليه الحول .بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳ .فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال .ط:سعيد.

(۳) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وذكاه...... ثم انما يضم المستفاد عندنا الى اصل المال اذا كان الاصل نصابا .فتاوى عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۵ . ط: رشيديه .بدائع ج:۲ص:۱۳، الشرائط التي ترجع إلى المال ، البحرج:۲ ص:۲۲۲ . فصل في الغنم .

نے قیمت خرید کے حساب سے زکوۃ دی تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) قیمت خرید، قیمت فروخت کے موافق ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

(ب) اگر قیمت خرید قیمت فروخت سے زیادہ ہے تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

(ج) اگر قیمت فروخت قیمت خرید سے زیادہ ہے، عام طور پر قیمت فروخت زیادہ ہوتی ہے تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے کی صورت میں پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ قیمت فروخت کے اعتبار سے جتنی رقم کی زکوۃ نہیں دی گئی اتنی رقم کی زکوۃ مزید ادا کردے تو پوری زکوۃ ادا ہو جائے گی ورنہ پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے ہمیشہ قیمت فروخت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆......مثلاً کسی تاجر نے ایک ہزار کے حساب سے مال خریدا اور وہ مال بازار میں دو ہزار کے حساب سے فروخت کرے گا تو زکوۃ دو ہزار قیمت کے حساب سے نکالنا ضروری ہوگا، ایک ہزار کے حساب سے دینا کافی نہیں ہوگا۔(۳)

قیمت فروخت پر زکوۃ ہے

زکوۃ قیمت خرید پر واجب نہیں بلکہ قیمت فروخت پر واجب ہے لہذا سال

---

(۱) وفی شرح الطحاوی ولوازدادت قیمتها قبل الحول تعتبرقیمتها وقت الوجوب بالاجماع تاتارخانیة ج:۲ص:۲۴۲، زکاة عروض التجارة .ادارة القرآن .

(۲) قال فی البدائع :وانما له ولایة النقل الی القیمة یوم الاداء فیعتبرقیمتها یوم الاداء .بدائع ج:۲ص:۲۲.فصل فی صفة الواجب فی اموال التجارة ط:سعید. ردالمحتارج:۲ص: ۲۸۶، ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۸۰، الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه .

(۳) فی التاتارخانیة :فان لم یؤد حتی تغیرسعرالحنطة الی زیادة وصارت تساوی اربع مائة فان ادی من عین الحنطة ادی ربع العشرخمسة اقفزة بالاتفاق وان أدی من القیمة عندهما یودی عشرة دراهم قیمتها یوم الاداء .تتارخانیة ج:۲ص:۲۴۲، زکاة عروض التجارة .

پورا ہونے کے بعد مارکیٹ میں جو قیمت فروخت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، مثلاً ایک آدمی نے تجارت کے لئے مال خریدا اور قیمت خرید ایک لاکھ ہے اور اس مال کو ایک لاکھ دس ہزار میں فروخت کیا، تو ایک لاکھ دس ہزار سے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۱)

قیمت فروخت کا اعتبار ہے

سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ دیتے وقت مال تجارت کی جو قیمت بازار میں ہے اسی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کی جائے گی، اسی قیمت کو قیمت فروخت کہتے ہیں، اور زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں۔(۲)

مثلاً کوئی چیز ایک لاکھ میں خریدی اور ڈیڑھ لاکھ میں فروخت کی تو زکوۃ ڈیڑھ لاکھ پر آئے گی ایک لاکھ پر نہیں، اسی طرح اگر ایک لاکھ کی چیز پچاس ہزار کی ہوگئی تو زکوۃ پچاس ہزار پر آئے گی ایک لاکھ پر نہیں۔

اسی طرح کوئی چیز ایک لاکھ میں خریدی اور وہ ابھی تک فروخت نہیں ہوئی اور سال مکمل ہونے پر اسکی قیمت دو لاکھ ہوگئی تو زکوۃ دو لاکھ پر ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

اور اگر سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت پچاس ہزار ہوگئی تو زکوۃ پچاس ہزار پر ادا کرنا لازم ہوگا ایک لاکھ پر نہیں کیونکہ زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں۔(۴)

---

(۱) قال فی الدر: وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الاداء . قال المحقق وفی المحیط و یعتبر یوم الأداء بالاجماع وهو الاصح فهو تصحیح للقول الثانی الموافق لقولهما وعلیه فاعتبار یوم الاداء یکون متفقا علیه عنده وعندهما .ردالمحتار: ج۲ ص: ۲۸٦، باب زکاة الغنم ط: سعید. هندیه ج: ۱ ص: ۱۸۰، الفصل الثانی فی العروض ط: رشیدیه .

(۲) ایضا

(۳) فان لم یود حتی تغیر سعر الحنطة الی زیادة وصارت تساوی اربع مائة ان ادی من القیمة عندهما یودی عشرة دراهم قیمتها یوم الاداء .تاتارخانیة ج: ۲ ص: ۲٤۲،

☆...... دوسرے الفاظ میں جو قیمت بازار کے موافق ہے اسکے اعتبار سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کریں۔(۱)

(ک)

کارخانہ

☆......اگر کارخانہ ایسا ہے کہ اس میں تجارت اور خرید وفروخت کا کام نہیں ہوتا، صرف اجرت لیکرلوگوں کا کام کیا جاتا ہے، مثلاً گارمینٹس کا کارخانہ ہے لوگوں سے آرڈر لیکر مال تیار کر دیتا ہے یا لوگوں کا آٹا پیس کر دیتا ہے، یا آرڈر لیکر جوتا یا بیگ وغیرہ بنا دیتا ہے، تو ان صورتوں میں صرف آمدنی ہی پر زکوۃ واجب ہوگی کارخانہ یا اسکے اوزار اور مشینوں کی قیمتوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر کارخانہ ایسا ہے کہ اس میں تجارت بھی کی جاتی ہے، چیزیں خرید کر تیار کی جاتی ہیں اور فروخت کی جاتی ہیں، اس صورت میں اخراجات نکالنے کے بعد سال بھر کی آمدنی کے علاوہ خام اور تیار شدہ مال پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، (۳) البتہ کارخانہ کی عمارت فرنیچر، اوزار اور مشینوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

---

(۱) (٤) فان تغير سعر الحنطة الى نقصان وصارت تساوى مائة ان ادى من القيمة عندهما يودى درهمين ونصفا قيمتها يوم الاداء. تاتارخانية ج:۲ ص:۲٤۲ ،زكاة عروض التجارة. ادارة القرآن.

(۲) زكاة العمارات والمصانع ونحوها لاتجب الزكاةفى عينها وانما فى ريعها وغلتها او ارباحها. الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ ص:۸٦٤، المبحث الخامس ط:دارالفكربيروت. قال فى الدر:وكذلك آلات المحترفين ......وان حال الحول اى لم ينوبها التجارة بل امسكه لحرفته .ردالمحتارج:۲ ص:۲٦٥، كتاب الزكاة ط:سعيد. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰٦، ط:سعيد. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳، فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ط: سعيد.

(۳) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب ،الفصل الثانى فى العروض ،عالمگيرى. كتاب الزكاة ج:۱ ص:۱۷۹، ط:رشيديه .

☆...... کارخانوں کے حصص پر بھی زکوۃ واجب ہے، جب کہ ان کے حصص کی مقدار نصاب کی مقدار کے برابر ہو،(۲) یا دوسری قابل زکوۃ چیزوں کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہو۔

☆...... اگر کسی نے کوئی کارخانہ اس لئے خریدا ہے کہ اس کو قیمت بڑھنے پر فروخت کر دیگا تو وہ مال تجارت میں داخل ہو جائے گا اور کارخانہ اور اسکے اندر موجود تمام اوزار اور مشینوں کی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆...... ملوں کا بھی یہی حکم ہے۔

☆...... اگر کسی وجہ سے کارخانہ بند ہو گیا، یا بند کر دیا تو کارخانہ اور مشنریوں کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں فروخت کرنے کی صورت میں قیمت کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

کارخانہ کی مشین

☆...... کارخانہ کے مشینوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے(۵) البتہ کارخانہ کی آمدنی اور مصنوعات پر زکوۃ واجب ہے، اور سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۶)

☆...... کارخانوں میں جو مشینیں وغیرہ فٹ ہیں وہ مال تجارت نہیں اس لئے

---

(۱) ومنها فراغ المال فليس في دورالسكنى....زكاة.... كذلك آلات المحترفين. عالمگيري، كتاب الزكاة، ج:۱ ص:۱۷۲، ط:رشيديه .البحرج:۲ ص:۲۰۶ .شامي ج:۲ص:۲۶۵، ۲۶۶ . بدائع ج:۲ ص:۱۳، ط:سعيد.

(۲) صفحه گذشته كاحواله نمبر:۳

(۳) والأصل ماعد الحجرين والسوائم إنما يزكى بنية التجارة .الدرالمختارشامي، كتاب الزكاة ، ج:۲ ص:۲۷۳، ط:سعيد ،كراچي .

(٤) انظرالرقم : ۱

(٥) ومنها كون النصاب ناميا ،ج:۱ ص:۱۷٤ . ط:ماجديه كوئته .

(٦) صفحه گذشته كاحواله نمبر:۳

ان پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوۃ واجب ہے، اسیطرح جو خام مال کارخانوں میں سامان تیار کرنے کے لئے رکھا ہے اسپر بھی زکوۃ واجب ہے خام مال اور تیار شدہ مال سب کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۲)

کاشت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پھلوں سبزیوں، ترکاریوں اور مویشیوں کے چارے میں بھی جس کو کاشت کیا جاتا ہو عشر واجب ہے(۳)، زرعی پیداوار میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی، صرف عشر واجب ہے۔(۴)

کافر کو غلطی سے زکوۃ دیدی

اگر کسی نے کسی کو غریب اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، پھر معلوم ہوا کہ وہ غیر ذمی کافر ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، زکوۃ پھر دوبارہ ادا کرے۔(۵)

نوٹ: اور غیر ذمی کافر وہ ہے جو دارالاسلام کے شہری حقوق نہ رکھتا ہو۔

---

(۱) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر: ۳

(۲) أیضا

(۳) ویجب العشر عند ابی حنیفة رحمه الله تعالی فی کل ماتخرجه الارض ....من الحبوب والبقول ....والباذنجان، ج: ۱ ص: ۱۸۶، باب العشر، فتاوی عالمگیری. وهکذا فی الخانیة علی هامش الهندیه ج: ۱ ص: ۲۷۶، فصل فی العشر. لو استمنی بقوائم الخلاف والحشیش والقصب ....وکان یقطعه ویبیعه یجب فیه العشر کذا فی محیط السرخسی، هندیه ج: ۱ ص: ۱۸۶ الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ط: رشیدیه کوئته.

(٤) وإذا ثبت أنه لاسبیل إلی اجتماع العشر والزکاة ....فایجاب العشر....اولی، بدائع، فصل: اما زکاة الزرع والثمار، ج: ۲ ص: ۵۳، ط: سعید.

(۵) دفع بتحر لمن یظن مصرفا (فبان انه .....حربی ولو مستامنا أعادها، شامی ج: ۲ ص: ۳۵۲، کتاب الزکاة باب المصرف.

کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینا

غیر مسلم کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ مسلمان فقیر وغریب کو دینا ضروری ہے، غیر مسلموں کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۱)

کان

☆......زمیں کے اندر کانوں میں جو قدرتی خزانے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:(۲)

(الف) آگ کی گرمی اور حرارت سے پگھلنے والی دھاتیں جیسے سونا، چاندی، لوہا، رانگ، تانبا، کانسی وغیرہ، اگر کان سے یہ دھاتیں برآمد ہوں تو ان میں سے پانچواں حصہ زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا، اور باقی چار حصے برآمد کرنے والا اپنے پاس رکھ سکے گا، پھر اسکے بعد کے حکم کیلئے ہر دھات کا حکم اس عنوان کے تحت دیکھ لیں۔(۳)

(ب) بہنے والی چیزیں جیسے گندھک، نمک، تیل، پٹرول وغیرہ ان چیزوں کو نکالنے کے بعد نکالنے والے پر زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے (۴) باقی تجارت کرنے کی صورت میں آمدنی پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔

(ج) وہ چیزیں جو آگ سے پگھلنے والی اور پتلی نہ ہوں جیسے چونا، گچ، کوئلہ،

---

(۱)فهي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .عالمگيرى كتاب الزكاة ج:۱ص:۱۷۰،ماجديه ،رشيديه. شامي ج:۲ص:۲۵۶ .البحرج:۲ص:۲۰۱ .واماالحربى المستامن فلايجوزدفع الزكاة و الصدقة الواجبة اليه بالاجماع ،هنديه ج:۱ ص:۱۸۸،باب المصرف .وأما اهل الذمة فلايجوزصرف الزكاة اليهم بالاتفاق .

(۲) ماتخرج من المعادن ثلاثة .منطبع بالناروماثع ومااليس منطبع ولامائع .عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸٤،الباب الخامس فى المعادن والركاز.

(۳) اما المنطبع كالذهب والفضة ....فيه الخمس .أيضا.

(٤) واما المائع كالقيروالنفط والملح .....فلاشئ فيها .هنديه ج:۱ص:۱۸۵ .أيضا .

جواہر یاقوت وغیرہ، ان چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں (۱) البتہ تجارت کرنے کی صورت میں سالانہ آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

☆......اگر کوئی شخص ''کان'' کی کا ٹھیکہ لے تو کان سے جو مقدار برآمد کرے گا اسکا وہی مالک ہوگا۔ (۳)

کانسی

''کانسی'' اور تانبے کا حکم ایک ہے لہذا ''تانبا'' کو دیکھ لیں۔

کپڑا

اگر پہننے کے کپڑے پر سونا اور چاندی کے تار وغیرہ سے کام کیا گیا ہے تو اس صورت میں اس کام میں سے جتنی چاندی یا سونا نکل سکتا ہے اس کا اندازہ کر کے زکوۃ کے مال میں شامل کرنا اور اسکی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔ (۴)

(۱) ومالیس بمنطبع ولامائع کالنورة والجص والجواهرواليواقيت فلاشئ فيها .عالمگیری ، ج:١ص:١٨٥ .الباب الخامس فى المعادن والركازوهكذا فى الفقه الاسلامى وادلته ج:٢ ص:٧٧٧، المطلب الثانى زكاة المعادن والركازط:دارالفكر،دمشق . قال فى التتارخانية و لاخمس فى الفيروزج وكذا فى الياقوت والزمرد والكحل والمغرة والزرنخ والنورة ، تتارخانية ج:٢ ص: ٣٤٢،كتاب المعادن والركاز،ادارة القرآن والعلوم الاسلامية ، رد المحتار ج:٢ ص:٣٢٢. باب الركازط:ايج ايم سعيد ،والبحرج:٢ص: ٢٣٤ ،باب الركازط: سعيد.

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا ،فصل فى العروض ،فتاوى عالمگیری ج:١ص: ١٧٩، ماجديه .درمع الرد ج:٢ص:٢٩٨،ط:ايج ايم سعيد .باب زكاة المال ،بدائع الصنائع ج:٢ص:٢٠ ،فصل فى اموال التجارة ط:سعيد. البحرج:٢ص:٢٢٨.

(۳) واذا استاجراجراء للعمل فى المعدن فالمصاب للمستاجرلأنهم يعملون له ،البحر الرائق ج:٢ص:٢٣٤ ،باب الركاز.واما المستعيراذا زرع فعليه العشردون صاحب الارض، تتارخانية، ج:٢ص:٣٣٠،كتاب العشر .ادارة القرآن والعلوم الاسلامية.هكذا فى البحر ج:٢ص:٢٣٧ ،باب العشر ط:سعيد .

(٤) قال فى البحروتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة ،البحرالرائق ج:٢ ص:٢٣٠ ،باب زكاة المال ،ط:سعيد،وبدائع ج:٢ص:٢١ ،فصل فى اموال التجارة ط:سعيد، =

کپڑے

☆ استعمال کے کپڑوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے، چاہے کتنے ہی زیادہ قیمتی ہوں۔(۱)

☆...... البتہ تجارت کی نیت سے لئے گئے کپڑے پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر کپڑے کی قیمت فروخت کم سے کم نصاب کے برابر ہے یا دوسرے چیزوں کے ساتھ نصاب کی قیمت تک پہنچ جاتی ہے۔(۲)

کتابیں زکوۃ کی رقم سے خرید کر وقف کرنا

زکوۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر دینی مدارس یا کتب خانہ کیلئے وقف کرنا درست نہیں اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے، اسکے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ کسی مستحق زکوۃ آدمی کو کتابیں مالک بنا کر دیدیں اگر وہ مالک ہونے کے بعد اپنی خوشی سے مدرسہ یا کتب خانہ کے لئے وقف کردے تو درست ہوجائے گا۔(۴)

=عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹.شامی ج:۲ص:۳۰۳.

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية فليس في .....وثياب البدن زكاة ،كتاب الزكاة،عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۲،ماجديه ،وهكذا في البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية .....والثياب المحتاج اليها لدفع الحروالبرد.بدائع ج:۲ ص: ۱۱ .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۶۲كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲) واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم . وكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض فى تكميل النصاب .بدائع ج:۲ص:۲۱،ط: سعيد.

(۳) قال فى البحرلان الزكاة يجب فيها تمليك المال ،البحرج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ط: سعيد.وعدم الجوازلانعدام التمليك الذى هوالركن،البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصر ف ط: سعيد.عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۰،الباب الاول .

(۴) وحيلة التكفين بها التصدق على فقيرثم هويكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد ،الدرمع الردج:۲ص:۲۷۱،كتاب الزكاة ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲۴۳.باب المصرف ،ط:سعيد وكذا فى التتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،باب من توضع الزكاة فيه =

کراکری پر زکوۃ

☆......اگر کراکری کے سامان مثلاً برتن، شامیانے، فرنیچر یا سائیکلیں وغیرہ یا اور کوئی سامان کرایہ پر دینے کیلئے خریدا اور کرایہ پر چلاتا رہا تو ان چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں، کیونکہ کرایہ پر چلانے سے مال مالِ تجارت نہیں بنتا اور اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی، (۱) البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور سال گذر جائے تو اس رقم پر زکوۃ فرض ہوگی۔

☆......اگر کراکری کا سامان تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے پر اسکی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔ (۲)

کرایہ

اگر زکوۃ کا سامان کسی قریب یا دور دراز علاقے میں گاڑی وغیرہ کے ذریعہ مستحق لوگوں کیلئے بھیجا جا رہا ہے تو اس کا کرایہ زکوۃ کی رقم سے دینا جائز نہیں کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو بلاعوض مالک بنا کر دینا ضروری ہے، اور اگر زکوۃ کا سامان اور رقم کسی مستحق یا اس کے وکیل کو مالک بنا کر دیدیا گیا تو وہ کرایہ دے کر سامان لے جا سکتا ہے۔ (۳)

= ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية.

(۱) ولو اشترى قدورا من صفر يمسكها ويؤجرها لاتجب فيها الزكاة، هنديه ج:۱ ص: ۱۸۰، فصل فى العروض ط: ماجديه كوئته. تتارخانية ج:۲ ص: ۲٤۱، زكاة عروض التجارة. اذا اشترى دارا اوعبدا للتجارة فآجره خرج من ان يكون للتجارة لانه لما آجره فقد قصد الغلة فخرج عن حكم التجارة، تتارخانية، ج: ۲ ص: ۲۳۹، زكاة عروض التجارة.

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا، عالمگيرى، فصل فى العروض، ج: ۱ ص: ۱۷۹ ماجديه. قال فى البحر: يجب ربع العشر فى عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما، ج: ۲ ص: ۲۲۸ ط: سعيد،

(۳) هى تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير غير هاشمى مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى اى لاجل امتثال امره تعالى، شامى ج: ۲ ص: ۲٥٦، =

کرایہ پر چلانے کے لئے مکان خریدا

اگر مکان کرایہ پر دینے کیلئے خریدا، اور کرایہ کی رقم بھی محفوظ ہے تو اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، (۱) البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد کرایہ کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر کرایہ کی رقم محفوظ نہیں ہے خرچ ہوگئی ہے یا کچھ محفوظ ہے لیکن نصاب سے کم ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

کرایہ پر استعمال ہونے والا سامان

کرایہ پر استعمال ہونے والے سامان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہے (۳) البتہ آمدنی پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے

= ۲۵۸، البحر ج:۲ ص:۲۰۱ .هنديه ج:۱ ص:۱۷۰ ،الباب الاول ،ط:رشيديه.

(۱) صفحه گذشته کا حواله نمبر:۱ .قال الدكتور وهبة الزحيلي :اتجه راس المال فى الوقت الحاضر لتشغيله فى نواح من الاستثمارات غير الارض والتجارة وذلك عن طريق اقامة المبانى او العمارات بقصد الكراء ......تشترك كلها فى صفة واحدة هى انها لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها وغلتها او ارباحها .الفقه الاسلامى وأدلته ج:۲ ص:۸٦٤، كتاب الزكاة ،المبحث الخامس ،ط:دار الفكر بيروت .

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ، عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲،كتاب الزكاة ط: ماجديه. قال فى البحر :وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية؛ لان المال المشغول بها كالمعدوم ...... فقد صرح فان من معه دراهم وامسكها بنية صرفها الى حاجته الاصلية لاتجب الزكاة اذا حال الحول وهى عنده ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰٦ ،ط:سعيد. شامى ج:۲ ص:۲٦۲ .

(۳) ولو اشترى قدورا من صفر يمسكها ويؤاجرها لاتجب فيها الزكاة،عالمگیری ،فصل فى العروض ،ج:۱ ص:۱۸۰ .تتارخانية ج:۲ ص:۲٤۱، زكاة عروض التجارة ،ادارة القرآن . قال وهبة الزحيلى :اتجه راس المال فى الوقت الحاضر لتشغيله فى نواح من الاستثمارات غير الارض والتجارة وذلك عن طريق اقامة المبانى او العمارات بقصد الكراء ......تشترك كلها فى صفة واحدة هى انها لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها وغلتها او ارباحها .الفقه الاسلامى وأدلته ج:۲ ص:۸٦٤، كتاب الزكاة ،المبحث الخامس ،ط: دار الفكر بيروت .

زیادہ ہے، کیونکہ یہ چیزیں نامی یعنی نفع دینے والی بن گئی ہیں۔(۱)

کرایہ پر دینے کے لئے سامان خریدا

اگر کسی نے بیس ہزار یا اس سے زائد روپے کے برتن، فرنیچر، شامیانے یا گاڑیاں وغیرہ یا کوئی اور سامان کرایہ پر دینے کے لئے خریدا اور کرایہ پر چلاتا رہا، تو ان چیزوں کی مالیت پر بھی زکوۃ فرض نہیں، کیونکہ کرایہ پر چلانے سے تجارت کا مال نہیں ہوتا، البتہ کرایہ سے جو روپیہ حاصل ہوگا اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو ایک سال گذرنے پر اس روپے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

کرایہ پر مخصوص ہے

اگر کوئی چیز کرایہ کیلئے مخصوص کردی گئی ہے تو اس کی مالیت پر زکوۃ فرض نہیں البتہ کرایہ کی رقم اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۳)

کرایہ کی رقم پیشگی دیدی

اگر کوئی چیز کرایہ پر لی، اور چار پانچ سال کا کرایہ پیشگی دیدیا، تو کرایہ ادا کرنے والے پر اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے، کیونکہ کرایہ کی رقم پیشگی ادا کرنے کے

---

(۱) ومنها كون النصاب ناميا حقيقة بالتوالد والتناسل والتجارة...عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷٤ ط:ماجدیه .قال فی البدائع: ومنها كون المال ناميا؛لأن معنى الزكاة هوالنماء لايحصل الا من المال النامي وانما نعني به كون المال معدا للاستمناء بالتجارة ..... والتجارة سبب لحصول الربح فيقام السبب مقام المسبب ،بدائع ج:۲ص:۱۱ ،فصل اما الشرائط ترجع الى المال ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲.

(۲) أيضا

(۳) أيضا . ومنها الملك التام وهوما اجتمع فيه الملك واليد.عالمگیری، کتاب الزكاة ، ج:۱ص:۱۷۲ .بدائع ج:۲ص:۹ .شامی ج:۲ص:۲۵۹ .

بعد کرایہ دار کی ملکیت ختم ہوگئی، اور کرایہ پر دینے والے کی ملکیت ثابت ہوگئی لہذا اب اس رقم کی زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری کرایہ پر دینے والے مالک پر ہے۔(۱)

(اگر وہ رقم نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے اور سال پورا ہونے تک وہ رقم موجود رہے، ہاں اگر وہ رقم سال پورا ہونے سے پہلے خرچ ہوگئی تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی)۔(۲)

کفن میں زکوۃ صرف کرنا

میت کے کفن میں زکوۃ کی رقم صرف کرنا، اور زکوۃ کی رقم سے کفن خریدنا جائز نہیں ہے۔(۳)

کمپنی میں رقم جمع کی

اگر کسی نے جائز طریقے سے جائز کاروبار کرنے والی کمپنی میں کاروبار کس لئے رقم جمع کی، اور وہ رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو اس صورت میں رقم جمع کرنے والے آدمی پر لازم ہوگا کہ سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ

---

(۱) ومنها كون المال نصابا .عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،ج:۱ص:۱۷۲ . قال فى البدائع :ومنها الملك المطلق وهوان يكون مملوكا له رقبة ويدا .ج:۲ص:۹ .ط:سعيد .درمع الرد ج:۲ص:۲۵۹ ،كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲) واموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم ،فتجب فيها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰ ،هنديه ج:۱ص:۱۷۹ . شامى ج:۲ ص:۲۹۸ . البحرج:۲ص:۲۲۸ .وكمال النصاب شرط وجوب الزكاة وهذا الشرط يعتبر فى اول الحول وفى آخره لافى خلاله .بدائع ،ج:۲ص:۱۵ ،ط: سعيد. البحر ج:۲ ص: ۲۲۹ .

(۳) ولايجوزأن يكفن بها ميت ،الباب السابع فى المصارف ،عالمگيرى ،ج:۱ص:۱۸۸ ، ط:ماجديه .البحرج:۲ص:۲۴۳باب المصرف ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲ .ادارة القرآن .وهكذا فى الدرالمختار،لايصرف (إلى بناء) نحو(مسجدو)لا إلى (كفن ميت وقضاء دينه) ......لعدم التمليك وهوالركن .وفى الشامية :(ولاإلى كفن ميت) لعدم صحة التمليك منه، ج:۲ص:۳۴۴ .فتح القديرج:۲ص:۲۰۷ ،ط:رشيديه.

ادا کرے۔(۱)

کمپنیوں کی زکوۃ

☆ کمپنیوں کی زکوۃ میں اختیار ہے، اجتماعا اور انفرادا دونوں صورتیں جائز ہیں۔

☆...... جو کمپنیاں مکمل طور پر سرکاری ہیں ان کے کسی حصے پر زکوۃ واجب نہیں، کیونکہ سرکاری اموال پر کسی کی شخصی ملکیت نہیں۔(۱)

☆...... غیر سرکاری کمپنیوں کے حصوں پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

☆...... اور اگر نیم سرکاری کمپنی ہے تو سرکاری حصے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، (۳) اور غیر سرکاری حصے پر زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ وہ شخصی ملکیت ہے ، اور شخصی ملکیت پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۴)

کمیشن پر زکوۃ کا چندہ وصول کرنا

☆...... چندہ یا زکوۃ وصول کرنے کے لئے کمیشن پر سفیر مقرر کرنا جائز نہیں، (۵)

---

(۱) ومنها كون النصاب ناميا ...... فالخلقى الذهب والفضة لانهما لايصلحان للانتفاع بأعيانهما فى دفع الحوائج الاصلية فتجب فيهما نوى التجارة اولم ينواصلا، عالمگيرى ج:١ص:١٧٤. الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتهما نصابا، عالمگيرى كتاب الزكاة ،الفصل الثانى فى العروض ،ج:١ص:١٧٩. ط:ماجديه .شامى ج:٢ص:٢٩٨.بدائع ج:٢ص:٢٠.البحرج:٢ص:٢٢٨. فمنها الملك فلاتجب الزكاة فى سوائم الوقف والخيل المسبلة لعدم الملك ،بدائع ، فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ،ج:٢ص:٩،ط:سعيد. درمع الردج:٢ص:٢٧٧.باب السائمة ط:سعيد.

(٢) الزكاة واجبة فى عروض التجارة ،عالمگيرى ،الفصل الثانى فى عروض التجارة ، ج:١ ص : ١٧٩ .ط:ماجديه .شامى ج:٢ص:٢٩٨.بدائع ج:٢ص:٢٠. البحرج:٢ ص: ٢٢٨.

(٣) انظر الرقم : ١

(٤) ومنها الملك ......الخ بدائع ج:٢ص:٩،ط:سعيد.هنديه ج:١ص:١٧٢.شامى ج:٢ ص: ٢٥٩،ط:سعيد.

(٥) دفع الزكاة إلى صبيان اقاربه ......جاز،إلا إذا نص على التعويض ،الدرمع الرد،باب المصرف ،ج:٢ص:٣٥٦.والبحرج:٢ص:٢١١،ط:سعيد. هنديه ج:١ص:١٩٠.المصارف.

مدارس کو جو زکوۃ دی جاتی ہے اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں (۱)، اس لئے زکوۃ صرف انہی مدارس کو دی جائے جن کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ٹھیک مصرف پر خرچ کرتے ہیں۔

☆......اگر مدرسہ کے چندہ کرنے کیلئے تنخواہ دار ملازم ہے تو اس کی اچھی کارکردگی کی وجہ سے تنخواہ کے علاوہ بطور انعام فی صد کمیشن دینا جائز ہے، لیکن زکوۃ کے پیسے سے کمیشن دینا جائز نہیں (۲)، بلکہ زکوۃ کا پیسہ مدرسہ میں جمع کرنا لازم ہے، اور یہ انعام مدرسہ اپنے امدادی فنڈ میں سے دے سکتا ہے۔

اور اگر تنخواہ دار ملازم نہیں ہے تو کمیشن پر چندہ کرنا جائز نہیں ہے (۳) اجرت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اجارہ فاسد ہے۔ (۴)

کنگن آگ کے پہنائے جائیں گے

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دو عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو ان سے پوچھا کہ ان کی زکوۃ دیتی ہو یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ''نہیں'' تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اس کے بدلے میں تم کو آگ کے کنگن پہنائے

(۱) لایصرف (إلی بناء) نحومسجد ولاإلی کفن میت وقضاء دینه ،الدرمع الرد،کتاب الزکاة ،باب المصرف ،ج:۲ص:۳٤٤،ط:سعید. والبحرالرائق ج:۲ص:۲٤۳.قال فی الهندیة :ولونوی الزکاة بمایدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستاجره ان کان الخلیفة بحال لو لم یدفعه یعلم الصبیان ایضا ،اجزأه والا فلا، هندیه باب المصرف ، ج:۱ ص:۱۹۰،رشیدیه ، کوئته.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۸، باب من توضع الزکاة فیه،ط:ادارة القرآن ،وفی التتارخا نیة لایجوزصرفها الی من فرغ نفسه ،لعمل المسلمین نحوالقضاة و المفتین والمؤذنین و المعلمین،تتارخانیة کتاب المعادن ج:۲ص:۳٤٤، ط: ادارة القرآن .

(۲) دفع الزکاة إلی صبیان اقاربه إلا إذا نص علی التعویض .الدرمع الرد،باب المصرف ج:۲ص:۳۵٦،ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۱۱ .هندیه ج:۱ص:۱۹۰ .

(۳) أیضا

(٤) الفساد...... وقد یکون لجهالة البدل .(الباب الخامس عشرفی بیان مایجوزمن الاجارة ومالایجوز،عالمگیری ،کتاب الاجارة ،ج:٤ص:٤۳۹،ط:ماجدیه .

جائیں؟ انہوں نے عرض کیا "نہیں" آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی زکوۃ دیا کرو۔ (ترمذی ص:) (۱)

کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا

کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔ (۲)

کولڈ اسٹور

☆...... اگر زمین سے پیداوار اور پھل حاصل کرنے والے نے عشر ادا کرنے کے بعد پیداوار اور پھلوں کو کولڈ اسٹور میں رکھ کر محفوظ کر لیا اور اس پر چند سال گذر گئے تو اس صورت میں ان چیزوں پر دوبارہ زکوۃ یا عشر لازم نہیں ہوگا، کیونکہ عشر میں سال گذرنے کی قید نہیں ہے۔ (۳)

☆...... اگر کسی نے تجارت کی نیت سے مذکورہ چیزیں خرید کر کولڈ اسٹور میں محفوظ کر لی ہیں تو اس صورت میں مال تجارت ہونے کی وجہ سے سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (اگر مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو)۔ (۴)

---

(۱) فقال لهما رسول الله ﷺ اتحبان أن يسور كما الله لسوارين من نارقالتالاقال فاديازكوته . سنن ترمذی، ابواب الزكاة باب ماجاء فی زكاة الحلی ،ج: ۱ ص: ۱۳۸ .

(۲) ولايجوزأن يبنى بالزكاة المسجد ...... وكذا كرى الانهار،عالمگيری ،باب المصرف ج: ۱ ص: ۱۸۹ ، درمختارمع الردج: ۲ ص: ۲۷۱ ،ط:سعيد.البحرالرائق باب المصرف ،ج: ۲ ص: ۲۴۳ .تتارخانيه ،ج: ۲ ص: ۲۷۲،۳۴٤ ،ط:ادارة القرآن.

(۳) بلاشرط نصاب وبلاشرط بقاء وحولان حول لان فيه معنى المؤنة ، حتى لواخرجت الارض مرارا وجب فی كل مرة ، ولان العشرفی الخارج حقيقة فيتكرربتكرره وكذا خراج المقاسمة ؛ لأنه فی الخارج ، شامی ج: ۲ ص: ۳٦٦ ،باب العشر .بدائع ج: ۲ ص: ٦۲ .

(٤) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت إذابلغت قيمتها نصابا،عالمگيری ، الفصل الثانی فی العروض ،ج: ۱ ص: ۱۷۹ ، البحرج: ۲ ص: ۲۲۸ ،بدائع ج: ۲ ص: ۲۰ .

کھاد

☆......زمین کیلئے جوکھادخرید کررکھ لی جاتی ہےاس پرزکوۃ واجب نہیں ہے۔(۱)

☆......جوکھادفروخت کرنے کی نیت سے خرید کررکھ لی جاتی ہے وہ مال تجارت ہے ، اگر قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے یاخریدارصاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالناواجب ہے۔(۲)

کھانا پکا کر کھلانا

زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کرغریبوں کوبیٹھا کرکھلانے سے زکوۃ ادانہیں ہوگی ، کیونکہ زکوۃادا ہونے کے لئے زکوۃ کی چیزیں غریبوں کو مالک بنا کردینا شرط ہے،بیٹھا کرکھلانے سے مالک نہیں ہوتااس لئے زکوۃادانہیں ہوتی۔(۳)

ہاں اگرزکوۃ کی رقم سے پکایا ہوا کھاناغریبوں کو مالک بنا کر دیدیا جائے توزکوۃ اداہوجائے گی ،اس کی صورت یہ ہے کہ کھانا پیکٹ بنا کرغریبوں کودیدیا جائے ، یاان کے برتنوں میں دیدیا جائےتووہ مالک ہوجائیں گےاورزکوۃاداہوجائے گی۔(۴)

---

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،ج:۱ ص:۱۷۲. ط:ماجدیه . شامی ج:۲ص:۲٦۲ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲.

(۲) صفحه گذشته کاحواله نمبر: ٤ . قال فی البدائع واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدراهم ،فلاشئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم فتجب فیها الزکاة ، .....وسواء کان مال التجارة عروضاوعقارا اوشیئا مما یکال اویوزن لان الوجوب فی اموال التجارة تعلق بالمعنی وهوالمالیة والقیمة .بدائع ،فصل فی اموال التجارة ج:۲ ص: ۲۰.

(۳) ولواطعمه عنده ناویا الزکاة لاتکفی .فتاوی شامی ،باب المصرف ،ج:۲ص:٣٤٤، ط: سعید.قال فی البحر؛لان الزکاة یجب فیها تملیك المال لوعال یتیما فجعل یکسوه و یطعمه وجعله من زکاة ماله فالکسوة تجوز......وأما الاطعام ان دفع الطعام الیه بیده یجوز ایضا لهذه العلة وان لم یدفع الیه ویاکل الیتیم لم یجزلانعدام الرکن وهوالتملیك ، البحرج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاة ،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲٥۷ .

(٤) قوله تملیکا ،فلایکفی فیها الاطعام إلابطریق التملیك ،شامی ج:۲ص:٣٤٤، ۳٥۷، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعید.

اور مدارس والوں کیلئے آسان صورت یہ ہے کہ مستحق طلبہ کو زکوۃ کی رقم دیدی جائے اور ہدایت کی جائے کہ کھانے کی فیس ادا کردیں پھر وہ رقم واپس جمع ہونے کے بعد کھلانے میں خرچ کی جائے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور طلباء کو کھانا بھی مل جائے گا۔(۱)

کھڑے کھیت کو فروخت کر دیا

اگر کھڑے کھیت کو تیار ہونے سے پہلے فروخت کر دیا، تو اس کا عشر خریدار پر واجب ہوگا، اور اگر دانہ پک جانے کے بعد بیچا تو اس کا عشر بیچنے والے کے ذمہ لازم ہوگا۔(۲)

کھوٹ

سونے کے زیور میں جو کھوٹ ملا دیتے ہیں وہ سونے کے وزن میں شمار ہوتا ہے، اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کی جائے گی۔(۳)(اگر زیور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا کم ہے لیکن دوسرے اموال زکوۃ سے ملکر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے اور سال بھی پورا ہو گیا ہے)(۴)۔

---

(۱) وقدمنا أن الحيلة أن يتصدق على الفقير ثم يأمره بفعل هذه الاشياء ،الدرمع الرد،باب المصرف ،ج:۲ص:۳۴۵، ۲۷۱،البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۲ ط:ادارة القرآن .

(۲) ولوباع الذرع إن قبل إدراكه فالعشر على المشترى ولوبعده فعلى البائع ،الدرمع الرد، كتاب الزكاة ج:۲ص:۳۳۳.

(۳) فإن كان الغالب هوالفضة فهى كالدراهم الخالصة ......وحكم الذهب المغشوش كالفضة المغشوشة ،عالمگيرى الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة والعروض ، ج:۱ ص:۱۷۹ .درمع الردج:۲ص:۳۰۱،باب زكاة المال ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲۲۸.

(٤) وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة .ايضا .البحرج:۲ ص: ۲۳۰، باب زكاة المال ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۳۰۳.بدائع ج:۲ص:۱۹.تتارخانيه ج:۲ ص: ۲۳۲.

کھیت

☆......اگر کھیت عشری زمین پر ہے تو پیداوار پر عشر لازم ہوگا۔(۱)

☆......عشر اس کھیتی میں بھی ہے جو جانوروں کے چارہ کے لئے ہے۔(۲)

☆......اگر کھیت کو پکنے سے پہلے پہلے کاٹ کر جانوروں کو کھلا دیا تو عشر واجب نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اگر کھڑے کھیت کو تیار ہونے سے پہلے فروخت کر دیا گیا تو اس کا عشر خریدار پر لازم ہوگا، اور اگر دانہ پک جانے کے بعد فروخت کیا ہے تو اس کا عشر فروخت کرنے والے کے ذمہ ہوگا۔(۴)

کھیت کی قیمت پر زکوۃ

کھیت کی قیمت پر زکوۃ نہیں ہے، اگر زمین عشری ہے تو اسکی پیداوار پر عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوگا، اگر زمین عشری نہیں تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔(۵)

---

(۱) ویجب العشر فی......ارض غیر الخراج ،باب العشر ،الدر المختار مع الرد ، ج:۲ ص: ۳۲۵، ط: سعید .البحر الرائق ج:۲ص:۲۳۶.

(۲) قال فی البدائع :ومنها أن یکون الخارج من الأرض مما یقصد بزراعته نماء الارض وتستغل بها عادة ......ویجب فی قصب السکر وقصب الذریرة لانه یطلب بهما نماء الارض توجد شرط الوجوب .بدائع ج:۲ص:۵۸، فصل فی شرائط المحلیة . الدر مع الرد ج:۲ ص:۳۲۶ .باب العشر .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷.

(۳) قال فی البدائع واما سبب فرضیته فالارض النامیة بالخارج حقیقة حتی لو اصاب الخارج آفة فهلك لایجب فیه العشر فی الارض العشریة .بدائع ج:۲ص:۵٤. البحر ج:۲ ص: ۲۳٦.

(٤) قال فی البدائع :ولو باع الارض العشریة وفیها زرع قد ادرك مع زرعها اوباع الزرع خاصة فعشره علی البائع دون المشتری ،وان ترکه حتی ادرك فعشره علی المشتری ،بدائع فصل فی شرائط الفرضیة ،ج:۲ ص:۵۷. ط:سعید.

(۵) انظر الرقم :۱.

کیش کا نصاب

☆...... اگر کسی آدمی کے پاس سونا اور چاندی نہیں صرف نقد رقم ہے تو اس کا نصاب یہ ہے کہ کیش رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو نصاب پورا ہو جائے گا ایک سال مکمل ہونے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ کی نیت سے فقیروں کو دینا لازم ہوگا۔(۱)

☆...... اگر کسی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ نقد رقم ہے اور نصاب سے کم سونا ہے تو سال مکمل ہونے پر نقد رقم اور سونا دونوں چیزوں پر زکوۃ واجب ہوگی، اور سونے کی قیمت کو نقد رقم کے ساتھ جمع کر کے مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دی جائے۔(۲)

☆...... اگر کیش رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال مکمل ہونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہے چاہے وہ اس رقم کو کسی کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا اپنے پاس یا بینک میں جمع رکھے ہر صورت میں سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے کیونکہ کیش رقم کا مقصد اس کو کاروبار وغیرہ میں لگا کر بڑھانا ہے نہ کہ جمع کر کے بیکار چھوڑ دے، بلکہ اس کو کاروبار، زمیں جائیداد وغیرہ کی خرید فروخت میں لگائے تا کہ ملک قوم اور اپنی ذات کے لئے فائدہ مند ثابت ہو اور زکوۃ دینا بھاری نہ ہو، ورنہ رقم جمع کر کے رکھنے والا خود

---

(۱) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال ،عالمگیری ،فصل فی زکاة الذهب والفضة ،ج:۱ص:۱۷۸،ط:ماجدیه .البحرج:۲ ص: ۲۲۸ ،باب زکاة المال ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۹۵.

(۲) وتضم قیمة العروض الی الثمنین ایضا ،عالمگیری فصل فی زکاة الذهب والفضة ج: ۱ ص:۱۷۹، ط:ماجدیه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۰، باب زکاة المال ،درمع الرد ج:۲ ص: ۳۰۳ ،باب زکاة المال ،ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۲۱ ،فصل فی اموال التجارة ط:سعید. تتارخانیه ج:۲ص ۲۳۲ ،باب زکاة المال ،ادارة القرآن.

قصور وار ہوگا، شریعت نہیں لہذا ہر حال میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

(گ)

گارمنٹس

''کارخانہ'' کو دیکھیں۔

گاڑی

☆......گاڑی خواہ موٹر سائیکل ہو یا کار یا بس ہو یا کوچ، ٹرک ہو یا ٹرالر، سوزوکی ہو یا ٹیکسی غرض کہ کسی قسم کی بھی گاڑی ہو اگر ذاتی استعمال کے لئے ہے یا سامان منتقل کرنے کے لئے تو ان گاڑیوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......گاڑی خواہ کسی قسم کی بھی ہو اگر ذاتی استعمال کے لئے نہیں بلکہ تجارت کیلئے ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۳)

☆......اگر گاڑی تجارت اور ذاتی استعمال کیلئے نہیں بلکہ کرایہ پر دی جاتی ہے تو

---

(۱) قال فی البدائع واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانير والدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتی درهم أو عشرين مثقالا من ذهب فتجب فيها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰،فصل فی اموال التجارة ،ط:ایچ ایم سعید.الدرمع الردج:۲ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط:ایچ ایم سعید.تتارخانية، ج:۲ص:۳۳٤و۳۳٦،كتاب الزكاة باب زكاة المال ،ط:ادارة القرآن.البحرج:۲ص:۲۲۵.

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية فليس فی دورالسكنى ......ودواب الركوب ...... زكاة ،كتاب الزكاة ،عالمگيری ج:۱ص:۱۷۲،ط:رشيديه، البحرج:۲ ص:۲۰٦،كتاب الزكاة ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۲٦۲،كتاب الزكاة ،ط:سعيد. بدائع ج:۲ص:۱۱

(۳) ومنها كون النصاب ناميا حقيقة والتوالد والتناسل والتجارة ......وينقسم كل واحد الى قسمين خلقی وفعلی .....فالخلقی الذهب والفضة ....والفعلی ماسواهما ويكون الاستمناء فيه بنية التجارة اوالاسامة ،عالمگيری كتاب الزكاة ج:۱ص:۱۷٤، البحر ج:۲ ص:۲۰٦،ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۲٦۳،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

اس صورت میں گاڑی کی اصل قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱) البتہ کرایہ کی رقم اگر چاندی کے نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں کرایہ کی بچی ہوئی رقم سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔ (۲)

☆...... اگر گاڑی کو آمدنی کے ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی گاڑی کی اصل قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۲) بلکہ آمدنی کی رقم اگر موجود ہے اور وہ چاندی کے نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ آمدنی سے بچی ہوئی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر آمدنی کی رقم باقی نہیں رہتی بلکہ خرچ ہوجاتی ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۳)

☆......اگر گاڑی بک کرنے کے بعد رقم جمع کرادی لیکن اب تک گاڑی نہیں ملی اس درمیان میں سال مکمل ہوگیا تو جمع کردہ رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۴)

---

(۱) ولواشتری قدورا من صفر یمسکها ویؤاجرها لاتجب فیها الزکاة ،عالمگیری ، ج:۱ ص: ۱۸۰ ،ط:ماجدیه .تتارخانیة ج:۲ ص: ۲٤۱ ،زکاة عروض التجارة ط:ادارة القرآن.

(۲) زکاة العمارات والمصانع ......اوالعمارات بقصد الکراء والمصانع المعدة للانتاج لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ریعها وغلتها اوارباحها ،الفقه الاسلامی وأدلته ، ج:۲ ص: ۸٦٤ ،المبحث الخامس ط :دار الفکر.

(۳) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلیة ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،ج: ۱ ص: ۱۷۲، ط: ماجدیه .شامی ج:۲ ص: ۲٦۲ .البحر ج:۲ ص: ۲۰٦ ،کتاب الزکاة ،ط:سعید. اذا اشتری جوالق بعشرة آلاف درهم لیؤاجرها من الناس فحال علیها الحول فلازکاة فیها لانه اشتراها للغلة لاللتجارة ،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲٤۱ ،زکاة عروض التجارة ، ط: ادارة القرآن ،

(٤) منها کون المال فاضلا عن الحاجة الاصلیة لان به یتحقق الغنا ومعنی النعمة وهو التنعم و به یحصل الاداء عن طیب النفس اذ المال المحتاج الیه حاجة اصلیة لایکون صاحبه غنیا عنه ،بدائع ،فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ،ج:۲ ص: ۱۱ ط:سعید. هندیه ج:۱ ص: ۱۷۲ ،ط:رشیدیه .البحر ج:۲ ص: ۲۰٦ ط:سعید. ردالمحتار ج:۲ ص: ۲٦۲ ، ط: سعید .

گاڑی خریدنے کے لئے رقم جمع کی ہے

☆......اگر کسی نے گاڑی خریدنے کے لئے رقم جمع کی اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور اس پر سال گذر گیا اور اب تک گاڑی نہیں لی تو اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

☆......اور اگر مذکورہ رقم سے سال مکمل ہونے سے پہلے ذاتی استعمال کے لئے گاڑی خرید لی تو اسپر زکوۃ واجب نہیں ہوگی ،(۲) ہاں اگر نصاب کے برابر رقم رہے گی تو اس صورت میں سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

گاڑی کے کرایہ کی رقم پر زکوۃ

☆کرایہ پر دی گئی گاڑی سے جو نفع حاصل ہوتا ہے اگر وہ نصاب تک پہونچ جائے تو سال گذرنے کے بعد اس پر زکوۃ فرض ہوگی، کرایہ پر دی گئی گاڑیوں کی اصل قیمت پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، کیونکہ یہ نفع حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور ذریعہ پر زکوۃ نہیں آتی۔(۴)

گائے کی زکوۃ

☆......۲۹ گائے تک زکوۃ نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) أيضا

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،ط:ماجدیه . البحرج:۲ص:۲۰۶ .شامی ج:۲ص:۲۶۲ .بدائع ج:۲ص:۱۱ .

(۳) وملك نصاب حولي فارغ عن الدين وحوائجه الاصلية نام ولوتقديرا لأنه عليه السلام قدرالسبب به ....والزيادة فاضل عن الحاجة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،كتاب الزكاة ط:سعيد.درمع الردج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد.

(٤) ولواشترى قدورا من صفريمسكها ويؤاجرها لاتجب فيها الزكاة ،عالمگیری فصل فی العروض،ج:۱ص:۱۸۰،ط:ماجدیه .تتارخانية ج:۲ص:۲٤۱ العمارات بقصد الكراء .... لاتجب الزكاة فی عينها وانما فی ارباحها ،الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸٦٤، دارالفكر، بيروت.

(٥) ليس فی اقل من ثلاثين من البقر صدقة فإذا كانت ثلاثين سائمة ففيها تبيع وتبيعة ، هنديه ج:۱ص:۱۷۷ .البحرج:۲ص:۲۱۵.

۳۰ سے ۳۹ تک ایک گائے یا ایک سال کا بچھڑا،(۱)

۴۰ سے ۵۹ تک دو سالہ گائے،

۶۰ میں ایک ایک سال کے دو بچھڑے،

پھر جب ۶۰ سے زیادہ ہو جائیں گے تو ہر تیس پر ایک سال کا بچھڑا اور ہر چالیس میں دو سالہ گائے،(۲) مثلاً ستر گائے ہو جائیں تو انمیں تیس پر ایک سالہ بچھڑا اور چالیس پر ایک دو سالہ گائے، کیونکہ ستر گائے میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا، اور ۸۰ میں دو سالہ دو گائے، کیونکہ اس میں چالیس کے دو نصاب ہیں، اور ۹۰ میں ایک ایک سال کے تین بچھڑے، کیونکہ نوے گائے میں تیس کے تین نصاب ہیں۔

اور ۱۰۰ میں ایک سالہ دو بچھڑے اور دو سالہ ایک گائے، کیونکہ سو میں تیس کے دو نصاب اور چالیس کا ایک نصاب ہے۔(۳)

☆...... جہاں دونوں نصابوں کا نتیجہ مختلف ہو وہاں جس نصاب کے حساب سے بھی زکوۃ ادا کرے گا زکوۃ ادا ہو جائے گی، مثلاً ایک سو بیس گائے ہیں تو انمیں تیس کے چار نصاب اور چالیس کے تین نصاب ہیں اگر تیس کے حساب سے ایک ایک سال کے چار بچے زکوۃ میں دیدیں یا چالیس کے حساب سے دو دو سال کے تین بچے زکوۃ میں دیدیں دونوں صحیح ہیں۔(۴)

---

(۱) وفی أربعين مسن اومسنة وهي التي طعنت فی الثالثة .

(۲) وبعد الستين يعتبر الاربعينات والثلاثيات فيجب فی كل اربعين مسنة اومسن وفی كل ثلاثين تبيع اوتبيعة ففی سبعين مسن وتبيع وفی ثمانين مسنتان وفی تسعين ثلاثة أتبعة وفی مائة مسنة وتبيعتان ،عالمگيری الفصل الثالث فی زكاة البقرج:۱ ص:۱۷۷ ،ط:ماجديه.البحر ج:۲ ص:۲۱۵ ،باب صدقة البقر ،ط:سعيد.ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۰ ،باب زكاة البقر ط: سعيد.

(۳) انظر الرقم : ۱ .

(٤) فإن احتمل تقدير المسنة والتبيعة فهو مخير كمائة وعشرين مثلاإن شاء أدى ثلاث مسناة وإن شاء ادى اربعة أتبعة كذا فی التبيين .الفصل الثالث فی زكاة البقر.عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۸ .ط:رشيديه .

☆......ساٹھ گائے کے بعد ہر دہائی سے نصاب بدلتا رہے گا، دہائی سے کم بڑھے تو زکوۃ میں زیادتی نہیں ہوگی، وہی زکوۃ دینی ہوگی جو اس سے پہلے دی جاتی تھی۔(۱)

☆......گائے اور بھینس دونوں ایک ہی قسم میں ہیں، دونوں کا نصاب ایک ہے، اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا کر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ البتہ زکوۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جسکی تعداد زیادہ ہو۔(۲)

☆......اگر گائے تجارت کی نیت سے خریدی ہے تو وہ مال تجارت کے حکم میں ہو جائے گی اور مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

گدھا

گدھوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ اگر تجارت کے لئے رکھے ہیں تو تجارتی مال ہونے کی وجہ سے اگر قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) وبعد الستين يعتبر الاربعينات والثلاثيات فيجب في كل اربعين مسنة اومسن وفي كل ثلاثين تبيع اوتبيعة ففي سبعين مسن وتبيع وفي ثمانين مسنتان وفي تسعين ثلاثة أتبعة هنديه ج:١ ص:١٧٧، تتارخانية ج:٢ ص:٢٢٢، صدقة السوائم البقر، ادارة القرآن.

(٢) والجاموس كالبقر وعند الإختلاط يجب ضم بعضها إلى بعض لتكميل النصاب ثم تؤخذ الزكاة من اغلبها إن كان بعضها اكثر من بعض. هنديه، ج:١ ص:١٧٨. البحر ج:٢ ص:٢١٥، باب صدقه البقر ط:سعيد. ردالمحتار ج:٢ ص:٢٨٠. باب زكاة البقر، ط:سعيد.

(٣) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب، عالمگيرى، الفصل الثاني في العروض، ج:١ ص:١٧٩، ط:رشيديه. البحر الرائق ج:٢ ص:٢٢٨، باب زكاة المال، ط:سعيد. ردالمحتار ج:٢ ص:٢٩٨، باب زكاة المال ط: سعيد. بدائع الصنائع ج:٢ ص:٢٠، ط:سعيد.

(٤) وهكذا في البحر الرائق: ولاشئ في الخيل ولا في الحمير........إلا أن تكون للتجارة لأن الزكوة حينئذ تتعلق بالمالية كسائر أموال التجارة، (البحر الرائق، كتاب الزكاة، فصل في الغنم، ج:٢ ص:٢١٧، ط:سعيد. ردالمحتار ج:٢ ص:٢٨٢، باب زكاة الغنم: سعيد، هنديه ج:١ ص:١٧٨، ط:رشيديه.

گذشتہ زمانے کا عشر

اگر کسی کے ذمہ میں گذشتہ زمانے کا عشر باقی ہے، اور اس نے اب تک عشر ادا نہیں کیا تو وہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ گذشتہ زمانے کا عشر ادا کرنا واجب ہے، مرنے لگے تو وصیت واجب ہے۔(۱)

گذشتہ سالوں کی زکوۃ

☆......اگر کسی صاحب نصاب آدمی نے گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا نہیں کی، تو وہ زکوۃ معاف نہیں ہوگی، بلکہ وہ زکوۃ اسکے ذمہ میں ہے، لہذا گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے ادا کرنا لازم ہے ورنہ آخرت میں پکڑ ہوگی۔

اب سابقہ زکوۃ ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ گذشتہ سالوں میں ہر سال کتنی رقم تھی یا نصاب کی مالیت کی مقدار کیا تھی معلوم ہے تو اس حساب سے ہر سال کی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔

اور اگر گذشتہ سالوں کی رقم یا نصاب کی مالیت کی مقدار معلوم نہیں تو اندازہ لگا کر تعیین کرے کہ گذشتہ سالوں میں سے ہر سال کتنی رقم تھی یا نصاب کی مالیت کی مقدار کیا تھی اور اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔

جہاں تک ممکن ہو اس بات کی کوشش کرے کہ اندازہ لگاتے وقت کم اندازہ نہ کرے بلکہ کچھ زیادہ ہی لگائے تاکہ زکوۃ ذمہ میں نہ رہ جائے۔

☆......اگر رقم یا نصاب کی مالیت کا اندازہ لگانا مشکل ہے تو اس صورت میں اتنا

(۱) (من عليه عشر........ومات أخذ من تركته وفي رواية لا) بل يسقط بالموت والأول ظاهر الرواية ،الدرالمختارمع الرد باب العشر ج:۲ ص:۳۳۲، ط:سعيد. البحر ج:۲ ص: ۲۳۷. بدائع ج:۲ ص:۵۳.

(۲) قال في البدائع اذا كان لرجل مائتادرهم اوعشرون مثقال ذهب فلم يؤد زكاته سنتين يزكى السنة الاولى وكذا هكذا في مال التجارة وكذا في السوائم ،بدائع ج:۲ص:۷ فصل واماشرائط الفرضية ط:سعيد. ردالمحتار ج:۲ ص: ۲۶۰،كتاب الزكاة ، البحر ج:۲ ص: ۲۰٤

معلوم کرلے کہ کتنے سال کی زکوۃ باقی ہے، مثلاً اندازہ یہ ہوا کہ دس سال کی زکوۃ ذمہ میں باقی ہے تو موجودہ مال سے دس دفعہ زکوۃ نکالی جائے اگر آخر تک مال نصاب سے کم نہ ہو مثلاً ایک لاکھ کی رقم دس سال سے ہے اور دس سال تک زکوۃ ادا نہیں کی تو سب سے پہلے پہلے سال کے لئے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالے تو ڈھائی ہزار روپیہ زکوۃ میں نکل گیا پھر اسکے بعد دوسرے سال کے لئے بقیہ ۹۷۵۰۰ سے دوبارہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالی تو ۲۴۳۷/۵۰ روپے زکوۃ میں نکل گئے، پھر تیسرے سال کیلئے ۹۵۰۶۲/۵۰ روپے تیسری دفعہ زکوۃ نکالے تو ۲۳۷۶/۵۶۱۴ روپے زکوۃ میں نکل گئے اس طرح دس سالوں کی زکوۃ نکال لے اور ادا کردے، چاہے اکٹھے دیدے یا قسط وار دیدے دونوں صورتیں درست ہیں، باقی جتنی جلدی ادا کرسکے بہتر کیونکہ موت کا پتہ نہیں۔ (۱)

گذشتہ سال کی زکوۃ ادا نہیں کی

☆...... اگر گذشتہ سال زکوۃ ادا نہیں کی تو وہ زکوۃ معاف نہیں ہوگی بلکہ وہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

☆...... اگر گذشتہ سال زکوۃ ادا نہیں کی، دوسرا سال شروع ہوگیا تو نئے سال کا حساب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تاریخ کو پہلا سال ختم ہوا، اس دن جتنی مالیت تھی اس پر پہلے سال کی زکوۃ فرض ہوگی، اگلے دن سے دوسرا سال شروع سمجھا جائے گا۔ (۳)

---

(۱) أیضا

(۲) وسبب افتراضها ملك نصاب حولي تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد ،قال المحقق قوله لحولانه عليه اى لان حولان الحول على النصاب شرط لكونه سببا........ ردالمحتار ج:۲ ص:۲۵۹،كتاب الزكاة ط:سعيد.قال فى البحر :والمرادبكونه حوليا ان يتم الحول عليه هوفى ملكه لقوله عليه السلام لازكاة فى مال حتى يحول عليه الحول ،البحر، كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۳ .ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص:۱۷۲ .

(۳) (قوله كزكوة) فلوكان له نصاب حال عليه حولان فلم يزكه فيها لازكوة فى الحول الثانى ،بدائع ج:۲ص:۲۶۰،كتاب الزكاة ط:سعيد.اذا كان لرجل مائتادرهم اوعشرون مثقال ذهب فلم يؤد زكوته سنتين يزكى السنة الاولى الخ بدائع ج:۲ص:۷ط: سعيد. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،كتاب الزكاة ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۶۰ .

گروی رکھی ہوئی چیز کی زکوۃ

گروی یعنی رہن دی ہوئی چیز کی زکوۃ نہ رہن دینے والے پر ہے اور نہ رہن رکھنے والے پر ہے۔(۱)

گفٹ کے نام سے زکوۃ دینا

مستحق زکوۃ آدمی کو گفٹ کے نام سے زکوۃ دینا جائز ہے، بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۲)

گنجا سانپ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من اتاه الله مالا فلم يودزكوته مثل له ماله يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيمة ثم ياخذبلهزمتيه يعني بشدقيه ثم يقول انامالك اناكنزك .(۳).

"جس کو اللہ تعالی نے مال دیا، اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی، تو قیامت کے دن اس کے مال کو بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا کر اس کی گردن میں لپیٹا جائے گا، پھر وہ اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا خزانہ ہوں"۔

(۱) (قوله ولافی مرهون) لاعلى المرتهن لعدم ملك الرقبة ولاعلى الراهن لعدم اليد ا ﻫ شامی ج:۲ص:۲٦۳ ،مطلب فی زكاة المبيع وفاء،ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۲،كتاب الزكاة ط:رشيديه .

(۲) ومن اعطى مسكينا دراهم سمّها هبة اوقرضا ونوى الزكوة فانها تجزية وهوالاصح .هنديه ،كتاب الزكاة ،ج:۱ص:۱۷۱ .البحرج:۲ص:۲۱۲،كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۳)بخاری ج: ۱ص: ۱۸۸باب اثم مانع الزكاة .قديمی كتب كانه .مسلم شريف ج:۱ ص:۳۲۰،باب اثم مانع الزكاة ،قديمی كتب خانه ،مشكوة شريف ص:۱۵۵،كتاب الزكاة ، قديمی كتب خانه .

گھاس

جوگھاس کسی اور پیداوار کے تابع ہوکرکسی کھیت میں ہو،اس سے پیداوار مقصود نہیں تواس پرعشرلازم نہیں۔(۱)

گھٹتی بڑھتی رقم کاحکم

☆......زکوۃ واجب ہونے کیلئے سال کےاول اورآخرمیں نصاب کاپوراہوناشرط ہےاگرسال کے درمیان میں رقم نصاب سے کم ہوجائے اس کااعتبارنہیں،مثلاایک شخص سال کےشروع میں پچاس ہزارروپے کامالک تھا،تین مہینے کے بعداس کے پاس پانچ ہزارروپے رہ گئے،پھرچھ مہینے کے بعدستر ہزارروپے ہوگئے،اورسال کےختم پراَسّی ہزارروپے کامالک تھاتوسال پوراہونے کےوقت اس پراَسّی ہزارروپے کی زکوۃ اداکرنا لازم ہوگا،اورسال کے درمیان میں جورقم گھٹتی اوربڑھتی رہی اس کااعتبارنہیں۔(۲)

☆......سال کےاول وآخرمیں مالدارصاحب نصاب ہو،اورسال کے درمیان میں مال یارقم نصاب کی مقدار سے کم رہ جائے،تب بھی زکوۃ واجب ہےتھوڑے دن کم ہوجانے سےزکوۃ معاف نہیں ہوتی،(۳)البتہ اگرکل مال یاسب رقم ختم ہوگئی کچھ باقی نہ رہا،اسکے بعدپھرمال ملایارقم ملی،توجب سے پھرملاہےتب سے سال کاحساب دوبارہ شروع کیاجائےگا۔(۴)

---

(۱) وكذا لاعشرفيما هوتابع للارض كالنحل والاشجارلانه بمنزلة جزء الارض لانه يتبعها في البيع الخ ،البحرالرائق ج:٢ص:٢٣٨،درمع الردج:٢ص:٣٢٧،باب العشرط:سعيد. بدائع ج:٢ص:٥٨،فصل واماشرائط المحلية ط:سعيد.

(٢و٣) وشرط كمال النصاب في طرفي الحول فلايضرنقصانه بينهما ،تنويرالابصار شامي،باب زكاة المال ،ج:٢ص:٣٠٢.ط:سعيد.بدائع ج:٢ص:١٥.فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط:سعيد.البحرج:٢ص:٢٢٩باب زكاة المال .

(٤) قال في البدائع هلاك النصاب في خلال الحول يقطع حكم الحول حتى لواستفادفي =

☆...... کسی کے پاس نصاب کے برابر سونا، یا چاندی یا رقم یا مال تجارت تھا، پھر سال گذرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا یا چاندی یا کچھ رقم اور مل گئی تو بعد میں ملنے والی چیزوں کا حساب الگ شمار نہیں ہوگا، بلکہ جب شروع کے نصاب کا سال پورا ہوگا تو یہ سمجھا جائے گا کہ بعد میں ملی ہوئی چیزوں کا سال بھی پورا ہوگیا، تو ان تمام چیزوں کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔ (۱)

گھر کا سامان

گھر کے سامان پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ ضرورت میں داخل ہے اور ضرورت کے سامان پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔ (۲)

گھر کے مصارف وغیرہ

☆...... جو رقم سال مکمل ہونے سے پہلے گھر کے مصارف اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوجاتی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (۳)

= ذلك الحول نصابا يستأنف له الحول لقول النبي ﷺ لازكاة في مال حتى يحول عليه الحول والهالك ماحال عليه الحول. بدائع ج:۲ص:۱۵ ،فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط:سعيد. رد المحتار ج:۲ ص:۳۰۲ ،باب زكاة المال ،ط:سعيد. البحر ج:۲ ص:۲۹۹.

(۱) ويضم مستفاد عن جنس نصاب اليه لان النبي ﷺ اوجب في خمس وعشرين من الابل بنت مخاض الى خمس وثلاثين فاذا زادت واحدة ففيها بنت لبون من غيرفصل بين الزيادة في اول الحول اوفي اثنائه ولانه عند المجانسة يتعسرالتمييزفيعسراعتبارالحول لكل مستفاد. البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲. ودرمع الرد ج:۲ص:۲۸۸،باب زكاة الغنم ط: سعيد. وبدائع ج:۲ ص:۱۳، فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط:سعيد.

(۲) ولافي ثياب البدن وأثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها الخ الدرمع الردج:۲ص:۲٦٥. مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء ط:سعيد. البحرج:۲ ص:۲۰٦، ط:سعيد. بدائع ج:۲ص:۱۱،ط: سعيد

(۳) (ومنها فراغ المال) عن حاجته الاصلية فليس في دورالسكنى وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة ،عالمگيرى ،ج:۱ص: ۱۷۲. البحرج:۲ص:۲۰٦،ط:سعيد. ردالمحتارج۲ص:۲٦۲ كتاب الزكاة ط:سعيد. =

گھوڑا

گھوڑوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی ، ہاں اگر گھوڑے تجارتی ہیں تو ان پر تجارتی نوعیت کی زکوۃ واجب ہوگی ، یعنی اگر ان کی بازاری قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا ، اور زکوۃ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد نکالی جائے گی۔(۱)

گیس

☆......اگر گیس کا کاروبار ہے تو مال تجارت ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر زمین سے گیس نکلی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

= بدائع ج:۲ ص:۱۱ ط:سعید۔

(۱) (قوله ولاشئ فی خیل سائمة).....وقید بالسائمة لأنها محل الخلاف ،أما التی نوی بها التجارة فتجب فیها زکاة التجارة اتفاقا ،شامی باب زکاة الغنم ،ج:۲ص:۲۸۲،ط: سعید. البحرج:۲ص:۲۱٦،فصل فی الغنم ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۳٤، فصل فی حکم الخیل ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۷۸،الفصل الخامس فیما لاتجب فیه الزکاة ط: رشیدیه

(۲) قال فی الهندیه :الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب ،عالمگیری ج:۱ص:۷۹،الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه. البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۸،باب زکاة المال ،ط:سعید.درمع الرد ج:۲ص:۲۹۸،باب زکاة المال ط:سعید.تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۰، الفصل الثانی .

(۳) زکاة العمارات والمصانع لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ارباحها .الفقه الاسلامی و ادلته ،ج:۲ص:۸٦٤،المبحث الخامس ط:دارالفکر.

(۲و۳) (وما اشتراه لها) ای للتجارة (کان لها) لمقارنة النیة بعقدالتجارة .شامی ،لان الشرط فی التجارة مقارنتها لعقدها ،الدرمع الرد ج:۲ص:۲۷۲،کتاب الزکاة ،ط:سعید.

(ل)

لاوارث میت کے لئے چندہ کرنا

لاوارث میت کی تجہیز و تکفین کیلئے چندہ کرنا جائز ہے، لیکن اس میں زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے لاوارث مردہ کی تجہیز و تکفین کیلئے زکوۃ کی رقم دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے مستحق آدمی کا زندہ ہونا شرط ہے، مردہ آدمی زکوۃ کا مستحق نہیں۔(۱)

لڑکی کو زکوۃ دینا

اپنی لڑکی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

لڑکی کے لئے سونا وغیرہ خریدا

☆...... اگر لڑکی نابالغ ہے اسکو دینے کیلئے سونا، چاندی، یا زیور خرید کے رکھا، اور باپ نابالغ لڑکی کو ان چیزوں کا مالک سمجھتا ہے تو ان چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں کیونکہ لڑکی ابھی تک بالغ نہیں نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔(۳)

☆...... اگر ماں یا باپ نے بالغ لڑکی کیلئے سونا چاندی یا زیور خریدا ہے، اور وہ

---

(۱) ولایجوز أن یکفن بها میت ولایقضی بها دین المیت کذا فی العبیین ،عالمگیری ،ج:۱ ص:۱۸۸ .وهكذا فی الفتاوی التاتارخانیة :ولایبنی بها قبر،ولایقضی بها دین میت .... ولایکفن میتا.(تاتارخانیة ج:۲ ص.۲۷۲،کتاب الزکاة من توضع الزکاة فیه .البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳ ،باب المصرف ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۳۴۶.ط:سعید.

(۲) ولایدفع الی اصله وإن علاوفرعه وإن سفل کذا فی الکافی،هندیه ج:۱ص:۱۸۸،باب المصرف ط:رشیدیه .بدائع ج:۲ص:۴۹ . البحرج:۲ص:۲۰۱، ۲۴۳. شامی ج:۲ ص: ۳۴۶

(۳) (وشرط وجوبها) ای افتراضها (العقل والبلوغ والاسلام والحریة الخ) مجمع الانهر کتاب الزکاة ،ج:۱ص:۱۹۱.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،کتاب الزکاة ط:سعید. هندیه ج:۱ص: ۱۷۲،کتاب الزکاة ط:رشیدیه .درمع الرد ج:۲ص:۲۵۸ .ط:سعید.بدائع ج:۲ ص:۴،۶،سعید.

نصاب کے برابر ہے اور ماں باپ نے ان چیزوں کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے، لڑکی کو ابھی مالک بنا کر قبضہ نہیں دیا تو ابھی تک ان چیزوں میں لڑکی کی ملکیت نہیں آئی، کیونکہ ملکیت ثابت ہونے کے لئے قبضہ دینا ضروری ہے، اور یہاں قبضہ نہیں دیا گیا، لہذا ان چیزوں کی زکوۃ ادا کرنا خریدار یعنی ماں باپ یا ان دونوں میں سے جس نے خریدا ہے زکوۃ اسکے ذمہ ادا کرنا لازم ہے بالغ لڑکی پر نہیں۔(۱)

☆...... اگر والدین نے یا اس میں سے کسی ایک نے بالغ لڑکی کے لئے سونا وغیرہ خرید کر لڑکی کو قبضہ دیدیا یا پھر اس سے لیکر امانت کے طور پر محفوظ کرلیا تو ان چیزوں کی زکوۃ ادا کرنا والدین یا ان میں سے کسی ایک پر لازم نہیں ہوگا، البتہ مذکورہ سونا وغیرہ لڑکی کی ملکیت میں آنے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی اور اس لڑکی کے ذمہ زکوۃ واجب ہوجائے گی اب چاہے زکوۃ وہ لڑکی ادا کرے یا اسکی اجازت سے والد ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

لڑکیوں کا نکاح حوائج اصلیہ میں داخل ہے

جب تک لڑکیوں کا نکاح نہیں ہوتا ہے تب تک ان کا نفقہ اور ضروری خرچہ دینا اور نکاح کرنا باپ کے ذمہ ہے، لہذا یہ اخراجات حوائج اصلیہ میں داخل ہیں البتہ لڑکیوں کی شادیوں کے رسمی اخراجات حوائج اصلیہ میں داخل نہیں ہیں اور وہ زکوۃ واجب ہونے کے مانع نہیں۔(۳)

---

(۱) لاتتم الهبة الابالقبض الكامل الدرمع الرد ج:۵ص:۶۹۰،ط:سعيد.لم يختلفوا ان الحلى اذا كان فى ملك الرجل تجب فيه الزكوة فكذا لك اذا كان فى ملك المرأة كالدراهم والدنانيروايضا لايختلف حكم الرجل والمرأة فيما يلزمها من الزكوة فوجب ان لايختلفافى الحلى اه احكام القرآن ج:۳ص:۱۳۳،باب زكاة الحلى ،ط:سهيل اكيڈمى .

(۲) لاتتم الهبة الابالقبض الكامل الدرمع الرد ج:۵ص:۶۹۰،ط:سعيد.ومنها كون المال نصابا ، عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲ .ومنها حولان الحول على المال عالمگیری ج:۱ص: ۱۷۵ . البحرج:۲ص:۲۰۲ . شامي ج:۲ص:۲۵۹ .بدائع ج:۲ص:۱۱ .ط:سعيد.

(۳) ونفقة الاناث واجبة مطلقا على الآباء مالم يتزوجن اذا لم يكن لهن مال كذا فى =

لڑکی کو شادی میں دینے کے لئے سامان خرید کے رکھا

لڑکی کی شادی کے لئے سونا، چاندی، اور زیورات کے علاوہ جو سامان خرید کے رکھا جاتا ہے ان پر زکوۃ نہیں کیونکہ یہ مال تجارت نہیں ہے، مثلا برتن، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، کپڑے، اور گھر کا ضروری سامان خرید کے رکھا ہے تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۱)

لڑکی کے لئے زیور بنا کر رکھا

☆...... جو زیور لڑکیوں کی شادی کیلئے بنا کر رکھا جاتا ہے، اگر لڑکی کو اس کا مالک بنا دیا ہے یعنی تحریری یا زبانی طور پر کہد یا کہ یہ زیور فلاں لڑکی.... کا ہے تو وہ لڑکی جب تک بالغ نہیں ہوگی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، باپ پر اس لئے نہیں کہ وہ مالک نہیں، اور لڑکی پر اس لئے نہیں ہوگی کہ وہ بالغ نہیں ہے، نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔(۲)

ہاں جب لڑکی بالغ ہو جائے گی تو سال گذرنے کے بعد اس پر زکوۃ واجب ہو جائے گی، چاہے وہ لڑکی خود زکوۃ ادا کرے یا اُس کی طرف سے اجازت لیکر باپ ادا کرے دونوں صورتیں درست ہیں۔(۳)

= الخلاصة ،عالمگیری ،باب النفقة، ج: ۱ ص: ۵۶۳. فصل ونفقة اولاد الصغار علی الاب ،فتح القدیر ج: ٤ ص: ۲۱۷ ،ط: رشیدیه.

(۱) فلیس فی دورالسکنی وثیاب البدن واثاث المنزل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکوة ،فتاوی عالمگیری ،کتاب الزکوة ج: ۱ ص: ۱۷۲.

(۲) لاتتم الهبة الا بالقبض الکامل ،الدرمع الردج: ۵ ص: ۶۹۰ ،ط: سعید. (ومنها العقل و البلوغ) فلیس الزکاة علی صبی ومجنون الخ ،عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۲ ط: رشیدیه ، البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲. شامی ج: ۲ ص: ۲۵۸.

(۳) وکذا الصبی اذا بلغ یعتبر ابتداء الحول من وقت بلوغه هکذا فی التبیین. عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۲ ،ط: رشیدیه، کوئٹه. ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۵۸ ،ط: سعید. البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲ ، ط: سعید.

☆...... اور اگر زیور لڑکیوں کی شادی کس لئے بنا کر رکھا ہے لیکن تحریری یا زبانی طور پر لڑکی کو مالک نہیں بنایا تو اس صورت میں زیور بنا کر رکھنے والے پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆...... اگر زیور لڑکیوں کی شادی کے لئے بنا کر رکھا ہے اور وہ لڑکیاں بالغ ہیں تو لڑکیوں کو ان زیورات کا مالک بنانے کے لئے ان کے ہاتھ میں ایک دفعہ دینا لازم ہوگا ورنہ قبضہ کے بغیر ملکیت ثابت نہیں ہوگی، اور جب تک قبضہ میں نہیں دیا جائے گا بنا کر رکھنے والا اس کا مالک ہوگا بالغ لڑکیاں نہیں اس میں زکوۃ بنا کر رکھنے والے پر فرض ہوگی لڑکیوں پر نہیں۔(۲)

اور اگر لڑکیوں کے قبضہ میں دیدیا اور اسکے بعد سال پورا ہوگیا تو اس صورت میں لڑکیوں پر زکوۃ واجب ہوگی، چاہے وہ دیدیں یا ان کی طرف سے اجازت لیکر کوئی اور دیدے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

لڑکیوں کے نام سونا کر دیا

☆...... اگر کسی نے لڑکیوں کی شادی کے لئے سونا لیکر رکھا ہے ا، اور اس نے سونے کا مالک اپنی لڑکیوں کو بنا دیا ہے، تو ان کے بالغ ہونے تک ان پر زکوۃ واجب

---

(۱) (ومنها الملك التام) وهو ما اجتمع فيه الملك واليد واما اذا وجد الملك دون اليد كالصداق وقبل القبض أووجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لاتجب فيه الزكاة كذا فى السراج الوهاج ،عالمگيرى ج:١ص:١٧٣ .بدائع ج:٢ص:٩ فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ط:سعيد.شامى ج:٢ص:٢٥٩.

(٢) الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ، الملك التام ان يكون ملكه ثابتا من جميع الوجوه .تتارخانية ج:٢ص:٢١٧،كتاب الزكاة ، ط:ادارة القرآن.فتح القديرج:٢ص:٢١٢،كتاب الزكاة ط:رشيديه .البحرالرائق ج:٢ ص: ٢٠١ .ط:سعيد.ردالمحتارج:٢ص:٢٥٧،ط:سعيد.

(٣) ولاتتم الهبة الا بالقبض الكامل .الدرمع الرد ج:٥ص:٦٩٠،كتاب الهبة ،ط:سعيد.

نہیں ہوگی (۱)، بالغ ہونے کے بعد ان میں جو صاحب نصاب ہوں سال گذرنے کے بعد ان پر زکوۃ واجب ہوگی، چاہے زکوۃ وہ ادا کریں یا ان کی اجازت سے والد ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہوجائے گی، اگر والد ادا نہیں کریگا تو لڑکیوں کے لئے اپنی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۲)

☆ اور اگر باپ نے لڑکیوں کو سونے کا مالک نہیں بنایا تو اس صورت میں باپ مالک ہے سالانہ باپ کیلئے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر باپ صاحب نصاب ہے۔(۳)

☆......جو سونا یا زیور لڑکیوں کے نام کردیا جاتا ہے یعنی یہ اعلان کردیا جاتا ہے کہ فلاں زیور فلاں لڑکی کا ہے تو وہ لڑکی اس زیور کی مالک ہوجائے گی، اور اگر اسطرح اعلان نہیں کیا گیا بلکہ لڑکیوں کو شادی میں دینے کی نیت سے خرید کے رکھا ہے تو لڑکیاں ان زیورات کی مالک نہیں ہیں، ایسے زیورات کی زکوۃ باپ کے ذمہ ہے اگر باپ صاحب نصاب ہے۔(۴)

لڑکے کو زکوۃ دینا

اپنے حقیقی لڑکے کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۵)

(۱) قوله عقل وبلوغ الخ فلاتجب على مجنون ،وصبى ،لانها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها الخ .شامى ،كتاب الزكاة ،مطلب فى احكام المعتوه ،ج:۲ص:۲۵۸.هنديه ج:۱ ص: ۱۷۲. ط:رشيديه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲ .ط:سعيد.بدائع ج:۲ص:٤ فصل اما شرائط الفرضية .

(۲و٤) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ،تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷،ط:ادارة القرآن .فتح القدير،كتاب الزكاة ج:۲ص: ۲۱۲ .ط:رشيديه .

(۳) لم يختلفوا ان الحلى اذا كان فى ملك الرجل تجب فيه الزكوة فكذلك اذا كان فى ملك المرأة كالدراهم والدنانير وايضا لايختلف حكم الرجل والمرأة فيما يلزمها من الزكوة فوجب ان لايختلفا فى الحلى اھ احكام القرآن ،ج:۳ص:۱۳۳.بب زكوة الحلى ، سهيل اكيڈمى. لاتتم الهبة الا بالقبض الكامل ،الدرالمختارشامى ج:۵ص: ٦٩٠، كتاب الهبة .

(۵) ولاالى ولاد ....اى أصله وان علا كابويه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل. شامى، باب المصرف ،ج:۲ص:۲٤۳ .البحرج:۲ص:۲۰۱ . هنديه ج:۱ص:۱۸۸ .بدائع ج:۲ ص:٤۹

لکڑیاں

جلانے کے قابل لکڑیوں میں عشر واجب نہیں ہے۔(۱)

لوہا

☆......اگر لوہا کان سے نکالا ہے، تو نکالنے کے بعد پانچواں حصہ یعنی ٪۲۰ فیصد زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا اور باقی چار حصے یعنی ٪۸۰ فیصد اپنے استعمال میں رکھنا جائز ہوگا(۲)، اور باقی چار حصے فروخت کرنے کی صورت میں آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی، فروخت کرنے سے پہلے نہیں۔(۳)

☆......اگر کوئی شخص بازار سے لوہا خرید کر کاروبار کرتا ہے تو یہ مال تجارت ہے اور مال تجارت کی مالیت اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، یا دوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہوجاتا ہے تو اس صورت میں سالانہ جو لوہا دکان اور گودام میں موجود ہوگا اسکی قیمت فروخت اور کیش رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

---

(۱) ومنها ان يكون الخارج من الارض مما يقصد بزراعته نماء الارض وتشتغل الارض به عادة فلاعشرفى الحطب والحشيش والقصب الفارسى الخ ،بدائع الصنائع،فصل واما شرائط المحلية ،ج:۲ص:۵۸ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸ ،باب العشرط:سعيد.الدرمع الرد ج:۲ص:۳۲۷،باب العشرط:سعيد.

(۲) الركازهومال مركوز تحت ارض ......معدن خلقى خلقه الله تعالى ......لأنه الذى يخمس وجد مسلم.....معدن نقد ونحوحديد وهو كل جامد ينطبع بالنار...الدرمع الرد ج: ۲ ص:۳۱۸،باب الركازط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۳٤،باب الركاز ط:سعيد. هنديه ج:۱ص:۱۸٤،الباب الخامس فى المعادن والركاز،ط:رشيديه ،تتارخانية ج:۲ص: ۳۳۹، كتاب المعادن والركاز،ط:ادارة القرآن.

(۳) زكاة العمارات والمصانع لاتجب الزكاة فى عينها،وانما فى ارباحها،الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۸٦٤،المبحث الخامس ط:دارالفكر.بيروت .

(٤) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۸،عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۹،فصل فى العروض .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط:سعيد.بدائع ج:۲ص:۲۰، فصل واما اموال التجارة .ط:سعيد.

(م)

ماسی

☆......اگر ماسی، مسلمان ہے، غریب اور محتاج ہے، نصاب کی مالک نہیں تو اس کو تنخواہ کے علاوہ محتاج ہونے کی بنا پر زکوۃ سے مدد کرنا جائز ہے۔(۱)

☆...... اگر" ماسی" مسلمان نہیں عیسائی ہندو وغیرہ ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں (۲) کیونکہ زکوۃ کا مستحق ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے اگر کسی نے جان بوجھ کر غیر مسلم" ماسی" کو زکوۃ دی ہے تو اتنی زکوۃ دوبارہ مسلمان فقیروں کو دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔

مال پر زکوۃ کب فرض ہوتی ہے

نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال کے مالک ہوتے ہی زکوۃ فرض نہیں ہوتی بلکہ پورا سال اس میں سے جتنا چاہے جہاں چاہے خرچ کرتا رہے، سال کے آخر میں کھانے پینے اور تمام اخراجات پورا کرنے کے بعد جتنا مال باقی بچ کے رہے گا اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہوگی، اور اس سے ڈھائی فیصد

---

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی، هندیه، الباب السابع فی المصارف ج:۱ ص:۱۸۹، بدائع ج:۲ ص:۴۸ ط: سعید. البحر ج:۲ ص:۲۴۰، باب المصرف ط:سعید. الدر مع الرد ج:۲ ص:۳۳۹، ط: سعید.

(۲) وشرعا (تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر الخ) الدر مع الرد ج:۲ ص: ۲۵۶. فتاوی دارالعلوم دیوبند ج:۶ ص:۱۸۲. البحر ج:۲ ص:۲۰۱، ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۷۰، ط:رشیدیه. وهکذا فی التتارخانیة :ولایجوز ان یدفع الزکاة إلی ذمی، وفی الخانیة : ولا إلی حربی .... فالجملة فی هذا أن جنس الصدقة یجوز صرفها الی المسلم ولایجوز صرفها الی الحربی، وأما اهل الذمة لایجوز صرف الزکاة الیهم بالاتفاق، تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۳،۲۷۴، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۹، ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۸۸، ط:رشیدیه. شامی ج:۲ ص:۳۵۱، باب المصرف.

زکوۃ کے طور پر نکال کر مستحق لوگوں کو دینا لازم ہوگا۔(۱)

اور اگر سال پورا ہونے سے پہلے سارا مال خرچ کر دیا، یا خرچ کرنے کے بعد جو مال باقی رہا ہے وہ نصاب سے کم ہے تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔(۲)

مال تجارت

مال تجارت وہ مال ہے جو فروخت کرنے کی نیت سے لیا ہو، اس کا نصاب بھی وہی ہے جو نقد روپے کا نصاب ہے، یعنی کل مال کی قیمت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سال گذرنے کے بعد اسپر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۳)

مال تجارت کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ

☆......تجارت کے مال کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب صاحب نصاب آدمی کا سال مکمل ہو، تو جس دن سال مکمل ہو اس دن تمام اموال تجارت کی قیمت،

---

(۱) وفی فتح القدیر: الزکاۃ واجبة علی الحر البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال علیه الحول ......والمراد بالواجب الفرض .فتح القدیر، کتاب الزکاۃ ج:۲ ص:۱۱۲، ط: المکتبة الرشیدیه، وهکذا فی الفتاوی التتارخانیة: ج:۲ ص:۲۱۷. روی مالك والنسائی عن نافع أن رسول الله ﷺ قال: من استفاد مالا فلا زکوۃ علیه حتی یحول علیه الحول ..... ولیس فی مال زکاۃ حتی یحول علیه الحول، فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۳. کتاب الزکاۃ ط:رشیدیه.

(۲) قال فی البدائع: کمال النصاب شرط وجوب الزکاۃ فلاتجب الزکاۃ فیما دون النصاب لانهالاتجب الا علی الغنی ......ومادون النصاب لایفضل عن الحاجة الاصلیة .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۵. ط:سعید. شامی ج:۲ ص:۲۶۷.

(۳) قال فی البدائع وأما اموال التجارة فتقدیر النصاب فیها بقیمتها من الدراهم فلاشیئ قیمتها مائتی درهم فتجب فیها الزکاۃ .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰ فصل فی اموال التجارة ط: سعید. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸، باب زکاۃ المال ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۷۹، الفصل الثانی فی العروض، ط:رشیدیه .الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۹۸. باب زکاۃ المال، ط: سعید.

قیمت فروخت کے اعتبار سے معلوم کرکے جمع کرلیں، اسیطرح سال کے دوران جو نفع ہوا اور وہ موجود ہے اسکو بھی مال کی قیمت میں شامل کرلیں، نیز تجارت کے علاوہ کسی اور جائز ذریعہ سے جو مال حاصل ہوا مثلاً وراثت یا ھبہ کی صورت میں اس کو بھی جمع کرلیں ان سب کے مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالیں۔(۱)

☆......نقدی، سونا، چاندی اور تجارتی سامان کی قیمت فروخت کو متعین کرنے کے بعد واجب الاداء قرض کو منہا کرکے بقیہ رقم میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردیں۔(۲)

☆......کسی کے پاس کچھ سونا کچھ چاندی اور کچھ روپیہ اور کچھ مال تجارت ہے، لیکن الگ الگ ان میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر نہیں، تو اس صورت میں سب کو ملا کر دیکھا جائے اگر ان تمام چیزوں کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر مجموعی قیمت اس سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) یقوم التاجر العروض اوالبضائع التجارية فی آخر کل عام بحسب سعرها فی وقت اخراج الزكاة لابحسب سعر شرائها ويخرج الزكاة المطلوبة وتضم السلع التجارية بعضها الى بعض عند التقويم ولواختلفت اجناسها كثياب وجلود ومواد تموينة وتجب الزكاة بلاخلاف فی قيمة العروض لافی عينها ....وواجب التجارة هو ربع عشر القيمة كالنقد باتفاق العلماء ، الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۷۹۲،ط:دارالفكر،بيروت.قال الحنفية يضم الربح الناتج عن التجارة ....والمال المستفاد من غير التجارة كالارث والهبة الى اصل راس المال اذا كان مالكا للنصاب ، ويزكی الجميع فی تمام الحول ،الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۷۹۵.ثالثا تقويم العروض ،دارالفكر.

(۲) اذا كان على الرجل دين فله مال الزكاة وغيره .....فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء من جنس الدين ام لا،بدائع ج:۲ص:۸ط:سعيد.ردالمحتار ج:۲ص:۲٦٤. البحر ج:۲ص:۲۰٤،ط:سعيد.

(۳) قال فی البحر:وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضه قيمة ، البحر ج:۲ ص:۲۳۰،ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۳۰۳،باب زكاة المال ،ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹،ط:رشيديه .بدائع ج:۲ص:۱۹ .اما مقدار الواجب .

مال تجارت میں قیمت خرید یا لاگت کا حساب

مال تجارت میں زکوۃ نکالنے کے لئے اپنی خرید یا لاگت کا حساب لگانا کافی نہیں، بلکہ قیمت فروخت کے حساب سے زکوۃ نکالنا ضروری ہے مثلاً کسی نے کچھ مال تاجرانہ قیمت سے خریدا یا اپنے کارخانہ سے مال تیار کیا، اور وہ ایک ہزار روپے میں اس کو پڑ گیا مگر بازار میں وہ دو ہزار کا ہے، تو زکوۃ دو ہزار کے حساب سے نکالنا لازم ہوگی، ایک ہزار کے حساب سے زکوۃ ادا کرنے سے پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۱)

مال جہاں ہے وہاں کی قیمت کا اعتبار ہے

زکوۃ کی ادائیگی میں مال زکوۃ کی قیمت وہاں کی معتبر ہے جہاں مال موجود ہے، جہاں زکوۃ دینے والا موجود ہے وہاں کی قیمت کا اعتبار نہیں ہے، مثلاً زید سعودی عرب میں رہتا ہے، اور اس کا مال کراچی میں ہے تو کراچی کی قیمت کا اعتبار ہوگا سعودی عرب کا نہیں اسیطرح اگر زید لاہور میں ہے اور مال کراچی میں تو کراچی کی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ نکالی جائے گی لاہور کی قیمت کے اعتبار سے نہیں۔ (۲)

---

(۱) يقوم التاجر العروض في اخر كل عام بحسب سعرها في وقت اخراج الزكاة لابحسب سعر شرائها ويخرج الزكاة المطلوبة ،الفقه الاسلامي وادلته، ج:۲ ص:۷۹۲،ط:دار الفكر.

(۲) وفي الهنديه :ويقومها المالك في البلد الذي فيه المال حتى لو بعث عبدا للتجارة إلى بلد آخر فحال الحول تعتبر قيمته في ذلك البلد ولو كان في مفازة تعتبر قيمته في أقرب الامصار إلى ذلك الموضع .هنديه ،كتاب الزكاة ،الفصل الثاني في العروض ،ج:۱ ص:۱۸۰ . و هكذا في الهنديه :ثم المعتبر في الزكاة مكا ن المال حتى لو كان هو في بلد وماله في بلد آخر يفرق في موضع المال ......وعليه الفتوى ،هنديه ،باب المصارف ،ج:۱ ص: ۱۹۰، ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۸ ،زكاة عروض التجارة ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۹، باب زكاة المال ،ط:سعيد. شامي ج:۲ ص:۳۰۰ .باب زكاة المال .

مالدار اولاد والی بیوہ کو زکوۃ دینا

اگر کوئی عورت بیوہ ہے، اور اسکی اولاد برسر روزگار مالدار ہے ،تو اس بیوہ کے اخراجات اس کی اولاد کے ذمہ ہیں (۱)،لیکن اگر وہ عورت غریب ہے، اور لڑکے ماں کی امداد نہیں کرتے یا تھوڑی بہت کرتے ہیں جو اس کی روزمرہ کی ضروریات کیلئے کافی نہیں ہے تو اسکو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔ (۲)

مالدار بیوی کا شوہر

اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اسکو زکوۃ دینا جائز ہے بیوی مالدار ہونے کی وجہ سے غریب شوہر کو زکوۃ دینا منع نہیں ہے۔

مالدار تھا فقیر ہو گیا

اگر کوئی شخص پہلے مالدار تھا لیکن اب کسی وجہ سے فقیر بن گیا، یا اتنا زیادہ مقروض ہو گیا کہ قرض ادا کرنے کی استطاعت نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔ (۳)

اس لئے مالداروں کو غریبوں کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا ہو ورنہ حالت بدلنے میں دیر نہیں لگتی اللہ چاہے تو وزیر اعظم کو اسیر اعظم بنا سکتا ہے تخت و

(۱) والام اذا كانت فقيرة فانه يلزم الابن نفقتها وان كان معسرا،هنديه ،الفصل الخامس فى نفقة ذوى الارحام، ج: ۱ ص: ۵۶۵ .يجبر الولد الموسر على نفقة الابوين المعسرين مسلمين كاناأوذميين ،هنديه ج: ۱ ص: ۵۶۴ .ط:رشيديه.

(۲) ويجوز دفعها الى من اقل من النصاب الخ ،عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۸۹ ،كتاب الزكاة باب المصارف .بدائع ج: ۲ ص: ۴۹ ،ط:سعيد.البحر ج: ۲ ص: ۲۴۰ ،باب المصرف ط:سعيد. رد المحتار ج: ۲ ص: ۳۳۹ ،باب المصرف ط:سعيد.ط:

(۳) والدفع الى من عليه الدين أولى من الدفع الى الفقير كذا فى المضمرات ،عالمگيرى ، الباب السابع فى المصارف ج:۱ ص:۱۸۸ .شامى ج:۲ ص:۳۴۳ ،تتارخانيه ج:۲ ص: ۲۷۰ . فان كان عليه دين فلاباس بان يتصدق عليه قدر دينه وزيادة مادون المائتين وكذا اذا كان له عيال يحتاج الى نفقتهم وكسوتهم ،بدائع ج:۲ ص:۴۹ ، ط: سعيد. البحر: ۲ ص: ۲۴۱ ،فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۴ .تتارخانيه ج: ۲ ص: ۲۶۹ .من توضع الزكاة فيه .

تاج کے مالک کو ایک ایک نوالہ کے لئے دردرگھر گھر کا محتاج بنا سکتا ہے۔

مالدار ضرورت مند کو زکوۃ دینا

☆......اگر کسی نے اپنا روپیہ پیسہ لوگوں کو قرض دے رکھا ہے، جو کسی میعاد پر ہی وصول ہوگا اور اس دوران اس کو اخراجات کے لئے پیسے کی ضرورت ہو، اور اسکے پاس پیسے وغیرہ نہ ہوں تو اس وقت اس آدمی کے لئے اتنی زکوۃ لینا جائز ہوگا جو اپنے قرض کی میعاد پوری ہونے تک اس کے اخراجات کو کافی ہو۔(۱)

☆......اگر قرض غیر میعادی ہے، اور جس کو اس نے قرض دیا ہے، وہ محتاج اور غریب ہے اور اس آدمی کے پاس اخراجات کیلئے پیسے وغیرہ نہیں ہیں تو اس وقت اس آدمی کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا، کیونکہ وہ اس وقت مسافر کے مانند ہو جائے گا۔(۲)

☆......اگر قرضدار پیسے والا آدمی ہے اور اس کے قرض کو تسلیم کرتا ہے، تو اب اس مالدار ضرورت مند آدمی کو زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اگر وہ قرضدار قرض کو تسلیم نہ کرے، اور قرضے کے گواہ موجود ہیں اور وہ عادل ہیں، تو اس صورت میں بھی اس آدمی کیلئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا اور اگر گواہ عادل نہیں ہیں تو اس صورت میں مذکورہ آدمی کے لئے اس وقت تک زکوۃ لینا جائز نہیں

(۱) لاباس بان یعطی من الزکاۃ من له مسکن ومایتأثث به فی منزله وخادم وفرس وسلاح ،بدائع ج:۲ص:۴۸،ط:سعید.البحر،ج:۲ص:۲۴۴. والذی له دین مؤجل علی انسان اذا احتیج الی النفقة یجوزله ان یاخذ من الزکاۃ قدرکفایته الی حلول الاجل ،البحر ج:۲ ص:۲۴۰، باب المصرف ط:سعید.

(۲) واما قوله تعالی وابن سبیل فهوالغریب المنقطع عن ماله وان کان غنیا فی وطنه لانه فقیرفی الحال ،بدائع ج:۲ص:۴۶،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی ،ط:سعید،تتارخانیه ج:۲ص:۲۷۰.وان کان الدین غیرمؤجل فان کان من علیه الدین معسرا یجوزله اخذ الزکاۃ لانه بمنزلة ابن سبیل ،البحرج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف ،ط:سعید.

(۳) وان کان المدیون موسرا معترفا لایحل له اخذ الزکاۃ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰، ط: سعید.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۰.الفصل الثامن.

ہوگا جب تک کہ یہ شخص عدالت سے رجوع کر کے دعوی نہ کرے اور جج قرض والے سے اس کے انکار پر قسم نہ لے، قرضدار کے قسم کھانے کے بعد اسے زکوۃ لینا جائز ہوگا۔ (عالمگیری ج:۴،ص:۴۰)۔(۱)

مالدار فقیر کو زکوۃ دینا

نام نہاد فقراء جو مالدار صاحب نصاب ہیں، اور لوگوں کو معلوم ہے، تو ان کو زکوۃ صدقۂ فطر، اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر کسی کو فقیروں کی اصلی حالت معلوم نہیں مستحق سمجھ کر زکوۃ وغیرہ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، فقیروں کی حالت معلوم ہونے کے بعد دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۲)

مالدار فقیر ہوگیا

حالت بدلنے میں دیر نہیں لگتی، سیلاب اور زلزلہ آ گیا، آگ لگ گئی، دشمنوں کا قبضہ ہوگیا، مال غرق ہوگیا، کاروبار خراب ہوگیا، ناگہانی آفت یا مصیبت آ گئی یا بیماری میں اتنا خرچہ ہوگیا ساری جمع پونجی ختم ہوگئی، اور مالدار مفلس اور غریب ہوگیا، اگر

---

(۱) وكذا اذا كان جاحدا وله عليه بينة عادلة وان لم تكن بينة عادلة لايحل له اخذ الزكاة مالم يرفع الامر الى القاضي فيحلفه فاذا حلف بعد ذلك يحل له اخذ الزكاة ، البحر الرائق ج:۲ص: ۲٤۰، ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۵ .تتارخانية ج:۲ص: ۳۰٤ .بدائع ج:۲ص: ۹

(۲) دفع بتحرلمن يظن مصرفا الى قوله وان بان غناه او كونه ذميا الى ان قال لايعيد لانه اتى بما في وسعه ،شامي ج:۲ص: ۳۵۲،۳۵۳ .بدائع ج:۲ص:۵ .البحرج:۲ص:۲٤۷ . شك في امره وتحرى ووقع تحريه على انه محل الصدقة فدفع اليه جازبالاجماع اوراه في صف الفقراء اوعلى زى الفقراء فدفع فان ظهرانه كان محلا جازواما اذا ظهرانه لم يكن محلا بان ظهرانه غنى اوهاشمى يجوزوتسقط عنه الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۵۰ ط:سعيد.قال في البحر:لودفع بتحرفبان انه غنى اوهاشمى صح لحديث البخارى لك مانويت يازيد ،ولك مااخذت يامعن ،حين دفعها زيد الى ولده ، و ليس المراد بالتحرى الاجتهاد بل غلبة الظن بانه مصرف بعد الشك فى كونه مصرفا، البحر ج:۲ص:۲٤۷ط:سعيد.شامي ج:۲ ص: ۳۵۳ .هنديه ج:۱ص:۱۸۹ـ۱۹۰ .

گذشتہ زمانے میں معزز اور مالدار تھا لیکن اب کچھ نہیں، تو ایسے آدمی کو بھی زکوۃ دینا جائز ہے۔

مالداروں کو چاہئے کہ ہمیشہ غریبوں کا خیال رکھیں تا کہ اللہ کی رحمت بھی ان پر قائم دائم ہو، ورنہ رحمت کا سلسلہ بند ہو جائے تو آدمی راستہ پر آجاتا ہے، پھر اسکو احساس ہوتا ہے زندگی میں غریبوں کی کسطرح حق تلفی کی۔(۱)

مالدار کتنا خرچ کریں

شریعت میں مالداروں کو جو خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے، بلکہ اپنی ضروریات سے جو فاضل اور زائد مال ہے، جس کے بغیر ان کے کام بند نہ ہوں وہ سب ضرورت مندوں پر خرچ کر دینا شریعت کا اصل منشاء ہے، لیکن ظاہر ہے اسکی ہمت ہر ایک نہیں کر سکتا تھا، اسلئے اس کو لازمی تو نہیں قرار دیا لیکن پسند اسی کو کیا ہے اور ترغیب بھی اسی کی دی کہ جتنا مال اپنی ضرورت سے زائد ہو وہ سب راہ خدا میں خرچ کر دو۔

یسئلونك ماذا ینفقون ، قل العفو . بقرہ آیت ۲۱۹

مالدار کو زکوۃ دینا

مالدار صاحب نصاب آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۲)

(۱) منها الفقیر وهو من له ادنی شیئ وهو ما دون النصاب اوقدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة فلایخرجه عن الفقر ملك نصب کثیرة غیر نامیة اذا کانت مستغرقة بالحاجة ، فتاوی هندیه ج:۱ ص:۱۸۷ ، کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف ،ط:رشیدیه . بدائع ج:۲ ص:۴۳ .هندیه ج:۱ ص:۱۸۹ ،شامی ج:۲ ص:۳۳۹ .تتارخانیة ج:۲ ص:۲۶۷ .فتح القدیر ج:۲ ص:۲۰۲ .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۰ ، باب المصرف .

(۲) ولایجوز دفع الزکاة الی من یملك نصابا ای مال کان دنانیر اودراهم أوسوائم أو عروضا للتجارة أولغیر التجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة ،الفتاوی الهندیه ج:۱ ص:۱۸۹ ، کتاب الزکاة الباب السابع فی المصارف .تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۵ . البحر=

مالدار کی اولاد

اگر مالدار باپ کی بالغ اولاد غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اگر اولاد بالغ نہیں تو مالدار باپ کی نابالغ اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۱)

مالدار کی بیوی کو زکوۃ دینا

اگر مالدار آدمی کی بیوی غریب ہے، زکوۃ کی مستحق ہے، اور شوہر اس کو خرچہ نہیں دیتا تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

مالدار کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا

مالدار صاحب نصاب آدمی کے نابالغ بچوں کو زکوۃ کی رقم سے وظیفہ دینا جائز نہیں۔(۳)

=ج:٢ص:٢٤٤ .شامي ج:٢ص:٣٤٧. قوله وغني يملك نصابا قال في البحراى لايجوز الدفع له لحديث معاذ المشهورخذها من اغنيائهم وردها في فقرائهم .ردالمحتارج٢ص: ٣٤٦. البحرج:٢ص:٢٤٤.باب المصرف ،ط:سعيد.

(١) ولايعطى منها غنيا ولاولد غني اذا كان صغيرا ،فان كان كبيرا فقيراجازالدفع اليه . الفتاوى التتارخانية ج:٢ص:٢٧٢،كتاب الزكاة ،من توضع الزكاة فيه .البحرج:٢ ص: ٢٤٦ .شامي ج:٢ص:٣٤٩ .بدائع ج:٢ ص؛٤٧هنديه ج:١ ص:١٨٩ .قال في البدائع :واما ولد الغني ان كان كبيرا فقيرا يجوزلأنه لايعد غنيا بمال ابيه فكان كالاجنبى ،بدائع ج:٢ ص:٤٧. ط:سعيد.ردالمحتارج:٢ص:٣٥٠.

(٢) قال ابوحنيفة ومحمد:يجوزالدفع إلى امرأة الغنى إذا كانت فقيرا .وفي الخانية فرض لها النفقة أولم يفرض وفي الظهيرية وهوالأصح وعن أبي يوسف انه لايعطى امرأة الغنى اذا قضى لها بالنفقة .الفتاوى التاتارخانية .ج:٢ص:٢٧٣.كتاب الزكاة ،من توضع الزكاة فيه.هنديه ج:١ص:١٨٩. بدائع ج:٢ص:٤٧. قال في البدائع ولودفع الى امرأة فقيرة فزوجها غنى جازلان المرأة لاتعد غنية بغناء زوجها . بدائع ج:٢ص:٤٧. ط:سعيد. ورد المحتارج:٢ص:٣٥٠.باب المصرف ط:سعيد.

(٤) ولايدفع إلى مملوك غنى لأن الملك واقع لمولاه ولاإلى ولد غنى اذا كان صغيرا لأنه يعد غنيا بيسارأبيه ،الهدايه مع فتح القديرج:٢ص:٢١١ .باب من يجوزدفع الصدقة اليه ومن لايجوز.شامي ج:٢ص:٣٤٨.كتاب الزكاة،هنديه ج:١ص:١٨٩.قال في البدائع و اما ولد الغنى فان كان صغيرا لم يجز الدفع اليه وان كان فقيرا لان الولد الصغيريعد غنيا =

مالدار کے والدین

اگر مالدار اولاد کے والدین غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں لوگوں کیلئے مالدار کے والدین کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مالدار ہونے کی امید پر پیشگی زکوۃ دیدی

اگر کوئی شخص فی الحال مالدار صاحب نصاب نہیں، بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوۃ ادا کر دی، تو یہ زکوۃ ادا نہیں ہوئی جب نصاب کے برابر یا اس سے زائد مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو دوبارہ زکوۃ دینا فرض ہے۔(۲)

مال کی سپلائی پر زکوۃ

اگر کوئی شخص مال ادھار لیکر سپلائی کرتا ہے، تو اس کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے کے بعد اس کے پاس مال تجارت، سونا، چاندی، اور وہ قرضے جو لوگوں کے ذمہ ہیں سب کو جمع کرلے، پھر اس مجموعی رقم سے قرضہ جات منہا کر دے، پھر اس کے بعد جتنی مالیت باقی رہے اس میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دے۔(۳)

= بغناء ابيه ، بدائع ج:٢ ص:٤٧ ،ط:سعيد. ردالمحتار ج:٢ ص:٣٤٩ .ط:سعيد.

(١) ويجوز صرفها الى الأب المعسروإن كان ابنه موسرا كذا فى شرح الطحاوى ،الفتاوى الهنديه، ج:١ ص:١٨٩ ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصارف .تتارخانية ج:٢ص:٢٧٣ . قال فى البدائع :وكذا يجوز الدفع الى فقيرله ابن غنى وان كان يجب عليه نفقته، بدائع ج:٢ ص:٤٧ ،فصل اما الذى يرجع الى المودى اليه ط:سعيد.

(٢) اما اذا عجل الزكاة ثم كمل النصاب بعد التعجيل فما عجل لايكون زكوة وانما كان تطوعا، الفتاوى التاتارخانية ج:٢ص:٢٥٤ .كتاب الزكاة ،هنديه ج:١ص:١٧٦ .تعجيل الزكاة . قال فى البحر: قيد بقوله ذونصاب لانه لوعجل قبل ان يملك تمامه ثم تم الحول على النصاب لايصح . البحرج:٢ص:٢٢٤ ،ط:سعيد.

(٣) وان كان ماله اكثرمن دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا ،الهدايه مع فتح القديرج:٢ ص: ١١٨ . كتاب الزكوة ،ثم اذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره من عبيد الخدمة فان الدين يصرف الى مال الزكاة عند نا سواء كان من جنس الدين أولا ،بدائع ج:٢ص:٨ ،كتاب الزكاة .اما شرائط =

مالدار کے مال سے اجازت کے بغیر زکوۃ لینا

اگر کسی آدمی پر زکوۃ واجب ہے مگر وہ زکوۃ ادا نہیں کرتا، تو کسی مستحق زکوۃ محتاج کو یہ اجازت نہیں کہ مالدار آدمی کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے زکوۃ کی نیت سے کچھ رقم لے لے، اگر کسی محتاج آدمی نے ایسا کیا ہے تو مالک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس سے اپنا مال یا رقم واپس لے لے، اگر فی الحال اس آدمی کے پاس مال موجود ہے، ورنہ اجازت کے بغیر مال لینے والا محتاج اس رقم کا ضامن ہوگا اور اس کو اتنی رقم ادا کرنی ہوگی۔(۱)

مال دوسرے کے قبضہ میں رہا

☆......اگر کسی کا مال یا رقم مثلاً دس سال سے والدین یا بھائی کے قبضہ میں رہی، اور اب دس سال کے بعد سارا مال اس کو مل گیا تو اس صورت میں مال ملنے کے بعد جب ایک سال پورا ہو جائے گا تو اس کی زکوۃ واجب ہوگی گذشتہ دس سال کی زکوۃ لازم نہیں ہوگی (کیونکہ یہ دین ضعیف کے حکم ہے)۔(۲)

☆......اگر والد کے انتقال کے بعد اسکے ترکہ پر کسی ایک بیٹے نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس نے بھائی اور بہنوں کے مطالبہ پر ترکہ کو تقسیم نہیں کیا تو اس پر مثلاً دس سال گذر گئے پھر ترکہ تقسیم کیا تو اب جن بھائی اور بہنوں کو دس سال کے بعد رقم ملی ہے ان

= الفرضية .شامي ج:۲ ص: ۲٦٤ . البحر ج:۲ ص: ۲۰٤ ،ط:سعيد.

(۱) وإذا وجبت الزكاة على رجل وهولا يؤديها لايحل للفقير أن يأخذ من ماله بغير علمه وإن أخذ كان لصاحب المال أن يستردها إن كان قائما وإن كان هالكا يضمن لأن الحق ليس لهذا الفقير بعينه ،التاتارخانية ج:۲ ص:۲۸٦ ،كتاب الزكاة ،المسائل المتعلة بمعطى الزكاة . البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۱ .ط:سعيد.

(۲) وأما الدين الضعيف فهوالذى وجب له بدلا عن شئ سواء وجب له بغير صنعه ......ولا زكاة فيه مالم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض ،بدائع ج:۲ ص: ۱۰ ،كتاب الزكاة ، مراتب الديون ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷ .فتح القدير ج:۲ ص:۱۲۳ .شامي ج:۲ ص: ۳۰۵ .هنديه ج:۱ ص:۱۷۵ .

کو گذشتہ دس سال کی زکوۃ دینالازم نہیں بلکہ رقم ملنے کے بعد جب سال پوراہوجائے گا یاپہلے سے صاحب نصاب ہے اس اعتبار سے سال پوراہوجائے پھراس پرزکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مال ضمار

''قرض'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالک کواطلاع دیئے بغیرزکوۃ دیدی

جس آدمی پرزکوۃ واجب ہے،اگراس کے گھر کے افراد نے زکوۃ کی نیت سے کسی مستحق آدمی کوکچھ رقم دیدی تواسکی دوصورتیں ہیں اگرمذکورہ صاحب نصاب آدمی نے پہلے سے اپنے گھر کے لوگوں کوزکوۃ اداکرنے کی اجازت دیدی تھی تواس صورت میں گھر کے لوگوں نے زکوۃ کی نیت سے جورقم دی ہے وہ زکوۃ میں اداہوگی۔(۲)

اوراگرمذکورہ صاحب آدمی نے پہلے سے گھر کے لوگوں کوزکوۃ اداکرنے کی اجازت نہیں دی تھی،اورگھر کے لوگوں نے زکوۃ کی نیت سے فقیروں کوکچھ رقم دی ہے اوروہ رقم اب تک اس فقیر کے پاس موجود ہےاس نے خرچ نہیں کی ہےاور مالک نے

---

(۱) وأما الدين الاضعف مايملكه بغيرفعل كالميراث والوصية فحكمه حكم الضعيف وهذا اذا لم يكن مال سواه اما اذا كان له مال بلغ نصابافبقدرماأخذ قليلا كان أوكثيرايضم الى ماعنده ويزكى النصاب وماضم اليه جميعا.تاتارخانية ،كتاب الزكاة ،زكاة الديون ج:٢ ص: ٣٠١. البحرج:٢ص:٢٠٧كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامى ج:٢ص:٣٠٥.بدائع ج:٢ص:١٠.

(٢) رجل امررجلا أن يؤدى عنه زكاة ماله فأداها قال يجوزعنه ولايرجع على الامربماأدى . من ادى زكاة مال غيره من مال نفسه بأمرمن عليه الزكاة جازبخلاف ماإذا ادى بغيرامره ثم أجاز. التاتارخانية،ج:٢ص:٢٨٤،كتاب الزكاة ،المسائل المتعلقة بمعطى الزكاة . البحرج:٢ ص:٢١٠.هنديه ج:١ص:١٧١. قال فى البحر:وانما تشترط النية لدفع المزاحم كما اذا دفع بلانية ثم حضرته النيه والمال قائم فى يد الفقيرفانه يجزيه بخلاف ما اذا نوى بعد هلاكه ط:سعيد.البحرالرائق ج:٢ص:٢١٠.كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامى ج:٢ص: ٢٦٨.

زکوۃ کی نیت کی تو نیت صحیح ہوگی اور زکوۃ ادا ہو جائے گی ، اور اگر وہ رقم فقیر کے پاس نہیں بلکہ اس نے خرچ کردی ہے اور مالک نے اب زکوۃ کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی البتہ صدقہ کا ثواب ملے گا۔(۱)

مالک ہونا

☆......''مالک'' ہونے سے مراد قبضے میں ہونا۔(۲)

☆......اگر کوئی شخص کسی چیز کا مالک ہوا، لیکن وہ چیز ابھی تک قبضے میں نہیں آئی، تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، جیسے عورت کا مہر جب تک اسکے قبضہ میں نہیں آئے گا، اس کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر کوئی کسی مال پر قابض ہے مالک نہیں اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں جیسے مقروض کہ مال اس کے قبضہ میں ہوتا ہے لیکن وہ مالک نہیں ہوتا بلکہ مالک کوئی اور ہوتا ہے تو اس صورت میں مقروض کے ذمہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ قرض دینے

---

(۱) (وشرط صحة ادائها نية مقارنة له) اى للاداء (ولو) كانت المقارنة (حكما) كمالودفع بلانية ثم نوى والمال قائم فى يد الفقيروفى حاشية ابن عابدين بخلاف ما اذا نوى بعد هلاكه بحر،(ردالمحتارعلى الدرالمختار،كتاب الزكاة ج:٢ص:٢٦٨ط:سعيد.البحرج: ٢ ص: ٢١٠ .رجل أدى زكاة غيره عن مال ذلك الغيرفاجازه المالك فإن كان المال قائما فى يد الفقيرجاز وإلا فلا. الفتاوى الهنديه ج:١ص:١٧١،كتاب الزكاة ،البحرج:٢ص:١١٠ ، تتارخانية ج:٢ص:٢٨٤ . وإن تصدق بمال المتصدق عنه وقف على إجازته فإن أجازوالمال قائم جازعن الزكاة و إن كان المال هالكا جازعن التطوع ولم يجزعن الزكاة .بدائع ،كتاب الزكاة ،ج:٢ص:٤١ .

(٢) المراد بالملك التام المملوك رقبة ويدا،(رد المحتارج:٢ص:٢٥٩،كتاب الزكاة ووجوب الزكاة وظيفة الملك المطلق وعلى هذا يخرج قول أبى حنيفة فى الدين الذى وجب للانسان لابد لا عن شئ (الى) أوجب بدلا عما ليس بمال اصلا كالمهرللمرأة على الزوج ،أنه لاتجب الزكاة فيه ،بدائع ،كتاب الزكاة،ج:٢ص:٩و١٠،ط:سعيد.هنديه ج:١ ص: ١٧٣ .ومنها الملك المطلق وهوأن يكون مملوكارقبة ويدا الخ .

والا ہی زکوۃ ادا کرے۔(۱)

مال کیسا دے زکوۃ میں

☆......اگر کل مال عمدہ ہے تو زکوۃ میں عمدہ مال دینا چاہئے، اور اگر سب مال خراب ہے تو خراب مال دیا جائے، اور اگر کچھ مال عمدہ ہے اور کچھ خراب ہے، تو زکوۃ میں متوسط اور درمیانے درجہ کا مال دینا چاہئے۔(۲)

☆......اگر اعلی درجہ کے مال کی زکوۃ ادنی درجہ کی چیزوں سے دی تو اس میں جس قدر کمی ہوئی ہے اس کے بدلے میں قیمت دیدی جائے تا کہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے۔(۳)

☆......اگر ادنی درجہ کے چیزوں کی زکوۃ اعلی درجہ کے چیزوں سے دی ہے تو اس میں جس قدر زیادتی ہوئی اس کی قیمت وضع کر سکتے ہیں۔(۴)

---

(۱) ومنها ان لایکون علیه دین مطالب به من جهة العباد عندنا فان كان فانه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالاكان اومؤجلا. بدائع ج:۲ص:۶،فصل اما شرائط الفرضية ط:سعيد.قال في موضع آخر:ان مال الزكاة مشغول بحاجة الدين فكان ملحقا بالعدم ،بدائع ج:۲ ص:۸، ط: سعيد.شامي ج:۲ص؛۲۶۰.فتح القديرج:۲ص:۱۱۷.هنديه ج:۱ص:۱۷۳. البحر ج:۲ ص: ۲۰۲.

(۲) والمصدق لايأخذ الاالوسط وهوأعلى الادنى وأدنى الاعلى ولوكله جيدا فجيد، الدرالمختارمع الردج:۲ص:۲۸۷،كتاب الزكاة ،باب زكاة الغنم . قال في البدائع فان كان من جنسه يراعى فيه صفة الواجب من الجيد والوسط والردى ،بدائع ج:۲ص:٤۱ تاتارخانية ج:۲ ص:۲۲۳.شامي ج:۲ص:۲۸۶.

(۳) قال في البدائع :فان ادى المنصوص عليه من الشاة ونحوذلك يراعى فيه صفة الواجب وهوان يكون وسطا فلايجوزالردئ الاعلى طريق التقويم فيقدرقيمته وعليه التكميل لانه لم يؤد الواجب .بدائع ج:۲ص:٤۱ . فصل اما الذى يرجع الى المؤدى .

(٤) ولوادى الجيد جازلانه ادى الواجب وزيادة وان أدى القيمة ادى قيمة الوسط فان ادى قيمة الردى لايجوزالا بقدرقيمته وعليه التكميل ،بدائع ج:۲ص:٤۱،فصل اما الذى يرجع الى المؤدى ،ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۸۷. تتارخانية ج:۲ص:۲۲۳.

مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے

☆......جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے، بلکہ بعض وقت قیمت خرید سے بھی کم ہوجاتی ہے اور مال فروخت ہونے کی کوئی صورت نہیں ہوتی، تو اسکی زکوۃ دینے کی صورت یہ ہے کہ جس وقت مذکورہ مال پر سال مکمل ہوگا اس وقت بازار میں اس مال کی جو قیمت ہوگی (۱) اس کا حساب کرکے ڈھائی فیصد زکوۃ میں ادا کردیں، یا اس مال کا چالیسواں حصہ دیدیں۔(۲)

☆......اور مال کی قیمت وہ لگائی جائے گی جو اس شہر میں رائج ہے اگر اس شہر کے بازار میں وہ چیز نہیں ہے تو قریب والے شہر کی قیمت کے اعتبار سے حساب لگا کر زکوۃ ادا کردی جائے۔(۳)

---

(۱) وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الأداء وفى السوائم يوم الأداء اجماعا وهو الاصح، الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۲۸۶، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم۔ هنديه ج:۱ ص:۱۸۰. البحر ج:۲ ص:۲۲۱. بدائع ج:۲ ص:۲۲. تاتارخانية ج:۲ ص:۲۳۸، زكاة عروض التجارة.

(۲) وفى الولوالجية يقوم يوم حال عليها الحول بالغة مابلغت بعد ان كانت قيمتها فى أول الحول مائتين ويزكى مائتى درهم خمسة دراهم، تاتارخانيه ج:۲ ص:۲۳۸. زكاة عروض التجارة.

(۳) ويقوم فى البلد الذى المال فيه ولو فى مفازة ففى اقرب الأمصار إليه، فتح، الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۲۸۶، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، البحر ج:۲ ص: ۲۲۹. تاتارخانية ج:۲ ص: ۲۳۸. هنديه ج:۱ ص:۱۸۰ وذكر محمد فى الرقيات أنه يقوم فى البلد الذى حال الحول على المتاع بمايتعارفه أهل ذلك البلد نقدا فيما بينهم يعنى غالب نقد ذلك البلد ولا ينظر الى موضع الشراء ولا إلى موضع المالك وقت حولان الحول، التاتارخانية ج:۲ ص: ۲۳۸، كتاب الزكاة، زكاة عروض التجارة، ط: ادارة القرآن. البحر ج:۲ ص:۲۲۹. قال فى البدائع: وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبر قيمتها يوم الاداء، بدائع ج:۲ ص:۲۲. ط: سعيد.

مال محفوظ

☆...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے مالوں کو زکوۃ کے ذریعے محفوظ کرو، اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرو، اور مصائب کے طوفان کا دعاء و تضرع سے مقابلہ کرو۔(۱)

☆...... ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی اس نے اسکے شر کو دور کردیا۔ مجمع الزوائد ج/۳ ص/۶۳۔(۲)

☆...... ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، قیامت میں اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اسکی گردن سے لپٹ کر گلے کا طوق بن جائے گا۔ (نسائی ص:۳۳۳)۔

جس شخص کو اللہ جل شانہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اسکی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہو تو وہ سانپ بن کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔ اور اسکے منہ کے دونوں اطراف میں کاٹتا رہے گا، اسکو برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

آج اگر کسی گھر میں اچانک سانپ نکل آتا ہے، تو خوف و دہشت کی وجہ سے سب نکل کر بھاگ جاتے ہیں کل قیامت کے دن کیا ہوگا اور کیسے برداشت کیا جائے گا۔(۳)

---

(۱) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ حضوا اموالکم بالزکاۃ وداووا مرضاکم بالصدقۃ واعدوا للبلاء الدعاء ،رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر ،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ص:۶۳،۶۴،باب فرض الزکاۃ ط:دارالکتاب العربی ،بیروت۔

(۲) عن جابر قال قال رجل من القوم یارسول اللہ أریت ان ادی الرجل زکاۃ مالہ فقال رسول اللہ ﷺ من ادی زکاۃ مالہ فقد ذھب عنہ شرہ .رواہ الطبرانی فی الاوسط ،مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج:۳ص:۶۳،کتاب الزکاۃ باب فرض الزکاۃ ط:دارالکتاب العربی ،بیروت . عن أبی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ :إذا أدیت زکوۃ مالک فقد قضیت ماعلیک ،ابن ماجۃ ج:۱ ص:۱۲۸ .قدیمی

(۳) عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من رجل لہ مال لایؤدی حق مالہ الاجعل لہ طوقا فی عنقہ شجاع اقرع وھو یفر منہ وھو یتبعہ ثم قرأ مصداقہ من کتاب اللہ عزوجل "ولایحسبن =

مال مخلوط

☆......اگر کل مال حرام ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے بلکہ کل مال واپس کرنا لازم ہے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو ثواب کی نیت کے بغیر مال صدقہ کر دینا لازم ہے۔(۱)

☆......اور اگر مال حرام اور حلال سے مخلوط ہے، اور حلال غالب ہے تو دونوں کے مجموعہ پر زکوۃ واجب ہوگی، جیسا کہ غصب کردہ مال کو اپنے مال کے ساتھ مخلوط کر دے تو غصب کردہ مال پر بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۲)

درمختار میں ہے : **ولوخلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوة فيه . ج:۲ ص : ۲۹۰**

☆......اور اگر حرام غالب ہے تو حلال کی زکوۃ ادا کریں اور حرام کو واپس کر دیں اگر ممکن ہے، اور اگر مالک نہ ملے تو ثواب کی نیت کے بغیر مستحق زکوۃ آدمی کو صدقہ کر دیں۔(۳)

= الذين يبخلون بمااتاهم الله من فضله هوخيرلهم بل هوشرلهم .سيوطوقون مابخلوا به يوم القيامة" . سنن نسائى باب التغليظ فى حبس الزكاة ط:قديمى كتبخانه ج:۱ ص:۳۳۳.وابن ماجه ج:۱ ص:۱۲۸.ط:قديمى كتب خانه .فى رواية قال رسول الله ﷺ من أتاه الله مالا فلم يؤد زكاته مثل له ماله يوم القيامة شجاعا اقرع له زبيبتان ياخذ بلهزمتيه يوم القيامة فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلاهذه الاية .نسائى ج:۱ ص۳٤۳.باب مانع زكاة ماله ،ط: قديمى.

(۱) فى القنية لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة ؛لأن الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب الصدقة ببعضه ،ردالمحتار ج:۲ ص:۲۹۱.كتاب الزكاة .ولوبلغ المال الخبيث نصابا لايجب فيه الزكاة لان الكل واجب التصدق ،البزازيه على هامش الهنديه،ج:٤ ص: ۸٦،كتاب الزكاة .

(۲) فى فتح القديروغيره لايخرج عن ملك النصاب المذكورماملك بسبب خبيث ولذا قالوا لوان سلطانا غصب مالا وخلطه صارملكا له حتى وجبت عليه الزكاة ،البحرج:۲ ص: ۲۰۵،كتاب الزكاة ط:سعيد، شامى ج:۲ ص:۲۹۰،باب زكاة الغنم .

(۳) ....وهذا إذا كان له مال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه وإلا فلازكاة الخ الدرالمختارشامى ج:۲ ص:۲۹۱ .

مال مشترکہ کی زکوۃ

اگر کسی گھر میں متعدد افراد ہیں، اور سب نے ملکر خوشی سے ایک آدمی کو مختار بنایا ہے، اور اس کو سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کا اختیار دیا ہے، تو اس آدمی کو سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت ہوگی اور زکوۃ سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی اور ثواب سب کو ملے گا۔ (۱)

اور اگر تمام افراد نے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی تو اس آدمی کے لئے سب کی طرف سے مشترکہ طور پر زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ ہر صاحب نصاب آدمی کو اپنی اپنی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

مال ہلاک ہو جاتا ہے

☆...... جب کسی آدمی پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے تو خدائی کھاتے میں خود بخود اس مال کا چالیسواں حصہ علیحدہ مستحق کے نام لکھدیا جاتا ہے، اب جب زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے تو گویا کہ غریبوں کی زکوۃ اپنے مال میں دوبارہ شامل کرلی۔

اور زکوۃ کا مال جس مال میں بھی شامل ہوتا ہے اس کو ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ماخالطت الزکوۃ مالاقط الااھلکته :(مشکوۃ ج:۱ص ۱۵۷)

---

(۱) قال فی البحر: کما اذا وکل رجلا بدفع زکاۃ ماله ونوی المالك عند الدفع الی الوکیل فدفع الوکیل بلانیة فانه یجزیه ،لان المعتبرنیة الآمرلانه المؤدی حقیقة ،ھندیه ج:۱ ص:۱۷۱ ،البحرج:۲ص: ۲۱۰ .وفی المنتقی : رجل أمررجلا أن یؤدی عنه زکاۃ ماله فأداها ، قال :یجوزعنه ولایرجع علی الأمربماأدی ،تتارخانیة :ج:۲ص: ۲۸٤ .الفصل التاسع.

(۲)ولوادی زکاۃ غیره بغیرامره فبلغه فاجازلم یجزلأنها وجدت نفاذا علی المتصدق لأنها ملکه ولم یصر نائبا عن غیره فنفذت علیه ،البحرج:۲ص: ۲۱۰ ،ط:سعید. شامی ج:۲ ص: ۲٦۹ .تاتارخانیة ج:۲ص: ۲۸٤ ، الفصل التاسع .

ماموں

اگر ماموں غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۱)

ماموں کی اولاد

اگر ماموں کی اولاد (ماموں زاد بھائی بہن) غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۲)

ماں سید ہے

اگر کسی شخص کی صرف ماں سید ہے، باپ سید نہیں، اور وہ غریب ہے نصاب کا مالک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے، کیونکہ نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے، ماں کی طرف سے نہیں، اس لئے صرف ماں سید ہونے سے بیٹا یا بیٹی سید نہیں ہوگی۔ (۳)

ماں کو زکوۃ دینا

اپنی ماں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (۴)

---

(۱) قال فی فتح القدیر: وسائر القربات غیر الولاد یجوز الدفع الیھم وھو اولی لما فیہ من الصلة مع الصدقة کالاخوة والاخوات .... والاخوال والخالات، فتح القدیر ج: ۲ ص: ۲۰۹، باب المصرف ط: رشیدیہ. وبدائع ج: ۲ ص: ۵۰، شامی ج: ۲ ص: ۳۴۶. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳. ط: سعید.

(۲) قال فی البحر: واشار الی ان الدفع الی کل قریب لیس باصل ولا فرع جائز، البحر ج: ۲ ص: ۲۰۱، کتاب الزکاة. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳. فتح القدیر ج: ۲ ص: ۲۱۷، ط: سعید.

(۳) ویؤخذ من ھذا أن من کانت أمھا علویة مثلا وأبوھا عجمی یکون العجمی کفوا لھا وان کان لھا شرف ما؛ لأن النسب للأباء ولھذا جاز دفع الزکاة الیھا، فلایعتبر التفاوت بینھما من جھة شرف الام. ردالمحتار ج: ۳ ص: ۸۷، کتاب النکاح، باب الکفاءة.

(۴) ولایعطی من الزکاة والدا وإن علا ولا ولدا وإن سفل، وفی الخانیة من قبل الذکور و الاناث، التاتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۱، کتاب الزکاة من توضع الزکاة فیہ. شامی ج: ۲ ص: ۳۴۶. ھندیہ ج: ۱ ص: ۱۸۸. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳. باب المصرف.

مبلغین کو زکوۃ کی رقم سے وظائف دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے مبلغین کو وظیفہ اور تنخواہ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کیلئے تملیک ضروری ہے، اور تنخواہ میں زکوۃ دینے کی صورت میں تملیک نہیں ہوتی۔ (۱)

☆......زکوۃ کی رقم سے وظیفہ دینے کی شرط پر مبلغین کا تقرر کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

متروکہ مال کی زکوۃ ورثاء پر ہے

☆......میت کا متروکہ مال ابھی وارثوں پر تقسیم نہیں ہوا، امین کے تحویل میں ہے، اور سب وارث بالغ ہیں، بعض کے حصے مقرر ہوئے اور بعض کے ابھی مقرر نہیں ہوئے، اس مناقشہ میں پورا سال گذر گیا تو اگر مال سونا چاندی یا نقد رقم ہے اور ہر وارث کا حصہ نصاب تک پہنچ جاتا ہے تو ہر وارث پر اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اس عرصہ میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا بھی لازم ہوگا، اگر ورثاء نابالغ ہیں تو ان پر واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

☆......اگر جائیداد وغیرہ ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۳)

---

(۱) قال في البحر: وعدم الجواز لانعدام التمليك الذى هو الركن فيها ،البحر ج:۲ ص: ۲۴۳ ،ط:سعيد. ولو نوى الزكاة بما يدفع المعلم الى الخليفة ولم يستأجره إن كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضاً اجزأه وإلافلا، وكذا مايدفعه الى الخدم من الرجال و النساء في الاعياد وغيرها بنية الزكاة كذا في معراج الدراية .الهنديه ج:۱ ص: ۱۹۰، الباب السابع في المصارف .شامي ج: ۲ ص: ۳۵۶ .تتارخانية ج: ۲ ص؛ ۲۷۸ .معارف القرآن ج: ٤ ص: ۳۹۹، سورة التوبة ،آيت :٦ ،ط:ادارة المعارف .معارف القرآن كاندهلوى ج: ۳ ص: ۳٦٦ ،مكتبه عثمانيه .

(۲) ان الزكاة تجب في النقد كيفما كان امسكه للنماء أو للنفقة الخ البحر ج: ۲ ص: ۲۰٦. شامي ج: ۲ ص: ۲٦۲.

(۳) وأما المائع كالقير والنفط ومالیس بمنطبع ولامائع كالنورة والجص والجواهر و اليواقيت فلاشئ فيها كذا في التهذيب ،الهنديه ج: ۱ ص: ۱۸۵، كتاب الزكاة ،الباب الخامس في المعادن والركاز .تتارخانية ج: ۲ ص: ۳٤۱ .شامي ج: ۲ ص: ۳۲۱ .البحر ج: ۲ ص: ۲۳٦

مٹی کا تیل

☆......اگر تجارت کیلئے مٹی کا تیل خرید کر رکھا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔

☆......اگر کان سے مٹی کا تیل نکلا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

مجاہد

مجاہدین دین کے محافظ ہیں، اسلامی ممالک کی سرحدوں کے محافظ ہیں، مسلمانوں کے جان و مال عزت و آبرو کے محافظ ہیں، مساجد اور دینی اداروں کے محافظ ہیں اگر یہ نہیں ہوں گے تو کفار آسانی سے مسلمانوں کے ممالک پر قابض ہو جائیں گے دین ختم کر دیں گے، مساجد کو شراب خانہ میں تبدیل کر دیں گے مدارس کو سینما گھر میں بدل دیں گے، قرآن مجید کو جلائیں گے، اور گٹر میں پھینکیں گے، دینی کتابوں کو دریا میں ڈال دیں گے، دینداروں کو زندہ دفن کر دیں گے جیسا کہ روس اور چنگیز خان نے کیا ہے، گذرے ہوئے حالات سے سبق لینا چاہئے، اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ جو واقعی مجاہد ہیں دل کھول کر ان کی مدد کریں اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔(۲)

---

(۱) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا في الهدايه ،الهنديه ،كتاب الزكاة ،الباب الثالث في الذهب ج:۱ ص: ۱۷۹. البحرج:۲ص:۲۲۸ .شامي ج:۲ص:۲۲۸. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷ .بدائع ج:۲ ص: ۲۰. فتح القديرج:۲ص:۱۶۵ ،ط:رشيديه.

(۲) قال ابن عابدين في حاشية البحر :ومنقطع الغزاة وابن السبيل.فيدفع الى كلهم اوالى صنف وفي المبسوط لايجوزدفع الزكاة الى من يملك نصابا الا الى طالب العلم والغازى والمنقطع. منحة الخالق على هامش البحرج:۲ص:۲۴۲ ،باب المصرف ،ط:سعيد.رد المحتارج:۲ص: ۳۴۰ ،باب المصرف ط:سعيد.قال في الهدايه ولايصرف الى اغنياء الغزاة عندنا،لان المصرف هوالفقراء وذكرتلك الخمسة في التجنيس فقال لاتحل الصدقة لغني الا لخمسة الغازى والعامل عليها،......وذكرفي المصابيح وفي رواية وابن سبيل فان قيل قوله وفي سبيل الله مكررسواء كان منقطع الغزاة اومنقطع الحاج لانه اما ان يكون له في وطنه مال اولا فان كان فهوابن سبيل وان لم يكن فهوفقير ،فمن اين يكون العدد سبعة اجيب بانه فقير=

مجاہدین کو دہشت گرد کہنا

اگر مجاہدین غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا یا زکوۃ کی رقم سے جنگی سامان، استعمال کے کپڑے، جوتے، بستر اور گرم کپڑے وغیرہ دینا جائز ہے، بلکہ کافر اوران کے اتحادیوں کے خلاف جہاد جاری رہنے کی صورت میں زکوۃ کے لئے مجاہدین کو ترجیح دینا چاہئے۔

مجاہدین کو یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید میں ''دہشت گرد کہنا جائز نہیں کیونکہ دونوں جہان میں سب سے بڑے مجاہد مدنی آقا ﷺ ہیں اس کے بعد خلفائے راشدین اور تمام صحابۂ کرام مجاہد ہیں،۔

اگر کافر اوران کے اتحادیوں کے خلاف جہاد کرنے والوں کو ''دہشت گرد'' کہنا جائز ہوتو نبی کریم ﷺ کو سب سے بڑا ''دہشت گرد'' کہنا لازم آئے گا (نعوذ باللہ) اور بشمول حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت خالد بن ولیدؓ تمام صحابۂ کرام، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد وغیرھم سب کو ''دہشت گرد'' کہنا لازم آئے گا کیونکہ ان حضرات نے کافر اوران کے اتحادیوں کے خلاف جنگ کی ہے، اور جو شخص ایسے لوگوں کو دہشت گرد کہے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔(۱)

= لا انه ازداد فيه شئ اخر سوى الفقر وهو الانقطاع فى عبادة الله من جهاد أو حج فلذلك غاير الفقير المطلق ويظهر اثر التغاير فى حكم آخر وهو زيادة التحريض والترغيب فى رعاية جانبه، عناية فى هامش فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۵، ط: رشيديه.

(۱) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مجاہد اعظم تھے، لہذا جو لوگ مجاہدین کو دہشت گرد کہتے ہیں وہ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو نعوذ باللہ دہشت گرد کہتے ہیں اور جو ایسا کہے وہ کافر ہیں اگرچہ وہ اسلام کا مدعی ہوں، جیسا کہ محقق علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں: قال محمد بن سخنون اجمع العلماء فى كفره وشاتم النبى ﷺ والمنتقص له كافر والوعيد جارعليه، بعذاب الله له ومن شك فى كفره وعذابه كفر، عن اسحاق بن راهويه احد الأئمة الاعلام قال اجمع المسلمون =

مجاہدین کوزکوۃ دینا

☆......سورہ توبہ کی آیت ۶۰ میں " فی سبیل اللہ " سے بے سروسامان مجاہدین کی اعانت اور مدد کرنا مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ مجاہد غازی فقیروں کوزکوہ دینا جائز ہے تا کہ وہ اس مال سے ہتھیار اور جہاد کا سامان خرید سکیں (۱)، اور جہاد کیلئے سفر کر سکیں، البتہ جو مجاہد مالدار ہے، نصاب کا مالک ہے اس کوزکوۃ دینا جائز نہیں۔

☆......موجودہ زمانہ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے، اور مسلمانوں کے ممالک پر قبضہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مال و

= ان من سب الله تعالى اوسب رسوله ﷺ اودفع شيئا مما انزل الله تعالى اوقتل نبيا من انبياء الله عزوجل انه كافربذلك وان كان مقرا بكل ماانزل الله تعالى .فاما الدليل على كفره: فالكتاب والسنة والاجماع والقياس .اما الكتاب :فقوله تعالى :ان الذين يوذون الله ورسوله لعنهم الله فى الدنيا والآخرة واعدلهم عذابا مهينا، قوله تعالى والذين يوذون رسول الله فلهم عذاب اليم .فهذه الايت تدل على كفره وقتله والاذى هوالشرالخفيف فان زاد كان ضررا كذا. ومن السنة :مارواه القاضى عياض ان رسول الله ﷺ قال من سب نبيافاقتلوه ،ومن سب اصحابى فاضربوه . وأما القياس:فلان المرتد ثبت قتله بالاجماع ،والنصوص المتظاهرة ومنها قوله ﷺ :من بدل دينه فاقتلوا والساب مرتد مبدل لدينه .مجموعه رسائل ابن عابدين:ج:١ ص:٣١٦ و ٣١٧ و٣١٨ ط:سهيل اكيدمى ،لاهور.قال المحقق فى رد المحتار:قال ابو بكر بن منذر: اجمع عوام اهل العلم ان من سب النبى ﷺ يقتل .... و حاصله انه نقل الاجماع على كفرالساب، ردالمحتارج: ٤ ص: ٢٣١ و ٢٣٢ ،مطلب مهم فى حكم ساب الانبياء ، ط: سعيد .

(١) وفى الدرالمختارعلى ردالمحتار:وفى سبيل الله وهومنقطع الغزاة،ج:٢ص: ٣٤٣، كتاب الزكاة ،باب المصرف .وأما قوله فى سبيل الله ،قال القدورى فى كتابه :قال أبويوسف المراد به فقراء الغزاة الخ .وفى المضمرات والصحيح قول ابى يوسف ؛لأن الطاعات كلها فى سبيل الله إلا أن عند الإطلاق يفهم منه الغزاة ،التاتارخانية ج:٢ ص: ٢٧٠ ،كتاب الزكاة من توضع فيه الزكاة .الفقه الاسلامى وادلته ج:٢ص:٨٧٤. وأما قوله وفى سبيل الله عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبيل الخيرات اذا كان محتاجا وقال ابويوسف المرادمنه فقراء الغزاة لان سبيل الله اذا اطلق فى عرف الشرع يراد به ذلك ،وان كان غنيا فلايجوز الاعند اعتبارحدوث الحاجة ،بدائع ج:٢ ص: ٤٦ ، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى ط:سعيد.

جائیداد پر اجارہ داری قائم کر رہے ہیں، ماں بہنوں کو اذیت اور تکلیفیں دے دے کر عزت اور عصمت کو لوٹ رہے ہیں اور بے دردی سے قتل کر رہے ہیں، قرآن مجید کی بے حرمتی کر رہے ہیں باتھ روم کے گٹر میں قرآن مجید کو پھینک رہے ہیں (نعوذ باللہ) کعبۃ اللہ پر حملہ کرنے کا عزم ظاہر کر رہے ہیں۔

ایسی صورت میں مسلمانوں کو چاہئے کہ مجاہدین کی خوب مدد کریں ورنہ وہ دن دور نہیں ہوگا کہ یہ عیسائی ہمارے گھر، ہمارے کاروبار، ہمارے بنگلے اور ہماری ہر چیز کے مالک ہو جائیں گے اور فرعون کی طرح ہر خسیس کام کے لئے مسلمانوں کو جانوروں کی طرح استعمال کریں گے۔(۱)

مجنون

''پاگل'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

مچھلی

جو مچھلی سمندر یا ندی وغیرہ سے پکڑی جاتی ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، (۲) ہاں اگر مچھلی کی تجارت کی جائے گی تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اور فروخت کرنے کے بعد جو رقم حاصل ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اُس سے زیادہ ہے تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولاتلقوا بأيديكم الى التهلكة. آيت: ۱۹۵، سورة البقرة.

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة، التاتارخانية، ج:۲ ص:۲۳۷، كتاب الزكاة، زكاة عروض التجارة. فتح القدير ج:۲ ص:۱٦٥. هنديه ج:۱ ص:۱۷۹. تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۷.

(۳) الزكاة واجبة فى عروض التجارة، التاتارخانية، ج:۲ ص:۲۳۷، كتاب الزكاة، زكاة عروض التجارة. قال فى البدائع: واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانير والدراهم فلاشيئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم اوعشرين مثقالا من ذهب فتجب فيها الزكاة، بدائع ج:۲ ص:۲۰، شامى ج:۲ ص:۲۹۸، ط: سعيد. البحر ج:۲ ص:۲۲۸.

مچھلی کا فارم

مچھلی کے فارم کی زمین، تالاب، مکان اور متعلقہ سامان پر زکوۃ واجب نہیں البتہ مچھلی کے فارم سے مچھلی فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی سالانہ اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی۔ (۱)

مختلف مدات کا روپیہ یکجا جمع کرنا

☆...... زکوۃ صدقۂ فطر اور کفارہ اور فدیہ کی رقم کو عام عطیات کی رقم کے ساتھ خلط ملط کر کے یکجا جمع کر کے رکھنا درست نہیں ہے بلکہ صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کو الگ الگ رکھا جائے تا کہ خلط ملط نہ ہوں۔ (۲)

☆...... اسی طرح اگر مدرسہ اور مسجد کا چندہ الگ الگ نام سے جمع کیا جاتا ہے تو ان رقوم کو الگ الگ کر کے رکھنا چاہئے یکجا جمع کر کے رکھنا درست نہیں ہوگا۔ (۳)

مخلوط النسل جانور

☆...... جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں، تو اگر ان کی ماں

---

(۱) ولیس فی دورالسکنی وثیاب البدن الخ زکاة ......علی هذا کتب العلم لأهلها والات المحترفین، وفی فتح القدیر: المراد بها مالایستهلك عینه فی الانتفاع، الهدایه مع فتح القدیر ج:۲ص:۱۲۱، کتاب الزکاة، ط:رشیدیه. شامی ج:۲ص:۲۶۲. البحرج:۲ ص: ۲۰۶. قال فی البدائع: واما آلات الصناع وظروف امتعة التجارة لاتکون مال التجارة لأنها لاتباع مع الامتعة عادة، بدائع ج:۲ص:۱۳، ط:سعید. قال فی البحر: ان الزکاة تجب فی النقد کیفما کان امسکه للنماء اوللنفقه ومن آلات الحرفة الصابون، والحرض للغسال لاللبقال...... وشرط ان یکون النصاب نامیا والنماء الزیادة وفی الشرع نوعان: حقیقی وتقدیری. فالحقیقی الزیادة بالتوالد والتجارات. البحر ج:۲ص:۲۰۶، کتاب الزکاة، ط:سعید. بدائع ج:۲ص:۱۱. اما الشرائط التی ترجع الی المال. شامی ج:۲ص:۲۶۲. هندیه ج:۱ص:۱۷۳. ط:رشیدیه.

(۲،۳) ذکروا أنه یجب علیه ان یجعل لکل نوع منها بیتا یخصه ولایختلط بعضه ببعض الخ شامی ج:۲ص:۳۳۷، ط:سعید.

دیسی ہے تو دیسی جانور کے حکم میں ہوں گے، اور شریعت کے قانون کے مطابق ان پر زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر ماں جنگلی ہے تو وہ جنگلی جانور کے حکم میں ہوں گے، مثلا بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے، اور نیل گائے اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔(۱)

اور جو جانور جنگلی جانور کے حکم میں ہوں گے ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھا ہے تو مال تجارت ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہوگی، یعنی اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس صورت میں سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱) والمتولد بين الغنم والظبآء يعتبرفيه الأم فان كانت غنما وجبت فيه الزكاة ويكمل به النصاب والا فلا،وكذا المتولد بين البقرالاهلي والوحشي كذا في محيط السرخسي، الهنديه ج:١ ص:١٧٨،كتاب الزكاة ،الباب الثاني،الفصل الخامس .منها أن يكون الجنس فيه واحدا...... وسواء كان متولدا من الأهلي ، أومن أهلي ووحشي بعد أن كان الأم ا هليا كالمتولد من الشاة والظبي اذا كان أمه شاة ،والمتولد من البقرالأهلي والوحشي اذا كان أمه أهلية فتجب فيه الزكاة ويكمل به النصاب عندنا ،بدائع كتاب الزكاة ،صفة نصاب السائمة ج:٢ ص:٣٠،ط:سعيد. قال في البحر:ان الشرع ورد بنصابها باسم الابل والبقروالغنم و اسم الجنس يتناول جميع الانواع باى صفة كانت كاسم الحيوان وسواء كان متولدا من الاهليين او من اهلي والوحشي اذا كانت امه اهلية فتجب فيه الزكاة ، تاتارخانية ج:٢ص:٢٢٣،الفصل الاول . البحر الرائق ج:٢ص:٢١٤ .باب صدقة السوائم ،ط:سعيد
(٢) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا في الهداية ،هنديه ج:١ص:١٧٩،كتاب الزكاة ،الباب الثالث.البحرالرائق ج:٢ ص:٢٢٨.تتارخانية ج:٢ص:٢٣٧.فتح القديرج:٢ص:١٦٥ .بدائع ج:٢ص: ٢٠. شامي ج:٢ ص:٢٩٨ . واما صفة نصاب السائمة فله صفات منها ان يكون معدا للاسامة لما ذكرنا ان مال الزكاة هو المال النامي وهوالمعد للاستمناء فان اسميت للحمل اوللركوب اوللحم فلازكاة فيها ولو اسميت للبيع والتجارة ففيها زكاة مال التجارة ،بدائع ج:٢ص: ٣٠،ط: سعيد .

مدارس کے سفراء عاملین میں داخل نہیں

مدارس کے سفراء عاملین میں داخل نہیں کیونکہ یہ حضرات اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کیلئے مامور نہیں (۱)، لہذا سفراء کرام کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں، اور سفراء کے لئے زکوۃ کی رقم سے تنخواہ لینا بھی جائز نہیں۔

مدارس کے طلباء زیادہ مستحق ہیں

☆...... ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ دینی و مذھبی تعلیم سب سے افضل ہے، اور نہایت ضروری ہے۔

☆...... دینی مدارس کے غریب طلباء کو زکوۃ دینے میں شریعت کی ترویج اور اشاعت ہے، کیونکہ دین وشریعت کے حامل یہی طلباء ہیں، انہیں کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ظہور فرما ہے، قیامت کے دن شریعت ہی کی پوچھ گوچھ ہوگی، جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے، تمام کائنات میں سب سے افضل انبیاء علیہم السلام نے شریعت کے احکام پر عمل کرنے کی دعوت دی، اور شریعت کے احکام کی پابندی پر ہی آخرت کی نجات کو موقوف رکھا ہے، اور انبیاء علیہم السلام کو بھیجنے کا مقصد شریعت کی تبلیغ ہی ہے۔

لہذا اسکول کالج میں پڑھنے والے طلباء کو اسکالرشپ یا امداد اور وظیفہ کے طور پر زکوۃ دینے سے دینی مدارس کے غریب طلباء کو زکوۃ دینا زیادہ بہتر اور زیادہ اجر کا باعث ہے، کیونکہ اس میں زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ صدقۂ جاریہ بھی اور دین کی ترویج اور تبلیغ بھی ہے، یہ تمام فضیلتیں کسی اور جگہ زکوۃ دینے سے حاصل نہیں ہوتی ہیں۔

---

(۱) معارف القرآن ج:٤ص:٣٩٩،سورة التوبه ،آيت :٦٠ ،ط:ادارة المعارف ،معارف القرآن كاندهلوى ج:٣ص:٣٦٦.واما العاملون :فهم الذين نصبهم الإمام لاستيفاء صدقات المواشى ، فيعطيهم مما فى يده ، الخ ،تتارخانية ج:٢ص:٢٦٨، من توضع الزكاة . البحر ج:٢ ص:٢٤١ .شامى ج:٢ص:٣٣٩،باب المصرف،ط:سعيد.

☆...... نیز یہ کہ اسکولوں، کالجوں کو سرکاری ایڈ، امداد اور حمایت حاصل ہے جبکہ اس کے برخلاف دینی مدارس کا مدار ظاہری اسباب کے اعتبار سے اہل خیر مسلمانوں کی امداد پر ہے ان کو نہ حکومت سے امداد ملتی ہے نہ یہ لیتے ہیں، ورنہ امداد لینے کی صورت میں نصاب اور نظام میں حکومت مداخلت کر کے دینی مدارس کا حلیہ بگاڑ دیتی ہے جیسا کہ بنگلہ دیش کے سرکاری بریلوی مدارس اور دنیا کی سب سے قدیم جامعہ تیونس کے جامعہ زیتونیہ کی مثال دنیا کے سامنے موجود ہے، نام مدرسہ کا ہے لیکن نصاب اسکول کالج اور یونیورسٹی کا ہے مخلوط تعلیم ہے، اکثر طلباء کلین شیو ہوتے ہیں، سر پر ٹوپی بھی نہیں ہوتی ہے، نماز کی پابندی نہیں کرتے، انگریزی بال رکھتے ہیں اور انگریزی لباس پہنتے ہیں، رشوت دیکر ملازمت لینی ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔(۱)

اب ہر مسلمان آسانی سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ زکوۃ کہاں اور کس کو دینی چاہئے۔(۲)

☆...... دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں، ان کو مالی امداد کے ذریعہ مضبوط کر کے باقی رکھنا دین کی بقاء ہے، ورنہ جب دین اسلام کی تعلیم دینے والا کوئی نہیں

---

(۱) عن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ خیرکم من تعلم القرآن وعلمه ،رواه البخاری . وقال الطیبی ای خیرالناس باعتبارالتعلم والتعلیم من تعلم القرآن وعلمه .مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ج:٤ص:٦١١،کتاب فضائل القرآن .قال فی الدر:و بهذا التعلیل یقوی مانسب للواقعات من أن طالب العلم یجوزله اخذ الزکاة ولوغنیا اذا فرغ نفسه لافادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی مالابد منه . قال المحقق فی الرد:وفی المبسوط لایجوزدفع الزکاة الی من یملك نصابا الا الی طالب العلم والغازی ......لقوله ﷺ یجوزدفع الزکاة لطالب العلم وان کان له نفقة اربعین سنة .ردالمحتار ج: ٢ ص: ٣٤٠،باب المصرف ط:سعید. ومنحة الخالق علی هامش البحرج:٢ص:٢٤٢، باب المصرف ،ط:سعید.قال فی الهندیه :التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاهل ،هندیه ج:١ص:١٨٧،الباب السابع فی المصارف ط:رشیدیه .شامی ج:٢ص:٣٥٤ .

(٣)التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاهل ،عالمگیری الباب السابع فی المصرف ،ج:١ص:١٨٧،ط:ماجدیه .شامی ج:٢ص:٣٥٤. باب المصرف .

ہوگا تو دین کیسے باقی رہے گا۔

اس لئے موجودہ زمانہ میں یہود، نصاری، امریکہ، برطانیہ وغیرہ کی کوشش ہے کہ دین واسلام کے قلعے دینی مدارس کو ختم کردیا جائے، اگر ختم کرنا ممکن نہ ہو تو کم سے کم نصاب اور نظام کو بدل کر بے دین بنادیا جائے۔

☆......اگر مسلمان دینی مدارس اور ان میں پڑھانے والے طلباء اساتذہ، خادم اور کارکنوں کو نظرانداز کرکے ان کو بے بسی اور بے کسی کے عالم میں چھوڑ دیں گے تو آخرت میں پکڑ ہوگی (ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم). (۱)

مدرسہ کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے مدرسہ کی تعمیر کرنا اور کرانا جائز نہیں ہے کیونکہ زکوۃ میں فقراء کی تملیک شرط ہے، اور یہاں تملیک نہیں ہوتی۔ (۲)

مدرسہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا

مدرسہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، البتہ شدید مجبوری کی صورت میں حیلۂ تملیک کرکے تعمیر میں خرچ کرنا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) سورۃ محمد، آیت نمبر: ۷

(۲) اما تفسیرھا فھی تملیک المال من فقیر مسلم، عالمگیری، الباب الاول، کتاب الزکاۃ ج: ۱ ص: ۱۷۰، ط: رشیدیہ. وفی الشامیۃ: ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا) لااباحۃ کما مر (لا) یصرف (الی بناء) وھو الرکن، وفی الرد: (قولہ: نحو مسجد) کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانھار والحج والجھاد وکل مالا تملیک فیہ، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج: ۲ ص: ۳۴۴ ط: سعید. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف، ط: سعید. تاتارخانیۃ، ج: ۲ ص: ۲۷۲. ط: ادارۃ القرآن.

(۳) وفی الدر: وقدمنا ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یأمرہ بفعل ھذہ الاشیاء. وفی الرد: (قولہ ان الحیلۃ) ای فی الدفع الی ھذہ الاشیاء مع صحۃ الزکاۃ، (قولہ: ثم یأمرہ الخ) ویکون لہ ثواب الزکاۃ وللفقیر ثواب ھذہ القرب، بحر. فتاوی شامیہ، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ط: سعید. تاتارخانیۃ ج: ۲ ص: ۲۷۲، من توضع الزکاۃ فیہ، ط: ادارۃ القرآن. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳. باب المصرف.

مدرسہ کے بقاء کے لئے زکوۃ لینا

مدرسہ میں فی الحال زکوۃ کے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے، البتہ مدرسہ کی بقاء ،ترقی اوراستحکام کے پیش نظر بطور پیشگی زکوۃ کی رقم لینا جائز ہے۔(۱)

مدرسہ کے روپے کا حکم

مدرسہ کا روپیہ مہتمم صاحب کے پاس امانت ہے، اس کو اپنے ذاتی کام میں صرف کرنا جائز نہیں ،اگر ذاتی کام میں صرف کرے گا تو وہ اس کے ذمہ قرض ہو جائے گا اس کا ضمان ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

مدرسہ میں زکوۃ کی مد نہیں

اگر مدرسہ میں زکوۃ کی مد نہیں تو وہاں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایسے مدرسہ میں زکوۃ دے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

مدرسین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

مدرسین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلاعوض (مفت

(۱) (قوله اذا وكله الفقراء)لأنه كلما قبض شيئا ملكوه وصارخالطا مالهم بعضه ببعض ووقع زكاة عن الدافع ،لكن بشرط ان لايبلغ المال الذى بيد الوكيل نصابا ،فلوبلغه وعلم به الدافع لم يجزه إذا كان الآخذ وكيلا عن الفقير كما فى البحرعن الظهيرية . قلت :وهذا إذا كان الفقيرواحدا ،فلوكانوامتعددين لابد ان يبلغ لكل واحد نصابا لان مافى يد الوكيل مشترك بينهم الخ ،شامى ج:۲ ص:۲۶۹ ،كتاب الزكاة .

(۲) اذا كان عند رجل وديعة دراهم أودنانيرأوشيئا من المكيل أوالموزون وانفق شيئا منها فى حاجته حتى صارضامنا لما انفق .عالمگيرى،كتاب الوديعة ،الباب الرابع فيما يكون تضييعا للوديعة ومالايكون ،ج:٤ ص:۳٤۸،ط:مكتبه ماجديه .

(۳) اما اذا شك ولم يتحر أو تحرى ودفع وفى اكبررأيه أنه ليس بمصرف لايجزيه الا اذا علم انه فقيرفيجزيه ،البنايه فى شرح الهدايه ،كتاب الزكاة ،باب من يجوزدفع الصدقات ، ......ج:٤ ص:۲۰۹،۲۱۰ .ط:مكتبه حقانيه ،ملتان.البحرج:۲ص:۲٤۷،باب المصرف ط:سعيد.شامى ج:۲ ص:۳۵۲ .باب المصرف،ط:سعيد.

میں) مالک بنا کر دینا ضروری ہے، ہاں اگر مدرسہ غریب علاقہ میں ہے، علاقے کے لوگ تنخواہ کی رقم کا انتظام کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو ایسی مجبوری کی صورت میں بقدر ضرورت زکوۃ کی رقم لیکر شرعی حیلہ کر کے مدرسین کی تنخواہ میں دینے کی گنجائش ہوگی۔(۱)

مدفون رقم کا حکم

جو روپیہ زمین میں مدفون ہے، اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہوتا ہے، لیکن دفن کی جگہ وغیرہ سب معلوم ہے، اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

مدرسہ میں زکوۃ کی رقم جمع ہے

اگر کسی مدرسہ میں پہلے سے زکوۃ کی رقم جمع ہے، تو وہاں مزید زکوۃ کی رقم دینا منع نہیں ہے البتہ ایسے مدارس میں زکوۃ دینا زیادہ بہتر ہے جہاں زیادہ ضرورت ہے۔(۳)

---

(۱) والحیلة فی الجواز فی هذا ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیر ثم یأمره بعد ذلك بالصرف الی هذه الوجوه ،البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید.شامی ج:۲ص:۳۴۵. تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲.قال محمد فی کتاب الزکاة من الاصل فی قوله تعالی انما الصدقات للفقراء لانه لایجوز صرفها الی من فرغ نفسه لعمل المسلمین نحو القضاة والمفتین والمؤذنین والمعلمین .تاتارخانیة ج:۲ ص: ۳۴٤، کتاب المعادن ،ط: ادارة القرآن.

(۲) فإن کان مدفونا فی البیت تجب فیه الزکاة بالاجماع ،وفی المدفون فی الکرم و الدار الکبیرة اختلاف المشائخ احتجا بعمومات الزکوة من غیر فصل ولان وجوب الزکاة یعتمد الملك دون الید بدلیل ابن السبیل فإنه تجب الزکوة فی ماله وان کانت یده فائتة لقیام ملکه ، (بدائع الصنائع ،فصل فی الشرائط التی ترجع الی المال ،ج:۲ ص:۹. ط:سعید.وان کان مدفونا فی ارضه أو کرمه قیل تجب الزکوة لان حفر جمیع الارض المملوکه له ممکن ، عالمگیری الباب الاول ،ج:۱ ص:۱۷٤،ط:رشیدیه .

(۳) صفحه گذشته کاحواله نمبر:۱

مدہوش

اگر مدہوش آدمی صاحب نصاب ہے تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مذہب کے لحاظ کے بغیر زکوۃ دینا

زکوۃ کی رقم مذہب کے لحاظ کے بغیر عام محتاج، معذور، سیلاب زدگان یا زلزلہ زدگان وغیرہ کو دینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ زکوۃ کی رقم یا سامان وغیرہ صرف مسلمان فقیر و غریب کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے(۲)، غیر مسلم کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۳) اس لئے زکوۃ کی رقم جہاں غیر مسلم کو بھی پہنچنے کا خطرہ ہو وہاں پہلے زکوۃ کی رقم یا سامان میں حیلہ تملیک کرالیا جائے (۴)، اور پھر وہاں تقسیم کیا جائے تاکہ زکوۃ بھی ادا ہو جائے اور مدد بھی۔

مرتد کو زکوۃ دینا

جو مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو گیا ہے (اللہ کی پناہ) وہ اسلام کی نظر میں زندہ رہنے کے قابل نہیں، یا وہ مسلمان ہو جائے یا تین دن کے بعد شبہات و غیرہ دور کرنے کے باوجود توبہ کر کے مسلمان نہ ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اگر عورت

---

(۱) وتجب على المغمى عليه وإن استوعب الاغماء حولا كاملا ،عالمگيرى ،الباب الاول ، ج:۱ ص:۱۷۲ ،ط:ماجديه .ردالمحتار ،مطلب فى احكام المعتوه ،ج:۲ ص:۲۵۹ ،ط: سعيد. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۳ ،ط:سعيد.

(۲) اما تفسيرها فهى تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمى ولا مولاه ،عالمگيرى ،الباب الاول ،ج:۱ ص:۱۷۰ ،ط:ماجديه .الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۵۷، كتاب الزكاة ،ط: سعيد. و البحر ج:۲ ص:۲۰۱ ،ط:سعيد.

(۳) وفى مراقى الفلاح :ولايصح دفعها لكافر، كتاب الزكاة ،باب المصرف ،ص: ۷۲۰، ط:قديمى كتب خانه.ردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۱ ،باب المصرف ،ط: سعيد. البحر ج:۲ ص: ۲۴۲ .باب المصرف .بدائع ج:۲ ص:۴۸ ،فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ،سعيد.

(۴) ان الحيلة ان يتصدق على الفقير ثم يأمره بفعل هذه الاشياء ،الدر المختار مع الرد ج:۲ =

ہے تو اس کو توبہ نہ کرنے کی صورت میں موت تک قید میں رکھا جائے، اس لئے مرتد کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔ (۱)

مرجان

مرجان یا مرجان کے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

مردہ کا قرض زکوۃ سے ادا کرنا

اگر میت کے ذمہ قرض ہے تو اس قرض کو زکوۃ کی رقم سے براہ راست ادا نہیں کیا جاسکتا، ہاں اگر اس کے وارث غریب اور زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو مالک بنا کر دیا جاسکتا ہے، تاکہ وہ زکوۃ کی رقم کے مالک ہو کر اپنی رضا مندی کے ساتھ اس رقم سے میت کا قرض ادا کر دیں، اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی ادا ہو جائے گا اور میت کو نجات مل جائے گی۔ (۳)

= ص: ۳۴۵، باب المصرف ،ط:سعید. البحر ج: ۲ص: ۲۴۳ ،ط:سعید. تاتارخانیة ج: ۲ص: ۲۷۲

(۱) ومنهاان یکون مسلمافلایجوزصرف الزکاۃ الی الکافربلاخلاف ،بدائع ج: ۲ص: ۴۹، ط:سعید. طحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۷۲۰، باب المصرف .البحر ج: ۲ ص: ۲۴۲. باب المصرف. شامی ج: ۲ص: ۳۵۲. باب المصرف.

(۲) واما الیواقیت واللآلی والجواهرفلازکوۃ فیها وان کانت حلیا الا ان تکون للتجارة ، عالمگیری،الباب الثانی فی زکوۃ الذهب والفضه والعروض ،الفصل الثانی فی العروض ، ج: ۱ص: ۱۸۰ ،ط:ماجدیه .الدرمع الرد ج: ۲ص: ۲۷۳ .باب الزکاۃ.

(۳) قال فی البحر:لومات من علیه الزکاۃ لاتوخذ من ترکته لفقد شرط صحتها وهوالنیة ، البحر ج: ۲ص: ۲۱۱ ،ط:سعید.وحیلة الجوازان یعطی المدیون الفقیرخمسة زکاۃ ثم یأخذها منه قضاء عن دینه ،البحر ج: ۲ص: ۲۱۱، کتاب الزکاۃ ،الدرمع الرد ج: ۲ : ۲۷۱، کتاب الزکاۃ ،ط:سعید. ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا)لااباحة کما مر(لا)یصرف (إلی بناء) نحو(مسجد و)لاإلی (کفن میت وقضاء دینه)..........لعدم التملیك وهو الرکن .الدر المختارعلی هامش الفتاوی الشامیه ،کتاب الزکاۃ ،باب المصرف ،ج: ۲ ص: ۳۴۴، ۳۴۵، ط:سعید. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳ .تتارخانة ج: ۲ص: ۲۷۲ .هندیه ج: ۱ص: ۱۸۸ .الباب السابع فی المصارف.

مرغی فارم

☆......مرغی فارم کی زمین ،مکان،اور متعلقہ سامان پر زکوۃ واجب نہیں (۱) البتہ اگر مرغیاں اور چوزے خریدتے وقت بیچنے کی نیت تھی تو یہ مال تجارت ہے سالانہ قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہوگی ،یعنی جس دن سال مکمل ہوگا اس دن مرغیوں کی جو مالیت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور مرغیوں کو فروخت کرنے کے بعد آمدنی میں سے جو رقم باقی رہے گی اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......مرغی ادھار پر فروخت کرنے کے بعد ابتک جو رقم وصول نہیں ہوئی اس پر بھی زکوۃ واجب ہے، البتہ زکوۃ ادا کرنا اس وقت لازم ہوگا جب رقم وصول ہوگی ،وصولی سے پہلے دینا چاہے تو دے سکتا ہے (۴) ،اگر وصولی میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۵)

---

(۱) وفی الهداية :وليس فی دورالسكنی ....وعلى هذا كتب العلم والات المحترفين لما قلنا، وفی البناية :(والآت المحترفين لما قلنا) اشارة ماقلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية ، والات المحترفين مثل قدورالطباخين والصباغين و قواريرالعطارين وآلات النجارين وظروف الامتعة ،البناية شرح الهداية ،كتاب الزكاة ،ج: ٤ ص: ١٩ ،ط: حقانيه ، ملتان . البحرج: ٢ ص: ٢٠٦ .شامی ج: ٢ ص: ٢٦٢ .هنديه ج: ١ ص: ١٧٢ .بدائع ج: ٢ ص: ١٣ .سعيد.

(٢) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا ،عالمگيری ج: ١ ص: ١٧٩ ،البحرالرائق ج: ٢ ص: ٢٢٨ ،ط:سعيد.شامی ج: ٢ ص: ٢٩٨ .ط:سعيد.تتارخانية ج: ٢ ص: ٢٣٧ .ط:ادارة القرآن.بدائع ج: ٢ ص: ٢٠ ،ط:سعيد.

(٣) ومنهاكون المال نصابا ،عالمگيری ج: ١ ص: ١٧٢ .بدائع ج: ٢ ص: ١٦ .شامی ج: ٢ ص: ٢٥٩ .البحرج: ٢ ص: ٢٠٢ ،ط:سعيد.

(٤) (ولوعجل ذونصاب) زكاته (لسنين أولنصب صح) لوجوب السبب وفی ردالمحتار: (قوله لوجوب السبب) أی سبب الوجوب وهوملك النصاب النامی فيجوزالتعجيل لسنة أواكثر ،الدرالمختارمع رد المحتار ،كتاب الزكاة ،باب زكاة الغنم ،ج: ٢ ص: ٢٩٣ ،ط: سعيد.

(٥) (و) اعلم :ان الديون عند الامام ثلاثة :قوی ومتوسط وضعيف ،و(تجب) زكاتها اذاتم نصاباوحال الحول لكن لافورا بل (عند قبض اربعين درهما من الديون)القوی كقرض (وبدل مال تجارة)........ =

☆...... اگر مرغی فارم میں مرغیاں اس نیت سے خریدی ہیں کہ صرف چوزے یا انڈے فروخت کرے گا تو اس صورت میں مرغی کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱)، البتہ چوزے اور انڈے فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی۔(۲)

مزدوری

☆...... مزدور مزدوری کی رقم وصول ہونے کے بعد مالک ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں، اس لئے مزدوری کی رقم وصول ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں ہوتی، البتہ جب مزدوری کی رقم وصول ہو جائے تو دو صورتیں ہیں:

☆...... اگر مزدور پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب مزدور کی زکوۃ کا سال پورا ہوگا تو اس وقت مزدوری کی جتنی رقم وصول ہو جائے گی اس کی زکوۃ بھی ادا کرے اور جو رقم آئندہ سال وصول ہوگی اس کی زکوۃ آئندہ سال ادا کرے۔(۳)

= ویعتبر مامضی من الحول قبل القبض فی الاصح ،الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، باب زکوة المال، ج:۲ ص:۳۰۵ ،ط:سعید. البحر ج:۲ ص:۲۰۷، ط: سعید. هندیه ج:۱ ص: ۱۷۵ .بدائع ج:۲ ص:۱۰ .

(۱) وفی الهدایة :ولیس فی دورالسکنی ....وعلی هذا کتب العلم والات المحترفین لما قلنا، وفی البنایة :(والآت المحترفین لماقلنا) اشارة ماقلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة ولیست بنامیة ، والات المحترفین مثل قدورالطباخین والصباغین وقواریرالعطارین وآلات النجارین وظروف الامتعة ،البنایة شرح الهدایة ،کتاب الزکاة ،ج:٤ ص:۱۹ ،ط: حقانیه، البحر ج:۲ ص:۲۰٦ .شامی ج:۲ ص: ۲٦۲ . هندیه ج:۱ ص:۱۷۲ .بدائع ج:۲ ص:۱۳ ط: سعید.

(۲) (ومنها کون المال نصابا) فلاتجب فی اقل منه ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها ،ج:۱ ص:۱۷۲ ،ط:مکتبه ماجدیه .وشرط وجوب ادائها حولان الحول علی النصاب الاصلی،مراقی الفلاح علی هامش حاشیة الطحطاوی ،کتاب الزکاة ،ص:۷۱٤. ط: مکتبه حقانیه ،ملتان .

(۳) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا،وبای وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث أوهبة أوغیرذلك ، عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها،ج:۱ ص:۱۷۵ ،ط:ماجدیه ، کوئته. =

☆......اور اگر مزدور پہلے سے صاحب نصاب نہیں تو مزدوری کی رقم نصاب کے برابر وصول ہونے کے بعد جب سال پورا ہوگا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا ورنہ نہیں۔(۱)

مساجد پر قبضہ واگذار کرانے کے لئے زکوۃ دینا

اگر کسی شہر میں مساجد غیر مسلموں کے قبضہ میں آگئی ہیں، اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی ہے، تو ایسی مساجد کو کافروں کے قبضہ سے چھڑانے کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو بلا معاوضہ دیکر مالک بنادیا جائے۔(۲)

مسافر پر زکوۃ

اگر مسافر صاحب نصاب ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ نکالنا اس پر بھی لازم ہے مسافر ہونے کی وجہ سے زکوۃ معاف نہیں ہوگی (۳)، کیونکہ وہ اپنے نائب کے ذریعہ اپنے مال پر تصرف کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

مسافر خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا

مسافر خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں، اگر کسی نے تملیک کے بغیر مسافر خانہ

= بدائع ج:۲ص:۱۳۔البحرج:۲ص:۲۲۹. ولوآجرعبده أوداره بنصاب ان لم يكونا للتجارة لاتجب مالم يحل الحول بعد القبض وان كان للتجارة كان حكمه كالقوى ،البحر ج:۲ص:۲۰۸. كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

(۱) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۲

(۲) هي تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقيرغيرهاشمي ولامولاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه ،الدرالمختارمع شرحه ردالمحتار،كتاب الزكاة ،ج:۲ ص: ۲۵٦،ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشيديه .البحرج:۲ص:۲۰۱.قال في التاتارخانية: قال محمد في قوله تعالى :﴿انما الصدقات للفقراء﴾لانه لايجوزصرفها الى عمارة المساجد والقناطر، تاتارخانية ج:۲ص:۳٤٤،كتاب المعادن ،ط:ادارة القرآن.

(۳) وسببه ملك نصاب حولي تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد،الدرالمختارمع ردالمحتار،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد.وملك نصاب حولي فارغ عن الدين =

کی تعمیر میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

مسافر کو زکوۃ دینا

☆...... اگر مسافر کے پاس نصاب کے برابر مال یا رقم نہیں تو اس کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔ (۲)

☆...... اگر مسافر کے گھر میں پیسے موجود ہیں لیکن سفر میں اس کے پاس پیسے نہیں اور گھر سے فوری طور پر منگوانے کی بھی کوئی صورت نہیں، اور جہاں خود موجود ہے وہاں کسی دوست احباب سے قرض کے طور پر لینے کی بھی کوئی صورت نہیں، تو ایسے مسافر کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا۔ (۳)

مستحق آدمی کو پیشگی زکوۃ دی اور وہ بعد میں مستحق نہ رہا

☆...... اگر کسی مستحق زکوۃ آدمی کو پیشگی زکوۃ دیدی تھی اور وہ شخص سال پورا ہونے سے پہلے مالدار بن گیا، یا اس کا انتقال ہوگیا، یا مرتد ہوگیا، تو جو زکوۃ اس کو دی گئی تھی وہ ادا ہوگئی۔ (۴)

= و حاجته الاصلية نام ولو تقديرا، البحر الرائق، كتاب الزكاة ج: ۲ ص: ۳۵۵، ط: دار الكتب، بيروت. كل من يكون مسافرا يسمى ابن السبيل وهو غني بمكانه حتى تجب الزكاة في ماله ويؤمر بالأداء اذا وصلت اليه يده، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۲، باب المصرف، ط: سعيد.

(۱) ولايجوز ان يبنى بالزكاة المسجد وكذا القناطر والسقايات واصلاح الطرقات و كرى الانهار والحج وكل مالاتمليك فيه، عالمگيرى، كتاب الزكاة، باب السابع فى المصارف ج: ۱ ص: ۱۸۸، ط: ماجديه، كوئته. الفتاوى الشاميه، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج: ۲ ص: ۳۴۴، ط: سعيد. تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲. البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳. باب المصرف، سعيد.

(۲) ومنها: ابن السبيل وهو الغريب المنقطع عن ماله جاز الاخذ من الزكوة قدر حاجته، عالمگيرى، كتاب الزكاة، الباب السابع فى المصارف، ج: ۱ ص: ۱۸۸، ط: ماجديه. البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۴۲، باب المصرف ط: سعيد. الدر مع الرد ج: ۲ ص: ۳۴۳. وابن السبيل و هو كل من له مال لامعه سواء كان هو فى غير وطنه او فى وطنه، ردالمحتار ج: ۲ ص: ۳۴۳، باب المصرف ط: سعيد.

(۳) أيضا

(۴) اذا شك وتحرى فوقع فى اكبر رأيه انه محل الصدقة فدفع اليه أو سأل منه فدفع أو رآه=

☆...... مستحق آدمی کو جس وقت زکوۃ دی جاتی ہے اس وقت کا اعتبار ہے بعد میں کچھ بھی ہو جائے اس کا اعتبار نہیں ہے۔

مستحق رشتہ دار کو زکوۃ دینے میں دہرا ثواب

مستحق زکوۃ رشتہ داروں کو زکوۃ دینے میں دو ثواب ملتے ہیں: ایک زکوۃ ادا کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے۔(۱)

مستحق طلباء کی آمد کی امید پر زکوۃ لینا

اگر مدرسہ میں فی الحال غریب طلباء نہیں ہیں تو مستقبل کی امید پر زکوۃ نہیں لینی چاہئے، ہاں اگر فی الحال غریب مستحق طلباء موجود ہیں لیکن ان کے لئے رقم ناکافی ہونے کی وجہ سے کھانے کا انتظام نہیں، اور وہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اس کا انتظام کریں تو اس صورت میں زکوۃ کی رقم جمع کرنے کی اجازت ہوگی۔(۲)

= فی صف الفقراء فدفع فان ظهرانه محل الصدقة جازبالاجماع وكذا ان لم يظهر حاله عنده واما اذا ظهرانه غنی أوهاشمی أوكافرأومولى الهاشمی ....فإنه يجوزوتسقط عنه الزكاة ، الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فی المصارف ج:١ص: ١٩٠، ط: ماجديه .البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٧ ،باب المصرف ،ط:سعيد.

(١) وقيد بأصله وفرعه لان من سواهم من القرابة يجوزالدفع لهم وهواولى لما فيه من الصلة مع الصدقة كالاخوة والاخوات ....الفقراء ،البحرالرائق ،كتاب الزكاة ،باب المصرف ، ج:٢ص:٢٤٣ ،ط:سعيد. وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام ....بل هم أولى لأنه صلة وصدقة ،شامی،كتاب الزكاة ، باب المصرف، ج:٢ص:٣٤٦، ط: سعيد.

(٢) وكذا ولوكان معيلا جازان يعطى له مقدارمالووزع على عياله يصيب كل واحد منهم دون المأتين .الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فی المصارف ،ج:١ص: ١٨٨، ط:ماجديه . وفی الدرالمختار:ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكاة ،وفی ردالمحتار: قلت: و هوكذلك والاوجه تقييده بالفقير،ويكون طلب العلم مرخصالجواز سواله من الزكاة وغيرها وان كان قادرا على الكسب اذ بدونه لايحل له السوال كماسيأتی ،شامی ، كتاب الزكاة ، باب المصرف ج:١ص:٣٤٠،ط:سعيد.

مستحق کو زکوۃ دے کر غیر مستحق پر خرچ کروانا

مثلاً اگر بھائی غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے (۱)، مگر اس سے یہ فرمائش کرنا کہ وہ باپ پر خرچ کرے، یہ درست نہیں، جب بھائی نے بھائی کو زکوۃ دیدی تو وہ اس کی ملکیت ہوگئی، اب وہ اس کا جو چاہے کرے۔ (۲)

اور اگر بھائی کو زکوۃ دینا مقصود نہیں بلکہ والد کو زکوۃ دینا مقصود ہے، اور بھائی محض وکیل ہے، تو بھائی کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۳)

مستحق کی تصدیق کرنا

رشتہ دار، احباب اور اقارب جو ظاہر کے اعتبار سے زکوۃ کے مستحق نظر آتے ہیں اور دل بھی مانتا ہے کہ یہ زکوۃ کے مستحق ہیں، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا مزید تصدیق کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۴)

---

(١) وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام ....بل هم أولى لأنه صلة وصدقة ،شامي ،كتاب الزكاة ، باب المصرف ،ج:٢ص:٣٤٦،ط:سعيد.

(٢) وفي الدر:وقدمنا ان الحيلة ان يتصدق على الفقيرثم يأمره بفعل هذه الاشياء وهل له يخالف امره ؟ لم أره والظاهرنعم .وفي الشامية :(قوله والظاهرنعم) البحث لصاحب النهر و قال: لانه مقتضى صحة التمليك قال الرحمتي .والظاهرانه لاشبهة فيه لانه ملكه اياه عن زكاة ماله،وشرط عليه شرطا فاسدا والهبة والصدقة لايفسد ان بالشرط الفاسد.شامي ، كتاب الزكاة ،باب المصرف ،ج:٢ص:٣٤٦،٣٤٥،ط:سعيد.

(٣) قوله :(واصله وان علاوفرعه وان سفل) بالجرأى لايجوزالدفع الى أبيه وجده وان علا، البحرالرائق كتاب الزكاة ،باب المصرف ،ج:٢ص:٢٤٣،ط:سعيد.شامي ج:٢ص:٣٤٦.

(٤) اذا شك وتحرى فوقع في اكبررأيه انه محل الصدقة فدفع اليه أوسأل منه فدفع أورآه في صف الفقراء فدفع فان ظهرانه محل الصدقة جازبالاجماع ،عالمگيريه ،كتاب الزكاة ، الباب السابع في المصارف ،ج:١ص:١٩٠،ط:ماجديه .البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٧،،باب المصرف ،ط:سعيد.

مستحق کے حالات کی تفتیش ضروری نہیں

جوشخص اپنے آپ کواپنے قول یاعمل سے مستحق زکوۃ حاجت مند ظاہر کرے اور صدقات وغیرہ کا سوال کرے یااسکے ظاہری حال سے یہ گمان غالب ہوکہ یہ شخص حقیقت میں فقیرحاجت مند ہے تواس کوزکوۃ دیناجائز ہے مزید حقیقی حالات کی تحقیق اورتفتیش کی ضرورت نہیں۔(۱)

جیساکہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں کچھ لوگ نہایت شکستہ حال آئے،آپ ﷺ نے ان کے لئے لوگوں سے صدقات وغیرہ جمع کرنے کیلئے فرمایا،کافی مقدار جمع ہوگئی تو ان کودیدی گئی،آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے اندرونی حالات کی تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کی۔(۲)

---

(۱) أیضا

(۲) واذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف أم لافهوعلى الجواز الااذا تبين انه غيرمصرف واذا دفعها اليه وهوشاك ولم يتحرأوتحرى ولم يظهرله انه مصرف أوغلب على ظنه انه ليس بمصرف فهوعلى الفساد الا اذا تبين له مصرف ،عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصرف،ج:١ص:١٩٠،ط:ماجديه ،البحرج:٢ص:٢٤٨،باب المصرف ،ط:سعيد. الرابعة والعشرون فان جاء وادعى وصفا من الاوصاف هل يقبل، قوله ام لاويقال له اثبت ماتقول فاما الدين فلابد ان يثبته واما سائرالصفات فظاهرالحال يشهد له ويكتفى به فيها و الدليل على ذلك حديثان صحيحان اخرجهما اهل الصحيح وهوظاهرالقرآن روى مسلم عن جريرعن ابيه قال كنا عند النبى ﷺ فى صدرالنهارقال فجاء قوم حفاة عراة مجتابى النماء اوالعباء متقلدى السيوف عامتهم من مضربل كلهم من مضرفتمعروجه رسول الله ﷺ لما راى بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فأمربلالافاذن واقام فصلى ثم خطب فقال "ياايها الناس اتقواربكم الذى خلقكم"الاية،الى قوله رقيبا والاية التى فى الحشر "والتنظر نفس ماقدمت لغد" ،تصدق رجل من ديناره من درهمه من ثوبه من صاع بره حتى قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الانصار بصرة كادت كفه تعجزعنهابل قد عجزت قال ثم تتابع الناس حتى رايت كومين من طعام وثياب حتى رايت وجه رسول الله ﷺ يتهلل كانه مذهبة فقال رسول الله ﷺ من سن فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجرمن عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شئ الخ ، فاكتفى رسول الله ﷺ بظاهرحالهم وحث على الصدقة =

مستحق ہے یا نہیں معلوم نہیں اس کو زکوۃ دینا

اگر مدرسہ کے مہتمم کو معلوم نہیں کہ مدرسہ کے طلبہ کے والدین یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں تو ایسے طلبہ کو زکوۃ دینا جائز نہیں، بلکہ زکوۃ سے امداد کرنے کے لئے معلوم کرنا ضروری ہے، ہاں اگر طالب علم داخلہ فارم میں لکھدے کہ میں غریب ہوں، امداد کا مستحق ہوں، یا زبانی کہدے کہ میں غریب ہوں اور میرے والدین بھی غریب ہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۱)

مسجد کی تعمیر میں زکوۃ صرف کرنا

مسجد کی تعمیر میں زکوۃ کی رقم خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ مسجد زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے۔(۲)

مسجد کے لئے حیلۂ تملیک کرنا

مسجد کے لئے حیلۂ تملیک کرنا مناسب نہیں ہے تاہم اگر مسجد غریب اور پسماندہ علاقے میں ہے اور علاقے کے لوگوں میں زکوۃ کے علاوہ عطیات کے مدّات سے مسجد کی ضرورت پورا کرنے کی استطاعت نہیں ہے تو اس مجبوری کی بنا پر حیلۂ تملیک کی گنجائش ہوگی۔

اور حیلہ کی صورت یہ ہوگی کہ کوئی غریب آدمی کسی سے قرض لیکر مسجد کی ضرورت کو

= ولم يطلب منهم بينة ولااستقصى هل عندهم مال ام لا،الجامع لاحكام القرآن المعروف بتفسير القرطبي ج:٨ص:١٨٧،سورة التوبة ،آيت : ٦٠،ط:الهيئة المصرية العامة للكتاب ، ط:١٩٨٧ .معارف القرآن ج: ٤ ص: ٤١٢،ط:ادارة القرآن.

(١) أيضا

(٢) ولايجوزان يبنى بالزكاة المسجد ....وكل مالاتمليك فيه ،هنديه ،كتاب الزكاة ، الباب السابع في المصارف ،ج:١ ص:١٨٨،ط:ماجديه.البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٣، ط:سعيد.تتارخانية ج:٢ص:٢٧٢،ط:ادارة القرآن .

پورا کرنے کے لئے پیسہ دیدے اور اس غریب کو قرض اتارنے کے لئے زکوۃ کی رقم دیدے۔(۱)

مسجد میں زکوۃ دینا

مسجد کی تعمیر اور سامان کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

مسجد کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے مسجد کی تعمیر کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ میں فقراء کی تملیک شرط ہے اور یہاں تملیک نہیں ہوئی۔(۳)

مسکین

☆ جو شخص نصاب کا مالک نہیں، اور وہ محتاج ہے، اس کو فقیر و مسکین کہتے ہیں۔(۴)

☆...... اصطلاح میں مسکین اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، بالکل بدحال ہو۔(۵)

---

(۱) والحيلة في الجوازان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يأمره بعد ذلك بالصرف الى هذا الوجه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳ ،باب المصرف ط:سعيد.الدرمع الرد ج:۲ ص: ۳۴۵ ،باب المصرف ط:سعيد.تاتارخانية ج:۲ص:۲۷۲ ،ط:ادارة القرآن.

(۳،۲) ويشترط ان يكون الصرف (تمليكا)لااباحة كما مر(لا) يصرف (ال بناء) نحو (مسجد و ....لعدم التمليك وهوالركن ،الدرالمختارعلى صدرردالمحتار ،كتاب الزكاة، باب المصرف، ج:۲ص:۳۴۴،۳۴۵،ط:سعيد. البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،ط:سعيد.بدائع ج:۲ ص:۳۹. قال في البحر:لان الزكاة يجب فيها تمليك المال،البحرج:۲ص:۲۰۱،ط: سعيد. وعدم الجواز لانعدام التمليك الذى هوالركن فى الاربعة ،البحرج:۲ص:۲۴۳ ،باب المصرف، ط:سعيد.

(۴) والاصل:ان الفقيروالمسكين كل واحد منهما اسم ينبئ عن الحاجة الاان حاجة المسكين اشد،بدائع الصنائع ،كتاب الزكاة ،فصل فى الذى يرجع الى المؤدى اليه ،ج:۲ ص:۴۳، البحرج:۲ص:۲۴۰ ،باب المصرف ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۳۳۹ .باب المصرف.

(۵) وفى الدرالمختار:(ومسكين من لاشئ له) على المذهب ،لقوله تعالى :"أومسكينا ذامتربة" ،وفى ردالمحتار:(قوله على المذهب) من أنه اسوأ حالا من الفقير،الفتاوى الشامية ، باب المصرف ،ج:۲ص:۳۳۹،ط:سعيد.

☆...... مسکین وہ ہے جس کے پاس ایسے وسائل نہیں جس سے وہ مالدار ہو جائے اور وہ اپنے فقر و غربت کو ظاہر نہیں کرتا تا کہ لوگ خیرات دیں اور وہ خود سوال کرنے کیلئے بھیک مانگنے کے لئے کھڑا نہیں ہوتا۔(۱)

اردو زبان میں مسکین اور فقیر ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے، یعنی جو زکوۃ کا مستحق ہے وہ مسکین بھی ہے اور فقیر بھی۔(۲)

☆...... قوم کے ایسے افراد جن پر وسائل معیشت کی تنگی کی وجہ سے معیشت کے دروازے بند ہو رہے ہیں، پوری کوشش کے باوجود نہ تو ملازمت اور نوکری ملتی ہے، نہ ذریعۂ معاش کا کوئی انتظام ہے، ایسے افراد ''مسکین'' میں داخل ہیں ایسے لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

☆...... قوم کے ایسے افراد جو خوش حال تھے لیکن کاروبار یا ذریعۂ معاش کی خرابی

---

(۱) قال النبی ﷺ لیس المسکین الذی تردہ التمرة والتمرتان ولااللقمة ولااللقمتان انما المسکین الذی یتعفف واقرؤا ان شئتم یعنی قوله :لایسألون الناس الحافا،صحیح البخاری ، کتاب التفسیر،باب قول اللہ تعالی :"لایسألون الناس الحافا"،ج:۲ص:۶۵۱،ط:قدیمی کتب خانه. وماروی ابوہریرة رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ انه قال :لیس المسکین الطواف الذی یطوف علی الناس تردہ اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان .قیل فما المسکین یارسول اللہ؟ قال: الذی لایجد مایغنیه ولایفطن به فیتصدق علیه ولایقوم ، فیسأل الناس ،فهومحمول علی ان الذی یسأل وان کان عندکم مسکینا فإن الذی لایسأل ولایفطن به اشد مسکنة من هذا . بدائع ،کتاب الزکاة ،فصل فی الذی یرجع الی المؤدی الیه ، ج:۲ ص: ۴۳،ط:سعید.

(۲) وقال ابن الاعرابی :المسکین هوالفقیر،وهوالذی لاشیٔ له ، القاموس الفقهی ،حرف السین ،ص:۱۷۸،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة ،کراچی .

(۳) ویجوزدفعها الی من یملك اقل من النصاب ،وان کان صحیحا مکتسبا ،هندیه ،کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف ،ج:۱ص:۱۸۹،ط:ماجدیه. بدائع الصنائع ج:۲ص: ۴۸،ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف،ط:سعید. شامی ج:۲ص:۳۳۹.و ذکرفی الفتاوی فیمن له حوانیت ودورللغلة لکن غلتها لاتکفیه و عیاله انه فقیرویحل له أخذ الصدقة عند محمد رحمه اللہ تعالی .الفتاوی الشامیة ، کتاب الزکاة ،باب المصرف ،ج:۲ ص: ۳۴۸،ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۸، ط: سعید. البحرج:۲ص:۲۴۴ .

کی وجہ سے یا کسی اور ناگہانی آفت یا مصیبت کی وجہ سے مفلس اور محتاج ہو گئے ہیں، اگر سابقہ زمانہ کے اعتبار سے مالدار اور معزز سمجھے جاتے تھے لیکن اب وہ حال نہیں بلکہ حالت یکسر الٹ ہوگئی ہے تو وہ مسکین میں داخل ہیں، ایسے لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مسلمانوں کی زمین

اگر زمین عشری ہے یا خراجی معلوم نہیں تو احتیاطاً خیر و برکت کے حصول کیلئے عشر یا نصف عشر نکال کر فقراء یا دینی مدارس کے غریب طلباء کو دیدینا چاہئے، کیونکہ زمین کے بارے میں مسلمانوں کی اصل ذمہ داری عشر ادا کرنا ہے، لہذا اشتباہ کی حالت میں عشر نکالنا ہی احتیاط ہے تاکہ آخرت میں گرفت اور مواخذہ کا خطرہ باقی نہ رہے۔(۲)

مشترکہ مال پر زکوۃ

☆......اگر چند افراد کے درمیان مال مشترک ہے، اور مال کو تقسیم کرنے کی صورت میں ہر شریک کے حصے میں نصاب کے برابر مال آتا ہے تو سال پورا ہونے کے بعد ہر شریک کیلئے اپنے اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا(۳)، البتہ اگر سب کی

---

(۱) أیضا

(۲) قلت :ولایخفی مافیه لانهم قد صرحوا بأن فرضیة العشرثابتة بالکتاب والسنة و الاجماع ،والمعقول وبأنه زکوة الثمار والزروع وبأنه یجب فی الارض الغیرالخراجیة وبأنه یجب فیما لیس بعشری ولاخراجی کالمفاوزوالجبال وبأن سبب وجوبه الأرض النامیة بالخارج حقیقة بأنه یجب فی ارض الصبی والمجنون والمکاتب لانه مؤنة الارض ،الفتاوی الشامیة ،کتاب الجهاد،باب العشروالخراج ،ج: ٤ ص١٧٨ ،ط:سعید. وعلی فرض سقوط الخراج لایسقط العشرفان الارض المعدة للاستغلال لاتخلو من احدی الوظیفتین لما ذکرنا من مسئلة الدار،الفتاوی الشامیة ،کتاب الزکوة ،باب العشر ،ج: ٢ ص: ٣٢٧، ط: سعید. بدائع الصنائع ج: ٢ ص: ٥٧ ،فصل فی شرائط المحلیة ط:سعید.

(۳) الزکاة واجبة علی الحر البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول الملك التام ان یکون ملکه ثابتا من جمیع الوجوه ،تاتارخانیة ج:٢ص:٢١٧، کتاب الزکاة ، ط:ادارة القرآن.فتح القدیر ج:٢ص: ١١٢ ،ط:رشیدیه .قوله : (وملك نصاب حولی فارغ عن الدین حوائجه الاصلیة نام ولوتقدیرا) لانه علیه الصلوة والسلام قدر السبب به ،البحرالرائق ، =

طرف سے کسی ایک شریک کو اجتماعی طور پر زکوۃ ادا کرنے کیلئے وکیل بنایا جائے گا تو اس وکیل کے لئے اجتماعی طور پر سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنا جائز ہوگا۔(۱)

اور اگر مشترکہ افراد میں سے کسی ایک فرد کو اجتماعی طور پر سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں تو ایک شریک کیلئے سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا(۲) بلکہ اس صورت میں ہر شریک اپنے اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرے۔

☆......اگر مشترکہ مال کو تقسیم کرنے کے بعد ہر ایک شریک کے حصے میں نصاب کے برابر مال نہیں آتا بلکہ اس سے کم آتا ہے اور ان لوگوں کے پاس زکوۃ واجب ہونے والی کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس صورت میں ان شرکاء میں سے کسی شریک پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

مشک

مشک پر زکوۃ واجب نہیں ہے(۴)، البتہ اگر اس سے تجارت کی جائے گی، اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

= كتاب الزكاة، ج:٢ص:٢٥٢، ط:سعيد. الدرمع الردج:٢ص:٢٥٩ط:سعيد.

(١) اذا وكل فى اداء الزكاة أجزأته النية عند الدفع الى الوكيل، الفتاوى العالمگيريه، كتاب الزكوة، الباب الاول فى تفسيرها، ج:١ص:١٧١، ط:ماجديه. البحر الرائق ج:٢ص:٢١٠.

(٢) ولوادى زكاة غيره بغيرامره فبلغه فاجازلم يجزلانها وجدت نفاذا على المتصدق، لانها ملكه ولم يصرنائبا عن غيره فنفذت عليه، البحرج:٢ص:٢١٠، كتاب الزكاة، ط: سعيد. شامى ج:٢ص:٢٦٩. كتاب الزكاة، ط:سعيد.

(٣) (ومنها كون المال نصابا) فلاتجب فى اقل منه، الفتاوى العالمگيريه، كتاب الزكوة، الباب الاول فى تفسيرها، ج:١ص:١٧٢، ط:ماجديه. بدائع ج:٢ص:١١، ط:سعيد.

(٤) ولازكاة فى الخضر.......لافى المسك والزهركالوردوالبنفسج والنرجس و الينوفر. الفقه الاسلامى وادلته، كتاب الزكاة، المطلب الرابع زكاة الزرع والثمار، ج:٢ ص:٨٠٨، ط:دارالفكر، بيروت.

(٥) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب، الفتاوى العالمگيريه، كتاب الزكاة، الباب الثالث فى زكوة الذهب والفضة و=

مشینری

☆......اگر مشینری تجارتی ہے تو اسکی مالیت یعنی قیمت فروخت پر سالانہ زکوۃ فرض ہے، اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

☆......اگر مشینری تجارتی نہیں بلکہ استعمال کی ہیں تو ان کی مالیت پر زکوۃ فرض نہیں (۲) البتہ آمدنی پر سالانہ زکوۃ فرض ہوگی اگر آمدنی نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۳)

مصنوعی اعضاء پر زکوۃ

☆......اگر مصنوعی اعضاء سونا چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے بنے ہوئے ہیں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

☆......اگر مصنوعی اعضاء جیسے ناک، کان اور دانت وغیرہ سونا یا چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور اس کو انسان کے جسم میں اس طرح لگایا گیا ہے کہ فکس ہوگیا ہے الگ کرنا ممکن نہیں تو جسم کے حکم میں ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

= العروض ،ج:۱ص:۱۷۹،ط:ماجدیه .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰،فصل فی اموال التجارة ط: سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.شامی ج:۲ص:۲۹۸.البحرج:۲ص:۲۲۵.

(۱) يجب ربع العشرفي عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهم ،البحرج:۲ ص:۲۲۸، باب زكاة المال ط:سعيد.سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارااوشيئا مما يكال اويوزن ، بدائع ج:۲ص:۲۰. شامی ج:۲ص۲.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.

(۲) وفى الهداية :وليست فى دورالسكنى ......وعلى هذا كتب العلم والات المحترفين لما قلنا ،وفى البناية :(وآلات المحترفين لما قلنا) اشارة الى ما قلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية وآلات المحترفين مثل قدورالطباخين والصباغين وقواريرالعطارين وآلات النجارين وظروف الامتعة ،البناية فى شرح الهداية ،كتاب الزكاة ، ج:٤ ص:۱۹، حقانيه ،ملتان .شامی ج:۲ص:۲۶۲.البحرج:۲ص:۲۰۶.

(۳) زكاة العمارات والمصانع لاتجب الزكاة فى عينها وانما فى ريعها وغلتها او ارباحها، الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص:۸٦٤،المبحث الخامس ،ط:دارالفكر،بيروت.

اور اگر سونا اور چاندی کے مصنوعی اعضاء کو اس طرح جسم میں لگایا گیا ہے کہ الگ کرنا چاہے تو آسانی سے الگ کر کے دوبارہ لگایا جا سکتا ہے تو یہ زیورات کے حکم میں ہو جائیں گے، جسطرح زیورات پر زکوۃ واجب ہوگی اسیطرح ایسے مصنوعی اعضاء پر بھی سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اگر وہ صاحب نصاب ہے یا مصنوعی اعضاء نصاب کے برابر ہیں۔(۱)

مضاربت والے کاروبار کی زکوۃ

☆......مضاربت والے کاروبار میں لگی ہوئی رقم میں سے اصل رقم کی زکوۃ اس کے مالک کے ذمہ ہے، اور اس کے ذمہ منافع کے اس حصہ کی زکوۃ ادا کرنا بھی واجب ہے جو اسے ملے گا۔(۲)

اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا اس پر بھی لازم ہوگی۔(۳)

(۱) سوال: اکثر لوگ دانت سونے کے تاروں سے بندھوا لیتے ہیں یا کھوکھلے دانت کے اندر سونا بھروا لیتے ہیں سونے کی ناک بنوا کر چہرہ پر لگاتے ہیں اور یہ ناک بلا حرج جدا بھی ہو سکتی ہے لیکن دانت میں سے اس طرح سونا جدا نہیں ہو سکتا سوال یہ ہے کہ آیا صاحب نصاب پر اس سونے میں بھی زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب :فی الدر المختار بعد عد الجزئیات المتعددة التی لافیها الزکوة مانصه :لعدم النمو، وفی ردالمحتار:لانه متمكن من الزيادة ....الخ ،الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الزكوة ،ج:۲ ص:۲٦٦ ،ط:سعيد.

اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ناک میں تو زکوۃ واجب ہے اور جو سونا دانت میں لگایا بھرا ہے اس میں واجب نہیں۔ واللہ اعلم۔ امداد الفتاوی، کتاب الزکوۃ والصدقات، ج:۲ ص:۴۹، ط: مکتبہ دار العلوم، کراچی۔

(۲) یزکی رب المال (المالك) رأس المال وحصته من الربح .

(۳) ويزكي العامل حصته من الربح على النحو الآتي عند الفقهاء ،قال ابوحنيفة رحمه الله:يزكي كل واحد من المالك والعامل بحسب حظه أونصيبه كل سنة ،الفقه الاسلامي و ادلته ،كتاب الزكاة ،المطلب الثالث زكاة عروض التجارة ،سادسا،زكاة شركة المضاربة ، ج:۲ ص:۷۹۹ ،ط:دارالفكر .والبحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷ ،باب العشر ،ط:سعيد.بدائع ج:۲ ص:٥٦ ،فصل فی شرائط الفرضية ،ط:سعيد.

اگر نفع پر کام کرنے والا پہلے سے صاحب نصاب ہے تو اپنے نصاب پر سال مکمل ہونے پر نفع کی رقم کی بھی زکوۃ ادا کردے چاہے نفع پر سال مکمل بھی نہ ہوا ہو۔(۱)

☆...... جب کسی کاروبار کے لئے مال دیا جائے ، اور نفع میں حصہ رکھا جائے مثلا اس کاروبار میں جو نفع ہوگا اس نفع کا آدھا حصہ یا دو تہائی کاروبار کرنے والے کو اور آدھا نفع یا ایک تہائی پیسہ لگانے والے کو تو یہ مضاربت ہے۔(۲)

مطلقہ بیوی کو زکوۃ دینا

مطلقہ بیوی کو عدت گذرنے کے بعد زکوۃ دینا جائز ہے اگر مطلقہ بیوی غریب اور زکوۃ کی مستحق ہے۔(۳)

معمولی آمدنی والے کو زکوۃ دینا

اگر کسی کی آمدنی کم ہے اور وہ اس کے لئے کافی نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ کا مستحق

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولا وبأى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة أوغيرذلك ، عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،الباب الاول فى تفسيرها ج: ١ ص: ١٧٩ ،ط:ماجديه. البحرج: ٢ ص: ٢٢٢ ،فصل فى الغنم ط:سعيد.بدائع ج: ٢ ص: ١٣ ،ط:سعيد.

(٢) واما ركن العقد فالايجاب والقبول وذلك بالفاظ تدل عليهما فالايجاب هولفظ المضاربة والمقارضة والمعاملة ومايؤدى معانى هذه الالفاظ بأن يقول رب المال:خذ هذا المال مضاربة على ان مارزق الله أواطعم الله تعالى منه من ربح فهوبيننا على كذا من نصف أو ربع أوثلث أوغيرذلك من الاجزاء المعلومة ....أويقول المضارب أخذت أورضيت أو قبلت ونحوذلك فيتم الركن بينهما .بدائع ،كتاب المضاربة ،فصل اما ركن العقد ج:٦ ص: ٧٩.

(٣) قال فى الفتح: والافضل فى صرفها ان يصرفها الى اخوته الفقراء ثم اولادهم ثم ذوى ارحامه ثم جيرانه ثم اهل سكته ثم اهل مصره ،فتح القديرج: ٢ ص: ٢١٧ ،باب المصرف ط: رشيديه.البحرج: ٢ ص: ٢٤٣ .شامى ج: ٢ ص: ٣٤٦. قال فى البحر:هى تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمى بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،البحر ج: ٢ ص: ٢٠١ ،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامى ج: ٢ ص: ٢٥٦ .هنديه ج: ١ ص: ١٧٠ .ط:رشيديه

ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مفقود مال کا حکم

☆...... اگر کسی آدمی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ زیور، نقد رقم یا مال تجارت وغیرہ ایک سال یا دو سال تک رہا اور اس نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی اور وہ مال ازخود گم ہو گیا تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔(۲)

اور اگر گم ہونے کے بعد مل گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سال مکمل ہونے کے بعد ملا ہے تو گذشتہ ایام کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

باقی آئندہ کے لئے زکوۃ کب واجب ہوگی اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اس آدمی کے پاس پہلے سے گم شدہ نصاب کے علاوہ دوسرا کوئی نصاب ہے، تو اس کے ساتھ اس کی زکوۃ بھی ادا کرے۔

اور اگر اس آدمی کے پاس مال وغیرہ گم ہونے کے بعد پہلے سے اور کوئی نصاب نہیں تو اس صورت میں گم شدہ مال ملنے کے بعد جب ایک سال پورا ہوگا تو زکوۃ

---

(۱) ويجوز دفعها الى من يملك اقل من النصاب وان كان صحيحا مكتسبا كذا في الزاهدی ،عالمگیری ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فی المصارف ،ج:۱ ص:۱۸۹ ،ط:كوئته امدادالفتاوی ج:۲ص:۲۲، قال في البدائع :وكذا اذا كان له عيال يحتاج إلى نفقتهم و كسوتهم ،بدائع ج:۲ ص:۴۹ ،ط:سعيد.البحرج:۲ ص:۲۴۴.

(۲) وان هلك المال بعد وجوب الزكاة سقطت الزكوة ،عالمگیری ،كتاب الزكاة ،الباب الثالث في زكوة الذهب والفضة والعروض ،ج:۱ ص:۱۱۰ ،ط:كوئته، قال في البدائع :منها الملك المطلق فلاتجب الزكاة في المال الضمار وتفسير مال الضمار هو كل مال غير مقدور الانتفاع به مع قيام اصل الملك كالمال المفقود والمال الساقط في البحر وماروى مرفوعا عن على انه لازكاة في مال الضمار ولان المال اذا لم يكن مقدور الانتفاع به في حق المالك لايكون المالك به غنيا ولازكاة على غير الغني بالحديث ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۹، ط: سعيد.شامی ج:۲ ص:۲۶۶ .ط:سعيد.

واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۱)

☆......اگر گم شدہ مال سال کے اندر مل گیا تو اس صورت میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس آدمی کے پاس گم شدہ مال کے علاوہ اس قسم کا اور مال ہے یا نہیں اگر نہیں تو گم شدہ مال ملنے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا تو زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر اور مال بھی ہے اور دونوں ملکر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوجاتے ہیں تو گم شدہ مال کی زکوۃ بھی باقی مال کے ساتھ دی جائے گی۔(۲)

وشرط كمال النصاب في طرفي الحول فلايضر نقصانه بينهما، فلو هلك كله بطل الحول. درمختار، شامي ج:۲ ص:۳۰۲، ط:سعيد

مقدمہ کرنے کے بعد رقم وصول ہوئی

عدالت میں مقدمہ کرنے کے بعد رقم وصول ہوئی تو وصول ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی سابقہ زمانہ کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قال في البحر: ولو ضاع المال الاول فانه يستقل الحول على المستفاد منه منذ ملكه فإن وجد درهما من دراهم قبل الحول بيوم ضمه الى ماعنده فيزكي الكل لان بالضياع لاينعدم اصل الملك وانما تنعدم يده وتصرفه فاذا ارتفع ذلك قبل كمال الحول كأن الضياع لم يكن، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۲، فصل في الغنم ط:سعيد.

(۲) قال في البحر: ونقصان النصاب في الحول لايضران كمل في طرفيه لانه يشق اعتبار الكمال في اثنائه اما لابد منه في ابتدائه للانعقاد وتحقيق الغناء في انتهائه للوجوب و شرط الكمال في الطرفين لنقصانه في الحول لان نقصانه بعد الحول من حيث القيمة لايسقط شيئا من الزكاة، البحر: ج:۲ ص:۲۲۹، باب زكاة المال، ط:سعيد. شامي ج:۲ ص:۳۰۲. بدائع ج:۲ ص:۱۵. ط:سعيد.

(۳) قال في البدائع: ومنها الملك المطلق وهوان يكون مملوكارقبة ويدا فلاتجب الزكاة في المال الضماروتفسيرالمال الضمارهوكل مال غيرمقدورالانتفاع به مع قيام اصل الملك والمال الذي اخذه السلطان مصادرة، بدائع ج:۲ ص:۹، فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال، ط:سعيد. شامي ج:۲ ص:۲۵۹. هنديه ج:۱ ص:۱۷۲، ط:رشيديه.

مقدمہ میں زکوۃ دینا

☆......اگر صاحب مقدمہ غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے اور حق پر ہے، تو اس کو مقدمہ کے خرچہ کے لئے زکوہ کی رقم دینا جائز ہوگا۔(۱)

طریقہ یہ ہے کہ زکوۃ کی رقم اس آدمی کے ہاتھ میں دی جائے پھر اس کے بعد وہ اپنے مقدمہ میں خرچ کرے۔ اگر برادری یا پنچائیت والے خود جمع کر کے صاحب مقدمہ کے ہاتھ میں دیئے بغیر خود خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوئی۔(۲)

☆......اگر صاحب مقدمہ زکوۃ کا مستحق نہیں تو اس کو مقدمہ کے خرچہ کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

مقروض پر زکوۃ

اگر کسی کے پاس ایک لاکھ روپے ہیں، اور اتنے ہی روپے کا وہ مقروض بھی ہے ،تو اس پر زکوۃ فرض نہیں، چاہے وہ ایک لاکھ روپے پورے سال اس کے پاس رکھے رہیں، کیونکہ قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر روپے باقی نہیں رہتے۔

اور اگر کسی کے پاس ایک لاکھ روپے ہیں اور اس پر پچاس ہزار روپے کا قرض

---

(۱) قال فی البدائع :ولو کان الفقیر قویا مکتسبا یحل له اخذ الصدقة ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۸ ،ط: سعید. البحرج:۲ص:۲٤۰. شامی ج:۲ص:۳۳۹ .باب المصرف.

(۲) قال فی البحر :والحیلة فی الجواز فی هذا ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیر ثم یأمره بعد ذلك بالصرف الی هذا الوجه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیر ثواب هذه القرب کذا فی المحیط ،البحرج:۲ص:۲٤۳ ،باب المصرف ،ط:سعید. قال فی البحر:وعدم الجواز لانعدام التملیك الذی هو الرکن فی هذا ،البحرج:۲ص:۲٤۳ ،ط:سعید،وفتح القدیرج:۲ ص:۲۰۸، باب المصرف ط:رشیدیه .شامی ج:۲ص:۳٤۵تتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۲ .ط: ادارة القرآن.

(۳) قال فی البحر:قوله وغنی یملك نصابا ای لایجوز الدفع له لحدیث معاذ المشهور خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم .البحرج:۲ص:۲٤٤ ،باب المصرف ،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۳٤۷ .باب المصرف.

ہے تو پچاس ہزار قرض کی بابت منہا کرنے بعد پچاس ہزار روپے باقی رہ جاتے ہیں ،اور وہ نصاب کے برابر ہیں لہذا پچاس ہزار پر زکوۃ فرض ہوگی ،ایک سال پورا ہونے پر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

مقروض تاجر کو زکوۃ دینا

☆......اگر کوئی تاجر اتفاق سے قرض دار ہوگیا اور ساری جمع پونجی ختم ہوگئی تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر مقروض تاجر کی بیوی کی ملکیت میں زیور ہے، مقروض تاجر کی ملکیت میں نہیں تو اس صورت میں بھی مقروض تاجر کو زکوۃ دینا جائز ہوگا، بیوی کے زیور کی وجہ سے شوہر کو مالدار نہیں سمجھا جائے گا۔(۳)

☆...... اگر کوئی شخص بیس ہزار کا مقروض ہے اور اس کے پاس دس ہزار موجود ہیں تو اس صورت میں دس ہزار کی زکوۃ دینے کی اجازت ہوگی۔(۴)

---

(۱) ومن كان عليه دين يحيط لماله فلازكوة عليه ،فان كان ماله اكثرمن دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا لفراغه عن الحاجة الاصلية ،كتاب الزكاة ،فتح القديرج:۲ص:۱۱۷، ط: رشيديه. ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد فان كان فانه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالاكان اومؤجلا ،بدائع الصنائع ج:۲ص:٦،فصل اما شرائط الفرضية ،ط: سعيد.ماروى عن عثمانؓ انه خطب فى شهررمضان وقال الاان شهر زكاتكم قد حضرفمن كان له مال وعليه دين فليحسب ماله بماعليه ثم ليزك بقية ماله ،بدائع ج:۲ص:٦، ط: سعيد.والبحرالرائق ج:۲ص:۲۰٤،كتاب الزكاة ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۲٦۰.

(۲) قال فى البدائع :فان كان عليه دين فلاباس بان يتصدق عليه قدردينه وزيادة مادون المائتين ،بدائع ج:۲ص:٤۹،ط:سعيد.قال فى الدر:ومديون لايملك نصابا فاضلا عن دينه وفى الظهيرية الدفع للمديون اولى منه للفقير،قال المحقق فى الرد ،والغارم من لزمه دين و لايملك نصابا فاضلاعن دينه اوكان له مال على الناس ولايمكنه اخذه ،رد المحتار ج: ۲ص:۳٤۳،باب المصرف ،ط:سعيد،هنديه ج:۱ص:۱۸۸،باب السابع،باب المصارف ط:رشيديه . البحرج:۲ص:۲٤۲.باب المصرف.

(۳) انظررقم :۲

(٤) انظررقم :۲

☆......اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے ذمہ اتنا قرض ہے، اسکی ادائیگی کے لئے مجھے زکوۃ کی رقم دے دی جائے تو اس قرض کا ثبوت اس سے طلب کرنا چاہے۔

معارف القرآن ۔ ج ۔۴ص ۴۱۲

مقروض کو زکوۃ دے کر اپنا قرض وصول کرنا

☆......اگر مقروض غریب اور مفلس ہے، قرض واپس کرنے کی استطاعت نہیں ہے، تو قرض دینے والے کے لئے اپنی زکوۃ کی رقم مقروض کو دیکر واپس قرض میں وصول کر لینا جائز ہوگا، اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا۔(۱)

☆...... اگر کسی نے مقروض کو زکوۃ کی رقم دی، تو قرض دینے والا اس سے اپنا قرضہ مانگے، اگر دیدے بہتر ورنہ جبرا چھین کر لینا بھی جائز ہوگا۔

☆......اگر قرض دینے والے کو یہ خطرہ ہو کہ مقروض کے ہاتھ میں زکوۃ کی رقم پہنچنے کے بعد قرض کے نام سے واپس نہیں دے گا، یا فرار ہو جائے گا، تو اس صورت میں قرض دینے والا مقروض کو زکوۃ کی رقم دے کر فوراً قرض کے نام سے واپس لے لے اور ٹال مٹول کرنے والے مقروض سے اپنا قرض زبردستی وصول کرنا بھی جائز ہے۔

یا تو قرض لینے والا قرض دینے والے کے کسی خادم یا ملازم کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے وکیل بنائے، وہ وکیل مقروض کی طرف سے قبضہ کرے، پھر مقروض کی طرف سے قرض ادا کرنے کا وکیل بن کر قرض کے نام سے قرض دینے والے کو دیدے تو اس

---

(۱) وفی ردالمحتار: واعلم ان اداء الدين عن الدين والعين عن العين وعن الدين يجوز واداء الدين عن العين وعن دين سيقبض، وحيلة الجواز أن يعطى مديونه الفقير زكاته ثم ياخذها عن دينه، شامی، كتاب الزكاة ج: ۲ ص: ۲۷۱، ط: سعيد. بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۴۳، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى. ط: سعيد.

طرح زکوۃ اور قرض دونوں ادا ہو جائیں گے۔(۱)

مقروض منکر ہو گیا

اگر مقروض قرض لینے کے بعد منکر ہو گیا، اور قرض دینے والے کے پاس گواہ اور کوئی تحریری ثبوت بھی نہیں تو اس صورت میں قرض وصول ہونے سے پہلے اس کی زکوۃ لازم نہیں ہوگی، اور وصول ہونے کے بعد بھی گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، بلکہ وصول ہونے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا یا صاحب نصاب ہونے کی صورت میں سال پورا ہوگا تو زکوۃ لازم ہوگی۔(۲)

مقروض نے قرض کی رقم کی زکوۃ دیدی

قرض لینے والے آدمی نے قرض دینے والے آدمی کی اجازت کے بغیر زکوۃ ادا کردی تو قرض دینے والے آدمی کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

اور اگر قرض دینے والے آدمی کی اجازت سے زکوۃ ادا کردی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور قرض کی رقم واپس کرتے وقت زکوۃ میں دی گئی رقم وضع کرنا لازم ہوگا ورنہ مقروض کے ذمہ اپنی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی شرط لگانے کی صورت میں سود

---

(۱) وحیلة الجوازأن یعطی مدیونه الفقیرزکاته ثم یأخذها عن دینه ، ولوامتنع المدیون مد یده وأخذها لکونه ظفربجنس حقه ،الدرالمختار. وفی الشامیة :والحیلة اذا خاف ذلك مافی الاشباه :وهوأن یوکل المدیون خادم الدائن بقبض الزکاة ثم بقضاء دینه ،فبقبض الوکیل صارملکا للمؤکل الخ ،شامی ج:۲ص:۲۷۱ .بدائع ج:۲ص:۴۳ .ط:سعید.

(۲) قال فی البحر:وانما الحق فی التعلیل عن الولواجی من انه بمنزلة الهالك بعد الوجوب ومال الضمارهوالدین المجحودوالمغصوب اذا لم یکن علیهما بینة فان کان علیهما بینة وجبت الزکاة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،کتاب الزکاة ،ط:سعید.

(۳) قال فی البحر:ولوادی زکاة غیره بغیرامره فبلغه فاجازلم یجزلانها وجدت نفاذا علی المتصدق لانها ملکه ولم یصرنائبا عن غیره فنفذت علیه .البحرج:۲ص:۲۱۰،کتاب الزکاة ،ط:سعید.شامی ج:۲۶۹.

ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا۔(۱)

مکان

☆......رہائش کے مکان پر زکوۃ نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر رہائش کی نیت سے مکان خریدا ہے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔(۳)

☆......اور اگر مکان تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اور زکوۃ موجودہ مارکیٹ قیمت پر واجب ہوگی قیمت خرید یا اصل سرمایہ پر نہیں۔(۴)

☆......اگر پیسہ محفوظ کرنے کیلئے مکان لیا ہے اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۵)

☆......اگر کسی نے مکان اس نیت سے خریدا ہے کہ بیٹے، بیٹیوں کی شادی کے وقت ان کو دیدیگا تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۶)

---

(۱) قال فی التاتارخارنیة :الااذا وجد الاذن اواجاز المالکان اه ای اجازقبل الدفع الی الفقیر ...... و لوأدی زکوة غیره بغیرامره فبلغه فاجازلم یجزلانها وجدت نفاذا علی المتپصدق لانها ملکه...... رد المحتارج:۲ص:۲۶۹ .قال فی البحر :ولوتصدق عنه بأمره جاز، البحرج:۲ ص:۲۱۰،ط: سعید.

(۲) ولازکوة فی ثیاب البدن......واثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها،الدرمع الرد،کتاب الزکاة ، ج:۲ص:۲۶۵ .قال فی البحر:وشرط فراغه عن الحاجة الاصلیة لان المال المشغول بها کالمعدوم کالنفقة ودورالسکنی صارت کالمعدومة ،البحرج:۲ص:۲۰۶، ط:سعید.بدائع ج: ۲ ص:۱۱.

(۳) أیضا

(٤) وقیمة العروض للتجارة تضم الی الثمنین لان الکل للتجارة وضعاوجعلا ،الدرالمختار شامی، کتاب الزکاة ،ج:۲ص:۳۰۳.البحرج:۲ص:۲۳۰.قال فی البدائع :واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدنانیروالدراهم فلاشئ مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم او عشرین مثقالا من ذهب فتجب فیها الزکاة سواء کان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشیئا مما یکال لان الوجوب فی اموال التجارة تعلق بالمعنی وهوالمالیة والقیمة ،بدائع ج:۲ ص: ۲۰،ط:سعید.

(٥) اذا امسکه لینفق منه کل مایحتاجه فحال الحول وقد بقی معه منه نصاب فانه یزکی ذلك الباقی انکان قصده الانفاق منه فی المستقبل لعدم استحقاقه صرفه الی حوائجه الاصلیة وقت حولان الحول .ردالمحتارج:۲ص:۲۶۲،ط:سعید.

(٦) ولازکوة ....ودارالسکنی ونحوها .....الدرالمختارکتاب الزکاة ،ج:۲ص: ۲۶۵ . البحرج:۲ص:۲۰۶. کتاب الزکاة، ط:سعید.

☆......اگر مکان لیکر کرایہ پر چڑھا دیا تو مکان کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مکان خریدنے کے بعد فروخت کرنے کا ارادہ کیا

رہائش کی نیت سے مکان لیا لیکن خریدنے کے بعد پسند نہیں آیا اور فروخت کرنے کا ارادہ کیا، تو جب تک فروخت نہیں ہوگا زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

مکان خریدنے کے بعد رقم جمع کی

☆......اگر کسی آدمی کے پاس مکان نہیں ہے، اور اس نے مکان خریدنے کے لئے رقم جمع کی اور اب تک اس نے مکان نہیں خریدا، اور سال گذر گیا، اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اور اگر رقم جمع کی اور سال پورا ہونے سے پہلے مکان خرید لیا اور نصاب کے برابر رقم جمع نہیں تھی تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

(۱) قال في الدر: ولافي ثياب البدن ودور السكنى ونحوها اذا لم تنو التجارة قال في الرد: اى كالحوانيت والعقارات ،ردالمحتار ج:۲ص:۲۶۵،ط:سعيد. البحر ج:۲ص:۲۰۶. سعيد. بدائع ج:۲ص:۱۱. ط:سعيد.

(۲) (ثم) مانواه للخدمة (لايصير للتجارة) وإن نواه لها مالم يبعه بجنس مافيه الزكاة ، و الفرق ان التجارة عمل فلايتم بمجرد النية ،الدرالمختار،شامي ج:۲ص:۲۷۲،كتاب الزكاة ، ط:سعيد. عالمگيرى ج:۱ص:۱۷٤،ط:رشيديه.

(۳) الزكوة واجبة على الحر العاقل ....اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ، فتح القدير ج:۲ص:۱۱۲،كتاب الزكاة ،ط:رشيديه. تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷. ط:ادارة القرآن.

(٤) (ومنها كون المال نصابا) فلاتجب في أقل منه ،عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۲. شامى ج:۲ص:۲۵۹. البحر ج:۲ص:۲۰۲،ط:سعيد.

مکان کا سودا کیا رقم ادا کردی

اگر مکان کا سودا کیا رقم ادا کردی ، اوراب تک مکان پر قبضہ نہیں ہوا تو اس صورت میں جو رقم ادا کی گئی اس کی زکوۃ کا حکم یہ ہے اگر مشتری نے سالانہ اپنی زکوۃ ادا کرنے سے قبل مکان کی قیمت ادا کردی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اوراگر مشتری نے نصاب کا سال مکمل ہونے کے بعد مکان کی قیمت ادا کی تو اس سے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی بلکہ قیمت کی بابت جتنی رقم ادا کی ہے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

مل

مل کی مشینوں پر زکوۃ فرض نہیں ،لیکن اس میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوۃ فرض ہے، اسی طرح جو خام مال ہیں سامان تیار کرنے کیلئے رکھا ہے اس پر بھی زکوۃ فرض ہے، خام مال اور تیار شدہ مال سب کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۲)

---

(۱) (وشرطه) أى شرط افتراض ادائها (حولان الحول) وهوفى ملكه (وثمنية المال (كالدراهم والدنانير)لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة ،فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولو للنفقة .الدرالمختار،شامى ج۲ :ص۲٦۷ ،كتاب الزكاة .البحرج:۲ص:۲۰۲.

(۲) وكذلك آلات المحترفين الا مايبقى اثرعينه اى سواء كانت مما لاتستهلك عليه فى الانتفاع اوتستهلك لكن هذا منه مالايبقى اثرعينه ......ومنه مايبقى فلازكاة فى الاولين و فى الاخيرالزكاة اذا حال عليه الحول ،ردالمحتارج:۲ص:۲٦۵ ،ط:سعيد. قال فى البدائع : واما آلات الصناع وظروف امتعة التجارة فلاتكون مال التجارة لانهالاتباع مع الامتعة عادة و الحاصل ان كان شيئا يبقى اثره فى المعمول فيه كالصبغ والزعفران فانه مال التجارة ؛لأن الاجريكون مقابلة ذلك الاثروذلك الاثرمال قائم وان كان شيئا لايبقى اثره فى المعمول فيه مثل الصابون والاشنان فلايكون مال التجارة لان عينها تتلف ولم ينتقل اثرها الى الثوب المغسول ....بدائع :۲ص:۱۳،ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۲٦۲. البحرج:۲ص:۲۰٦.
اتجه راس المال فى الوقت الحاضرلتشغيله فى نواح من الاستثمارات غيرالارض والتجارة وذلك عن طريق اقامة المبانى اوالعمارات بقصد الكراء والمصانع المعدة للانتاج =

ملازمین کو زکوۃ کا کھانا دینا

اگر ملازمین کو تقرری کے وقت تنخواہ کے ساتھ ساتھ کھانا دینے کی بھی شرط تھی تو اس صورت میں ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے پکایا ہوا کھانا دینا، یا زکوۃ کی رقم سے کھانے کا انتظام کرنا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ یہ بھی تنخواہ کا ایک حصہ ہے اور زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

اور اگر ملازمین کی تقرری کے وقت کھانا دینے کی شرط نہیں تھی اور ملازمین زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو زکوۃ کی رقم سے کھانا دینا جائز ہوگا بشرطیکہ کھانا ان کے ہاتھ میں الگ کر کے دیدیا جائے۔(۲)

اور اگر اس صورت میں ملازمین زکوۃ کے مستحق نہیں تو ان کو زکوۃ کی رقم سے کھانا دینا جائز نہیں ہوگا، اور اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

ملاوٹی اشیاء

ملاوٹی اشیاء میں اس دھات کا اعتبار ہے جس کی مقدار زیادہ ہے، خواہ سونا ہو یا چاندی یا کوئی اور دھات، لہذا سونے کیساتھ چاندی ملی ہوئی اشیاء میں اگر سونا زیادہ

= وتشترك كلهافي صفة واحدة هي انها لاتجب الزكاة في عينها وانما في ريعها وغلتها اوارباحها ،الفقه الاسلامي وادلته ، ج:٢ ص:٨٦٤ ،المبحث الخامس ،ط:دار الفكر .

(١) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لاإباحة كما مرلايصرف الى بناء نحومسجد ولاالخ .الدرالمختارشامي ج:٢ ص:٣٤٤ ،ط:سعيد.هنديه ج:١ ص:١٨٩ .البحرج:٢ ص:٢٤٣ . معارف القرآن ج:٤ ص:٣٩٩ ،سورة التوبه آيت :٦٠ ،بدائع ج:٢ص:٣٩ .ادارة المعارف. معارف القرآن كاندهلوى ج:٣ ص:٣٦٦ ،مكتبه عثمانيه

(٢) ويجوزدفعها الى من يملك اقل من النصاب ،هنديه ج:١ ص:١٨٩ .البحرج:٢ ص:٢٤٠ .

(٣) انظررقم :١، وقال في البحر:هي تمليك المال من فقيرمسلم .بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،البحرج:٢ص:٢٠١ .كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:٢ص: ٢٥٦ .هنديه ج:١ص:١٧٠ ،الباب الاول ،ط:رشيديه.

ہے تو سونے کے مطابق زکوۃ ادا کی جائے گی، اور اس پوری چیز کو سونا تصور کیا جائے گا، اور اگر چاندی کی مقدار زیادہ ہے تو چاندی تصور کیا جائے گا اگر نصاب پورا ہو تو سالانہ زکوۃ نکالی جائے گی، اور اگر نصاب پورا نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

ملحد کو زکوۃ دینا

جو شخص اللہ ورسول اور آخرت کا منکر ہے وہ ملحد ہے، وہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسے آدمی کو زکوۃ دینا دین دشمنی میں تعاون کرنا ہے، اور یہ جائز نہیں: ولا تعاونوا علی الأثم والعدوان (پ ٦ سورۃ المائدۃ آیت ٢). (٢)

ممانی

اگر مامی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۳)

منت کی رقم

☆......اگر کسی نے زبان سے نذر یا منت کے لفظ کے ساتھ یہ کہا کہ مثلاً آمدنی کا تیسرا حصہ اللہ کے نام نذر کروں گا، اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس

(١) قال في البدائع :فاما اذا كانت مغشوشة فان كان الغالب هو الفضة فكذلك لان الغش فيها مغمور مستهلك ،بدئع ج:٢ ص:١٧،ط:سعيد. قال في البحر :ان الدراهم اذا كانت مغشوشة فان كان الغالب وهو الفضة فهي كالدراهم الخالصة وحكم الذهب المغشوش كالفضة المغشوشة ،البحر ج:٢ ص:٢٢٨ ،شامي ج:٢ ص:٣٠٠ .ط:سعيد.

(٢) هي تمليك المال من فقير مسلم ......واحترز بالفقير الموصوف عن الغني والكافر، البحر: ج: ٢ص:٢٠١،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:٢ص:٢٥٦. هنديه ج:١ص: ١٧٠. قال في البدائع :ومنها ان يكون مسلما فلايجوز صرف الزكاة الى الكافر بلاخلاف ، بدائع ج:٢ ص:٤٩ ،ط:سعيد. تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير ،الخ الدر مع الرد ج:٢ ص: ٢٥٦.

(٣) وقيد باصله وفرعه لان من سواهم من القرابة يجوز الدفع لهم وهو اولى لما فيه من الصلة =

پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، البتہ الگ سے زکوۃ ادا کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ، اسی رقم کا ڈھائی فیصد زکوۃ کی نیت سے دے سکتا ہے، اور ساڑھے ستانوے فیصد نذر کی مد میں صدقہ کردے۔(۱)

☆......اگر اس قسم کی کل رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر فقیر کو دیدی، اور یہ تیسرے حصے کی رقم الگ متعین تھی تو اس صورت میں زکوۃ اور نذر دونوں ادا ہو گئے۔(۲)

منافع

☆......تجارت میں سال کے درمیان میں جو منافع ہوتا ہے سال کے ختم ہونے پر اصل کے ساتھ منافع کی زکوۃ نکالنا بھی فرض ہے اگر چہ منافع کی رقم پر سال پورا نہ ہوا ہو کیونکہ منافع کی رقم اصل رقم کی تابع ہے، جب اصل پر سال گذر گیا گویا کہ منافع پر بھی سال گذر گیا۔

☆......سال گذرنے پر اصل اور منافع کے مجموعہ رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۳)

= مع الصدقة كالاخوة ....والاخوال والخالات الفقراء ،البحر:ج۲: ص: ۲۴۳،ط: سعيد. بدائع ج:۲ص: ۵۰ .شامي ج: ۲ص:۳۴٦ .فتح القدير ج: ۲ص: ۲۱۷،ط:رشيديه.

(۱) قال في البحر:ودين النذرلايمنع، بيانه: له مائتادرهم نذربان يتصدق بمائة منها وحال الحول سقط النذربقدردرهمين ونصف ويتصدق للنذربسبعة وتسعين ونصف ولوتصدق بمائة منها للنذريقع درهمان ونصف عن الزكاة لانه متعين بتعيين الله فلايبطل بتعيينه لغيره ، البحرالرائق ج:۲ص: ۲۰٤،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

(۲) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكوة سقط فرضها،عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۱، و هكذا في البدائع ج:۲ص: ٤ .فصل في شرائط الفرضية ط:سعيد.رجل اعطى رجلا دراهم ليتصدق بها تطوعا اوقال له تصدق بها عن كفارة أيماني..........ثم تصدق المأموربها جاز عن زكوة ماله ،خلاصة الفتاوى ج:۱ص:۲٤۳،ط:رشيديه .

(۳)قال في البدائع:والمستفادفي الحول ان كان من جنسه فاما ان كان حاصلابسببه كالربح اوحاصلا بسببه يضم الى الاصل ويربى بحول الاصل بالاجماع لان ذلك تبع للاصل في الملك لكونه تبعا له في سبب الملك فيكون تبعا في الحول،بدائع ج:۲ص:۱٤. ط: سعيد. والبحر:ج:۲ص: ۲۲۲،فصل في الغنم ،ط:سعيد.

منکر زکوۃ کا حکم

☆...... زکوۃ اور اسکی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، ایسے آدمی پر ضروری ہے کہ توبہ استغفار کر کے ایمان کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے تو نکاح کی بھی تجدید کرے اور اگر صاحب نصاب ہے تو زکوۃ بھی دے ورنہ حکومت وقت اس کو قتل کر دے۔(۱)

☆...... اگر کوئی شخص زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے بلکہ ادائیگی سے انکار کرتا ہے تو حکومت کو اس سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔(۲)

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد زکوۃ نہ دینے پر اصرار کرنے والے عربوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ کا اعلان کیا اور تمام صحابہ کرام نے اس موقف کی تائید کی اور آپ کے ساتھ زکوۃ نہ دینے والے لوگوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے۔(۳)

---

(۱) واما صفتها فهى فريضة محكمة يكفرجاحدها ويقتل مانعها هكذا فى المحيط ، عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۰ ،ط:ماجديه .قال الشيخ وهبة الزحيلى :واجمع المسلمون فى جميع الاعصارعلى وجوب الزكاة واتفق الصحابة على قتال مانعيها فمن انكرفرضيتهاكفر وارتد ان كان مسلما ناشئا ببلاد الاسلام بين اهل العلم وتجرى عليه احكام المرتدين و يستتاب ثلاثا فان تاب والاقتل ، قال فى موضع اخرفان كان مانع الزكاة جاحدا لوجوبها فقد كفروقتل كما يقتل المرتد لان وجوب الزكاة معلوم من دين الله ضرورة فمن جحد وجوبها فقد كذب الله تعالى وكذب رسولﷺ فحكم بكفره .الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص : ۷۳۵،۷۳٤. الفصل الاول الزكاة ،ط:دارالفكر.

(۲) وتقاتل الجماعة مانعة الزكاة جحودا كما فعل الصحابة فى عهد الخليفة الاول ابى بكررضى الله عنه قال ابوبكروالله لاقاتلن من فرق بين الصلوة والزكاة فان الزكاة حق المال والله لومنعونى عناقاكانوا يؤدونها الى رسول اللهﷺ لقاتلتهم على منعها وبناء عليه قال العلماء بالاتفاق اذا منع واحدا وجمع الزكاة وامتنعوا بالقتال وجب على الامام قتالهم وان منعهاجهلا بوجوبها اوبخلابها لم يكفر،الفقه الاسلامى وادلته ج: ۲ ص: ۷۳۵،ط:دارالفكر.

(۳) عن ابى هريرة رضى الله عنه قال لما توفى النبىﷺاستخلف ابوبكربعده وكفرمن =

☆......زکوۃ نہ دینے والوں سے جنگ کی وجہ یہ ہے کہ معاشرے کے کمزور افراد اور فقراء ومساکین کے حقوق ضائع نہ ہوں، اور یہ دین اسلام کی خصوصیت ہے ورنہ دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ معاشرہ کے طاقتور طبقے کمزور طبقوں کے حقوق کھاتے ہے جبکہ حکام اور امراء مالداروں کی حمایت کرتے ہیں غریبوں کی نہیں۔(۱)

منی آرڈر سے زکوۃ بھیجنا

☆......زکوۃ کی رقم منی آرڈر سے بھیجنا جائز ہے، کیونکہ یہ مجبوری ہے، اور اس صورت میں رقم کی تبدیلی کی وجہ سے زکوۃ کی ادائیگی میں کوئی اثر نہیں پڑے گا البتہ منی آرڈر کی فیس زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں بلکہ وہ اپنے جیب سے یا چندہ اور عطیات کی مد سے ادا کرنا ہوگا۔(۲)

☆......اگر خود زکوۃ دینے والا زکوۃ کی رقم منی آرڈر کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیج رہا ہے۔ تو منی آرڈر کی فیس اپنے پاس سے الگ دے۔

☆......اگر منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھیجنے کے بعد رقم نہیں پہنچی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

= كفر من العرب قال عمر بن الخطاب ....فقال ابوبكر والله لأقاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة الخ ،مشكوة ج:١ ص:١٥٧،ط:قديمي.

(١) قال في البدائع :واما المعقول فمن وجوه احدها ان اداء الزكاة من باب اعانة الضعيف واغاثة اللهيف واقدار العاجز وتقويته على اداء ما افترض الله عليه من التوحيد والعبادات والوسيلة الى اداء المفروض مفروض والثاني ان الزكاة تطهر نفس المؤدى ...ترك الشح والضن اذا النفس مجبولة على الضن بالمال فتتعود السماحة وترتاض لاداء الامانات و ايصال الحقوق الى مستحقيها الخ ،بدائع ج:٢ ص:٣،كتاب الزكاة ، ط:سعيد.

(٢) فتاوى دار العلوم ديوبند،مؤلفه: مفتي اعظم مفتي عزيز الرحمن صاحب ،كتاب الزكاة ، ج:٦ ص:٨٠،ط:دار الاشاعت.

(٣) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء ،الدر المختار شامي ج:٢ ص:٢٧٠. البحر الرائق ج:٢ ص:٢١٠،ط:سعيد.

منی آرڈر فیس

اگر زکوۃ کی رقم منی آرڈر کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیجی گئی تو منی آرڈر کی فیس زکوۃ بھیجنے والا برداشت کریگا، منی آرڈر فیس کو زکوۃ کی رقم سے وضع کرنا درست نہیں، ورنہ پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور فیس کے برابر رقم مزید زکوۃ کی نیت سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

موبائیل فون

☆......اگر موبائیل استعمال کا ہے تو اسکی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر موبائیل استعمال کے لئے نہیں بلکہ تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، یا دوسری چیزوں کیساتھ ملکر چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہوجاتی ہے تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی اور زکوۃ ڈھائی فیصد ہے۔(۳)

---

(۱) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء ،الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۰. یہ مسلم ہے کہ منی آرڈر فیس فقراء کو نہیں ملتی، اس لئے فیس کی رقم زکوۃ میں شمار نہیں ہوگی۔
قال فی البحر:وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم كالنفقة ودورالسكنى والثياب المحتاج اليها ،واثاث المنزل ،البحرج:۲ ص:۲۰۶،كتاب الزكاة ، ط:سعيد.شامی ج:۲ص:۲۶۲،ط:رشيديه.

(۲) ولازكوة فی ثياب البدن واثاث المنزل ،كتاب الزكاة ،شامی ج:۲ص:۲۶۵. قال فی البدائع : واما اموال التجارة فتقديرالنصاب فيها بقيمتها من الدنانيروالدراهم فلاشيئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتی درهم فتجب فيها الزكاة سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا .... وكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض فی تكميل النصاب ،واذا كان تقديرالنصاب من اموال التجارة بقيمتها من الذهب والفضة هوان تبلغ قيمها مقدارنصاب من الذهب والفضة فلابد من التقويم حتى يعرف مقدارالنصاب ،بدائع ج:۲ص:۲۱،فصل واما اموال التجارة . شامی ج:۲ص: ۲۹۵. البحرج:۲ص:۲۲۵.

(۳) وقيمةالعروض للتجارة تضم الى الثمنين لان الكل للتجارة وضعا وجعلا ،الدرالمختار شامی. ج: ۲ ص:۳۰۳،كتاب الزكاة .البحرج:۲ص:۲۳۰ .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۵.

موت کے معاوضہ پر دیت کی رقم ملی

اگر گاڑی وغیرہ کے ایکسیڈنٹ میں کسی کا انتقال ہوگیا، اور گاڑی والے یا کمپنی نے جان کے معاوضہ میں دیت کی رقم دی، اور رقم کو تقسیم کرنے کے بعد تمام وارثوں کے حصے میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم آئی تو اس صورت میں جو وارث نابالغ ہیں ان کے حصے کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱)۔ البتہ جب نابالغ وارث بالغ ہوجائیں گے تو بالغ ہونے کے بعد جب ایک سال پورا ہوجائے گا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر وارث بالغ ہیں، اور یہ رقم ملنے کے بعد نصاب کے مالک ہوتے ہیں تو ایک سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

اور اگر بالغ وارث پہلے سے صاحب نصاب ہے اور اس کو اب دیت کی رقم بھی ملی تو جب سابقہ نصاب پر سال پورا ہوجائے گا تو دیت کی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

موتی

☆......اگر موتی تجارت کے لئے نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں۔ (۴)

(۱) ومنها البلوغ عندنا فلاتجب على الصبي وهوان الزكاة عبادة عندنا والصبي ليس من اهل وجوب العبادة فلاتجب عليه كما لايجب عليه الصوم والصلوة ،بدائع واما شرائط الفرضية ،ج:۲ص:٤ ،ط:سعيد.هكذا في فتح القديرج:۲ص:۱۱۵ ،ط:رشيديه .شامي ج:۲ ص:۲۵۸ .البحرالرئق ج:۲ص:۲۰۲ ،ط:سعيد.

(۲) الزكوة واجبة على الحر العاقل .....اذا ملك نصابا ملكاتاما اوحال عليه الحول ،فتح القدير:۲ص:۱۱۲ ،كتاب الزكاة،ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ص:۱۱۷ ،ط:ادارة القرآن.

(۳) قال في البدائع :وهكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض في تكميل النصاب ،بدائع ج:۲ص:۲۱ ،فصل في اموال التجارة ،ط:سعيد.

(٤) قال في الهداية : ولاخمس في اللؤلؤ والعنبريعني اذا استخرجا من البحروهذا لان =

☆......اگرموتی تجارت کے لئے ہیں اور قیمت نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے یا موتی کا مالک پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ موتی کی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنالازم ہوگا۔(۱)

☆......اصلی موتیوں کے ہار پر زکوۃ واجب نہیں، ہاں اگر تجارت کے لئے ہو تو پھر نصاب کے برابر ہونے کی صورت میں سال گذرنے پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

موذن کوزکوۃ دینا

☆......اگرموذن غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، یا مقروض ہے، تو اسکو غریب اور زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دینا اور موذن کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔

☆......موذن کو اجرت کے طور پر زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔اجرت کی شرط کے بغیر غریب ہونے کی صورت میں مستحق سمجھ کر زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

=العنبرحشیش واللؤلؤماء مطرالربیع یقع فی الصدف فیصیرلؤلؤا:ولاشیئ فی الماء ولافیما یؤخذ من الحیوان ،فتح القدیرج:۲ص:۱۸۵،باب المعادن والرکازط:رشیدیه .وهندیه ج:۱ص:۱۸۵ ،ط:رشیدیه .

(۱) قال في البدائع :واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها من الدنانیروالدراهم فلاشیئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم سواء کان مال التجارة عروضاوعقارا،بدائع ،ج:۲ ص: ۲۰،ط:سعید.

(۲) قال فی الدر:لازکاة فی اللآلی والجواهروان ساوت الفا،کاللؤلو والیاقوت والزمردالا ان یکون للتجارة والاصل ان ماعدا الحجرین والسوائم انما یزکی بنیة التجارة بشرط عدم المانع المؤدی الی الثنی وشرط مقارنتها لعقدالتجارة ،الدرمع ردالمحتارج:۲ ص: ۲۷۳، کتاب الزکاة ،ط:سعید. عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹ .قال فی البحر:والمراد بالحلی هنا ماتتحلی به المرأة من ذهب وفضة ولایدخل الجوهرواللؤلؤفانه ماتتحلی به المرأة مطلقا ، البحرج:۲ص:۲۲٦،ط:سعید.

(۳) ویجوزدفعها الی من یملك اقل من النصاب وان کان صحیحامکتسبا ،عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹ .البحرج:۲ص:۲٤۰ .شامي ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف ،ط:سعید.

مونگا

مونگا پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر مونگا سے تجارت کی جائے گی تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مہتمم طلباء کا وکیل ہے

دینی مدارس کے مہتمم طلباء کے وکیل ہیں، مالداروں کے وکیل نہیں ہیں، کیونکہ مدرسہ کے طلباء نے جب اسکے اہتمام کو تسلیم کرلیا تو گویا یہ کہدیا کہ آپ ہمارے واسطے مالداروں سے زکوۃ وغیرہ وصول کر کے ہماری ضروریات میں صرف کردیں، لہذا زکوۃ کی رقم مہتمم صاحب یا اس کے نمائندے کے پاس جمع ہوتے ہی زکوۃ ادا ہو جائے گی (۲) البتہ مہتمم صاحب پر ضروری ہوگا کہ وہ زکوۃ کی رقم صرف طلباء کی ضروریات مثلا کھانا پینا کپڑا وظیفہ اور علاج وغیرہ میں خرچ کریں، تنخواہ، تعمیر، بل وغیرہ میں خرچ نہ کریں۔

مہتمم یا اس کے نائب سے زکوۃ کی رقم گم ہوگئی

اگر زکوۃ کی رقم مہتمم صاحب یا ان کے نائب کو ملنے کے بعد مکمل طور پر حفاظت کے باوجود کسی ناگہانی حادثے یا کسی اور وجہ سے تلف ہوجائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی

---

(۱) صفحۂ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۳

(۲) (قوله اذا وكله الفقراء) لانه كلما قبض شيئا ملكوه وصار خالطا مالهم بعضه ببعض و وقع الزكاة عن الدافع الخ ،ردالمحتار ج:۲ ص:۲٦۹. معارف القرآن ج:٤ ص:۳۹۹، سورة التوبة ،آيت:٦۰،ادارة القرآن،معارف القرآن كاندهلوى ج:۳ ص:۳٦٦،مكتبه عثمانيه . قال فى البحر:وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ما اذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء واشار المصنف الى انه لايخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابدمن الاداء الى الفقير .البحر ج:۲ ص:۲۱۱،ط:سعيد.

ضمان نہیں آئے گا کیونکہ یہ طلباء کے وکیل ہیں اور وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہے۔(۱)
البتہ حفاظت میں کوتاہی کی تو مہتمم یا اس کے نائب پر ضمان آئے گا۔(۲)

مہر

☆......مہر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

☆......مہر کی رقم یا زیور وصول ہونے کے بعد اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ بیوی کے ذمہ لازم ہوگی، چاہے بیوی دیدے یا اسکی اجازت سے اس کا شوہر دیدے۔(۳)

☆......اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر مل گیا اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور ایک سال تک اس کے قبضے میں رہے، اور اسکے بعد اس کا شوہر رخصتی اور خلوت صحیحہ سے پہلے اس عورت کو طلاق دیدے، اور دئے ہوئے مہر میں سے آدھا مہر واپس لے لے (رخصتی سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں عورت کو مقررہ مہر کا آدھا ملتا ہے) تو اگر وہ مہر نقد رقم یا سونا چاندی کی قسم سے ہے تو اس عورت کو پورے

---

(۱) قال في البحر: وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله مااذا لم يوكلوه فان كان وكيلامن جانب الفقراء فلاضمان عليه ،البحرج:۲ص:۲۱۱.تتارخانية ج:۲ص:۲۸۶، كتاب الزكاة ،ط:ادارة القرآن .

(۲) قال في البدائع :واما الدين الضعيف فهوالذى وجب له بدلا عن شيئ اووجب بدلا عما ليس بمال كالمهرولازكاة فيه مالم يقبض كله ويحول عليه الحول بعدالقبض ،بدائع ج:۲ ص: ۱۰ ،ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۳۰۶،ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،كتاب الزكاة ، ط: سعيد.فتح القديرج:۲ص:۱۲۳ .ط:رشيديه .

(۳) وضعيف وهوبدل ماليس بمال كالمهر،قال في البحر :وفي الضعيف لاتجب مالم يقبض نصابا ويحول الحول بعدالقبض عليه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،كتاب الزكاة ،ط:سعيد. فتح القديرج:۲ص:۱۲۳،ط:رشيديه.الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكاتاما وحال عليه الحول ،فتح القديرج:۲ص:۱۱۲،كتاب الزكاة ،ط: مكتبه رشيديه ،كوئته.تتارخانية ج:۲ص:۱۱۷.

مہر کی زکوۃ دینا ہوگی ، اور اگر وہ نقد یا سونا چاندی کی قسم سے نہیں تو اس صورت میں پورے مہر کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگی بلکہ آدھے مہر کی زکوۃ ادا کرے۔(۱)

مہر کی رقم کو شوہر اپنے نصاب سے وضع کرے یا نہ کرے

☆...... مہر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مہر موجل: جو فوری طور پر ادا کرنا واجب نہیں۔

☆...... مہر معجّل: جس وقت بھی بیوی مہر طلب کرے شوہر کے لئے ادا کرنا ضروری ہے۔(۲)

☆...... اگر مرد کے ذمہ مہر موجل ہو یعنی فوری طور پر ادا کرنا لازم نہ ہو، اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ ہو تو یہ مہر شوہر کے نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا، اور کل رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی (۳)، مثلاً کسی کے پاس ایک لاکھ روپیہ موجود ہے اور پچاس ہزار مہر موجل اس کے ذمہ ہے، تو یہ شخص پورے ایک لاکھ روپے سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے گا، یہ نہیں کہ پچاس ہزار روپیہ مہر کے قرض میں وضع کر دے

---

(۱) قال في الدر: ويجب على المرأة زكاة نصف مهرمن نقد مردودبعد مضى الحول من الف كانت قبضته مهراثم ردت النصف لطلاق قبل الدخول بها فتزكى الكل لما تقرران النقود لاتتعين في العقود والفسوخ . قال في الرد: صورتها تزوج امرأة بالف وقبضتها وحال الحول ثم طلقها قبل الدخول فعليها رد نصفها اتفاقا لكن زكاة النصف المردود لاتسقط عنها (قوله من نقد) هوالذهب اوالفضة احترازا عما لوكان المهرسائمة اوعرضا ففي المحيط انها تزكى النصف لانه استحق عليها نصف عين النصاب والاستحقاق بمنزلة الهلاك ،رد المحتار ج: ۲ ص: ۳۰۷،ط:سعيد.

(۲) ولها منعه من الوطء والسفربها ولوبعد وطء وخلوة رضيتهما لأخذ مابين تعجيله أو قدرمايعجل لمثلها عرفا إن لم يؤجل كله،تنوير الابصار ،شامي ج: ۳ ص: ۱۴۳ ،باب المهر، مطلب في بيان مهر المثل.

(۳) قال في البحر :قيل المهرالمؤجل لايمنع لانه غيرمطالب به عادة بخلاف المعجل ، البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۴ ،ط:سعيد.بدائع الصنائع ج: ۲ ص:۶ ،ط:سعيد.فصل في شرائط الفرضية .ولوكان على الرجل مهرمؤجل لامرأته وهولايريده أداء ه لايجعل مانعا من الزكاة ، (خلاصة الفتاوى ، ج: ۱ ص: ۲۴۰ ،كتاب الزكاة ،الفصل السادس في الديون ومسائلها.شامي ج: ۲ ص: ۲۶۱.

اور باقی پچاس ہزار کی زکوۃ دے تو درست نہیں ہوگا اور پوری رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

☆......شوہر کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے، اگر وہ معجّل ہے یعنی جس وقت بھی بیوی طلب کرے اس کا ادا کرنا ضروری ہے، یا مہر موجل ہے یعنی فوری ادا کرنا ضروری نہیں ہے لیکن شوہر خود ہی مہر کو ادا کرنے کی فکر اور کوشش میں لگا ہوا ہے اور جمع کر رہا ہے تاکہ ادا کردے تو ایسے قرض کو نصاب سے وضع کر دیا جائے گا (۱)، اس صورت میں اگر مہر کی رقم کو وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر بقیہ رقم نصاب سے کم ہے اور زکوۃ واجب ہونے والی دوسری چیزیں بھی نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

☆......اور اگر شوہر کو مہر موجل ادا کرنے کی فکر نہیں اور اس کے لئے کوشش بھی نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ ادا کرنا ہی نہیں چاہتا تو اس صورت میں مہر کی رقم کو نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا (۲) اور پوری رقم سے زکوۃ نکالی جائے گی، باقی مہر ادا نہ کرنے کی فکر مناسب نہیں کیونکہ اگر مہر زندگی میں ادا نہیں کرے گا موت کے بعد ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ (۳)

---

(۱) قال في البدائع: ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد وعلى هذا يخرج مهر المرأة فانه يمنع وجوب الزكاة، معجلا كان اومؤجلا لانها اذا طالبته، يواخذ به، بدائع ج:۲ ص: ۶، ط:سعيد. فصل في شرائط الفرضية، والبحرالرائق ج:۲ص: ۲۰۴، كتاب الزكاة، ط: سعيد .شامي ج:۲ص: ۲۶۰.

(۲) قال في البدائع: وقال بعضهم ان كان الزوج على عزم من قضائه يمنع وان لم يكن على عزم القضاء لايمنع لانه لايعد دينا، بدائع ج:۲ص:۶، ط:سعيد. والبحرالرائق، ج:۲ ص: ۲۰۴، ط:سعيد. وذكرالبزدوي في شرح الجامع الكبير: قال مشائخنا رحمهم الله تعالى في رجل عليه مهرمؤجل لإمرأته وهولايريدأداءه لايجعل مانعا من الزكاة لعدم المطالبة في العادة وإنه حسن ايضا، هكذا في جواهرالفتاوى، فتاوى عالمگيرى ج:۱ص: ۱۷۳، كتاب الزكاة، الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها، ط:رشيديه .شامي ج:۲ص: ۲۶۱.

(۳) والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى أومهرالمثل الخ، عالمگيرى ج:۱ص: ۳۰۳، باب المهر، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر والمتعة.

مہر میں ملی ہوئی زمین کا حکم

☆......اگر بیوی کو مہر کی عوض میں زمین ملی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆...... اگر بیوی نے مہر کی رقم کے عوض میں شوہر سے زمین خریدی ہے اور خریدتے وقت تجارت کی نیت سے لی ہے تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد زکوۃ فرض ہوگی اگراسکی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یااس سے زیادہ ہے۔(۲)

مہر والی عورت کوزکوۃ دینا

ایک عورت کا مہر نصاب کے برابر یااس سے زیادہ ہے، لیکن اس کا شوہر بہت زیادہ غریب ہے، ادانہیں کرسکتا، اورعورت بھی غریب ہے، تو ایسی عورت کوزکوۃ کا پیسہ دینا جائز ہے اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر نہیں دیتا، یااس عورت نے اپنا مہر معاف کردیا ہے اور وہ عورت غریب ہے تو اس کوزکوۃ دینا درست ہے۔

لیکن جس عورت کو یہ امید ہو کہ جب وہ اپنے شوہر سے مہر مانگے گی شوہر مہر ادا کردیگا، تو ایسی عورت کوزکوۃ دینا درست نہیں ہے۔(۳)

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية (الی)اذا لم يكن للتجارة،عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۳،کتاب الزکوۃ ،الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها . وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية ؛ لان المال المشغول بها كالمعدوم كالنفقة ودور السكنى ،البحرج:۲ ص: ۲۰۶، ط: سعید. ردالمحتارج:۲ ص:۲۶۲و ۲۶۵ط:سعید.

(۲) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابامن الورق أوالذهب وتشترط نية التجارة ليثبت الإعداد ،فتح القديرج:۲ص:۱۶۵،کتاب الزکاۃ ،باب زکوۃ المال .بدائع ج:۲ص:۲۰ ،فصل فی اموال التجارة ،ط:سعید.تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷.

(۳) ولودفع الی أخته ولها علی زوجها مهريبلغ نصابا ان كان الزوج مليا مقراولوطلبت لايمتنع عن الاداء لايجوزوان كان فقيراأوغنيا إلاأنه لايعطی لوطلبت جازالصرف إليها و يجوزدفع الزكوة الی فقيرة زوجها موسرعند ابی حنفية ومحمد رحمهما الله تعالی فرض لها النفقه أولم تفرض ،خلاصة لفتاوی ،ج:۱ ص:۲۴۲،کتاب الزکاۃ ،الفصل الثامن فی أداء الزکوۃ ، =

مہر وصول نہیں ہوا

☆...... اگر شوہر نے عورت کا مہر ادا نہیں کیا تو مہر وصول ہونے سے پہلے بیوی کے ذمہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆...... اگر مہر وصول ہوگیا اور عورت صاحب نصاب ہے تو سالانہ مہر کی رقم اور زیور کی بھی زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆ مہر وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

مہر میں جو زیور دیا گیا

جو زیور عورت کو مہر میں دیا گیا ہے، اس کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اس لئے زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری بیوی پر ہے شوہر پر نہیں، ہاں اگر شوہر بیوی کی اجازت سے ادا کردیگا تو زکوۃ ادا ہوجائے گی، اگر شوہر ادا نہیں کریگا تو بیوی کیلئے ادا کرنا لازم

= جنس آخر. ویدفع الی امرأة غنی اذا کانت فقیرة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹،کتاب الزکاة ، الباب السابع فی المصارف.بدائع ج:۲ص:٤٧.

(۱) ومنها الملك التام وهومااجتمع فیه الملك والید وأما إذا وجد الملك دون الید کالصداق قبل القبض اووجد الید دون الملك کملك المکاتب والمدیون لاتجب فیه الزکوة کذا فی السراج الوهاج ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها،ط:رشیدیه .شامی ج:۲ص:۲۵۹.

(۲) وضعیف کبدل مال لیس بمال وهوالمهروبدل الخلع ودم العمد والکتابة والسعایة و انما یخاطب بأداء زکوته إذا قبض مائتین وحال علیها الحول بعد القبض ،خلاصة الفتاوی ، ج:۱ص:۲۳۸،کتاب الزکاة ،الفصل السادس فی الدیون ومسائلها، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷، کتاب الزکاة ،ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۱۰. وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعده ای بعد القبض من دین ضعیف و هوبدل غیرمال کمهرودیة وبدل کتابة وخلع إلاإذا کان عنده مایضم الی الدین الضعیف ، الفتاوی الشامی ج:۲ص:۳۰۶،کتاب الزکاة، مطلب فی وجوب الزکوة فی دین المر صد.

(۳) وهذا غیرصحیح فی الدین الضعیف لأنه لاتجب زکاته إلا بعد قبض نصاب وحولان الحول علیه بعد القبض فقبله لاتجب ،ردالمحتارج:۲ص:۳۰۷،کتاب زکاة ،مطلب فی وجوب الزکوة فی دین المرصد.بدائع ج:۲ص:۱۰،ط:سعید. البحرج:۲ص:۲۰۷.

ہوگا ورنہ قبر اور آخرت میں عذاب ہوگا۔(۱)

میت کے مال سے زکوۃ وصول کرنا

☆......میت کے مال سے زکوۃ وصول کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی درست ہونے کیلئے نیت کرنا شرط ہے(۲)، اور میت موت کے بعد زکوۃ دینے کی نیت نہیں کرسکتی ہے۔(۳)

☆......ہاں اگر میت نے زکوۃ ادا کرنے کی وصیت کی تھی تو ایک تہائی مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر ورثاء بالغ ہیں ایک تہائی سے زیادہ سے دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں تو ثواب ملے گا اور میت پر احسان ہوگا۔(۳)

مینڈھے کی زکوۃ

''بکریوں کی زکوۃ'' کے عنوان کو دیکھیں۔

---

(۱) وتجب عند قبض أربعين درهما من الدين وبدل مال التجارة ومائتين منه بغيرها ومائتين مع حولان الحول بعده من بدل غيرمال الخ ،تنويرالابصارشامی ج:۲ص:۳۰۶،كتاب الزكاة ، مطلب فی وجوب الزكوة فی دين المرصد.

(۲ـ ۳) وشرط صحة أدائها نية مقارنة له أی للأداء ولوكانت المقارنة حكما الخ ،الشامی ج:۲ص:۲۶۸،كتاب الزكاة ،مطلب فی زكوة ثمن المبيع وفاء ،ط:سعيد. وإلى أنه لومات من عليه الزكوة لاتؤخذ من تركته لفقد شرط صحتها وهوالنية الا إذا أوصى بها فتعتبرمن الثلث كسائرالتبرعات ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،كتاب الزكاة . عن ابن عباس رضی الله عنه ان رجلا قال يارسول الله ان امی توفيت افينفعها ان تصدقت عنها قال نعم فان لی مخرفا فاشهدك إنی قد صدقت به عنها،الترمذی ج:۱ص:۱۴۵،ابواب الزكاة ،باب ماجاء فی الصدقة عن الميت .

(ن)

نابالغ طالب علم

اگر طلبہ نابالغ ہیں، اوران کے والدین مالدار ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے (۱)، اس لئے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینے سے پہلے ماں باپ مالدار ہیں یا نہیں اس کی تحقیق کر لینی چاہئے۔(۲)

ہاں اگر طلبہ نابالغ ہیں اور والدین مالدار ہیں ،لیکن والدین بچے کا خرچہ نہیں دیتے تو اس صورت میں نابالغ طلبہ کو بھی زکوۃ دینے کی اجازت ہوگی۔(۳)

نابالغ کو زکوۃ دینا

اگر باپ غریب ہے زکوۃ کا مستحق ہے، لیکن ماں مالدار صاحب نصاب ہے تو ایسے غریب باپ کے نابالغ محتاج بچوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

---

(۱) ولاإلى طفله اى الغنى فينصرف إلى البالغ ولوذكراصحيحا قهستاني ،فافادأن المراد بالطفل غيرالبالغ ذكرا كان أوانثى فى عيال أبيه أولا على الاصح لما أنه يعد غنيا بغناه ، رد المحتار ج:۲ ص:۳۴۹ ،كتاب الزكاة ،مطلب فى الحوائج الاصلية. قال فى البدائع واما ولد الغنى فان كان صغيرا لم يجزالدفع اليه وان كان فقيرا لامال له لان الولد الصغيريعد غنيا بغناء ابيه ،بدائع ج:۲ ص:۴۷ ،ط:سعيد. البحرج:۲ ص:۲۴۳ .تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۲ .

(۲) حتى لودفع بلاتحرلم يجزإن أخطاء أى تبين له أنه غيرمصرف ،الشامى ج:۲ ص: ۳۵۳ ،كتاب الزكاة ،مطلب فى الحوائج الاصلية . وإذا دفعها إليه وهوشاك ولم يتحر أو تحرى ولم يظهرله أنه مصرف أوغلب على ظنه أنه ليس بمصرف فهوعلى الفساد ، عالمگير ى ج:۱ ص: ۱۹۰ ،كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصارف.

(۳) قد ذكروا على قول أبى حنيفة يجوزالدفع إلى أولاد الأغنياء إذا كانوا فقراء صغارا كانت الأولاد أوكبارا(الى)إذا كان الاب يوسع عليهم فى النفقة لايجوزالدفع اليهم وإن كانوا كبارا،التاتارخانية ،ج:۲ ص: ۲۷۲ ،كتاب الزكاة ،الفصل الثامن فى المسائل المتعلقه بمن توضع فيه الزكوة .

(۴) وهويفيد أن الدفع لولد الغنية جائز اذا لايعد غنيا بغنى أمه ولولم يكن له أب وقد صرح به فى القنية ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۶ ،كتاب الزكاة ،باب المصرف .

ناجائز اولاد کو زکوۃ دینا

☆......زانی کیلئے اپنے اس بیٹے کو زکوۃ دینا جائز نہیں جو زنا سے پیدا ہوا ہے (۱)، اس طرح اس بیٹے کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں ہے جس کے نسب کا وہ انکار کر چکا ہے (۲)، البتہ اس لڑکے کو زکوۃ دینا جائز ہے جو ایسی عورت کا لڑکا ہے جس کے شوہر کو لوگ جانتے پہچانتے ہیں۔(۳)

☆......شادی کے بعد چھ ماہ سے پہلے بچہ کی ولادت ہوئی، وہ شرعاً حرامی ہے مگر جس کے نطفہ سے وہ بچہ ہے وہ شخص اس بچہ کو زکوۃ کی رقم نہیں دے سکتا اگر زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگی (۴)۔

ناجائز کاموں میں خرچ کرنے والے فقیروں کو زکوۃ دینا

جن فقیروں کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ زکوۃ خیرات کو لیکر ناجائز کاموں میں صرف کرتے ہیں، ایسے فقیروں کو زکوۃ اور خیرات دینا ناجائز اور گناہ ہے کیونکہ یہ گناہ کے کاموں میں مدد کرنا ہے، اور گناہ کے کاموں میں مدد کرنا جائز نہیں۔

---

(۱) کما لایجوزدفع زکوة الزانی لولده منه ای من الزنی ،الشامی ج:۲ص:۳۵٤،کتاب الزکاة ،مطلب فی الحوائج الاصلیة .

(۲) وفی الجامع الکبیر:لایعطی الرجل زکاته ولده الذی نفاه ،التاتارخانیة ،ج:۲ ص: ۲۷۱،کتاب الزکاة ،الفصل الثامن فی المسائل المتعلقه بمن توضع فیه الزکوة .وکذا الذی نفاه کولد أم الولد إذا نفاه کذا فی البحرومثله المنفی باللعان کما یأتی فی بابه وهل مثله ولد قنته إذا سکت عنه أونفاه فلیراجع ،الشامی ج:۲ص:۳۵٤،کتاب الزکاة،مطلب فی الحوائج الاصلیة .

(۳) وکذا الذی نفاه احتیاطا إلا إذا کان الولد من ذات زوج معروف ،الشامی ج:۲ص: ۳۵٤، کتاب الزکاة ،مطلب فی الحوائج الاصلیة .

(٤) ولایعطی للولد المنفی ولاالمخلوق من مائه بالزناکذا فی التمرتاشی ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸،کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف .ولودفع الزانی لایجوزعندنا ،الشامی ج:۲ص:۳۵٤،کتاب الزکاة ،مطلب فی الحوائج الاصلیة .

قرآن کریم میں ہے:

ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان: سورۂ مائدہ آیت ۲). (۱)

نانا

اپنے نانا کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، پڑنانا کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

نانی کو زکوۃ دینا

اپنی نانی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑنانی کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔ (۳)

ناواقف کو زکوۃ کی تقسیم کا ذمہ دار بنانا

جو شخص زکوۃ کی تقسیم کے مسائل سے واقف نہیں، مستحق اور غیر مستحق کا عالم نہیں ایسے آدمی کو زکوۃ کی تقسیم کے لئے ذمہ دار بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ شریعت کے خلاف تقسیم کرنے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۴)

---

(۱) " فاطعموا طعامكم الاتقياء " الحديث ،"أطعموا "جزاء شرط محذوف أى إذا كان حكم الإيمان حكم الآخية فقووا الوسائل بينكم وبينه وأطعموا الخ وروى :لاتأكل الاطعام تقي ولايأكل طعامك إلا تقى ،مرقاة المفاتيح ،ج:٨ص:٧٩،كتاب الأطعمة ،الفصل الثانى

(۳،۲) ولا الى والديه وأجداده وجداته وان علومن قبل الاباء والامهات ،الفتاوى القاضى خان ،ج:١ص:١٢٨،كتاب الزكاة ،فصل فيمن يوضع فيه الزكوة ،مصرف الزكوة . ولاالى من بينهما ولاد أى بينه وبين المدفوع اليه (الى) أى أصله وإن علاكأبويه وأجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل ،الشامى ج:٢ص:٣٤٦،كتاب الزكاة ،باب المصرف .البحر ج:٢ص:٢٤٣.قال فى البدائع :ومنها ان لاتكون منافع الاملاك متصلة بين المودى وبين المؤدى اليه لان ذلك يمنع وقوع الاداء تمليكا من الفقيرمن كل وجه بل يكون صرفا الى نفسه من وجه وعلى هذا يخرج الدفع الى الوالدين وان علوا لان احدهما ينتفع بمال الآخر . ج:٢ص:٤٩،فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ط:سعيد.تتارخانية ج:٢ص:٢٧٢ .

(٤) اذا وسد الأمر إلى غيراهله فانتظرالساعة ،رواه البخارى ،مشكوة ص:٤٦٩،باب شرائط الساعة .ط:قديمى .

نسل حاصل کرنے کے لئے جانور رکھا ہے

اگر کسی نے نسل حاصل کرنے کے لئے جانور رکھا ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اگر وہ جانور سائمہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر سائمہ نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

نشہ کے عادی کو زکوۃ دینا

اگر نشہ کے عادی لوگ مسلمان، مفلس اور غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی (۲) البتہ زکوۃ صدقات اور خیرات کی رقم نیک صالح لوگوں کو دینا زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ولیاکل طعامکم الابرار تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں۔

اگر یہ پختہ اور پکا یقین ہے کہ نشہ کا عادی..... زکوۃ کی رقم لیکر نشہ میں ہی صرف کرے گا تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں نشہ کرنے کیلئے زکوۃ

---

(۱) هی الراعية وشرعا المكتفية بالرعی المباح ذكره الشمنی فی اكثرالعام لقصد الدر و النسل والزيادة والسمن ليعم الذكورفقط.الشامی ج:۲ص:۲۷۵،كتاب الزكاة ،باب السائمة .قال فی البدائع :واما صفة نصاب السائمة فله صفات منها ان يكون معدا للاسامة وهوان يسميها للدروالنسل ان مال الزكاة هوالمال النامی وهوالمعد للاستمناء ثم السائمة هی الرعية التی تكتفی بالرعی عن العلف ويمونها ذلك فإن كانت تسام فی بعض السنة و تعلف فی البعض يعتبرفيه الغالب ،بدائع ج:۲ص:۳۰،ط:سعيد.والبحرباب صدقه السوائم ج:۲ص:۲۱۲.

(۲) هوفقيروهومن له أدنى شئ ومسكين من لاشئ له ،تنويرالابصارشامی ج:۲ص: ۳۳۹، باب المصرف،بدائع ج:۲ص:۴۳،ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲۴۰باب المصرف ط: سعيد. وعنه ای عن انس قال قال رسول الله ﷺ أفضل الصدقة أن تشبع كبدا جائعا قال الطيبی يعم المؤمن والكافروالناطق الخ وتقدم المستثنى رواه البيهقی فی شعب الايمان ،مرقاة المفاتيح ،كتاب الزكاة ،باب افضل الصدقة ،الفصل الثالث.ج:۴ص:۴۳۴.ط:امداديه.

دیگر تعاون کرنا لازم آئے گا، اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے، قرآن کریم میں ہے: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان. (سورة المائدة آیت ۲).

نصاب پر اضافہ ہوا

☆...... کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ یا اس سے زیادہ سونا تھا، پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا یا نو دس تولہ چاندی کا اضافہ ہو گیا، مثلاً ہدیہ میں ملا یا خریدا ہے تو اس سونے اور چاندی کا سال الگ شمار نہیں ہوگا بلکہ جب اس سونے کا سال پورا ہوگا تو یہ سمجھا جائیگا کہ بعد میں ملے ہوئے سونے اور چاندی کا سال بھی پورا ہو گیا، چنانچہ اس پورے سونے چاندی کی زکوۃ کی ادائیگی اسی وقت فرض ہو جائے گی۔ (۱)

☆...... کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ چاندی تھی، پھر سال پورا ہونے سے پہلے دو چار تولہ یا پچاس ساٹھ تولہ چاندی اور مل گئی، تو یہاں بھی یہی سمجھا جائے گا کہ اس پوری چاندی پر سال گذر گیا، چنانچہ اس پوری چاندی کی زکوۃ فرض ہوگی۔ بعد میں ملنے والی چاندی کا سال علیحدہ شمار نہیں کیا جائیگا۔ (۲)

☆...... کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ روپیہ یا ڈالر تھا، پھر قمری سال پورا ہونے سے ایک دو روز پہلے اتنا ہی یا اس سے

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا وبأى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة اوغيرذلك الخ عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها. بدائع ج:۲ ص:۱٤. البحر ج:۲ ص:۲۲۲. فصل في الغنم.

(۲) حتى لو استفاد واحدة أخرى قبل الحول ثم تم الحول تجب الزكوة عندنا، الفتاوى التاتارخانية ج:۲ ص:۲۵۱، كتاب الزكاة، انقطاع حكم الحول وعدم انقطاعه. الفصل الثاني: إذا استفاد صاحب المال خمسة قبل الحول فتم الحول وفي يده مائتادرهم فانها تجب الزكاة في الوجوه كلها، الفتاوى التاتارخانية، ج۲ ص:۲۵٦، كتاب الزكاة، الفصل السادس في تعجيل الزكاة.

کم یا زیادہ روپیہ یا ڈالر اور مل گیا، تو جب پہلے روپے اور ڈالر کا سال پورا ہو گیا تو یہاں بھی یہی سمجھا جائے گا کہ بعد میں ملنے والے روپے کا سال بھی پورا ہو گیا، لہذا پہلے والے روپے اور ڈالر پر سال پورا ہوتے ہی بعد میں ملنے والے روپے اور ڈالر پر بھی زکوۃ فرض ہو جائے گی، بعد میں ملنے والے روپے اور ڈالر کا سال الگ شمار نہیں کیا جائے گا۔(۱)

☆...... کسی کے پاس مثلاً پچاس ہزار روپے تھے، پھر سال پورا ہونے سے پہلے دس ہزار روپے اور مل گئے تو ان دس ہزار کا حساب الگ نہیں کیا جائے گا، بلکہ جب ان پچاس ہزار روپے کا سال پورا ہوگا تو پورے ساٹھ ہزار روپے کی زکوۃ فرض ہوگی، اور یہ سمجھا جائے گا کہ پورے ساٹھ ہزار روپے پر سال گزر گیا۔

غرضیکہ سال کے درمیان میں مال کے گھٹنے یا بڑھنے سے زکوۃ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا سال کے اختتام پر جتنا مال موجود ہوگا اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو اس پورے مال پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

نصاب پورا نہیں ہے

اگر کسی کے پاس سونے کا نصاب بھی پورا نہیں، اور چاندی کا نصاب بھی پورا نہیں بلکہ کچھ سونا اور کچھ چاندی ہے، تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ

---

(۱) أیضا

(۲) ویعتبرفی الزکوۃ کمال النصاب فی طرفی الحول وعدم الانقطاع فیما بین ذلک و نقصان النصاب فی خلال الحول عندنا لایمنع ،الفتاوی القاضی خان ج:۱ ص:۱۲۰، کتاب الزکاۃ ،فصل فی مال التجارۃ .ولو کان الزیادۃ والنقصان فی العین قبل الحول ثم حال الحول وھی کذلک ففی الزیادۃ تجب الزکاۃ زائدۃ لأن تلک الزیادۃ مستفادۃ فی خلال الحول فیضم إلی الاصل،الفتاوی التاتارخانیۃ ج:۲ ص:۲۴۴، کتاب الزکاۃ،الفصل الثالث فی بیان زکاۃ عروض التجارۃ والمسائل المتعلقۃ بھا. البحر ج:۲ ص:۲۲۹ .بدائع ج:۲ ص:۱۵ .

چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر دونوں چیزیں کم کم ہیں لیکن دونوں کی قیمت ملا کر بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوتی تو زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔ (۱)

نصاب کا معنی

نصاب، سونا، چاندی، کیش یا مال تجارت یا جانوروں کی وہ خاص مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوۃ فرض کی ہے مثلاً سونا کیلئے ساڑھے سات تولہ، چاندی کیلئے ساڑھے باون تولہ اور اونٹ کیلئے پانچ اور بکری کیلئے چالیس وغیرہ عدد مقرر ہے۔ (۲)

نصاب کا وزن

☆......چاندی کا نصاب دوسو درہم یعنی (۵۲) ساڑھے باون تولہ چاندی ہے۔

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔ (۳)

(۱) وشرط كمال النصاب فى طرفى الحول فلايضر نقصانه بينهما (الى) ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة وقالابالأجزاء ،الشامى ج:۲ص:۳۰۲،كتاب الزكاة ، باب زكوة المال .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۲،كتاب الزكاة ،الفصل الثانى فى زكوة المال. الفتاوى القاضى خان ج:۱ص:۱۲۰، كتاب الزكوة ،فصل فى مال التجارة .قال فى البدائع : كمال النصاب شرط وجوب الزكاة ،فلاتجب الزكاة فيمادون النصاب لانها لاتجب الا على الغنى والغنا لايحصل الابالمال الفاضل عن الحاجة الاصلية ومادون النصاب لايصير الشخص غنيا به ،بدائع ج:۲ص:۱۵ ،فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ط: سعيد. فان لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فانه يضم احدهما الى الآخرفى حق تكميل النصاب ،بدائع ج:۲ص:۱۹ ،فصل فى مقدار الواجب ،ط :سعيد.

(۲) قال فى البدائع :اما الاثمان المطلقة وهى الذهب والفضة فان كان له فضة فلازكاة فيها حتى تبلغ مائتى درهم وزناوزن سبعة واذا كان له ذهب مفردفلاشيئ فيه حتى يبلغ عشرين مثقالا ،بدائع ج:۲ص:۱۶و۱۸، .اما نصاب الابل فليس فيمادون خمس من الابل زكاة ، بدائع ج:۲ص:۲۶. واما نصاب البقرفليس فى اقل من ثلاثين بقرازكاة واما نصاب الغنم فليس فى اقل من اربعين من الغنم زكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۸ ،ط:سعيد.تنوير الابصارمع الدرشامى ج:۲ ص:۲۹٦، كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .

(۳) أيضا

نصاب کا وزن اور مقدار

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے موجودہ اوزان کے اعتبار سے ستاسی ۸۷ گرام چارسوناسی ۴۷۹ ملی گرام سونا ہے۔

☆...... چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، موجودہ وزن کے اعتبار سے چھ سو بارہ ۶۱۲ گرام پینتیس ۳۵ ملی گرام چاندی ہے۔(۱)

☆......مال تجارت کا نصاب کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر مالیت ہو۔(۲)

☆ نقد کیش کا نصاب کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو۔

☆...... زیورات کا نصاب اگر سونے کے زیورات ہیں تو کم سے کم ساڑھے سات تولہ وزن ہو اور اگر چاندی کے زیورات ہیں تو کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کا وزن ہو۔(۳)

☆...... اگر کچھ سونا جس کی مقدار ساڑھے سات تولہ سے کم ہے اور کچھ چاندی ہے، جس کی مقدار ساڑھے باون تولہ سے کم ہے تو اس صورت میں اگر دونوں کی

---

(۱) كانت المائتادرهم وزن سبعة مثاقيل والدنانيرعشرون قيراطا والقيراط خمس شعيرات فيكون الدرهم الشرعي سبعين شعيرة والمثقال مائة شعيرة وهنا ك مطابقة بين المثقال و الدينارو الدرهم الشرعي عندالحنفية ،٣،٥٠.غم المثقال عند الحنفية يساوى خمسة غرامات ، حاشية الفقه الاسلامي وادلته ج:٢ص:٧٥٩،ط:دارالفكر،بيروت.المبحث الخامس. تتارخانية ج:٢ص:٢٣١. الفصل الثانى ،ط:ادارة القرآن.

(٢) الزكوة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابامن الورق و الذهب كذا فى الهداية ،عالمگیری ج:١ص:١٧٩،كتاب الزكاة ،الفصل الثانى فى العروض. بدائع ج:٢ص:٢٠.شامى ج:٢ص:٢٩٨البحرج:٢ص:٢٢٨.تتارخانية ج:٢ ص:٢٣٧.

(٣) واللازم فى مضروب كل منهما ومعموله ولوتبرا أوحليا مطلقا مباح الاستعمال أولاالخ من ذهب أوورق مقوما بأحدهما الخ ربع عشرالخ ،تنويرالابصارمع الدرشامى ج:٢ ص:٢٩٧، كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:٢ص:٢٠.

قیمت کا مجموعہ کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتا ہے تو اس صورت میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر سونا اور چاندی کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہے پھر اس صورت میں نصاب مکمل نہیں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

☆...... اگر کسی کے پاس کچھ رقم ہے اور کچھ سونا یا چاندی ہو لیکن دونوں چیزوں کے قیمت کے اعتبار سے ملائی جائیں تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر اس سے کم ہے پھر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

☆...... اسی طرح مال تجارت کا بھی حکم ہے۔ (۳)

☆...... خلاصہ یہ ہے کہ سونا چاندی، نقدی، مال تجارت میں سے دو چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب کے برار ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔

☆...... ان چیزوں کے علاوہ چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوۃ واجب ہے، اور بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ کے الگ الگ نصاب ہیں۔ (۴)

---

(۱) ویضم الذهب الی الفضة وعکسه بجامع الثمنية قيمة الخ وفی البدائع ايضا أن ماذكرمن وجوب الضم إذا لم يكن كل واحد منهما نصابا بأن كان اقل الخ الشامی ج:۲ص:۳۰۳ كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ص:۱۹،ط:سعيد. البحرج:۲ص:۲۳۰، ط: سعيد. تتارخانية ج:۲ ص: ۲۴۵،ط:ادارة القرآن.

(۲) وقيمة العرض للتجارة تضم إلى الثمنين الخ تقدم قريبا تقويم العرض إذا بلغ نصابا و ماهنا فی بيان ماإذا لم يبلغ عنده من الثمنين مايتم به النصاب ،الشامی ج:۲ص:۳۰۳،كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ص:۲۰.البحرج:۲ص:۲۳۰.تتارخانية ج.۲ص: ۲۴۵.

(۳) قال فی البدائع :وإذا كان تقدير النصاب من اموال التجارة بقيمتها من الذهب والفضة فلابد من التقويم حتى يعرف مقدار النصاب ثم مماذا تقوم ذكرالقدوری انه يقوم بأوفى القيمتين من الدراهم والدنانيرحتى انها اذا بلغت بالتقويم بالدراهم نصابا ولم تبلغ بالدنانير قومت بما تبلغ به النصاب ،بدائع ج:۲ص:۲۱،ط:سعيد.

(٤) حدثنا موسى بن اسماعيل نا حماد قال أخذت من ثمامة بن عبدالله بن انس كتابا زعم =

نصاب کی مقدار ہمیشہ کے لئے ہے

نصاب کی مقدار اللہ تعالی کے نزدیک متعین ہے، اللہ تعالی نے اس معین حق کی مقدار بتلانے کا کام بھی رسول کریم ﷺ کے سپرد فرمایا، اسی لئے آپ ﷺ نے اس کا اس قدر اہتمام فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صرف زبانی بتلانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس معاملہ کے متعلق مفصل فرمان لکھوا کر حضرت فاروق اعظم اور عمر بن خزام رضی اللہ عنہما کے سپرد فرمائے۔(۱)

جس سے معلوم ہوگیا کہ زکوۃ کے نصاب اور ہر نصاب میں زکوۃ کی مقدار ہمیشہ کے لئے اللہ تعالی نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے متعین کر کے بتلادی، اس میں کسی زمانہ اور کسی ملک میں کسی کو کمی بیشی یا تغیر وتبدل کا کوئی حق نہیں ہے۔

نصاب متعدد ہے

اگر کسی کی ملکیت میں سونا، چاندی رقم اور مال تجارت وغیرہ کا نصاب الگ الگ ہے تو ہر نصاب کا حساب الگ الگ کر کے زکوۃ نکال کر ادا کرے۔(۲)

= ان ابابکر کتبه لانس وعلیه خاتم رسول اللہ ﷺ حین بعثه مصدقا وکتبه له فاذا فیه هذه فریضة الصدقة التی فرضها رسول اللہ ﷺ علی المسلمین التی امر اللہ بها نبیه ﷺ ،فمن سئلها من المسلمین علی وجهها فلیعطها ومن سئل فوقها فلایعطه فیما دون خمس عشرین من الابل الغنم فی کل خمس ذودشاة فاذا بلغت خمسا وعشرین ففیها بنت مخاض الی ان تبلغ خمسا وثلاثین الخ ،السنن لأبی داود، ج:۱ ص:۲۲۵ ،کتاب الزکاة ،باب زکوة السائمة .

(۱) ولنا انه علیه الصلوة والسلام کتب فی اخر ذلك فی کتاب عمرو بن حزم فما کان اقل من ذلك ففی کل خمس ذودشاة الخ ،الهدایه ج:۱ ص:۲۰۵ ،کتاب الزکاة ،باب صدقة السوائم ،فصل فی الابل .

(۲) فلو کان کل منهما نصابا تاما بدون زیادة لایجب الضم بل ینبغی ان یؤدی من کل واحد زکاته ،ردالمحتار ج:۲ ص:۳۰۳، کتاب الزکاة ،باب زکوة المال .

نقد رقم

اگر نقد رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ایک سال تک موجود رہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

نگ

سونے کے زیور میں جو نگ لگاتے ہیں، ان پر زکوۃ نہیں، کیونکہ ان کو الگ کیا جا سکتا ہے۔(۲)

نمک

☆...... زمین یا کان سے جو نمک نکلتا ہے اسپر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ فروخت کرنے کی صورت میں جو آمدنی ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

(۱) أوعرض تجارة قيمته نصاب من ذهب أوورق ،تنويرالابصارشامي ج:۲ص:۲۹۸، كتاب الزكاة ،باب زكاة المال. وسببه ملك نصاب حولي تام الخ ،تنويرالابصارشامي ج:۲ص: ۲۵۹، كتاب الزكاة . واما الفلوس فلازكاة فيها اذا لم تكن للتجارة وان كانت للتجارة فإن بلغت مائتين وجبت الزكاة ،هنديه ج:۱ص:۱۷۹،الباب الثالث فی زكاة الذهب والفضة ، ط: رشيديه . الفتاوى القاضي خان ج:۱ص:۱۱۹ ،فصل فی مال التجارة . البحرج:۲ص:۲۲۸. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.ط:ادارة القرآن.

(۲) وأما اليواقيت واللآلي والجواهرفلازكوة فيها وان كانت حليا الا أن تكون للتجارة ، كذا فی الجوهرةالنيرة ،عالمگيری ج:۱ص: ۱۸۰،كتاب الزكوة ،الباب الثالث فی زكوة الذهب والفضة والعروض ،الفصل الثانی فی العروض .

(۳) الزكوة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب كذا فی الهداية ويقوم بالمضروبة كذا فی التبيين وتعتبرالقيمة عند حولان الحول بعد أن تكون قيمتها فی ابتداء الحول مائتی درهم من الدراهم الغالب عليها الفضة كذا فی المضمرات ،عالمگيری ج:۱ص:۱۷۹،كتاب الزكاة ،الباب الثالث فی زكوة الذهب و =

☆...... اگر تجارت کے لئے نمک خرید کر رکھا ہے، اور خریدار صاحب نصاب ہے تو سالانہ قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی جس دن سال مکمل ہوگا اس دن بازار میں نمک کی جو قیمت ہوگی اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆...... اگر کھانے کے لئے نمک جمع کر کے رکھا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

نواسی کو زکوۃ دینا

اپنی نواسی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اور پڑنواسی وغیرہ کا حکم بھی یہی ہے۔(۳)

نواسے کو زکوۃ دینا

اپنے نواسے کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑنواسے وغیرہ کا بھی یہ حکم ہے۔(۴)

= الفضة والعروض ،الفصل الثانی فی العروض.شامی ج:۲ص:۲۹۸. قال الدکتوروهبة الزحیلی:المصانع المعدة للانتاج ومزارع الابقاروالدواجن وتشترك كلها فی صفة واحدة هی انها لاتجب الزكاة فی عینها وإنما فی ریعها وغلتها أوارباحها،الفقه الاسلامی وادلته ، ج:۲ص:۸٦٤،ط:دارالفكر ،بیروت.

(۱) واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدنانیروالدراهم فلاشیئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم فتجب فیها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰.شامی ج:۲ص:۲۹۸. البحر ج:۲ص:۲۲۸.تاتارخانیة ج:۲ص:۳۳۷.قال فی البحر:ویقوم العرض بالمصرالذی هوفیه ثم تعتبرالقیمة عندهما یوم الاداء ،باب زكاة المال، البحرج:۲ ص: ۲۲۹،ط:سعید.

(۲) والخبازاذا اشتری حطبا أوملحا لأجل الخبزفلازكاة فیه ،عالمگیری ج:۱ص:۱۸۰، كتاب الزكاة ،الباب الثالث فی زكوة الذهب والفضة والعروض ،الفصل الثانی فی العروض .

(۳) ولایعطی من الزكاة والدا وإن علاولاولدا وإن سفل وفی الخانیة :من قبل الذكورو الإناث ،الفتاوی التاتارخانیة ،كتاب الزكوة ،ج۲ص:۲۸۱،الفصل الثامن فی المسائل المتعلقة بمن توضع فیه الزكوة . قال فی البدائع :ومنها ان لاتكون منافع الاملاك متصلة بین المودی وبین المودی إلیه ،علی هذا یخرج الدفع الی المولودین وان سفلوا لان احدهما ینتفع بمال الآخر،بدائع ج:۲ص:٤۹،ط:سعید.

(٤) ولایجوزدفع الزكوة الی اولاده واولاد اولاده من قبل الذكوروالاناث وان سفلوا. الفتاوی القاضی خان :ج۱ص:۱۲۸،كتاب الزكاة ،فصل فیمن یوضع فیه الزكوة .

نہروں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا

نہروں کی کھداوائی میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔ (۱)

نیت

☆......زکوۃ ادا ہونے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور نیت کی دو صورتیں ہیں:

(الف) زکوۃ دیتے وقت دل میں نیت کرے کہ میں زکوۃ دے رہا ہوں۔

(ب) یا اپنے مال سے زکوۃ کی رقم الگ کرتے وقت یہ نیت کرے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے چاہے مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ کی نیت ہو یا نہ ہو، ان دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

☆......اگر کسی نے زکوۃ کی نیت سے رقم الگ نہیں کی لیکن سال کے اخیر تک کچھ نہ کچھ رقم فقیروں کو دیتا رہا اور دیتے وقت بھی زکوۃ دینے کی نیت نہیں کی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور فقیروں کو جو رقم دی ہے وہ زکوۃ نہیں ہوگی بلکہ صدقہ ہوگا، اور صدقہ کا ثواب ملے گا، اور زکوۃ کی نیت سے الگ رقم فقیروں کو دینا لازم ہوگا۔ (۳)

---

(۱) ولایجوز أن یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالاتملیك فیه ،عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸،کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف. بدائع ج:۲ص:۳۹،ط:سعید.البحر ج:۲ص:۲۴۳.تتارخانیة ج:۲ص:۱۷۲.شامی ج:۲ص:۳۴۵.

(۲) وأما شرط أدائها فنیة مقارنة للأداء اولعزل ماوجب هکذا فی الکنز،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰،کتاب الزکاۃ ،الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۰،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۶۸.

(۳) فاذا نوی أن یؤدی الزکاۃ ولم یعزل شیئا فجعل یتصدق شیئا فشیئا الی آخرالسنة ولم تحضره النیة لم یجزعن الزکاۃ ،کذا فی التبیین، عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰،کتاب الزکاۃ ، الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها .الفتاوی التاتاخانیة ج:۲ص:۲۶۵.

☆...... اگر کسی نے فقیروں کو کچھ رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر دی اور وہ رقم اب تک فقیروں کے ہاتھ میں ہے اور اس نے زکوۃ کی نیت کی تو نیت معتبر ہوگی اور زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر زکوۃ کی نیت کرنے سے پہلے فقیر نے خرچ کر لی تو نیت درست نہیں ہوگی اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۱)

☆...... زکوۃ ادا کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا، اور رقم دیتے وقت زکوۃ کی نیت کی، یا زکوۃ کی نیت سے رقم الگ کرنے کے بعد تقسیم کرنے کیلئے وکیل کو دی تو دونوں صورتوں میں نیت کافی ہے اور زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

☆...... اگر وکیل بنانے کے وقت زکوۃ کی نیت نہیں کی، البتہ رقم وکیل کو دیتے وقت زکوۃ کی نیت کر لی تو یہ بھی کافی ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

☆...... زکوۃ میں وکیل کی نیت معتبر نہیں صرف موکل کی نیت معتبر ہے، لہذا موکل کی نیت کے بغیر صرف وکیل کی نیت سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۳)

☆...... کسی ذمی کے ذریعہ مسلمان فقیروں میں زکوۃ کی رقم تقسیم کرانا جائز ہے،

---

(۱) واذ دفع الی الفقیربلانیة ثم نواه عن الزکاة فان کان المال قائما فی ید الفقیرأجزأه و إلافلاکذا فی معراج الدرایة والزاهدی والبحرالرائق والعینی شرح الهدایة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱، کتاب الزکاة ، الباب الاول فی تفسیرها وصفتها و شرائطها، البحرج:۲ ص: ۲۱۰، تاتارخانیة ج:۲ص:۲۶۶. کما لودفع بلانیة ثم نوی والمال قائم فی یدالفقیر، شامی ج:۲ص:۲۶۸،کتاب الزکاة ، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء .

(۲) اذا وکل فی أداء الزکاة أجزأته النیة عند الدفع الی الوکیل فان لم ینوعند التوکیل ونوی عند دفع الوکیل جازکذا فی الجوهرة النیرة ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱،کتاب الزکاة ، الباب الاول فی تفسیرهاوصفتها وشرائطها.قال فی البحر:وکما اذا وکل رجلا بدفع زکاة ماله ونوی المالك عند الدفع إلی الوکیل فدفع الوکیل بلانیة فانه یجزیه ، البحر ج:۲ ص: ۲۱۰، ط:سعید.تتاخانیة ج:۲ص:۲۶۶.

(۳) وتعتبرنیة الموکل فی الزکاة دون الوکیل کذا فی معراج الدرایة ،عالمگیری ج: ۱ ص:۱۷۱،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرهاوصفتها وشرائطها.قال فی البحر:لان المعتبرنیة الآمرلانه المؤدی حقیقة ،البحرج:۲ص: ۲۱۰،ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ =

کیونکہ زکوۃ دینے والے آدمی کی نیت زکوۃ کے لئے کافی ہے، ذمی کو نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔(۱)

☆......اگر وکیل کو رقم دینے کے بعد موکل کی نیت بدل گئی، اور اب تک رقم وکیل کے پاس ہے، تو موکل کی نیت کا اعتبار ہوگا، مثلاً کسی نے وکیل کو زکوۃ ادا کرنے کے لئے کچھ رقم دی، اور وکیل نے اب تک وہ رقم فقیروں میں تقسیم نہیں کی اور موکل نے یہ رقم اپنی منت میں دینے کی نیت کر لی تو اب یہ رقم منت کی شمار ہوگی زکوۃ کی نہیں۔(۲)

اور اگر وکیل نے وہ رقم فقیروں کو دیدی اسکے بعد موکل نے اپنی نذر کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور وہ رقم نذر کی شمار نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ کی شمار ہوگی۔(۳)

☆...... اگر کسی غریب آدمی کی امانت کسی مالدار آدمی کے پاس سے ضائع ہو جائے، اور مالدار آدمی جھگڑا ختم کرنے کے لئے امانت کے بقدر رقم زکوۃ کی نیت سے اس غریب آدمی کو دیدے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

= ص: ۲۶۶، ط: ادارة القرآن. خلاصة الفتاوى ج: ۱ ص: ۲۴۳، كتاب الزكاة، ط: رشيديه.

(۱) قال في البحر: ولو دفعها الى ذمي ليدفعها الى الفقراء جاز لوجود النية من الآمر، البحر ج: ۲ ص: ۲۱۰، كتاب الزكاة. شامي ج: ۲ ص: ۲۶۹، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء. عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۷۱، كتاب الزكاة، الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها.

(۲) قال في البحر: ولو اعطاه دراهم ليتصدق بها تطوعا فلم يتصدق بها حتى نوى الآمر ان تكون زكاته ثم تصدق بها اجزأه وكذا لو تصدق بها عن كفارة يميني ثم نوى عن زكاة ماله، البحر ج: ۲ ص: ۲۱۰، كتاب الزكاة، ط: سعيد.

(۳) فان تجدد للموكل نية أخرى بعد الدفع الى الوكيل قبل دفع الوكيل الى الفقير كان عما نوى أخيرا حتى لو دفع اليه دراهم يتصدق بها عن زكاة ماله فلم يدفع المأمور حتى نوى الآمر ان يكون عن نذره وقعت عن ذلك كذا فى السراج الوهاج، عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۷۱، كتاب الزكاة، الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها.

(٤) واذا هلكت الوديعة عند المودع فدفع القيمة الى صاحبها وهو فقير لدفع الخصومة يريد به الزكاة لايجزيه كذا فى فتاوى قاضيخان فى فصل اداء الزكاة، عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۷۱، الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها. قاضى خان ج: ۱ ص: ۱۲۶. فصل فى اداء الزكاة.

☆......اگر کسی آدمی نے دوسرے آدمی کی جانب سے اجازت کے بغیر خود اسی کے مال سے اس کی زکوۃ ادا کردی پھر دوسرے آدمی نے پہلے آدمی کو زکوۃ دینے کی اجازت دے دی تو اس وقت تک اگر دی ہوئی رقم اس مستحق کے پاس موجود ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر مستحق آدمی نے رقم خرچ کرلی اس کے بعد اجازت دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر کسی نے اپنا سارا مال خیرات کردیا مگر زکوۃ کی نیت نہیں کی تو اس کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......زکوۃ دیتے وقت دل میں نیت کرنا یا زکوۃ کی نیت سے پہلے سے رقم الگ کرنا ضروری ہے لیکن مستحق کو یہ کہنا کہ یہ زکوۃ دے رہا ہوں یہ ضروری بھی نہیں مناسب بھی نہیں، کیونکہ اس سے مستحق آدمی کی توہین ہوتی ہے، اس لئے کسی کو زکوۃ دینے سے پہلے اطمینان حاصل کرلے لیکن دیتے وقت زبانی طور پر یہ نہ کہے کہ زکوۃ ہے(۳)، ہاں کسی مدرسہ یا ادارہ میں دیں پھر کہدیں کہ یہ زکوۃ ہے تاکہ اس کو زکوۃ کے مصرف میں خرچ کریں۔

---

(۱) رجل أدى زكاة غيره عن مال ذلك الغيرفأجازه المالك فإن كان المال قائما في يد الفقير جازوالافلاكذا في السراجية ،عالمگيرى ج:١ص:١٧١،كتاب الزكاة ،الباب الاول في تفسيرها وصفتهاوشرائطها.

(٢) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكاة سقط فرضهاوهذا استحسان كذا في الزاهدى ، هنديه ج:١ص:١٧١،كتاب الزكاة ،الباب الاول في تفسيرهاوصفتها و شرائطها. البحر: ج:٢ص:٢١٠.بدائع ج:٢ص:٤.من اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا، ونوى الزكاة ، فإنها تجزيه ،البحرج:٢ص:٢١٢.شامى ج:٢ص:٢٦٨،ط:هنديه ج:١ص: ١٧١.

(٣) لأن المعتبرنية الدافع ولذا جازت وان سماهاقرضا اوهبة في الأصح كما قدمناه فافهم. الشامى ج:٢ص:٣٤٥،كتاب الزكاة ،باب المصرف،شامى ج:٢ص:٢٦٨. البحر ج:٢ ص:٢١٢. ولايخرج عن العهدة بالعزل فلوضاعت لاتسقط عنه الزكاة ،الشامى ج:٢ ص: ٢٧٠،كتاب الزكاة ،مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء .البحرج:٢ص:٢١٠.فتح القدير ج:٢ ص: ١٢٥،ط:رشيديه.

(و)

والدین نے لڑکی کو زیور دیا

والدین نے لڑکی کو شادی کے وقت جو زیور دیا ہے اسکی زکوۃ والدین اور شوہر کے ذمہ نہیں بلکہ جس لڑکی کو دیا اس کے ذمہ ہے، ہاں اگر اسکی طرف سے والدین یا شوہر ادا کر دے تو زکوہ ادا ہو جائے گی۔(۱)

والدین کو جو رقم دی

☆......اولاد والدین کو جو رقم دیتی ہے، وہ احسان وبھلائی کے طور پر دیتی ہے ،اس لئے والدین اس رقم پر قبضہ کرنے کے بعد مالک ہو جاتے ہیں، اسیطرح اولاد والدین کو خرچہ کے طور پر جو رقم دیتی ہے، والدین اس رقم کے بھی مالک ہو جاتے ہیں، اگر والدین میں سے ہر ایک کے پاس وہ رقم خرچہ وغیرہ کے بعد نصاب کے برابر ہوگئی اور اس پر سال پورا ہو گیا، قرض وغیرہ نہیں تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد کر کے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر اولاد نے اپنی رقم والدین کو امانت کہہ کر دی ہے تو اس صورت میں والدین مالک نہیں ہوں گے،اس رقم کی زکوۃ والدین پر فرض نہیں ہوگی بلکہ امانت رکھنے والی اولاد پر ہوگی اگر وہ رقم نصاب کے برابر ہے۔(۳)

(۱) قال فی التاتارخانیة :الزکاة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول الملك التام ان یکون ملکه ثابتا من جمیع الوجوه ولایتمکن النقصان فیه بوجه کما فی المدیون ،تاتارخانیة ج:۲ ص:۲۱۷،کتاب الزکاة ،ط:ادارة القرآن.فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۲،ط:رشیدیه.

(۲) تتم الهبة بالقبض الکامل ،ردالمحتار ج:۵ ص:۶۹۰،ط:سعید.انظر رقم :۱ أیضا.

(۳) هو لغة :من الودع ای الترك وشرعا تسلیط الغیر علی حفظ ماله صریحا اودلالة والودیعة تترك عند الامین ، رد المحتار ج:۵ ص:۶۶۲،کتاب الایداع،ط:سعید.(وسببه) أی سبب افتراضها (ملك نصاب حولی) الدر المختار شامی ج:۲ ص:۲۵۹.البحر ج:۲ ص:۲۰۲.

وجہ تسمیہ

''زکوۃ'' کو زکوۃ کے لفظ سے نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ زکوۃ دینے سے انسان کو باطنی پاکی حاصل ہوتی ہے، اور زکوۃ ادا کرنا مال میں برکت اور زیادتی کا سبب ہے ، واضح رہے کہ زکوۃ کا معنی لغت میں بڑھنا اور پاک ہونا ہے اسی طرح ،لغوی معنی اور لفظ میں مناسبت واضح ہے۔(۱)

وکیل اپنا نائب بنا سکتا ہے؟

اگر کسی نے کسی کو زکوۃ کی رقم دی تا کہ وہ کسی مستحق کو دیدے تو اسکو اختیار ہو گا کہ وہ خود وہ رقم کسی غریب کو دیدے یا کسی نائب کو دیدے تا کہ وہ کسی مستحق آدمی کو دیدے۔(۲)

وکیل اپنے ذی رحم رشتہ دار کو زکوۃ دے سکتا ہے

☆......وکیل وکیل ہونے کی وجہ سے اپنے ذی رحم رشتہ داروں کو زکوۃ دے سکتا ہے۔

☆......وکیل اپنے مستحق لڑکے مستحق بیوی اور مستحق والدین کو بھی موکل کی زکوۃ

---

(۱) قال فی البحر :الزکاۃ ھی لغۃ الطھارۃ وسمیت زکاۃ المال زکاۃ لانھا تزکی المال ای تطھرہ وفی الغایۃ انھا بمعنی البرکۃ ای بورك فیھا ،البحرج:۲ص:۲۰۱،کتاب الزکاۃ ، ط:سعید.قال فی البدائع :والثانی ان الزکاۃتطھرنفس المؤدی عن انجاس الذنوب وتزکی اخلاقہ بتخلق الجودوالکرم وترك الشح ،بدائع ج:۲ص:۳،کتاب الزکاۃ ،ط: سعید. شامی ج:۲ص:۲۵۶.

(۲) للوکیل بدفع الزکاۃ ان یوکل غیرہ بلااذن بحرعن الخانیۃ ،فتاوی شامی ،کتاب الزکاۃ ، ج:۲ص:۲۷۰. الوکیل باداء الزکاۃ اذا صرفہ الی ولدہ الکبیراوالصغیراوامراتہ وھم محاویج جازولایمسك لنفسہ شیئا.بزازیہ علی ھامش الھندیہ.ج:٤ص:۸٦،نوع آخر. أیضارد المحتار ج: ۲ ص:۲٦۹.قال فی التاتارخانیۃ :دفع زکاۃ مالہ الی رجل وامرأن یتصدق بھا فاعطی ولد نفسہ الکبیروالصغیراوامرأتہ وھم محاویج ولایمسك لنفسہ شیئا، تاتارخانیۃ ج:۲ ص: ۲۸٤، کتاب الزکاۃ ط:ادارۃ القرآن.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۱، کتاب الزکاۃ ،ط:سعید.خلاصۃ الفتاوی ج:۱ص:۲٤٤.رشیدیہ.

دے سکتا ہے۔(۱)

☆......البتہ وکیل اپنی زکوۃ ان لوگوں کو نہیں دے سکتا ہے۔(۲)

وکیل بنانا زکوۃ میں

کسی دوسرے شخص یا ادارہ کو اپنی زکوۃ کی رقم دیکر وکیل اور مختار بنانا جائز ہے تاکہ وہ موکل کی طرف سے زکوۃ کی رقم صحیح مصرف میں خرچ کرے البتہ وکیل ایسے آدمی کو بنایا جائے جس پر پورا اعتماد ہو کہ وہ زکوۃ کی رقم کو صرف زکوۃ کے مستحق پر ہی صرف کرے گا کسی اور مد میں خرچ نہ کرے گا۔(۳)

وکیل خود زکوۃ لے سکتا ہے

مستحق زکوۃ وکیل کو موکل کی زکوۃ اپنے مصرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں ہے مگر جب کہ موکل نے یہ کہہ دیا ہوں کہ "جہاں چاہے صرف کر" تو اس صورت میں اگر وکیل زکوۃ لینے کا مستحق ہے تو خود رکھ سکتا ہے اور اپنے ذاتی مصرف میں خرچ کر سکتا ہے۔(۴)

---

(۱) وللوكيل ان يدفع لولده الفقير وزوجته لالنفسه ،ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۹ .البحر ج: ۲ ص:۲۱۱.

(۲) ولايدفع الى اصله وان علاوفرعه وان سفل كذا فى الكافى فتاوى عالمگيرى الباب السابع فى المصارف ج:۱ ص:۱۸۸ ،ط:ماجديه .قال فى البحر :وافاد بقوله بشرط ان الدفع الى اصوله والى فروع والى زوجته الخ ليس بزكاة ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱، و ۲۴۳، باب المصرف ط:سعيد.فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۹ .شامى ج:۲ ص:۳۴۶.

(۳) اذا وكل فى اداء الزكاة اجزأته النية عند الدفع الى الوكيل فان لم ينوعند التوكيل ونوى عند دفع الوكيل جاز كذا فى الجوهرة النيرة ،عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،ج:۱ ص: ۱۷۱، ط:ماجديه .قال فى البحر :اذا وكل رجلا بدفع زكاة ماله ونوى المالك الخ كما فى الهندية ج:۲ ص:۲۱۰ ،ط:سعيد.

(۴) ولايجوزان يمسك لنفسه شيئا الااذا قال ضعها حيث شئت فله ان يمسكها لنفسه كذا فى الولوالجية ،البحر،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۱۱ ،ط:سعيد. قال فى التاتارخانية:و لايمسك لنفسه شيئا،الخ كما فى البحر ،ج:۲ ص:۲۸۴ .كتاب الزكاة ،المسائل المتعلقة =

وکیل زکوۃ کا مستحق ہے

اگر کسی نے کسی مستحق زکوۃ آدمی کو وکیل بنایا تاکہ وہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق آدمی کو دیدے تو اس پر ضروری ہوگا کہ وہ رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدے خواہ وہ مستحق اپنا رشتہ دار کیوں نہ ہو، غریب ہونے کی وجہ سے اپنی ذات پر استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

ہاں اگر زکوۃ کی رقم دینے والے نے زکوۃ کی رقم دینے کے بعد یہ کہا کہ "جو چاہے کرو اور جسے چاہے دو" تو اس صورت میں وکیل کے لئے اپنی ذات پر استعمال کرنا جائز ہوگا اگر وہ زکوۃ لینے کا مستحق ہوگا۔(۲)

دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں وکیل کے علاوہ دوسرے آدمی کو مفعول بنایا گیا ہے اور دوسری صورت میں وکیل کے علاوہ کسی اور آدمی کو مفعول نہیں بنایا گیا۔

وکیل کا زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا

وکیل کے لئے موکل کی اجازت کے بغیر زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز مثلا کپڑا جوتا، اور پھل وغیرہ خرید کر دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

ہاں اگر موکل کی طرف سے صراحۃ یا دلالۃ اسکی اجازت موجود ہو تو جائز ہے۔

وکیل کا زکوۃ کی رقم میں ردوبدل کرنا

☆......ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو زکوۃ کی رقم مستحقین زکوۃ کو دینے کے

= بمعطی الزكاة ،ط:ادارة القرآن. البحر ج:۲ ص:۲۱۱ .شامی ج:۲ ص:۲۶۹.

(۱) قال فی البحر :للوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها الى ولدنفسه كبيرا كان أوصغيرا ولايجوز ان يمسك لنفسه شيئا، البحر ج:۲ ص:۲۱۱ ،ط:سعيد. وتاتارخانية ج:۲ ص:۲۸٤، كتاب الزكاة ،ط:ادارة القرآن. رد المحتار ج:۲ ص:۲۶۹ كتاب الزكاة .ط:سعيد.

(۲) الا اذا قال ضعها حيث شئت البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱ ،ط:سعيد. التاتارخانية ج:۲ ص: ۲۸٤ ،ط:ادارة القرآن. شامی ج:۲ ص:۲۶۹.

(۳) احسن الفتاوى ج:٤ ص:۲۹۰ ،ط:سعيد. البحرالرائق .ج:۲ ص:۲۱۱.

لئے دی اس وکیل نے وہ رقم بدل دی مثلاً اس میں سے دس دس روپے کے دس نوٹ لئے اور سو کا ایک نوٹ اس میں رکھ دیا اور سو کا نوٹ فقیروں کو دیدیا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ تبدیلی کا جواز اس پر موقوف ہے کہ موکل کی طرف سے تبدیلی کی اجازت صراحۃ یا دلالۃ موجود ہو، عرف میں اس کی اجازت ہے اس لئے صراحۃ اجازت لینے کی ضرورت نہیں، تاہم صراحۃ اجازت لے لینا بہتر ہے۔ (۱)

☆...... موکل نے وکیل کو زکوۃ کی رقم دی تا کہ وہ کسی مستحق آدمی کو دیدے، لیکن وکیل نے بعینہ وہ رقم مستحق آدمی کو نہیں دی بلکہ اس نے اپنے پاس سے روپے دیدئے، اور یہ خیال کیا کہ وہ روپیہ خود لے لے گا، تو اس صورت میں زکوۃ ادا ہو جائے گی بشرطیکہ وکیل کے پاس وہ رقم موجود ہو، اور وکیل اب اپنی رقم کے بدلے میں موکل کی رقم لے لے۔ (۲)

☆...... اگر وکیل نے موکل کی دی ہوئی زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو نہیں دی اور اس نے موکل کی رقم خرچ کر دی پھر اسکے بعد اپنی رقم مستحق آدمی کو دی تو موکل کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۳)

☆...... وکیل نے موکل کی رقم اپنے پاس رکھی ہے لیکن مستحق آدمی کو اپنے پاس سے رقم دیتے وقت یہ نیت نہیں کی کہ میں ابھی اپنے جیب سے موکل کی زکوۃ ادا کر رہا ہوں بعد میں موکل کی رقم لے لوں گا تب بھی زکوۃ ادا نہیں ہوگی اس صورت

---

(۱) احسن الفتاوی ج: ٤ ص: ۲۹۰، ط: سعید. وهكذا في البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۱۱.

(۲) ولوتصدق (الوكيل بدراهم نفسه اجزأه ان كان على نية الرجوع وكانت دراهم المؤكل قائمة، الدرالمختارشامی ج: ۲ ص: ۲٦۹، (قوله ولوتصدق) ای الوكيل بدفع الزكاة اذا امسك دراهم المؤكل ودفع من ماله ليرجع ببدلها في دراهم المؤكل صح بخلاف مااذا انفقها اولاعلى نفسه مثلا ثم دفع من ماله فهومتبرع، شامی ج: ۲ ص: ۲٦۹، ط: سعید.

(۳) أيضا. قال في الدر: ولوخلط زكاة موكله ضمن وكان متبرعا لانه ملكه بالخلط وصار مؤديا مال نفسه، ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲٦۹،

میں موکل پر ضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ ادا کرے۔(۱)

ہاں اگر اپنی جیب سے رقم دیتے وقت یہ نیت کی کہ میں ابھی اپنی جیب سے دے رہا ہوں بعد میں موکل کی رقم سے لے لوں گا تو موکل کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆...... وکیل کے لئے موکل کی اجازت کے بغیر موکل کی زکوۃ کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہے اس لئے وکیل پر ضروری ہے کہ موکل کی رقم کو الگ کر کے رکھے۔(۳)

وکیل کے پاس سے زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی

اگر وکیل کے پاس سے موکل کی زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی تو موکل کی زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اگر وکیل نے حفاظت میں غفلت اور کوتاہی نہیں کی تو وکیل اس رقم کا ضامن نہیں ہوگا۔

اور اگر وکیل نے حفاظت میں غفلت کی تو وکیل اس رقم کا ضامن ہوگا۔(۴)

وکیل کے لئے موکل کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملانا

☆...... وکیل کے لئے موکل کی زکوۃ کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملا دینا تا کہ مخلوط

---

(۱) أيضا

(۲) أيضا

(۳) ولو خلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا ،الا اذا وجد الاذن ،رد المحتار ج: ۲ ص: ۲۶۹ ،ط:سعيد. قال في البحر :وفي الفتاوى رجلان دفع كل واحد منهما زكاة ماله الى رجل ليؤدي عنه فخلط مالهما ثم تصدق ضمن الوكيل ،البحر ج:۲ ص: ۲۱۰ ،كتاب الزكاة ط: سعيد. تاتارخانية ج:۲ ص:۲۸۶ ،كتاب الزكاة ،ط:ادارة القرآن.

(٤) قال في البحر :وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ماذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه ، فاذا ضمن في صورة الخلط لاتسقط الزكاة عن اربابها فاذا ادى صارمؤديامال نفسه ، البحر ج:۲ ص: ۲۱۱ ،كتاب الزكاة ، ط:سعيد، رد المحتار ج: ۲ ص: ۲۶۹ ،ط:سعيد.

ہو جائے جائز نہیں ہے۔

☆......ہاں اگر موکل کی طرف سے اجازت ہے پھر جائز ہے۔(۱)

وکیل نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی موکل کا انتقال ہو گیا

اگر کسی نے زکوۃ کی نیت سے زکوۃ کی رقم وکیل کو دیدی، ابھی تک وکیل نے زکوۃ ادا نہیں کی، اور موکل کا انتقال ہو گیا، تو اس رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے وصیت بھی کی ہے تو یہ رقم زکوۃ میں دیدی جائیگی کیونکہ یہ کل ترکہ کی ایک تہائی سے کم ہے۔

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی، تو اس رقم کو ترکہ میں شامل کر کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ وکیل فقیر کے قائم مقام نہیں، اور موکل کی موت کی وجہ سے وکیل کی وکالت ختم ہوگئی، اس لئے وکیل کو موکل کی وفات کے بعد وہ رقم زکوۃ میں صرف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں، اور سب خوشی سے زکوۃ ادا کریں گے تو میت پر بہت بڑا احسان ہوگا۔(۲)

---

(۱) ولو خلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا (قوله ضمن وكان متبرعا) لانه ملكه بالخلط وصارمؤديا مال نفسه قال في التاتارخانية :الا اذا وجد الاذن اواجاز المالكان الخ اى اجاز قبل الدفع الى الفقير.........اووجدت دلالة الاذن بالخلط كما جرت العادة بالإذن، فتاوى شامي ج:۲ص:۲۶۹،الوكالة في دفع الزكاة . قال في التاتارخانية :اذا دفع الرجلان الى رجل كل واحد منهما دراهم الخ كما في البحر،تاتارخانية ج:۲ص:۲۸۶،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .والبحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰،ط:سعيد.

(۲) وفي التفريد : ولواوصى بادائها لاتسقط بالاتفاق وفي الخانية :لواوصى باداء الزكاة يجب تنفيذ الوصية من ثلث ماله ،فتاوى تاتارخانية ج:۲ص:۲۹۶، من جملة الأسباب المسقطة للزكاة موت من عليه ،ط:ادارة القرآن.والبحرج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد.قال في البدائع : ومنها موت من عليه الزكاة من غيروصية فان كان لم يوص تسقط عنه في احكام الدنياحتى لاتوخذ من تركته ولايومرالوصي اوالوارث بالاداء من تركته وان كان اوصى بالاداء لايسقط ويودى من ثلث ماله ،بدائع ج:۲ص:۵۳،فصل في بيان مايسقطها بعدوجوبها ، ط: سعيد.

وقف شدہ زمین

مساجد، مدارس اور خانقاہوں کیلئے وقف شدہ زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہوگا۔(۱)

وقف کا مال

☆......وقف کے مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ اس کا کوئی مالک نہیں ہے۔

☆......اگر کوئی چیز مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا عام فقراء اور مساکین کے لئے وقف ہے تو اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں مثلاً کوئی باغ مسجد یا مدرسہ کے لئے وقف کر دیا تو اسکے پھل اور پیداوار پر زکوۃ یا عشر واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر وقف شدہ زمین ٹھیکہ پر دی گئی، اور اس پر کھیتی کی گئی تو ٹھیکہ دار اپنے حصے کا عشر ادا کرے گا اگر زمین عشری ہے۔(۳)

---

(۱) وکذا ملك الارض ليس بشرط للوجوب لوجوبه في الاراضي الموقوفة ،فتاوى عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۵،الباب السادس في زكاة الزرع والثمار .ايضا فتاوى عالمگيرى ج:۲ص:۴۲۴،كتاب الوقف .يجب العشروالخراج في ارض الوقف كذا في الوجيز للكردرى ،عالمگيرى ج:۲ص:۲۳۹، الباب السابع في العشر والخراج ط:ماجديه .

(۲) هي تمليك جزء مال ....مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه ، الدرالمختارشامى ج:۲ ص:۲۵۸،كتاب الزكاة ،البحرج:۲ص:۲۰۱ .هنديه ج:۱ص:۱۷۰ . ايضا: (ومنها الملك التام) وهوما اجتمع فيه الملك واليد واما اذا وجد الملك دون اليد .....اووجد اليد دون الملك .... لاتجب فيه الزكاة ، فتاوى عالمگيرى ،كتاب الزكاه ج:۱ص:۱۷۲،ط:ماجديه .بدائع الصنائع ،ج:۲ ص:۹، فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط:سعيد. البحرج:۲ص: ۲۰۲. شامى ج:۲ص:۲۵۹.

(۳) قال في التاتارخانيه :ويوخذ العشرمن الاراضي العشرية اذا كان المالك مسلما...... وكذلك في ارض الوقف واما المستعيراذا زرع فعليه العشردون صاحب الارض ، تاتارخانية ج:۲ص: ۳۳۰،كتاب العشر،ط:ادارة القرآن.قال في البحر :وفي المزارعة على قولهما العشرعليهما بالحصة وعلى قوله على رب الارض لكن يجب في صحته في عينه و في حصة المزارع يكون دينا في ذمته ،البحرج:۲ص:۲۳۷،باب العشر:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۳۳۰.وكذا ملك الارض ليس بشرط الوجوب لوجوبه في الاراضي =

وقف کے جانور کا حکم

وقف کے جانوروں پر اوران گھوڑوں پر جو جہاد کے لئے رکھے گئے ہوں زکوۃ فرض نہیں ۔(۱)

(۵)

ھبہ کے مال کی زکوۃ

جب ھبہ کی چیز پر قبضہ ہوتا ہے تو قبضہ کرنے والا اس کا مالک ہوتا ہے، اگر وہ زکوۃ والی چیز ہے تو قبضے کے بعد سے زکوۃ کا حساب ہوگا، قبضہ سے پہلے سے نہیں، اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے تو دوسرے نصابوں کا جب سال پورا ہوگا تو گفٹ میں ملی ہوئی چیزوں کی زکوۃ بھی دیدے۔

اوراگر پہلے سے صاحب نصاب نہیں اورھبہ میں ملی ہوئی چیز نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس دن سے قمری حساب سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی ۔(۲)

= الموقوفة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۵ ،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار.

(۱) الخیل اذا کانت علوفة اوامسکها للغزوفلاشیئ فیها بالاجماع ،فتاوی تاتارخانیة نوع منها فی الخیل ج:۲ص:۲۲٤ ،ط:ادارة القرآن.هندیه ج:۱ص:۱۷۸ ،الفصل الخامس فیما لاتجب فیه الزکاة. بدائع ج:۲ص:۳٤ ،فصل واما حکم الخیل ط:سعید.البحرج:۲ ص: ۲۱٦.

(۲) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا وبای وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث اوهبة اوغیر ذلك ولومن غیرجنسه الخ ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۵ ،کتاب الزکاة ط:ماجدیه .البحرج:۲ص: ۲۲۲، ط:سعید.بدائع ج:۲ص: ۱۳۱ ،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۸۸ .فتح القدیر ج: ۲ ص: ۱٤۸. قال فی البدائع :کمال النصاب شرط وجوب الزکاة فلاتجب الزکاة فیما دون النصاب لانها لاتجب الا علی الغنی والغنا لایحصل الابالمال الفاضل عن الحاجة الاصلیة ولکن هذا الشرط یعتبرفی اول الحول واخره ،بدائع ج:۲ص:۱۵ ،ط:سعید.هندیه ج:۱ ص: ۱۷۵، ط:رشیدیه .البحرج:۲ص:۲۲۹ .شامی ج:۲ص:۳۰۲ .قال فی البحر:والمراد بکونه حولیا ان یتم الحول علیه وهوفی ملکه لقوله علیه السلام لازکاة فی مال حتی =

ہدیہ کے نام سے زکوۃ دینا

اگرکسی مالدار کوکسی آدمی کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ زکوۃ کا مستحق ہے ،اورزکوۃ کوزکوہ کہہ کر دینا مناسب نہیں تو ''ہدیہ'' کے نام سے زکوۃ دے سکتا ہے، اورزکوۃ ادا ہو جائے گی ،بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۱)

ہر سال حساب کرنا

اگرآمدنی میں کمی زیادتی کا تغیر ہوتا رہتا ہے ، یامال کی مقدار میں بھی فرق ہوتا رہتا ہے تو ہر سال الگ الگ حساب کرنا ضروری ہوگا۔(۲)

اگرصرف ایک خاص رقم کسی کے پاس رکھی ہوئی ہے، یازیور کھا ہے اورمزید کوئی ایسی آمدنی نہیں جس پر زکوۃ واجب ہو تو صرف ایک مرتبہ حساب کر لینا کافی ہوگا،اس کے بعد اسی حساب سے ہر سال زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

= یحول علیه الحول وفی القنیة: العبرة فی الزکاة للحول القمری ،هندیه ج:۱ ص:۱۷۵.
البحرج:۲ ص:۲۰۳ ،کتاب الزکاة ،ط:سعید.شامی ج:۲ ص:۲۵۹.

(۱) ومن اعطی مسکینا دراهم وسماهاهبة اوقرضا ونوی الزکاة فانها تجزیه وهوالاصح ، فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱ ،کتاب الزکاة ،البحرج:۲ ص:۲۱۲ ،ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ ص:۲٦٤ ،الفصل السابع ،ط:ادارة القرآن.

(۲) واما اموال التجارة فتقدیرالنصاب فیها بقیمتها من الدنانیروالدراهم فلاشئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم اوعشرین مثقالا من ذهب فتجب فیها الزکاة ،بدائع ج:۲ ص:۲۰. البحرج:۲ ص:۲۲۸ .شامی ج:۲ ص:۲۹۸ .هندیه ج:۱ ص:۱۷۹ .تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۷. فتح القدیرج:۲ ص:۱٦٥ .قال فی البدائع کمال النصاب شرط وجوب الزکاة فلاتجب الزکاة فیمادون النصاب لانها لاتجب الاعلی الغنی، بدائع ج:۲ ص:۱۵ ،ط:سعید.قال فی الدر: وسبب افتراضها ملك نصاب حولی تام ای لان حولان الحول علی النصاب شرط لکونه سببا،ردالمحتارج:۲ ص:۲۵۹ ،کتاب الزکاة ،ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۲.

(۳) وشرطه ای شرط افتراض ادائها حولان الحول ......فتلزم الزکاة کیفما امسکها ، الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۲۷٦ ،کتاب الزکاة ،ط:سعید.

ہسپتال قائم کرنا زکوۃ سے

زکوۃ کی رقم سے ہسپتال قائم کرنا جائز نہیں، اسی طرح ہسپتال کے ڈاکٹر اور دوسرے کارکنوں کی تنخواہ دینا، کرایہ بھرنا، تعمیر اور فرنیچر وغیرہ مصارف پر خرچ کرنا جائز نہیں، اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

البتہ زکوۃ کی رقم سے دوا خرید کر مستحق زکوۃ لوگوں کو مفت میں دینا صحیح ہے۔

ہسپتال کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے ہسپتال کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں فقراء کی تملیک نہیں ہوتی، زکوۃ ادا ہونے کیلئے فقرائے کی تملیک شرط ہے۔(۲)

ھنڈی کا خرچہ زکوۃ سے ادا کرنا

ھنڈی کے ذریعہ زکوۃ کی رقم ایک ملک سے دوسرے ملک کے مستحقین کیلئے بھیجنا جائز ہے لیکن ھنڈی کا خرچہ زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ آدمی کو بلاعوض دے کر مالک بنانا ضروری

---

(۱) (هی تمليك) خرج الاباحة ،فلواطعم يتيما ناوي الزكاة لايجزيه الا اذا دفع اليه المطعوم ،ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۵۷، كتاب الزكاة ،ط: سعيد.(قوله لانعدام التمليك) وهو الركن ،فان الله تعالى سماها صدقة وحقيقة الصدقة تمليك المال من الفقير الخ فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۸، باب من يجوز دفع الصدقة اليه ومن لايجوز: ط: رشيديه.

(۲) ولايجوزان يبنى بالزكاة المسجد وكذا القناطروالسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهاروالحج والجهادوكل مالاتمليك فيه ،هنديه ج: ۱ ص: ۱۸۸، باب فى المصرف .قال فى البحر :وعدم الجوازلانعدام التمليك الذى هو الركن فى الاربعة ،البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف ط: سعيد. تاتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲،من توضع الزكاة فيه ،ط: ادارة القرآن. قال فى الهندية :ولونوى الزكاة مايدفع المعلم الى الخليفة ولم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا ،اجزأه والا فلا،فتاوى هنديه ج: ۱ ص: ۱۹۰. ط: رشيديه .تاتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۸، كتاب الزكاة ،من توضع الزكاة فيه، ط: ادارة القرآن. شامي ج: ۲ ص: ۳۵۶.

ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی، اور یہاں تملیک نہیں ہوتی۔(۱)

ہیرا

☆......خالص ہیرا اور صرف ہیرے سے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں۔

☆......اگر ہیرا یا اس کے زیوارت تجارت کیلئے ہیں تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

(ی)

یاقوت

☆......اگر یاقوت تجارت کے لئے نہیں ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر یاقوت تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ یاقوت کی قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) فهي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى هذا في الشرع كذا في التبيين ،فتاوى هنديه ج:۱ ص: ۱۷۰، كتاب الزكاة ،البحرج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:۲ص: ۲۵٦. ولان الزكاة يجب فيها تمليك المال .البحرج:۲ص:۲۰۱.

(۲) لازكاة في اللآلي والجواهروان ساوت الفا اتفاقا الا ان تكون للتجارة ،الرد على الدر ج:۲ص:۲۷۳،كتاب الزكاة.البحرج:۲ص:۲۳٦،باب الركاز،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ ص:۳٤۲،كتاب المعادن والركاز،ط:ادارة القرآن.

(۳،٤) واما اليواقيت والجواهرفلازكاة فيهما وان كانت حليا الا ان تكون للتجارة كذا في الجوهرة النيرة ،عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۰.كتاب الزكاة . البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۳، باب المصرف ،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،باب من توضع الزكاة فيه ،ط:ادارة القرآن. الدرمع الرد ج:۲ص:۳٤٤،باب المصرف ط:سعيد.

یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا

یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے تملیک کے بغیر یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔ (۱)

یتیم خانہ کی تعمیر زکوۃ سے

☆......زکوۃ کی رقم سے یتیم خانہ کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یتیم خانہ زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے، زکوۃ کے مصارف صرف مسلمان فقیر وغریب ہیں۔

☆......زکوۃ کی رقم سے یتیم خانہ کیلئے ایسا سامان بھی خریدنا جائز نہیں جو مالک بنا کر مستحق زکوۃ لوگوں کو نہ دیا جاتا ہو مثلاً یتیم خانہ کے پلنگ، فرش، فرنیچر، برتن وغیرہ۔ (۲)

یتیم خانہ کے ملازم کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

یتیم خانہ کے ملازمین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو بلاعوض مفت میں مالک بنا کر دینا ضروری ہے، ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی، ایسی صورت میں ملازمین کی تنخواہ دینے کے لئے زکوۃ کے علاوہ عمومی چندہ اور عطیات کی

---

(۱) ولایجوزان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالاتملیك فیه ولایجوزان یکفن بها میت ولایقضی بها دین المیت کذا فی التبیین ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸ ،الباب السابع فی المصارف ،ط: ماجدیه .بدائع ج:۲ ص:۳۹ .قال فی البحر :هی تملیك المال من فقیرمسلم کمافی الهندیه ......لان الزکاۃ یجب فیها تملیك المال ،البحرج:۲ص:۲۰۱ ،کتاب الزکاۃ ،ط: سعید .هندیه ج:۱ ص:۱۷۰ .شامی ج:۲ ص:۳٤٥ .وعدم الجوازلانعدام التملیك الذی هوالرکن فی الاربعة لان الکفن علی ملك المتبرع ،البحرج:۲ ص:۲٤۳ ، باب المصرف ط:سعید.

(۲) اما تفسیرها فهی تملیك المال من فقیرمسلم غیرهاشمی ولامولاہ بشرط قطع المنفعة من کل وجه لله تعالی هذا فی الشرع کذا فی التبیین ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰ .کتاب الزکاۃ .شامی ج:۲ ص؛۲٥٦ .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱ .

رقم سے انتظام کریں۔(۱)

یتیم خانہ میں زکوۃ دینا

اگر یتیم لڑکے یا لڑکیاں سمجھدار ہیں، روپیہ پر قبضہ کر سکتے ہیں یعنی اپنی تحویل میں رکھنے کا شعور رکھتے ہیں اور اسکو ضائع اور پھینک نہیں دیں گے بلکہ اپنی ضرورت یا کھانے پینے میں استعمال کریں گے تو ایسے نابالغ لڑکے لڑکیوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

یتیم کو زکوۃ دینا

اگر یتیم مسلمان ہے، غریب اور محتاج ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا یا زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا یا زیورات دینا جائز ہے، اسی طرح جہیز کے لئے سامان خرید کر دینا بھی جائز ہے۔(۳)

---

(۱) قال فی الهندية :ولونوى الزكاة بما يدفع المعلم الى الخليفة ولم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزأه والافلا،هنديه ج:۱ص:۱۹۰، الباب السابع فی المصارف ،ط:رشيديه .فتاوى تاتارخانية ،ج:۲ص:۲۷۸،باب من توضع الزكاة فيه ،ط:ادارة القرآن.شامی ج:۲ص:۳۵٦.

(۲) ولم يشترط البلوغ والعقل لانهما ليسا بشرط لان تمليك الصبی صحيح والمراد ان يعقل القبض بان لايرمى به ولايخدع عنه ،البحر:ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد.الدرمع الرد ج:۲ص:۲۵۷،ط:سعيد.

(۳) هی تمليك المال من فقيرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،هنديه ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشيديه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد.رد المحتارج:۲ص:۲۵۷.ط:سعيد.ولوعال يتيما فجعل يكسوه ويطعمه وجعله من زكاة ماله فالكسوة تجوزلوجود ركنه وهوالتمليك ،بدائع ج:۲ص:۳۹. البحر ج:۲ص:۲۰۱. رد المحتارج:۲ص:۲۵۷.

روزے کے مسائل
کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتا جامعة العلوم الاسلامیة
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتا جامعة العلوم الاسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

مؤلف کی دیگر کتب

۱) روزے کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

۲) زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

۳) قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

۴) الشافی شرح اردو متن الکافی

۵) متن الکافی فی العروض والقوافی
مع حاشیۃ الکاملۃ الشافی

ناشر

بیت العمار کراچی